خطابت کی دُنیا میں دُھوم مچا دینے والی نادر و نایاب تقریروں کا لاجواب مجموعہ

خُطباتِ جمالِ مُصطفیٰ

- دیدارِ مُصطفیٰ
- شفاعتِ مُصطفیٰ
- عظمتِ دُرودِ مُصطفیٰ
- اختیاراتِ مُصطفیٰ
- یارِ غارِ مُصطفیٰ
- تحفۂ معراجِ مُصطفیٰ
- اولیائے اُمّتِ مُصطفیٰ
- عُلمائے اُمّتِ مُصطفیٰ
- تقویٰ عاشقانِ مُصطفیٰ
- شہادت غلامانِ مُصطفیٰ
- علاماتِ گستاخانِ مُصطفیٰ
- حالاتِ برزخ
- اصلاحِ مُعاشرہ

خطیبِ اہلِ سُنّت مولانا الحاج محمد سُہیل احمد خان غزالی بھاگلپوری
صدرُ المدرسین دارُالعلوم رضویہ شاہ علیم دیوان، شیموگہ کرناٹک

خواجہ بُک ڈپو
دھلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرہ تقریروں کا مستند مجموعہ

خُطباتِ جمالِ مُصطفٰی

تصنیف

خطیبِ اہلِ سُنّت مولانا الحاج محمد سُہیل احمد خان غزالی بھاگلپوری
صدرُ المدرسین دارُ العُلوم رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ کرناٹک
موبائل: 9036460996

نام کتاب .... خطبات جمال مصطفیٰ

مصنف .... حضرت علامہ مولانا الحاج محمد سہیل احمد خان غزآلی بھاگلپوری

اصلاح .... حضرت علامہ مفتی مشرف حسین صاحب رضوی مصباحی
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان وقاضی شہر شیموگہ۔

پروف ریڈنگ .... حضرت مولانا انتخاب اشرف صاحب قادری
حضرت مولانا ذوالفقار صاحب رضوی، مدرس جامعہ ہذا

کمپوزنگ .... محمد تنویر احمد خلیل رضوی (بی۔اے)

ڈیزائنگ .... آر۔کے۔گرافکس، یم۔کے روڈ، شیموگہ۔
Mob:9141932390

صفحات 504

سن اشاعت .... دسمبر 2012ء

تعداد 1100

قیمت 220

ملنے کے پتے

☆ دار العلوم جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان، شیموگہ، کرناٹک

☆ رضا بک سنٹر، یم کے کے روڈ شیموگہ

☆ رضا اکیڈمی بمبئی ☆ رضا مومینٹ بنگلور

☆ سنگرام پور، پوسٹ لوگائیں، ضلع بانکا بھاگل پور، بہار

☆ مکتبہ نور A200 نور اللہ روڈ، الہ آباد

فہرست مضامین

بفیض روحانی

سیدالاولیا، محبوب سبحانی قطب ربانی

سیدنا **شیخ عبدالقادر جیلانی** بغدادی رضی اللہ عنہ

و

شہنشاہ ہندوستان، خواجۂ خواجگان

معین الملت والدین **خواجہ معین الدین** چشتی سنجری رضی اللہ عنہ

و

شیخ الاسلام والمسلمین، معجزۃ من معجزات النبی

مجدد اعظم **امام احمد رضا خان** فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

و

تاجدار اہلسنت، نور دیدۂ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ الشاہ **مصطفیٰ رضا خان** حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

و

مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں

سیدی ومرشدی علامہ الشاہ **سید مختار اشرف** اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی

و

خطیب مشرق، پاسبان ملت، مناظر اہلسنت

حضرت علامہ **مشتاق احمد** نظامی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

کے نام جنکی خدمات جلیلہ اور فیضان کرم سے ساری دنیائے سنیت مالا مال ہے۔

گدائے کوچۂ اولیاء

محمد سہیل احمد خان غزآتی

تہدیہ

شہبازِ طریقت، غواص، بحرِ معرفت، واقفِ رموزِ حقیقت،

حضرت **سید شہباز عالم** بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہ

و

واقفِ اسرارِ طریقت، رازدارِ سرِ وحدت، عارف باللہ

حضرت سید سرکار **غالب شاہ بابا** رحمۃ اللہ علیہ (غریب پور)

و

قطب شموگہ حضرت سیدی شاہ **علیم دیوان** قادری رحمۃ اللہ علیہ

و

عارف باللہ حضرت سید شاہ **قاسم ولی** رحمۃ اللہ علیہ مداری پالیہ

و

بدرِ ملت حضرت سید **بدر الدین** شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

و

پابندِ شریعت حضرت **دُرویش بابا** رحمۃ اللہ علیہ

کے لئے جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے مذہب اسلام کی آبیاری فرمائی۔

سگِ بارگاہ اولیاء

محمد سہیل احمد خان غزآلی

نذرانۂ عقیدت

شیخ الاسلام والمسلمین، مظہر علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی **محمد اختر رضا خان** صاحب قادری ازہری مدظلہ النورانی

قاضی القضاۃ فی الہند بریلی شریف

و

پیر طریقت، رہبر شریعت، ترجمانِ مسلک اعلیٰ حضرت سراج ملت، حضرت علامہ

الحاج الشاہ **سید سراج اظہر** صاحب قادری رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

بانی وسربراہ اعلیٰ دارالعلوم فیضان مفتی اعظم، ممبئی

و

ضیغم اہل سنت، شہنشاہ خطابت، فاتح بکارو خطیب الہند، حضرت علامہ

مولانا محمد **جہانگیر خان** صاحب قبلہ

خلیفہ حضور تاج الشریعہ وبانی دارالعلوم حنفیہ غریب نواز بکارو۔

جن کی غلامی وکرم نے مجھے اس لائق بنایا

خاکپائے علماء

محمد سہیل احمد خان غزآلی

تمنائے رحمت

میرے والد ماجد

☆ جناب محمد کفیل خان ابن سرافت خان قبلہ مرحوم ومغفور۔

وعم محترم

☆ جناب حنیف خان مرحوم ☆ جناب محمد ظہیر خان مرحوم

☆ جناب محمد کلیم اللہ عرف کلومیاں مرحوم۔ والد مفتی مشرف حسین صاحب

جدہ محترمہ مکرمہ انیسہ وسجو بن مرحومہ ومغفورہ،

اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

انتساب

والدۂ کریمہ مخدومہ معظمہ **شمس النساء** صاحبہ

وبرادر گرامی **محمد شکیل خان** صاحب کے نام

جنکی بے پناہ شفقتوں، عنایتوں اور نوازشوں نے قدم قدم پر میری دستگیری فرمائی۔ اور جنہوں نے میری تعلیم وتربیت میں کلیدی کردار ادا کیا۔ دعا ہے کہ رب کائنات ان بزرگوں کا سایہ عاطفت ہم بھائی بہنوں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

طالب دعا

محمد سہیل احمد خان غزالی

حالات مصنف

بقلم:۔ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد مشرف حسین رضوی مصباحی
شیخ الحدیث وچیف قاضی دار العلوم رضویہ شاہ علیم دیوان شیوگر۔

محبوب العلما حضرت علامہ مولانا محمد سہیل احمد خان صاحب غزالی مدظلہ العالی لازالت شموس فیضانہ المتوالی علی رؤس الاصاغر والموالی ایک باصلاحیت کہنہ مشق مدرس، شعلہ نوا خطیب، باذوق مصنف اور صاحب فکر ونظر عالم دین ہیں۔

علم وفضل، زہد وتقویٰ، اخلاص واخلاق اور سینکڑوں خوبیوں کے حامل ہیں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ ان کا تعارف لکھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

حضرت علامہ ضلع بھاگلپور کے مردم خیز قصبہ سنگرام پور، عمرپور کے باشندہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ایک اندازہ کے مطابق ۱۹۷۰ء میں ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کا نام محمد سہیل احمد رکھا اور اسی نام سے آپ مشہور ومعروف ہوئے۔ مگر صغر سنی ہی میں آپ کے والد گرامی محمد کفیل احمد خان مرحوم ایک مختصر علالت میں راہی ملک بقا ہوگئے۔ اور آپ کی پرورش وپرداخت اور تعلیم وتربیت کا بار گراں آپکی والدہ ماجدہ شمس النساء کے ناتواں کاندھوں پر آگیا۔ آپکی والدہ نہایت نیک، پرہیزگار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون ہیں۔ انہوں نے خود بے حد تکلیفیں اٹھائیں مگر اپنے یتیم بچے کی پرورش اور تعلیم وتربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور آپ کے برادر گرامی محمد شکیل خان ان دنوں محض ۱۲ سال کے تھے۔ کسی طرح انہوں نے میٹرک پاس کیا اور صغنی عمر میں ملازمت کر کے والدہ ماجدہ کے بوجھ کو ہلکا کیا۔ اور آپ کی تعلیم میں بھرپور سہارا بنا۔ آپ کے برادر صغیر محمد صلاح الدین خان بھی بہت چھوٹی عمر کے تھے۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقہ میں خیر المدارس، عمرپور، مدرسہ خیر العلوم چریا

اور دار العلوم حنفیہ غریب نواز بوکارو میں حاصل کی۔ اور اعلیٰ تعلیم کیلئے سلطان العلماء مفکر ملت خطیب الہند حضرت علامہ مولانا جہانگیر خانصاحب قبلہ خلیفہ حضور تاج الشریعہ نے آپ کو دار العلوم غریب نواز الہ آباد بھیج دیا۔ اور حضور خطیب مشرق پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں دیدیا۔ مولانا غزالی نے دار العلوم میں کامل آٹھ سال تک پوری محنت ومشقت، ذوق وشوق اور جہد مسلسل کے ساتھ علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی۔ اور درس وتدریس کی مکمل صلاحیت پیدا کر لی۔ والدہ محترمہ کی دعاء سحر گاہی اور نالہ نیم شبی ہر ہر قدم پر مکمل آپ کی دستگیری اور رہنمائی کرتی رہی۔

۱۹۹۲ء میں دار العلوم غریب نواز ہی سے آپ کو سند فراغ حاصل ہوئی۔ اور اسی سال آپ کے مشفق استاد حضرت مولانا ابو سفیان صاحب دام ظلہ نے آپ کو شہر شیموگہ صوبہ کرناٹک بھیج دیا۔ یہاں شہر کے مرکزی ادارہ دار العلوم رضویہ شاہ علیم دیوان میں درس وتدریس اور محلہ مداری پالیہ کی سنی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے مناصب جلیلہ پر فائز کئے گئے۔ اور الحمد للہ بیس سالوں سے یہ دونوں خدمات نہایت ہی کامیابی کے ساتھ انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن افسوس سال گذشتہ کچھ شرپسندوں کی شرارت کیوجہ سے آپ کو مداری پالیہ کی امامت سے سبکدوش ہونا پڑا۔ البتہ دار العلوم میں آپ باقاعدہ درس وتدریس میں منہمک ہیں بلکہ دار العلوم کے ارباب حل وعقد بالخصوص عزت مآب جناب عبد الستار بیگ صاحب نظامی صدر سنی جمعیۃ العلماء کمیٹی اور جناب محترم آفتاب پرویز صاحب سکریٹری نے آپ کی گرانقدر خدمات کی بنا پر آپ کو دار العلوم کا صدر المدرسین اور پرنسپل بنادیا۔ الحمد للہ نہایت ہی خیر وخوبی کے ساتھ آپ اس گرانقدر عہدہ کو نبھا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی یونہی نبھاتے رہیں گے۔

مولانا سہیل احمد خان ماشاء اللہ ایک کہنہ مشق مدرس کے ساتھ عرشی خیال مفکر اور ثریا شکوہ خطیب بھی ہیں۔ پورے علاقہ میں آپکی تقریروں کی دھوم ہے۔ اور بحمدہ تعالیٰ تصنیف وتالیف کا بھی ذوق سلیم رکھتے ہیں۔ آپ کے گرانقدر مقالات ومضامین ملک کے موقر

معتبر جریدوں اور رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ البتہ کتابی شکل میں پہلی بار آپ کی کاوش فکر منظر عام پر آرہی ہے۔ یہ کتاب دراصل تیرہ عنوانات پر آپکی مختلف تقریروں کا مجموعہ ہے جو ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔

مداری پالیہ میں اٹھارہ سالوں تک آپ نے اس شان سے امامت فرمائی کہ محلہ کا ہر فرد آپ کا دیوانہ اور جان نثار تھا ہر کہ ومہ آپ کا بیحد احترام واکرام کرتے تھے۔ وہاں آپ نے اپنی محنت شاقہ اور جہد مسلسل سے ایک شاندار، بے مثال اور پر شکوہ مسجد کی تعمیر فرمائی جو آج بھی لوگوں کو دعوت نظارہ پیش کرتی ہے۔

مولانا کی سب سے بڑی خوبی آپ کا تصلب فی الدین ہے۔ مسلک وعقائد کے معاملے میں ذرا بھی لچک پسند نہیں۔ نہایت ہی متصلب اور سنی رضوی عالم ہیں۔ بدعقیدوں اور رسول دشمنوں سے ذرا بھی رواداری کے قائل نہیں۔ نہ ان سے سلام وکلام کرتے ہیں اور نہ انکی تقریبات میں شامل ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی خالہ سے محض عقیدے کے اختلاف کی بنا پر رشتہ ختم کرلیا ہے اور بالکلیہ بدعقیدوں سے اجتناب برتتے ہیں۔ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ دار العلوم میں باورچی کی ضرورت ہوئی، اخبار میں اعلان دیا گیا۔ دو خاتون بات چیت کے لئے آئیں۔ سب سے پہلے آپ نے ان کا عقیدہ پوچھا میں نے کہا بھی کہ کھانا پکانے کیلئے اس قدر تشدد کیضرورت کیا ہے؟ برجستہ فرمایا۔ حضرت! آپ بدعقیدہ کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا کھائیں گے؟۔ مجھے چپ ہوتے بنا۔ مداری پالیہ میں ایک شخص کا جنازہ نہ پڑھانے پر بڑا ہنگامہ ہوا۔ مگر آپ نے سب کچھ برداشت کرلیا۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں۔ کہ اُن سب کو جمع کئے جائیں تو مستقل ایک کتاب ہوجائے۔ غرض کہ آپ کو دین میں مداہنت ہرگز پسند نہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے آپ کو جنون کی حد تک عشق ہے۔ اور ہمیشہ انکی یاد میں سرشار رہتے ہیں۔

مولانا سہیل احمد خان صوم وصلوٰۃ کے بھی حد درجہ پابند ہیں۔ اور ہر نماز باجماعت ادا

کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ سخت سے سخت گرمی اور علالت کے ایام میں بھی آپ کے روزے قضا نہیں ہوتے۔

مولانا موصوف اخلاص واخلاق، حلم وبردباری، جود وسخا کے بھی پیکر جمیل ہیں اور بڑا معاملہ فہم۔ زیرکی ودانائی، فہم وفراست اور شعور وآگہی، تواضع وانکساری آپ کا خاص وصف ہے۔ استغنا کی دولت سے بھی مالا مال ہیں۔

حرص وہوس، بغض وعناد، اور کم ظرفی کے امراض سے یکسر پاک ہیں بڑے سے بڑے معاملے میں بھی آپ ہنستے مسکراتے رہتے ہیں اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کرلیا کرتے ہیں۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ غرض کہ آپ نہایت ہی بذلہ سنج اور مرنجا مرنج قسم کے آدمی ہیں۔

حضرت علامہ کو شرف بیعت حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں عارف باللہ سیدی شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی قدس سرہٗ النورانی سے ہے۔ اور حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند سے بھی آپ طالب ہیں اور اجازت وخلافت حضور نبیرۂ اعلیٰ حضرت، قمر ملت حضرت علامہ ڈاکٹر قمر رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ نے عطا فرمایا۔

علم وفضل ہی کی سعادت کیا کم تھی کہ ان نسبتوں نے آپ کو کندن بنادیا۔ مجد وشرف عزت وعظمت، اور خیر وفلاح کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ جلوؤں کو سویرا ہوتا گیا۔

۲۰۰۹ء میں آپ حج بیت اللہ کا فریضہ بھی انجام دے آئے وہاں کعبہ معظمہ کی ایمانی روحانی نورانی برکتوں اور تجلیات الٰہی کی جھما جھم بارش سے شرابور ہونے کے بعد کائنات عشق کی راجدھانی مدینہ منورہ اور جلوہ گاہ رسول اکرم ﷺ یعنی گنبد خضریٰ کی زیارت باکرامت سے اپنی آنکھوں کو نور عطا کیا، اور صحابہ کرام، تابعین عظام، ازواج مطہرات اور دیگر ذوات قدسیہ کی مرقدوں پر حاضری کے فیضان سے بھی مالا مال ہوکر لوٹے۔

مولانا محترم کی شادی خانہ آبادی ۱۹۹۷ء میں عالیجناب مقبول احمد خان مرحوم ومغفور ساکن سنگرام پور کی دختر شہناز بانو سے ہوئی۔ محترمہ نہایت ہی خوش اخلاق، وفا شعار، خدمت گذار، مہمان نواز اور وضع دار خاتون ہیں صوم وصلوٰۃ کی پابند اور پردہ دار ہیں۔ اور بچوں کی نگہداشت میں نہایت ہی چست۔ ماشاء اللہ مولانا غزالی کے دو ہونہار بچے محمد شکیب رضا خان اور محمد خبیب رضا خان اور ایک بچی شہر بانو زیر تعلیم ہیں۔ مولانا تین بھائی اور دو بہنیں ہیں ماشاء اللہ سبھی عیالدار ہیں اور خوش وخرم۔

آپ کی شخصیت کی تعمیر وترقی میں جن بزرگوں کی شفقتیں شامل ہیں۔ ان میں

☆ حضرت علامہ مفتی شفیق احمد صاحب شریفی ☆ حضرت علامہ رحمت اللہ صاحب بلرام پوری
☆ حضرت علامہ ابوسفیان صاحب الٰہ آباد ☆ حضرت علامہ مجاہد حسین صاحب پاموی
☆ حضرت علامہ فضل رسول صاحب الٰہ آباد ☆ حضرت علامہ علاء الدین صاحب بکارو۔
☆ حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب الٰہ آباد ☆ حضرت علامہ ابراہیم صاحب عمرپور
☆ حضرت علامہ مولانا حلیم الدین صاحب رسولہ ☆ حضرت علامہ مولانا محمد علیم الدین، چریا
☆ حضرت علامہ ناصر حسین صاحب انجم الٰہ آباد ☆ حضرت علامہ خورشید عالم صاحب الٰہ آباد
☆ حضرت مفتی مظہر الحق صاحب ہاسن ☆ حضرت مولانا سراج صاحب چریا

آپ کا حلقہ احباب بھی بہت وسیع ہے اور آپ سب میں یکساں مقبول ومحترم ہیں۔

آپ کے مخصوص احباب ورفقاء کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت علامہ کلیم احمد صاحب طاہری بنگلور — مفتی محمد قمر الزماں صاحب نوری رضوی ممبئی
حضرت مولانا مفتی سجاد عالم صاحب ثقافی — حضرت مولانا غلام ربانی نشتر الٰہ آبادی
حضرت مولانا اشفاق احمد رضوی بنگلور — مفتی کمال مصطفےٰ رضوی بھاگلپوری
مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی بھاگلپوری — حضرت مولانا کلیم رضا نوری صاحب
حضرت مولانا ایوب صاحب دربھنگہ — حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب نعیمی
حضرت حافظ وقاری بشیر احمد رضوی — حضرت حافظ بشارت حسین نظامی

مولانا شرف الدین صاحب سنگرام پور — مولانا محبوب عالم صاحب سنگرام پور

مولانا جسیم الدین صاحب سنگرام پور — ماسٹر عبد المناف، ماسٹر احمد اللہ صاحبان

حافظ و قاری حسین صاحب الہ آباد — حضرت مولانا ذکی احمد صاحب ثقافی، کٹوریا

مولانا پرویز عالم صاحب مصباحی — مولانا سیف اللہ صاحب صمدی شرالکپہ

مولیٰ تعالیٰ سے صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ پروردگار مولانا غزالی کی اس کاوش فکر کو شرف قبولیت عطا فرما۔ اور مولانا المحترم کو یوما فیوما ترقی درجات عطا فرما اور خدمت دین متین کی بیش از بیش توفیق عطا فرما۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر قادری محمد مشرف حسین رضوی مصباحی

خادم دار الافتاء والحدیث

دار العلوم جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شموگہ

۱۹ رذی الحجہ شریف ۱۴۳۲ھ

تقدیم

از قلم: ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا محمد مبارک حسین صاحب رضوی محسن بھاگلپوری

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اللہ رب محمد صلیٰ علیہ وسلم ... نحن عباد محمد صلیٰ علیہ وسلم

فاضل معقول و منقول، حضرت علامہ الحاج محمد سہیل احمد خان غزالی کی کتاب نایاب اور تصنیف پرلطیف "خطبات جمال مصطفیٰ" کا مطالعہ کیا۔ اور اس مطالعے کے ضیابار کرنوں سے اپنے دل کو پرنور کیا۔

الحمد للہ کتاب مذکور، ممدوح مکرم کی نادر و نایاب تصنیف ہے۔ ویسے تو وعظ و خطابات کی دنیا بڑی وسیع ہے۔ اتنی کہ اس کا رقبہ لامحدود و غیر محیط ہے۔ اس لئے کہ تبلیغ حق کی اشاعت و ترویج کیلئے دو چیزیں بڑی اہم اور کلیدی ہیں۔ "تحریر اور تقریر" بلاشبہ ان دونوں کی اہمیت وافادیت سے کوئی بھی ذی علم وذی شعور انکار نہیں کرسکتا ہے۔ چہ جائیکہ یہ دونوں چیزیں مبلغ رشد و ہدایات ہیں۔ اور ان دونوں میں تقریر بڑی تفوق کی حامل ہے۔

وجہ یہ ہے کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام و رسولان عظام علیہم الصلوۃ والسلام کا مقدس نورانی قافلہ روئے زمین پہ جلوہ بار ہوا، کرۂ ارض کو اپنے میمنت قدوم کے ذریعے مشرف فرمایا۔ لاریب، ان نفوس قدسیہ کی وجہ بعثت پیغام حق کی اشاعت و ترویج رہی۔ اور سبھوں نے طریقہ تبلیغ تقریر ہی اختیار فرمائی۔ اور سب سے لطف کی بات تو یہ ہے کہ رب نے اپنے محبوب مبلغ کائنات ﷺ سے ارشاد فرمایا۔ یا یہا المدثر قم فانذر پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ وانذر عشیرتک الاقربین ۔ گویا منشاء مرضی خداوندی کے مطابق تقریر کے ذریعے ہی آپ نے تبلیغ حق کی اساس و بنیاد رکھی۔ اور طرفہ تو دیکھئے کہ یہ انداز تبلیغ اجابت کا سہرا لئے اتنا مقبول بارگاہ ہوا کہ رب ذوالجلال والاکرام نے اسے وحی

سے تعبیر فرماتے ہوئے مقام دوام عطا فرمادی اور ارشاد فرمایا، وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ ۔ مذکورہ بالاشواہدات منصوصہ سے پتہ چلا کہ تقریر ہر قرن اور ہر زمانے میں رشد وہدایات کے لئے رہبر ورہنما رہی ہے۔

چنانچہ، خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا جو دستہ ترتیب دیا، اسمیں خوش الحان مقررین اور شیریں مقال واعظین کو آپ نے بڑی ترجیح دی۔ اور ارشاد فرمایا'' یہ طبقہ روح لشکر کی طرح ہے۔ اور کیوں نہ ہو، ان کا کام بھی تو ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ اپنی زبان کی سحر انگیزی اور شیریں مقالی کے ذریعے دشمنوں سے لڑتے لڑتے جسمانی اعتبار سے تھکے ماندے سپاہیوں میں اک نیا جوش، اک نئی امنگ وترنگ اور اک نیا انقلابی جذبہ بھر دیا کرتے تھے۔ کفار ومشرکین کے تیرہ وتار دلوں میں ایمان کی جوت جلادیا کرتے، گم گشتہ راہ کو ہدایت کا نور مہیا کرادیا کرتے۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا تقریر ترقی کرتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اولیاء کرام وعلماء ذوی الاحترام نے وعظ وتقریر کو اوج ثریا سے بھی کہیں زیادہ عظمت وبالائی عطا فرمادی۔ آج بھی لاکھوں کے تعداد میں یہ کارواں پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور اس فن کی بالادستی کے لئے روز وشب مصروف عمل ہے۔

جیسے کل مبلغین وواعظین، خطباء ومقررین کی ضرورت تھی، آج بھی وہ ضرورت باقی ہے۔ آج بھی تقریروں کے ذریعے ہوا ونفس کے ماروں کا بڑا کامیاب علاج ہوتا ہے، خوابیدہ ضمیر میں نئی جان ڈال دی جاتی ہے۔ مردہ دلوں میں ایک روح سی بھر دی جاتی ہے۔ سینکڑوں بد کرداری وبدعملی کا دلدادہ جادہ حسن عمل پہ گامزن ہو جاتا ہے۔

لیکن یہ سب کچھ وہی مقرر کرسکتا ہے جس کی تقریر احقاق حق اور ابطال باطل پہ محیط ہو، انسانیت کو ایک نئی پہچان عطا کرنے والے رحمت للعلمین نبی کی سیرت پاک پہ مشتمل ہو، وہ تقریر افراط وتفریط سے پاک ہو، لغویات وغیر مستند روایات سے منزہ ہو۔

اور الحمد للہ، یہ کتاب '' خطبات جمال مصطفیٰ '' ان خوبیوں سے خوب آراستہ کی گئی ہے۔ فنی کمالات سے مرصع ومزین کی گئی ہے۔

انداز دلنشین ہے، ربط وتسلسل بڑا پیارا ہے، نہایت مبرہن اور مستند حکایات وروایات پیش کیے گئے ہیں۔ مراسم اہلسنت کی بالادستی خوب سے خوب تر اجاگر کی گئی ہے۔ دلائل وبراہین کی شکل میں ایات قرانیہ اور احادیث کریمہ کی تابناکیاں پوری کتاب میں نظر آئے گی۔

تیرہ مختلف عناوین پہ مشتمل تقریروں کا یہ دلکش مجموعہ ہے۔ جسمیں ہر عنوان، گھنٹوں گھنٹوں کی تقریر پہ پھیلا ہوا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب '' خطبات جمال مصطفیٰ '' خطباء و واعظین، علاوہ ناصحین نیز طلباء ومقررین کیلئے ایک حسین ولا جواب تحفہ ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر اگر یہ کہا جائے کہ یہ کتاب جامع الخطابات ہے، تو بجا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر حلقے میں یہ کتاب مقبول ہوگی اور داد وتحسین حاصل کرے گی۔

رب قدیر اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ان کے اس کدوکاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور مقبول خاص وعام بنائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ وعلیہ وسلم والہ واصحابہ اجمعین ۔

محمد مبارک حسین محسن رضوی

☆☆☆☆☆

پیش لفظ

نحمده و نصلی علی حبیبه الکریم

عرصہ دراز سے یہ ارمان دل میں مچل رہا تھا کہ طلباء وخطباء کے لئے قرآن واحادیث کی روشنی میں تقریر کی ایک کتاب لکھوں مگر کثرت کار اور ہجوم افکار کی وجہ سے امروز وفردا پر معاملہ ٹلتا رہا۔ تا آنکہ امسال ماہ رمضان المبارک کی تعطیل کلاں میں یہ عزم مصمم کر ہی لیا اور توکل علی اللہ کام شروع کردیا۔ بحمدہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ صرف دو ماہ کی قلیل مدت میں تیرہ عنوانات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب تیار ہوگئی صفحات کا اندازہ لگایا تو پانچ سو صفحات بنتے تھے۔ لکھنے کو تو لکھ دیا۔ مگر راقم نہ تو کوئی کہنہ مشق مصنف ہے اور نہ ہی کوئی ادیب، نتیجۃً کچھ فکری اور ادبی خامیاں رہ گئیں مگر میری خوش نصیبی کہئے کہ مفکر ملت، منبع علم وحکمت، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد مشرف حسین رضوی صاحب رضوی مصباحی شہر قاضی وشیخ الحدیث جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ سے میں نے تصحیح کتاب کی گذارش کی تو آپ نے عدم فرصت وناسازی طبع کے باوجود نہایت ہی عرق ریزی اور جانفشانی سے بہت ہی کم عرصے میں کتاب کی تصحیح فرمادی۔ مفتی صاحب قبلہ ہر فن میں اوحی ہیں، تدریس، تقریر، تصنیف میں یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ رواں دواں قلم کے مالک ہیں۔ بڑے بزرگ کی صحبت اٹھائے ہوئے ہیں۔ نہایت ہی منکسر المزاج عالم دین ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت کی عمر درازگی اور صحت وتندرستی کی دولت عطا فرمائے آمین۔

ساتھ ہی فاضلان گرامی حضرت مولانا انتخاب الاشرف صاحب قادری اور حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب سعدی اور حضرت مولانا محمد تحسین رضا صاحب مصباحی واساتذۂ جامعہ کا بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ ان کرم فرماؤں نے نہایت ہی عرق ریزی

سے کتاب کی پروف ریڈنگ فرمائی۔ احادیث کثیرہ حضرت علامہ مولانا مفتی معروف الاسلام صاحب نعیمی اور حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب رضوی لکھنوی اور جناب سمیر پاشا صاحب قریشی بسم اللہ مٹن اسٹال لشکر محلہ شیموگہ کا بھی شکرگذار ہوں کہ ان بزرگوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

اور عزیز القدر مولانا تنویر احمد خلیل صاحب رضوی، مالک آر۔ کے۔ گرافکس، ایم۔ کے۔ روڈ شیموگہ کو میں کن الفاظ میں یاد کروں کہ شب وروز انتھک محنت ومشقت اٹھا کر کتاب کی کمپوزنگ سے لیکر طباعت تک کا مسئلہ بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آں عزیز نے اس قدر جانفشانی نہ کی ہوتی تو شاید کتاب اتنی جلد ہاتھوں میں نہ آتی۔ اللہ انہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔

ارادہ ہوا کہ عرس اعلیٰ حضرت تک کتاب چھپ جائے اس کے لئے مجھے کن دشوار گزار مراحل سے گذرنا پڑا اللہ وحدہٗ لاشریک ہی جانتا ہے۔ کیونکہ تصنیف کے بعد طباعت کا مسئلہ کم اہم نہیں تھا۔ اللہ اللہ کر کے ان سارے مراحل سے گذر کر کتاب آپکے ہاتھوں میں ہے۔ ممکن ہے جلد بازی کی وجہ سے کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں جس کے لئے تمام قارئین سے التماس کرتا ہوں کوئی خامی نظر آئے ازراہ کرم اطلاع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں تصحیح کردی جائے۔

دعاؤں کا طالب

محمد سہیل احمد خان غزالی

انتباہ

اس کتاب کی اشاعت وطباعت کا حق صرف مصنف کا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی اسے شائع نہیں کرسکتے ہیں۔ ورنہ قانونی کارروائی کی جائے گی۔

دعا

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسن مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منھ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود وعطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِ سلم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆☆☆

خطبات جمال مصطفےٰ

نتیجہ فکر:۔ ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا محمد مبارک حسین صاحب رضوی محسن بھاگلپوری

شاہکار علم وفن ہے یہ جمال مصطفےٰ
فکر کی اک انجمن ہے یہ جمال مصطفےٰ

کیوں نہ خطبات جمال مصطفےٰ کی دھوم ہو
عظمتوں کا اک گگن ہے یہ جمال مصطفےٰ

جو بھی دیکھے دیکھتے ہی بس یہی کہتا ہے
عشق حق کا اک چمن ہے یہ جمال مصطفےٰ

ہے عیاں ہر اک ورق سے عشق کا سوز وگداز
بادۂ اہل سخن ہے یہ جمال مصطفےٰ

واہ کیا زور قلم ہے خنجر خونخوار ہے
بدعقیدوں کا کفن ہے یہ جمال مصطفےٰ

عشق میں سرشار ہو کر جب اٹھا ہے یہ قلم
تو بنا درِ عدن ہے یہ جمال مصطفےٰ

دیکھ کر ارباب فکر وفن یہی محسن کہیں
سنیت کا اک مشن ہے یہ جمال مصطفےٰ

☆☆☆☆☆

چمکانے والے

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہ فرسا ہو ساقی کے در پر
در جود اے میرے مستانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

☆☆☆

فروغ اہل سنت کیلئے امام اہل سنت کا

دس نکاتی پروگرام

۱ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں۔

۴ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

5 اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً وتقریراً وعظاً ومناظرۃً اشاعت دین ومذہب کریں۔

۶ حمایتِ مذہب وردِّ بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷ تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔

۸ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ" آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درہم ودینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق ﷺ کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳)

دیدارِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

....

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نوجوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لولگا کر بھیک دینے والے آقا وداتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار، شہنشاہ ذی وقار رحمۃ اللعالمین، طٰہٰ ویٰسین انیس

بیکساں، چارہ ساز دردمنداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود شریف پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحٰے، ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنی ہی عز و علا کی قسم
مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

حضرات گرامی! میں نے خطبۂ مسنونہ کے بعد قرآن عظیم کی ایک بہت ہی مشہور و معروف آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے۔ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی جس کا ترجمہ ہے چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔ بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں اَلضُّحٰی سے مراد چہرۂ پاک مصطفےٰ ہے اور اللیل سے مراد محبوب دو عالم ﷺ کا زلف عنبریں ہے۔ اب اس آیت کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ کی قسم ۔میرے دوستو اور بزرگو! پروردگار عالم نے اپنے محبوب کے روئے انور کی قسم یاد فرمایا اس لئے کہ رخ پاک مصطفےٰ سے زیادہ حسین و جمیل دنیا کی کوئی شئی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے اسی لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حسن و جمال سراپا کمال کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

یارسول اللہ ﷺ مری آنکھ نے آپ جیسا کبھی پیکر حسن و جمال دیکھا ہی نہیں بلکہ کسی ماں نے آپ جیسا حسین و جمیل پیدا ہی نہیں کیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

یارسول اللہ ﷺ آپ تمام عیوب و نقائص سے پاک پیدا فرمائے گئے گویا کہ آپ نے جیسا چاہا اللہ نے ویسا ہی پیدا فرمایا۔ اور مشہور صحابیٔ رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہ دیکھی گویا کہ سورج آپ کے چہرہ انور میں تیر رہا ہو۔ شمائل ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِیْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ۹ ص ۱۷ سطر نمبر ۲۔۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانٍ وَّعَلَیْهِ

حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو چودھویں رات میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا میں کبھی آپ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف تو آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

اسی لئے سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ماہ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

مصطفیٰ پیکرِ حسن وجمال ہیں

اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

کہ دیدہ صد نقش بگفت اے آفتاب
نے زمشرق نے زمغربی خوش آں باب

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو عرض کیا اے حسن وجمال کے آفتاب! تیرے جیسا خوبصورت نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں۔

حضرات!......... آپ نے دیکھا کہ حضرت حسان بن ثابت سے لیکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنھم تک یہی فرمارہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کوئی حسین وجمیل نہیں۔ کوئی خوبصورت نہیں۔ اب یہاں سوال کرنے والا سوال کرسکتا ہے، سوچنے والا سوچ سکتا ہے، اعتراض کرنے والا اعتراض کرسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے یہ کیسے فرمادیا کہ رسول اللہ ﷺ ساری کائنات میں سب سے بڑھ کر حسین وجمیل ہیں جب کہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ساری کائنات کو اور پوری دنیا کو دیکھا ہی نہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ مکہ اور

مدینے میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین وجمیل نہ ہو۔ یہ تو ممکن ہے کہ پورے عرب میں سرور عالم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت ہوں مگر وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ساری کائنات میں اُن سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں جب کہ انہوں نے پوری دنیا کو دیکھا ہی نہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ جہاں جہاں گئے ہوں اور جہاں جہاں کے لوگوں کو تو دیکھے ہوں وہاں میرے نبی جیسا کوئی حسین وجمیل نہ ہو مگر جہاں یہ لوگ نہ جاسکے وہاں کے تعلق سے یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میرے نبی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں مثلاً ہندوستان میں کوئی ایسا شخص ہو جو حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت ہو، پاکستان میں کوئی ایسا شخص ہو جو حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت ہو، بنگلہ دیش میں کوئی ایسا شخص ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو، سری لنکا میں کوئی ایسا شخص ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو، روس میں کوئی ایسا ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو، نیپال میں کوئی ایسا ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو، امریکہ میں کوئی ایسا ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو، انڈونیشیا میں کوئی ایسا ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو، ملیشیا میں کوئی ایسا ہو جو حضور سے زیادہ خوبصورت ہو۔ تو صدیق اکبر کے فیصلہ کو کیسے مانا جائے کہ حضور سب سے زیادہ خوبصورت ہیں، حضرت حسان بن ثابت کے فیصلے کو کیسے مانا جائے کہ حضور سب سے زیادہ خوبصورت ہیں، حضرت ابوہریرہ کے فیصلے کو کیسے تسلیم کیا جائے کہ حضور سب سے زیادہ خوبصورت ہیں، جابر بن سمرہ کے فیصلے کو کیسے مانا جائے کہ حضور سب سے زیادہ حسین وجمیل ہیں یا دیگر صحابہ کرام کے فیصلے کو کیسے تسلیم کیا جائے کہ حضور سب سے زیادہ خوبصورت ہیں، دوسری بات یہ کہ صدیق اکبر نے حضور ﷺ سے پہلے کے لوگوں کو دیکھا نہیں، جو حضور کے بعد میں ہوئے ہیں انکو کبھی دیکھا نہیں، حسان بن ثابت نے حضور سے پہلے کے لوگوں کو دیکھا نہیں اور حضور کے بعد کے لوگوں کو دیکھا نہیں، حضرت ابوہریرہ نے حضور ﷺ سے پہلے کے لوگوں کو دیکھا نہیں اور حضور کے بعد کے لوگوں کو دیکھا نہیں، حضرت جابر بن سمرہ اور دیگر صحابہ نے اولین وآخرین کو دیکھا نہیں تو کیسے ان نفوس قدسیہ کا فیصلہ مان لیا جائے کہ حضور سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ تو

آیئے میں اس سوال کا جواب دیدوں اور آپ کے اعتراض کو دور کردوں تا کہ آپ کے ذہن وفکر پر پڑا ہوا گردوغبار صاف ہوجائے۔ آیئے میں آپ کو ایک ایسی عظیم ہستی کی بارگاہ میں لے چلوں کہ جنہوں نے مکہ کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے مدینہ کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، مصر کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، کویت کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، عراق کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، لیبیا کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، چین اور جاپان کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، جرمن اور ہندوستان کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، پاکستان وافغانستان کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے، میں انکی بارگاہ میں لیجانا چاہتا ہوں جنہوں نے دنیا کے کونے کونے خطے خطے اور گوشے گوشے کو دیکھا ہے میں انکی بارگاہ میں لیجانا چاہتا ہوں جنہوں نے حضور سے پہلے کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے اور حضور کے بعد کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے اولین کو بھی دیکھا ہے اور آخرین کو بھی دیکھا ہے۔ جانتے ہیں آپ یہ عظیم ہستی کون ہیں؟ یہ عظیم ہستی وہ ہیں جن کو ہم جبرئیل امین کہتے ہیں، جنہیں سید الملائکہ کہا جاتا ہے، جنہیں طائرہ سدرہ کہا جاتا ہے۔ مجھے کہہ لینے دیجئے کہ حضرت جبرئیل کی وہ ذات ہے جنہوں نے حضرت آدم کو بھی دیکھا ہے، حضرت نوح کو بھی دیکھا ہے، حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا ہے، حضرت اسماعیل کو بھی دیکھا ہے، حضرت اسحٰق کو بھی دیکھا ہے، حضرت یعقوب کو بھی دیکھا ہے، حضرت یوسف کو بھی دیکھا ہے، حضرت زکریا کو بھی دیکھا ہے، حضرت یحیٰ کو بھی دیکھا ہے، حضرت موسیٰ کو بھی دیکھا ہے، اور حضرت عیسیٰ کو بھی دیکھا ہے، لیکن خود حضرت جبرئیل امین فرماتے ہیں. قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ یارسول اللہ ﷺ میں نے روئے زمین کے مشارق ومغارب کو الٹ پلٹ کر دیکھا ہے، کائنات کا گوشہ گوشہ دیکھا ہے اور دنیا کا چپہ چپہ دیکھا ہے مگر خدا کی قسم آپ کی طرح کسی کو نہ دیکھا اور آپ کی طرح کسی کو نہ پایا۔ بلکہ

کبھی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا

اور کسی کہنے والے نے بہت ہی خوب کہا ہے۔

معراج میں جبرئیل سے کہنے لگے شام امم
تو نے تو دیکھے ہیں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامیں کہنے لگے اے ماہ جبین تری قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اور حضرت قیصر لکھنوی کہتے ہیں۔

نہ چاند جیسا ہے نہ آفتاب کا جیسا
نبی کا چہرہ ہے ام الکتاب کا جیسا
تمام عالم امکاں کو دیکھ آئی نظر
ملا نہ کوئی رسالت مآب کا جیسا

چہرہ مصطفیٰ مثل آئینہ ہے

حضرات...... حضرت جابر نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت انس نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت ابوذر نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت مالک نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت طلحہ نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت بلال نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت خباب نے چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا حضور سب سے زیادہ حسین، حضرت فاطمہ فرماتی ہیں میرے ابا چاند سے زیادہ حسین، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میرے آقا چاند سے زیادہ حسین اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں میرا لال ساری کائنات سے زیادہ حسین۔

مولیٰ علی کہتے ہیں میں نے آقا سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت دیکھا نہیں، حضرت عمر

بڑھ کر کسی کو خوبصورت دیکھا نہیں، حضرت عثمان فرماتے ہیں فرماتے ہیں میں نے آقا سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت دیکھا نہیں، یار غار مصطفیٰ ﷺ یعنی صدیق اکبر بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں نے آقا سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت دیکھا نہیں، ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسول میں حاضر ہیں محبت سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین وجمیل نہیں، آقا ﷺ فرماتے ہیں اے پیارے صدیق! "صَدَقْتَ" "تم سچ کہتے ہو" اسی طرح ایک روز ابوجہل بھی بارگاہ رسول میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد بن عبداللہ میرے نزدیک تم سے زیادہ کوئی بدصورت نہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوجہل "صَدَقْتَ" "تمہارا کہنا بھی درست ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام حیران رہ گئے اور بارگاہ رسول میں ادب سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ کیا فرمادیا، بھلا دونوں باتیں کیسے صحیح ہو سکتی ہیں؟ سرکار نے فرمایا اے میرے صحابہ میں مثل آئینہ ہوں اور آئینہ میں جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی نظر آتا ہے۔ ابوبکر چونکہ خود خوبصورت ہیں اس لئے انہیں میں خوبصورت نظر آیا اور ابوجہل بڑا بدصورت ہے اس لئے اُسے میں بدصورت نظر آیا۔ تو اے دیکھنے والے اگر رسول کو دیکھنا چاہتے ہو تو ابوجہل کی نظر سے مت دیکھو، ابولہب کی نظر سے مت دیکھو، عتبہ اور شیبہ کی نظر سے مت دیکھو، بلکہ دیکھنا ہی ہے تو صدیق اکبر کی نظر سے دیکھو، دیکھنا ہے تو فاروق اعظم کی نظر سے دیکھو، تو عثمان غنی کی نظر سے دیکھو، دیکھنا ہے تو مولیٰ علی کی نظر سے دیکھو، دیکھنا ہی ہے تو عشق کی نظر سے دیکھو، محبت کی نگاہ سے دیکھو تو حضور تمہیں اچھے بھی نظر آئیں گے اور پیکر حسن وجمال بھی نظر آئیں گے۔

میرے دوستو اور بزرگو! ابوجہل دیکھ تو رہا تھا مگر اپنی آنکھوں کے نور سے دیکھ رہا تھا، ابولہب دیکھ تو رہا تھا مگر اپنی آنکھوں کے نور سے دیکھ رہا تھا، عتبہ دیکھ رہا تھا تو اپنی آنکھوں کے نور سے دیکھ رہا تھا، شیبہ دیکھ رہا تھا تو اپنے آنکھوں کے نور سے دیکھ رہا تھا۔ اسلئے حضور اچھے نظر نہیں آئے۔ مگر صدیق اکبر دیکھ رہے تھے تو اپنی آنکھوں کے نور سے نہیں بلکہ ایمان کے نور سے دیکھ رہے تھے، فاروق اعظم دیکھ رہے تھے تو اپنی آنکھوں کے نور سے

نہیں بلکہ ایمان کے نور سے دیکھ رہے تھے، عثمان غنی دیکھ رہے تھے تو اپنی آنکھوں کے نور سے نہیں بلکہ ایمان کے نور سے دیکھ رہے تھے، مولیٰ علی دیکھ رہے تھے تو اپنی آنکھوں کے نور سے نہیں بلکہ ایمان کے نور سے دیکھ رہے تھے اس لئے میرے آقا انہیں خوبصورت بھی نظر آئے اچھے بھی نظر آئے اور حسین وجمیل بھی نظر آئے۔

بوجہل نے آقا کو اُن آنکھوں سے نہ دیکھا
جن آنکھوں سے صدیق وعمر دیکھ رہے ہیں

اور میں کہتا ہوں کہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

بخاری شریف جلد اول ص ۵۰۲ باب صفۃ النبی ﷺ حدیث نمبر ۱۷۲۶ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْہُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْہُ۔ یعنی صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب مسکراتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہو۔

اسی لئے تو شاعر نے بہت ہی خوب کہا ہے۔

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہر و ماہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا میرے سرکار کا

حسن مصطفیٰ کا جواب نہیں

اللہ پاک ہے، بے عیب ہے، اس جیسا کوئی نہیں، بے مثل ومثال ہے اور اللہ نے اپنے محبوب کو بھی پاک، بے عیب اور بے مثل ومثال بنایا۔ یعنی اللہ رب ہونے میں بے مثل

وشاں اور اس کا رسول محبوب ہونے میں بے مثل و مثال۔ جبھی تو اللہ نے اپنے محبوب کی عظمت کا ذکر قرآن میں کیا، حسن مصطفیٰ کا ذکر قرآن میں کیا، آمد مصطفیٰ کا ذکر قرآن میں کیا، سفر رسول کا ذکر قرآن میں کیا، مقام رسول کا ذکر قران میں کیا، اخلاق رسول کا ذکر قرآن میں کیا، حقیقت رسول کا ذکر قرآن میں کیا، معجزہ رسول کا ذکر قرآن میں کیا، انکساری رسول کا ذکر قرآن میں کیا، آسمان سے واپسی کی گواہی قرآن نے دی، دل کی صفائی کی گواہی قرآن نے دی، گویا چہرۂ مصطفیٰ وَالضُّحٰی، کاکلِ مصطفیٰ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی، نگاہِ مصطفیٰ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی، زبانِ مصطفیٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی، سینۂ مصطفیٰ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ، دستِ مصطفیٰ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ، میلادِ مصطفیٰ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا، معجزۂ مصطفیٰ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ، ذکرِ مصطفیٰ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ، سفرِ مصطفیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی، انکساریٔ مصطفیٰ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ، اخلاقِ مصطفیٰ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ، مقامِ مصطفیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور حقیقتِ مصطفیٰ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مصطفیٰ کی مسکراہٹ

روایتوں میں آیا ہے کہ ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چراغ کی روشنی میں کپڑا سی رہی تھیں کہ اچانک ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی رات کی تاریکی میں گم ہوگئی۔ حضرت عائشہ گم شدہ سوئی کو تلاش کر رہی تھیں مگر اندھیرے کی وجہ سے مل نہیں رہی تھی اتنے میں نور مجسم ﷺ

تشریف لے آئے اور فرمایا اے عائشہ کیا کر رہی ہو؟ کیا تلاش کر رہی ہو؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری سوئی گم ہوگئی ہے اسے ڈھونڈ رہی ہوں۔ یہ سن کر پیکر حسن وجمال آقا ﷺ نے تبسم فرمایا آپ کے تبسم سے اندھیری کوٹھری روشن ہوگئی اور حضرت عائشہ نے اسی روشنی میں اپنی گم شدہ سوئی تلاش کر لی۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ارشاد فرماتے ہیں۔

سوزن گم گشتہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

اور کسی شاعر نے کہا۔

سوزن گم شدہ عائشہ کو ملی
جب میرے مصطفیٰ مسکرانے لگے

اوصاف مصطفیٰ کی جھلک

شمائل ترمذی بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ص ۲ سطر نمبر ۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳۔

عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَاَلْتُ خَالِیْ هِنْدَ بْنَ اَبِیْ هَالَةَ وَکَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاَنَا اَشْتَهِیْ اَنْ یَّصِفَ لِیْ مِنْهَا شَیْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا یَتَلَاْلَاُ وَجْهُهٗ تَلَاْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِیْمُ الْهَامَةِ رَجِلُ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْقَتُهٗ فَرَقَ وَاِلَّا فَلَا یُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ اِذَا هُوَ وَفَّرَهٗ اَزْهَرُ اللَّوْنِ وَاسِعُ الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَیْرِ قَرَنٍ بَیْنَهُمَا عِرْقٌ یُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَی الْعِرْنَیْنِ لَهٗ نُوْرٌ یَعْلُوْهُ یَحْسَبُهٗ مَنْ لَّمْ یَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ کَثُّ اللِّحْیَةِ سَهْلُ الْخَدَّیْنِ.

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ہند ابن ابی ہالہ سے جو حضور ﷺ کے حلیہ مبارک سے زیادہ واقف تھے۔ آپ کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کیا اور میری خواہش تھی کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے اوصاف مبارکہ مجھ سے بیان کریں تاکہ میں انہیں یاد رکھ سکوں تو انہوں (ہند بن ابی ہالہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ذی شان اور معزز تھے، آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپ میانہ قد آدمی سے قدرے لمبے اور زیادہ دراز قد سے قدرے پست تھے، آپکا سر مبارک بڑا تھا اور موئے مبارک قدرے بل کھائے ہوئے، اگر سر کی مانگ خود بخود نکل جاتی تو رہنے دیتے ورنہ نہیں، جب آپ بالوں کو بڑھاتے تو کانوں کی لو سے تجاوز کر جاتے، آپ چمکدار رنگ والے اور کشادہ پیشانی والے تھے اور ابرو مبارک خم دار، باریک، گھنے اور جدا جدا تھے، ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت سرخ ہو جاتی، آپ کی بینی مبارک بلندی مائل نہایت خوبصورت اور روشن تھی، غور سے نہ دیکھنے والا آپ کو بلند بینی خیال کرتا آپ کی داڑھی مبارک گھنی اور رخسار مبارک نرم اور ہموار تھے۔

ضَلِیْعَ الْفَمِ مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ دَقِیْقَ الْمَسْرُبَۃِ کَاَنَّ عُنُقَہٗ جِیْدُ دُمْیَۃٍ فِیْ صَفَاءِ الْفِضَّۃِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِکٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ عَرِیْضَ الصَّدْرِ بَعِیْدَ مَابَیْنَ مَنْکِبَیْنِ ضَخَمَ الْکَرَادِیْسِ اَنْوَرَ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلَ مَابَیْنَ اللَّبَّۃِ وَالسُّرَّۃِ بِشَعْرٍ یَجْرِیْ کَالْخَطِّ عَادِیَ الثَّدْیَیْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰی ذٰلِکَ اَشْعَرَ الذِّرَاعَیْنِ وَالْمَنْکِبَیْنِ وَعَالِیَ الصَّدْرِ طَوِیْلَ الزَّنْدَیْنِ رَحْبَ الرَّاحَۃِ شَثْنَ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ اَوْقَالَ سَائِلَ الْاَطْرَافِ خُمْصَانَ الْاَخْمَصَیْنِ مَسِیْحَ الْقَدَمَیْنِ یَنْبُوْا عَنْہُمَا الْمَاءُ اِذَا زَالَ قَلْعًا یَخْطُوْا تَکَفِّیًا وَیَمْشِیْ ھَوْنًا ذَرِیْعَ الْمِشْیَۃِ اِذَا مَشٰی کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ جَمِیْعًا خَافِضَ الطَّرْفِ نَظَرُہٗ اِلَی الْاَرْضِ اَکْثَرُ مِنْ نَظَرِہٖ اِلَی السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِہِ الْمُلَاحَظَۃُ یَسُوْقُ اَصْحَابَہٗ یَبْدَءُ مَنْ لَقِیَ بِالسَّلَامِ۔

دہن مبارک کشادہ تھا اور دانتوں میں بھی فراخی تھی، سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی پتلی لکیر تھی آپ کی گردن گویا کہ مورت کی گردن تھی اور چاندی کی طرح صاف تھی آپ کے اعضائے مبارکہ پر گوشت اور گسے ہوئے تھے۔ شکم مبارک اور سینہ برابر تھا، سینہ مبارک کشادہ، اور دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ مضبوط جوڑوں والے تھے، بدن کا کھلا رہنے والا حصہ بھی روشن تھا، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط بنا ہوا تھا، اس لکیر کے سوا دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔ البتہ دونوں کلائیوں، کندھوں اور سینہ کے بالائی حصے پر قدرے بال تھے کلائیاں دراز ہتھیلی فراخ تھی۔ ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں مناسب طور پر لمبی تھی، پاؤں کے تلوے قدرے گہرے تھے، قدم ہموار اور ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا، جب آپ چلتے تو قوت سے چلتے جھک کر پاؤں اٹھاتے اور دبے پاؤں کشادہ قدم چلتے، جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا بلندی سے اتر رہے ہیں، جب کسی کی طرف دیکھتے پوری طرح متوجہ ہو کر دیکھتے، آپ نیچی نگاہ والے تھے اور آسمان کے بجائے زمین کی طرف زیادہ نظر رکھتے تھے، آپ کا زیادہ تر دیکھنا آنکھوں کے کنارے سے ہوتا تھا، صحابہ کرام کو پہلے روانہ فرماتے اور خود پیچھے تشریف لے جاتے، جب کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے۔

حضرات! حدیث مبارکہ سماعت فرمانے کے بعد معلوم ہو گیا ہوگا کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے جسم مبارک کے ہر حصے کو کتنا خوشنما اور خوبصورت بنایا ہے، چہرے پہ چمک ہونٹوں پہ مسکراہٹ، قد میانہ، رنگ چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خم دار، ناک بلندی مائل روشن، داڑھی مبارک گھنی، رخسار مبارک نرم، دانتوں میں فراخی، کلائیاں دراز ہتھیلی فراخ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی

ہیں دُرِّ عدن لعل یمن ، مشک ختن پھول

کٓ گیسوۃ دہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ

کہیعص اُن کا ہے چہرہ نور کا

نبی کا چہرہ مبارک معمولی چہرہ نہیں ، نبی کا دست مبارک معمولی دست نہیں ، نبی کا سینہ مبارک معمولی سینہ نہیں ، نبی کی زبان مبارک معمولی زبان نہیں ، نبی کا حکم مبارک معمولی حکم نہیں ، نبی کا دستور مبارک معمولی دستور نہیں ، نبی کا ذکر مبارک معمولی ذکر نہیں ، نبی کا اعلان مبارک معمولی اعلان نہیں ، بلکہ نبی کا چہرہ وجہ اللہ ہے ، نبی کی زبان لسان اللہ ہے ، نبی کا سینہ صدر اللہ ہے ، نبی کا حکم حکم اللہ ہے ، نبی کا دستور آئین اللہ ہے ، نبی کا ذکر ذکر اللہ ہے ، نبی کی بات وحی اللہ ہے ، نبی کا اعلان لا الہ الا اللہ ہے اور نبی کا وجود محمد رسول اللہ ہے۔

اسی لئے تو اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحٰے تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن وادا کی قسم

اوصاف مبارکہ پر سلام

کنز الکرامات دریائے رحمت ، مجدد دین وملت سرکار اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے اوصاف کریمہ یعنی حلیہ مبارکہ کو سلام پیش فرماتے ہیں۔

آپ کی زباں — وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

آپ کے لب — پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
آپ کا دہن — وہ دہن جسکی ہر بات وحی خدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
آپ کی پیشانی — جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
آپکی نگاہ — جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
آپ کا رنگ — جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
آپ کی بات — انکی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود — انکے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
آپ کے ہاتھ — ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا — موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
آپ کا مہر نبوت — حجر اسود کعبۂ جان و دل — یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
آپکی انگشت مبارک — نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

بخاری شریف جلد اول ص ۵۰۲ ۔ پارہ ۱۴ حدیث نمبر ۱۵ باب صفۃ النبی ﷺ سطر نمبر ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ ۲۷

قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ اَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَابَلْ مِثْلُ الْقَمَرِ ۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نور مجسم ﷺ کا چہرۂ انور کیا تلوار کی طرح چمکدار تھا فرمایا نہیں ، بلکہ چاند کی طرح روشن تھا صحابۂ کرام نے چہرۂ مصطفےٰ کو سیف یعنی تلوار سے تشبیہ کیوں نہیں دی ، تشبیہ نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں طول ہے اور آپ کا چہرۂ پاک لمبا نہیں بلکہ گول تھا اور چاند سے تشبیہ اسلئے دی گئی کہ چاند میں چمک ہے ، چاند میں دمک ہے ، چاند میں نورانیت ہے تو معلوم ہوا کہ چاند کی چمک رسول اللہ کا صدقہ ، چاند کی دمک رسول اللہ کا صدقہ ، چاند کا حسن و جمال رسول اللہ کا صدقہ ، چاند کی نورانیت رسول اللہ کا صدقہ ، اور چاند سے جو تشبیہ دی گئی ہے یہ تو تشبیہ تقریبی ہے ورنہ یہ ایک چاند کیا ، لاکھوں چاندوں کی چاندنی چہرۂ مصطفےٰ کی چمک کے سامنے پھیکی ہیں کہاں آسمان کا چاند ، کہاں مدینے کا چاند ، ارے آسمان کا چاند تو ڈوبتا بھی ہے طلوع بھی ہوتا ہے ، اور کبھی گہنا بھی جاتا ہے مگر مدینے کا چاند ایسا چاند ہے جو کبھی ڈوبا ہے نہ کبھی ڈوبے گا اور کبھی

چمک میں کمی آئی ہے نہ کبھی آئے گی، نہ کبھی گرہن لگا ہے نہ کبھی لگے گا۔

اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند میں تو داغ ہے احمد کا چہرہ صاف ہے

حسن یوسف بھی حسن مصطفےٰ پر فدا

تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حسن کو ایک ہزار حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ تمام عالم کو دیا اور باقی حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمادیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا یہ عالم تھا کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو دانتوں سے نور چمکتا تھا اور جب پھل وغیرہ تناول فرماتے تو وہ شیشے کی مانند حلق سے اترتا نظر آتا اور چہرہ انور ایسا منور تھا کہ آپ جب کسی گلی کوچے سے گذرتے تو در و دیوار منور ہو جاتے اور آپکی ایک جھلک دیکھنے والے غش کھا کر گر پڑتے۔ تفسیر روح المعانی ص ۲۰۵ پر حسن یوسف کا ذکر ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ فِی السَّمَاءِ یُوْسُفَ كَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ، مصطفےٰ جان رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی رات حضرت یوسف علیہ السلام کو آسمان میں دیکھا وہ چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔

حضرات............اب آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیسا حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ اگر کوئی آپ کو دیکھ لے تو بیہوش ہو جائے عقل کھو بیٹھے آپکے حسن کی تابانی سے تاریک در و دیوار روشن ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت زلیخا نے آپ کے حسن وجمال کو دیکھا تو آپ کے جلوؤں میں کھو کر رہ گئیں اور دل وجان سے آپ پر فدا ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے مصر کی عورتوں نے زلیخا کو طعنہ دینا شروع کیا چنانچہ اس کی پوری تفصیل قرآن عظیم سورہ یوسف میں موجود ہے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ

شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پارہ ۱۲ ارکوع ۱۳) اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بے شک انکی محبت اس کے دل میں پیر گئی ہے ہم تو اُسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں (کنزالایمان)۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا. تو جب زلیخا نے انکا چرچا سنا تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور انکے لئے مسندیں تیار کیں اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دے دی وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ پھر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ان سب کے سامنے نکل آؤ۔ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ پس جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ان عورتوں نے دیکھا تو انکی بڑائی کی مدح خواں ہو گئیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ تمام عورتیں پکار اٹھیں کاش کہ حسن یوسف کا نظارہ پہلے کر لیتیں تو حضرت زلیخا پر لعن طعن نہ کرتیں۔ آیت ربانی سے حسن یوسف کا پتہ چل گیا کہ آپ ایسے حسن وجمال کے پیکر تھے کہ مصر کی عورتیں آپ کے چہرہ کو دیکھ کر اپنی اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور کٹنے کا احساس نہ ہوا۔ مگر قربان جاؤ، حسن حبیب خدا پر، قربان جاؤ جمال محبوب کبریا پر کہ حسن یوسف بھی حسن مصطفےٰ پر فدا ہے، جمال یوسف بھی جمال مصطفےٰ پر قربان ہے بلکہ حضرت یوسف کا حسن وجمال بھی میرے نبی کا صدقہ ہے۔

حضرات! یہ حضرت یوسف کا حسن تھا کہ جس کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ مگر مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ میرے نبی کا حسن تو حسن ہے آپ کے نام پر عرب کے مرد اپنی گردنیں کٹاتے تھے۔ آپ کے نام پر اپنی جانیں نثار کرتے تھے۔

اسی لئے تو اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور ایک عاشق رسول اپنی محبت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

محمد مصطفیٰ کو حضرت یوسف سے کیا نسبت
وہ مطلوب زلیخا تھے یہ محبوب خدا ٹھہرے
جمال حسن یوسف پر عاشق فقط زلیخا تھی
تمہارے روئے روشن پر فدا ساری خدائی ہے

صحابہ کی نظر چاہئے

حضرات...... لیلیٰ اور مجنوں کا واقعہ تو آپ نے ضرور سنا ہوگا اگر نہیں سنے ہیں تو غور سے سنئے۔ ایک مرتبہ بادشاہ وقت کے سامنے سے لیلیٰ کا گذر ہوا یعنی لیلیٰ کہیں جاری تھی اور بادشاہ کا دربار لگا ہوا تھا، درباری بادشاہ کے اردگرد کھڑے تھے۔ درباریوں نے لیلیٰ کو دیکھ کر کہا بادشاہ سلامت دیکھئے لیلیٰ جارہی ہے بادشاہ نے کہا! کون لیلیٰ؟ درباریوں نے کہا حضور یہ وہی لیلیٰ ہے جس کے پیچھے ایک شخص دیوانہ ہوگیا ہے ایک شخص پاگل ہوگیا ہے حسن لیلیٰ میں ایسا گم ہوگیا ہے کہ انکی نظروں میں صرف لیلیٰ ہی لیلیٰ ہے بادشاہ نے کہا اے درباریو، لیلیٰ کو میرے پاس بلا کر لاؤ تا کہ میں دیکھوں کہ اس کے اندر کونسی وہ خوبی ہے کہ جس کی وجہ سے مجنوں اپنی عقل کو کھو بیٹھا اور دیوانہ ہوگیا ہے۔ درباریوں نے لیلیٰ کو بلا کر بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا۔ بادشاہ نے جب لیلیٰ کو دیکھا تو کہا کیا تو وہی لیلیٰ ہے جس کے لئے قیس پاگل ہوگیا ہے اور اپنی عقل کو کھو بیٹھا ہے لیکن میں تو تیرے اندر کوئی ایسی خوبی نہیں پا رہا ہوں اور تیرے اندر کوئی خاص حسن و جمال نہیں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی تیرے حسن کو دیکھ کر پاگل ہو جائے، تیرے جمال کو دیکھ کر دیوانہ ہو جائے تو پھر کیا وجہ ہے کہ قیس تیرا دیوانہ ہوگیا۔ لیلیٰ نے غصہ میں آ کر کہا بادشاہ سلامت جب تو مجنوں نہیں ہے تو پھر تجھے میرے حسن کا پتہ کیسے چلے گا۔ میرے جمال کا اندازہ کیسے لگے گا، بادشاہ سلامت، میرے حسن و جمال کو سمجھنے کے لئے پہلے آپ کو مجنوں بننا پڑیگا، مجنوں جیسی نظر پیدا کرنی ہوگی تب

تجھے میرے حسن کے جلوے نظر آئیں گے، تب تجھے میرا جمال نظر آئیگا۔ بلا تمثیل مجھے کہہ لینے دیا جائے۔ کہ اگر لیلیٰ کو دیکھنے کے لئے مجنوں کی نظر چاہئے، لیلیٰ کو دیکھنے کے لئے مجنوں کی آنکھ چاہئے، تو اسی طرح مصطفیٰ کو دیکھنے کے لئے صدیق اکبر کی نظر چاہئے صدیق اکبر کی آنکھ چاہئے۔ درحقیقت پروردگار عالم نے آپ کا حسن و جمال کسی پر ظاہر نہیں فرمایا ورنہ کس کی مجال تھی کہ جمال مصطفیٰ کے دیدار کی تاب لا سکے اور چہرۂ والضحیٰ کا نظارہ کر سکے۔

جبھی تو استاذ زمن علامہ حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم میں
وہ اگر جلوہ فرمائیں کون تماشائی ہو

جمال مصطفیٰ کی تابانی

حضرات!...... ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ہم کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یا کسی پریشانی میں پھنس جاتے ہیں یا غموں کے شکار ہو جاتے ہیں، تو مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کیلئے، پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے، غموں کو دور کرنے کیلئے الگ الگ راستے اختیار کرتے ہیں کوئی پارکوں میں جاتا ہے کہ بے چینی دور ہو جائے، کوئی باغوں کا سیر کرتا ہے کہ پریشانی ختم ہو جائے، کوئی چڑیا گھر کا سفر کرتا ہے کہ غموں سے نجات مل جائے اور مالدار حضرات کا کیا کہنا وہ تو اپنے بے قرار دلوں کو قرار دینے کیلئے، بے چین دلوں کو راحت پہنچانے کے لئے، پریشان دلوں کو اطمینان و سکون بخشنے کے لئے کبھی امریکہ کا سیر کرتے ہیں، تو کبھی جاپان کا سیر کرتے ہیں، تو کبھی دوبئی کا سیر کرتے ہیں، مگر پھر بھی دلوں کو قرار نہیں ملتا، دلوں کو سکون نہیں ملتا، دلوں کو راحت نہیں ملتی مگر قربان جاؤ رسول کے عاشقوں پر قربان جاؤ نبی کے غلاموں پر، قربان جاؤ عاشقان رسول پر کہ صحابہ خود فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو جب بھی پریشانی آتی تھی، ہم لوگوں پر جب بھی مصیبت آتی تھی، تو ہم لوگ کسی دوسری جگہ نہیں جاتے تھے بلکہ مصطفیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے تھے اور چہرۂ والضحیٰ

کا نظارہ کر لیتے تھے تو خدا کی قسم، سارا غم دور ہو جاتا تھا ساری پریشانیاں ختم ہو جاتی تھیں۔
اور کیوں نہ ہو کہ اللہ پاک نے آپکی شکل پاک ہی اتنی پیاری بنائی ہے کہ غمزدہ دیکھ لے تو
اس کا غم دور ہو جائے، روتا دیکھ لے تو لبوں پر مسکراہٹ تیر جائے۔

پیاری صورت ہنستا چہرہ منہ سے جھڑتے پھول
نور کا پتلا چاند سے اُجلا حق کا پیارا رسول
نبی جی اللہ اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

اس لئے آپ حضرات سے میں گذارش کرتا ہوں کہ جب کبھی آپ مصیبتوں سے دوچار ہو جائیں، پریشانیوں میں گھر جائیں، غموں میں ڈوب جائیں، تو پارکوں میں جانے کے بجائے، باغوں میں گھومنے کے بجائے، ممبئی، دلی، امریکہ، جاپان وغیرہ کا ٹور کرنے کے بجائے، ذکر خدا اور سول میں لگ جائیں۔ عبادت خدا میں لگ جائیں، تصور رسول میں ڈوب جائیں خدا کی قسم خود بخود دلوں کو سکون مل جائیگا، دلوں کو راحت مل جائے گی، دلوں کو اطمینان مل جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمن القلوب۔
اس کی ترجمانی شاعر اسلام یوں کرتے ہیں۔

باطن میں نور کامل ظاہر میں آدمی ہے
تعریف مختصر سی سرکار کی یہی ہے
اپنی آنکھوں سے عطا وہ جام عرفاں کیجئے
حشر تک ملتا رہے اسکا مزہ میرے حضور

حضرات.......صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہر وقت چہرۂ مصطفیٰ کی زیارت سے فیضیاب ہوتے رہتے تھے۔ صحابہ کرام آقا ﷺ کے نظر کرم سے ایک لمحہ کے لئے بھی دور رہنا پسند نہ فرماتے تھے بلکہ یہی آرزو رہتی تھی اور یہی تمنا ہوتی تھی۔

آنکھوں سے عطا وہ جام عرفاں کیجئے
حشر تک ملتا رہے اسکا مزہ میرے حضور

آقا ﷺ اگر کہیں تشریف لے جاتے تو غلامان مصطفیٰ ﷺ آپ ﷺ کو نہ پا کر بے قرار ہو جاتے، بے چین ہو جاتے، ادھر اُدھر ڈھونڈنا شروع کر دیتے، کبھی اس گلی میں، کبھی اُس گلی میں، جس گلی سے آپ کا گذر ہوتا، وہ گلی خوشبوؤں سے معطر ہو جاتی اور صحابۂ کرام اسی خوشبو سے پہچان لیتے کہ آقا ﷺ اس گلی سے گزرے ہیں۔

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب
یہ انکا کرم ہے جسے دیوانہ بنالیں

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے دوڑ پڑتے تو آقا ﷺ ان بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرتے............آیئے حدیث کی روشنی میں سماعت فرمایئے۔ مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۵۶ باب طیب ریحہ سطر نمبر ۱۶۔۱۷.....عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّىْ اَحَدِهِمْ وَاحِداً وَاحِداً قَالَ اَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّىْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْداً وَرِيْحاً كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، آپ اپنے گھر کیطرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا، حضور ﷺ کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے دوڑ پڑے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر دست شفقت پھیرنے لگے میں بھی سامنے آگیا تو آپ نے میرے رخسار پر بھی دست شفقت پھیرا تو میں نے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی گویا کہ ابھی آپ نے اپنا ہاتھ عطر فردوس کی صندوقچی سے نکالا ہے۔
جبھی تو سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

بھینی بھینی مہک پہ مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

حضرات......ہرگز کوئی یہ وہم وگمان نہ کرے کہ رحمت عالم ﷺ کے دست

مبارک سے جوخوشبو آرہی تھی وہ عارضی خوشبو لگانے کی وجہ سے تھی۔ بلکہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے جوخوشبو آرہی تھی اور جسم اطہر سے جوخوشبو آتی تھی وہ پیدائشی خوشبو تھی دائمی اور حقیقی خوشبو تھی اور بعد وفات بھی وہ خوشبو آتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ کے جسم پاک کے پسینے سے نکلی ہوئی خوشبو کا دنیا جواب پیش نہیں کرسکتی کیوں کہ ایسی خوشبو نہ تو مشک وعنبر میں ہے ایسی خوشبو نہ تو کستوری میں ہے، ایسی خوشبو نہ تو بیلا و جوہی میں ہے ایسی خوشبو نہ توچمبیلی ونسترن میں ہے ایسی خوشبو نہ تو سنبل وگلاب میں ہے۔

اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں

صبا نہ چھیڑ ابھی سنبل وگلاب کا ذکر
کہ میں نبی کے پسینے کی بات کرتا ہوں

دیدار رسول کی تڑپ

آیئے پھر میں آپ حضرات کو اپنے موضوع کیطرف لے چلوں کہ صحابۂ کرام کے دل میں دیدار مصطفےٰ کی کتنی تڑپ تھی، چہرۂ مصطفےٰ کی زیارت کا کتنا شوق تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن بھی فرمارہے تھے اور اسکی تفسیر بھی بیان کر رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن آپکی طرف متوجہ ہوکر تلاوت قرآن اور تفسیر قرآن سماعت کر رہے تھے اسی دوران جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک آجاتا، رسول پاک کا نام آجاتا تو ابو عبدالرحمٰن کی آنکھوں میں رسول اللہ ﷺ کا شوق دیدار بڑھ جاتا اور دیدار مصطفےٰ کے لئے بے چین ہوجاتے۔

استاذ زمن فرماتے ہیں۔

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں اُن کی جستجو میں دل میں ارمان جمال

حضرت ابو عبدالرحمٰن نے حضرت مصعب سے کہا کب سال گذرے گا اور موسم حج

آئے گا اور ہم آپکی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ حضرت مصعب مسکرائے اور فرمایا ابو عبدالرحمٰن صبر کرو جلد ہی دن گذر جائیں گے۔ ابن مسلمہ نے کہا حضور کے دیدار کے بغیر مجھے سکون نہیں ملتا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دن کیسے گذریں گے پھر وہ کچھ دیر خاموش رہتے ہیں اور فرماتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کسی وجہ سے میری ملاقات حضور سے نہ ہوسکے اس لئے آپ ہمارے سامنے حضور کا سراپا ہی بیان کر دیجئے کیوں کہ آپ حضور کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور کے چہرۂ انور کی زیارت سے مالا مال بھی ہوئے ہیں جتنے حاضرین تھے سبھوں نے بیک زبان کہا! ابن مسلمہ تم نے ہمارے دلوں کی بات کہہ دی۔ اے ابن عمیر حضور ﷺ کا سراپا بیان کیجئے۔ حضرت مصعب ابن عمیر ادب سے بیٹھ جاتے ہیں سر کو جھکا لیتے ہیں نظریں نیچی کر لیتے ہیں جیسے کہ آپ حضور کا سراپا اپنے ذہن میں لا رہے ہوں پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں سفیدی اور سرخی کا حسین امتزاج ہے۔ چشمان مبارک بہت ہی خوبصورت ہیں، بھویں ملی ہوئی ہیں، بال سیدھے ہیں، گھنگریالے نہیں ہیں، داڑھی مبارک گھنی ہے، دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے، آپکی گردن مبارک جیسے چاندی کا چھاگل، ہتھیلیاں اور قدم موٹے ہیں۔ آپ جب چلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ اونچائی سے نیچے آرہے ہوں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے آپ کسی چٹان سے نکل پڑے ہوں جب آپ کسی کی طرف رخ فرماتے ہیں تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ کے چہرہ پاک پر پسینہ موتی کے مانند ہوتا ہے نہ آپ پستہ قد ہیں نہ دراز قامت، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے جو آپکو پہلی نظر دیکھتا ہے مرعوب ہوجاتا ہے۔ اور جو آشنا ہوکر آپ کی صحبت میں رہتا ہے وہ آپ سے محبت کرنے لگتا ہے آپ سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں، آپ کا طرز تکلم سب سے انوکھا، ایفاء عہد میں سب سے پکے، طبیعت میں سب سے نرم اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں، میں نے آپ جیسا کسی کو پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔ جس وقت حضرت مصعب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے اوصاف مبارکہ کو بیان کر رہے تھے

جماعت صحابہ پر سکوت طاری تھا اور ابھی حضرات پوری توجہ کیساتھ اوصاف مبارکہ کو سماعت کر رہے تھے ابھی حضرت مصعب اپنا بیان مکمل بھی نہ کر پائے تھے کہ اہل محفل بیک زبان پکار اٹھے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم"۔
اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں۔

اتنا نوری بدن ان کا خلق حسن
پھول برسے وہ جب مسکرانے لگے

انصار مدینہ کی ایک عورت جو سرکار مصطفےٰ ﷺ کی حدیث مبارکہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ کی مکمل تفسیر تھی۔ کہتے ہیں کہ جنگ احد میں اس کا باپ، بھائی اور شوہر بھی شریک تھے۔ حق و باطل کی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ ایمان و کفر کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ وہ عورت لڑائی کے حالات معلوم کرنے کے لئے میدان جنگ کی طرف جاری ہے راستے میں لوگ آتے ہوئے ملے اس نے پوچھا اے لوگوں بتاؤ کہ میرے آقا ﷺ کیسے ہیں۔ کسی نے کہا اے خاتون تیرا باپ شہید ہو گیا عورت نے کہا میں باپ کو نہیں پوچھتی یہ بتاؤ کہ میرے آقا کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا اے خاتون تیرا بھائی بھی شہید ہو گیا۔ عورت نے کہا مجھے بھائی کی پرواہ نہیں یہ بتاؤ کہ سرکار مدینہ ﷺ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اے محترمہ تیرا شوہر بھی شہید ہو گیا ہے مگر قربان جاؤ اس حوصلہ مند عورت پر کہ وہ جھنجلا کر کہتی ہے کہ اے لوگو میں اپنے باپ کے بارے میں نہیں پوچھ رہی ہوں کہ میرا باپ شہید ہو گیا یا زندہ ہے، میرا شوہر قتل کر دیا گیا یا با حیات ہے، میرا بھائی مارا گیا کہ خیریت سے ہے بلکہ میں صرف یہ سننا چاہتی ہوں کہ میرے آقا کیسے ہیں؟........ میرے سرکار کس حال میں ہیں؟ لوگوں نے بتایا اے خاتون! الحمد للہ رحمت عالم ﷺ بخیر و عافیت ہیں۔ عورت سنتے ہی خوشی میں جھوم جاتی ہے اور بارگاہ رسول میں حاضر ہوتی ہے رخ زیبا کو دیکھ کر عرض کرتی ہے کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ۔

بڑھ کے اس نے رخ روشن کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو سب ہیچ ہیں یہ رنج والم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

ابو جہل نے حضور کو دیکھا نہیں

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر سوال کیا کہ آپ نے اپنے شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا پایا؟ آپ نے جواب دیا وہ ایسے مرد کامل تھے کہ جس نے انہیں دیکھا ہدایت پا گیا۔ سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو حضرت بایزید کو دیکھ لے اور ہدایت پا جائے جبکہ ابو جہل نے حضور ﷺ کو دیکھا مگر ہدایت نہ پا سکا۔ جہالت کی تاریکی سے نکل نہ سکا (تو کیا معاذ اللہ شیخ بایزید بسطامی حضور ﷺ سے شان میں بڑھ گئے) حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے محمود! ابو جہل نے حضور ﷺ کو دیکھا ہی نہیں بلکہ اس نے تو محمد بن عبد اللہ کو دیکھا ہے وہ بھی یتیم سمجھ کر دیکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ آپ کو رسول سمجھ کر دیکھتا تو یقیناً جہالت کی تاریکی سے نکل کر ہدایت کی روشنی پا جاتا اور ایمان کی سعادت سے مالا مال ہو جاتا۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

اہل مدینہ اور دیدار مصطفیٰ

حضرات!...... مدینے کے لوگوں کو جب یہ خوشخبری ملی کہ آفتاب نبوت ماہتاب رسالت ﷺ مکۃ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لانے والے ہیں تو مدینہ

کے لوگوں میں خوشی کی انتہا نہ رہی اور سب کے سب خاتم النبیین ﷺ کے انتظار میں اکٹھا ہوگئے اور کسی بلند جگہ پر کھڑے ہوکر قبلۂ حسن وجمال کی راہ دیکھنے لگے........ چنانچہ اُن لوگوں کا روزانہ کا معمول ہوگیا کہ علی الصباح ٹیلوں اور پہاڑوں پر جمع ہوجاتے اور آپ کی راہ دیکھتے۔ جب ہوا گرم ہوجاتی اور دھوپ کی شدت بڑھ جاتی تو مایوس ہوکر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوجاتے........ جس روز حضور ﷺ نے مدینہ شریف میں نزول اجلال فرمایا لوگ حسب سابق انتظار کرکے اپنے گھروں کو واپس ہوچکے تھے۔ اتفاقاً اسی روز مدینہ کا ایک یہودی قلعہ کی چھت پر کسی کام کیلئے آیا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، راحت العاشقین........ مراد المشتاقین جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے عاشقوں کے جھرمٹ میں خیروبرکات لٹاتے ہوئے........ اپنا نوری چہرہ چمکاتے ہوئے دور سے تشریف لئے آرہے ہیں اور آپ کے چاند جیسے رخسار کی شعاعوں سے پورا راستہ جگمگ جگمگ کررہا ہے اور آپ کا رخ انور خورشید تاباں کی طرح اس بیابان میں چمک رہا ہے........ یہودی یہ سہانہ منظر دیکھ کر ضبط نہ کرسکا بے اختیار پکار اٹھا یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا اَحَدُكُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَهٗ........ اے لوگو! جس پیکر حسن وجمال کے استقبال کے لئے تم شدت سے منتظر ہو وہ دیکھو آن بان شان اور پورے جاہ وجلال کیساتھ تشریف لارہے ہیں........ آمد رسول کی خبر آناً فاناً پورے شہر مدینہ میں پھیل گئی اور شہر کے سارے اہل ایمان فرحت وانبساط میں جھومتے ہوئے اپنے آقا ﷺ کے استقبال کے لئے باہر نکل آئے........ اور ہر طرف سے مرحبا اھلاً وسہلاً کی صدائیں گونجنے لگیں۔ اور ہر ایک شخص چہرۂ مصطفیٰ کی زیارت کے لئے، دیدار مصطفیٰ سے مشرف ہونے کے لئے بے قرار ہوگئے، یہاں تک کہ سب کو مصطفیٰ پیارے ﷺ کا دیدار نصیب ہوگیا........ سب بیک زبان کہنے لگے کہ آج کا دن مدینے والوں کیلئے عید کا دن ہے اور سب سے پیارا دن ہے........ بلکہ مدینے کی بچیاں آمد رسول کی خوشی میں سرشار ہوکر دف بجا بجا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَّةِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعٰی لِلّٰهِ دَاعِ

دیدار مصطفیٰ سے دامن اسلام میں

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپکی خدمت میں حاضر ہونے لگے میں بھی لوگوں کی موافقت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میری نظر حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس پہ پڑی تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں لگتا ہے۔ میں نے غور سے باتیں سنیں۔ فرمارہے تھے اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوا اللَّیْلَ وَالنَّاسُ نِیَامٌ فَادْخُلُوْا جَنَّةَ السَّلَامِ۔ عبداللہ بن سلام اس خطبے کو سن کر گھر چلے آئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو میں نے حضور ﷺ سے تین سوالات کیے۔ اور یہ تین ایسے سوالات ہیں جنہیں پیغمبر کے سوا کوئی نہیں بتاسکتا۔ میں نے کہا کہ میرے تین سوالات ہیں آپ ان کا جواب عطا فرمائیں بخدا اس سے زیادہ نہیں پوچھوں گا کیونکہ میں فضول سمع خراشی سے ڈرتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کبھی بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے۔ دوسرا یہ کہ جنت میں جنتیوں کو سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی، تیسرا یہ کہ قیامت کی متعینہ علامت بتایئے۔ جب عبداللہ بن سلام نے اپنے سوالات پورے طور پر بیان کردیئے تو حضور ﷺ فی الفوران کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (۱) والدین میں سے ایک ساتھ مشابہت، نطفۂ منی کے اثر کی وجہ سے ہے۔ جس کا نطفۂ منی زیادہ ہوتا ہے اس کے ساتھ مولود کی مشابہت ہوتی ہے۔ (۲) پہلا طعام جو اہل بہشت کو دیا جائیگا اُس مچھلی کا جگر ہے جس پر زمین قائم ہے۔ (۳) لوگوں

کے حشر کی ابتدا یوں ہوگی کہ مشرق کی طرف سے آگ نمودار ہوگی۔ چرواہے کی مانند جو بھیڑ بکریوں کو ہانکتا ہے لوگوں کو میدان محشر میں لے جائیگی۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے اپنے سوالات کے جوابات کو سنا تو پڑھ لیا کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور سچے دل سے مسلمان ہوگیا۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ، یہودی اور میری قوم باوجود کہ میرے علم ودانش اور میری سیادت وریاست کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر انہیں علم ہوگیا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں تو مجھ پر بہت زیادہ بہتان تراشی کریں گے۔ لہٰذا میری درخواست ہے کہ میرا اسلام ظاہر ہونے سے پہلے آپ اُنہیں بلائیں اور میرے متعلق دریافت فرمائیں حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن سلام کو ایک کونے میں چھپادیا اور یہودیوں کو طلب کیا، انہیں خدائے تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم جانتے ہو کہ میں سچا رسول ہوں، اس کے باوجود تم ایمان نہیں لاتے، انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ رسول برحق ہیں حضور ﷺ نے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسا ہے؟ یہودیوں نے کہا وہ ہمارا پیشوا اور ہم میں سب سے زیادہ دانش مند ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوجائے اور میرا کلمہ پڑھ لے تو تم کیا کروگے؟ انہوں نے کہا حاشا کہ وہ مسلمان ہوجائے اور خدا تعالیٰ اسے اس دین سے محفوظ رکھے۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ ان کلمات کو دہرایا اور ان لوگوں نے یہی جواب دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن سلام باہر آؤ۔ عبداللہ ابن سلام کلمہ پڑھتے ہوئے مکان سے باہر نکل آئے اور کہا اے یہودیو خدا سے ڈرو اور محمد ﷺ پر ایمان لے آؤ تم یقیناً جانتے ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یہودی کہنے لگے تم جھوٹ کہتے ہو اور تم ایسا ہو ویسا ہو۔

حضرات!.......... ہدایت کی دولت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی ہے، ہدایت کی روشنی اسی خوش نصیب کو ملتی ہے، جس کے مقدر میں ہدایت لکھی ہوئی ہوتی ہے، جس کے مقدر میں ہدایت نہ لکھی ہو تو اسے کہاں سے ہدایت نصیب ہوسکتی ہے، حضرت عبداللہ بن سلام کے مقدر میں ایمان لکھا ہوا تھا، چہرہ مصطفیٰ کو دیکھا ایمان والا ہوگیا، ایمان کی دولت

مل گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ماہ کامل میں وہ حسن وجمال نہ تھا جو حضور ﷺ کے چہرۂ پاک سے ظاہر ہوتا تھا۔ اگر آپ کا چہرۂ درخشاں کبھی چودھویں کے چاند کے مقابل آتا تو چاند اس نورانی چہرہ کے سامنے ماند دکھائی دیتا۔

دیدار مصطفیٰ کے لئے بیتاب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی عالم تھا۔ اس کا نام جلیب تھا۔ اس کا ایک لڑکا مہباب نامی حسن وجمال میں یکتا تھا جو کمال سیرت سے مزین اور بڑا خلیق تھا۔ اتفاقاً اس نے اپنے والد کے خزانے میں ایک ڈبیہ دیکھی جو سرخ موتیوں سے بنی ہوئی تھی اور اس پر مشک کی ایک مہر لگی ہوئی تھی تا کہ کوئی شخص اُسے کھول نہ سکے اور اندر دیکھ نہ سکے۔ لڑکے نے اس ڈبیہ کو دیکھا تو بڑا غضبناک اور خشمگیں ہوکر باہر نکلا۔ باپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا! ایک عرصہ ہوگیا ہے آپ نے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھی مگر یہ ڈبیہ ہمیشہ بند رکھی ہے حالانکہ میرے ساتھ آپ کی شفقت ومحبت بہت زیادہ ہے۔ باپ نے بتایا بیٹا! اس میں جواہرات ہیں نہ خزانہ، اس میں چند اوراق ہیں جب تم علماء کی مجالس میں بیٹھ کر فاضل ہوجاؤ گے اور ہر بات سمجھنے لگو گے تو اس کا مطالعہ بھی کر لینا چونکہ ابھی ناپختہ ذہن ہو اسلئے ڈبہ کا راز دیدہ ودانستہ پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ایک دن جلیب بادہ نوشی میں مشغول تھا، مہباب یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے والد کے خزانے میں گیا اور اس ڈبیہ کے کھولنے میں مشغول ہوگیا جس کے لئے رازداری سے کام لیا جارہا تھا۔ مہر توڑدی گئی، ڈبیہ کا ڈھکن کھولا ہی تھا کہ نور کی ایک شعاع نمودار ہوئی جس کے سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑگئی۔ ڈبیہ کے اندر دو سفید ورق دکھائی دیئے جن پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا اس کلمہ طیبہ کے بعد حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ لکھے ہوئے تھے کہ آپ کے ابرو پیوستہ ہوں گے۔ داڑھی گھنی ہوگی، جسے بھی اس کا زمانہ میسر ہو اس کی بات سنے، اس کا کلام قرآن ہوگا۔ اس کا دین اسلام ہوگا۔ وہ انسانوں کو خدا کی

عبادت کی دعوت دیگا، مخالفین سے نہیں ڈریگا، ہیہاب کی نگاہیں اس کاغذ پر پڑیں تو حضور ﷺ کی محبت اس کے دل میں اتر گئی۔ اس کاغذ کو آنکھوں پر ملا، چوما اور کہنے لگا یا محمد ﷺ! کاش میں معلوم کر لیتا کہ آپ خاکی ہیں یا نوری، آسمانوں پر ہیں یا زمین پر، دریاؤں میں رہتے ہیں یا جنگلوں میں، اس نے اپنی محرومی اور سوگواری کا اس انداز سے اظہار کیا کہ بے ہوش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اسکی والدہ بھی اس کمرے میں آئی، بیٹے کو بیہوش پا کر حیران رہ گئی اس کے باپ کو بلایا، بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے چہرے سے چہرہ ملنے لگا، ماتھے کو چومنے لگا، رو رو کر اپنے بیٹے کی بے ہوشی پر حسرت و غم کا اظہار کرنے لگا جب نوجوان لڑکا ہوش میں آیا، والدین کو اپنے سرہانے غمزدہ اور پریشان پایا مگر غصے میں آکر کہنے لگا۔ اے والد محترم! تم میری آنکھوں کی روشنی نہیں دیکھتے اور بڑھاپے کے باوجود اس رحمت الٰہی سے محظوظ نہیں ہوئے، آپ مجھے کفر کی تعلیم دے رہے ہیں اور شریعت مصطفےٰ اور اس کی اتباع سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں باپ یہ باتیں سنتے ہی غصے میں پاگل ہو گیا لڑکے کے بالوں کو پکڑا اور زمین پر پٹخ دیا اور زور زور سے مارنے لگا۔ جب اس کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حی بن اخطب، کعب بن اشرف اور ابولبابہ وغیرہ اس کی سفارش کیلئے آئے انہوں نے دیکھا کہ باپ بیٹے کو ایذا دینے میں پاگل ہو گیا ہے انہوں نے اُسے زبردستی منع کیا مگر وہ کسی حال میں بچے کو سزا دینے سے نہ رک رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا آخر تمہارے بچے کا قصور کیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا اس کا قصور تو سزائے قتل کے لائق ہے جب تک میں اسے قتل نہ کر دوں گا ہاتھ نہ روکوں گا۔ پھر اس نے بتایا یہ دین محمد ﷺ پر ایمان لے آیا ہے۔ اپنے آباء واجداد کا مذہب ترک کر دیا ہے ان لوگوں نے بھی اس بچے کو نصیحت کرنا شروع کیا اور کہا بیٹا تمام لوگ تو ہم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں لوگ ہماری اتباع کرتے ہیں لیکن تم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں لگے ہوئے ہو۔ اسے چھوڑ دو اور اپنے سابقہ دین پر قائم رہو ہیہاب کہنے لگا میں نے سوچ وبچار کرنے کے بعد ان واہی اور فرسودہ دینوں کو ترک کر دیا ہے اور محمد ﷺ کے صراط مستقیم کو اختیار کر لیا ہے ان پر ایمان لے آیا ہوں۔ ان لوگوں نے

اس نوجوان کو بڑی الٹی سیدھی نصیحتیں کیں مگر وہ اپنے نیک ارادے پر ڈٹا رہا۔ ان یہودی مشائخ نے کہا، چونکہ یہ لڑکا ناز و نعم کا پلا ہوا ہے زندگی کے مصائب اور تکالیف کا احساس نہیں رکھتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ نصیحت کی طرف توجہ نہیں دیتا اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے اور اب ضروری ہے کہ اسے آسان زندگی سے ہٹا کر محنت و مشقت کی زندگی کا خوگر بنایا جائے تاکہ ان سختیوں سے تنگ آکر دین محمدی سے توبہ کر لے اور پھر اسی راحت و آرام کی زندگی کو حاصل کرنے کیلئے دین سابق پر واپس آجائے۔ جلیب نے کہا تمہارے نزدیک اس تکلیف اور ریاضت کا کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے......... کہنے لگے۔ یہ نرم و نازک کپڑے اتار کر ٹاٹ پہنا دو، ایک تہہ خانہ میں محبوس کر دو، دروازے کو بند کر دو، تین دن کے بعد ایک جو کی روٹی اور پانی کا کوزہ دیا جائے تاکہ ناز و نعمت یاد آئے تو فریاد کرے کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی جائے۔ جلیب نے ان لوگوں کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس مظلوم کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ چونکہ اسے سوکھی روٹی اور پانی کی عادت نہ تھی۔ سخت پریشان ہوا۔ وہ سختی کی وجہ سے روتا رہتا۔ ایک دن باپ نے دیکھا تو کہا۔ کیا تم اپنے دین پر قائم ہو یا نہیں؟ اور دین محمدی سے باز آتے ہو یا نہیں۔ بیٹے نے کہا اے میرے باپ! میرا رونا طعام کی بے لطفی اور پانی کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ مجھے تو دیدار مصطفےٰ کا اشتیاق ہے۔ باپ نے پھر کہا۔ جب تک دین مصطفےٰ سے توبہ نہ کرو گے تمہیں اس عذاب سے نجات نہیں ملے گی۔ لڑکے نے کہا، هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ قَدْ رَسَخَ حُبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ قَلْبِيْ فَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَتَبَرَّأَ مِنْهُ ۔ خدا کی قسم محمد ﷺ کی محبت جس طرح میرے دل میں جاگزیں ہے۔ اس سے توبہ نہیں کی جا سکتی۔

محبت تو چناں رفتہ است از رگ و پوست
کہ روز مرگ ہم از استخواں نخواہد رفت

جب سختی اور شدت حد سے گذر گئی تو سرکار دو عالم ﷺ کے وسیلے سے اللہ سے تین چیزوں کی التجا کی اَللّٰهُمَّ بِحَقِّكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ حَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ طَيِّبْ لِيْ

ظُلْمَتِیْ۔ اے اللہ!.........تو عبادت کے
طَعَامِیْ وَعَذِّبْ لِیْ شَرَابِیْ وَوَضِّیْ لِیْ
لائق ہے حضرت محمد ﷺ کے طفیل میرے طعام کو خوشگوار، پانی کو شیریں اور سیاہیوں کو نورانی بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی فریاد کو قبول فرمالیا۔ وہ ایک عرصہ تک قید و بند میں صعوبتیں جھیلتا رہا۔ حضور نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی، یہ خبر شہر میں عام ہوگئی کہ نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ جلیب نے اپنے غلاموں اور خادموں کو بلایا اور کہا۔ اگر تم لوگ میری مرضی کے مطابق ایک کام کرلو تو میں تمہیں آزادی دے دوں گا۔ سب نے وعدہ کیا۔ وہ کہنے لگا ہمباب میرا لڑکا ہے اس کو تہہ خانہ سے نکال کر دور کسی جنگل میں لے جاؤ۔ وہاں سخت مشقت کراؤ۔ اس کے گلے میں رسّی ڈال کر کھینچو۔ چنانچہ اس کو باندھ کر غلاموں کے حوالے کردیا گیا وہ اس سے چوپائی کرواتے بکریاں چرواتے۔ اسکی حفاظت کرواتے تپتے ہوئے صحراؤں میں اسے گھسیٹے پھرتے اور سخت کاموں میں لگائے رکھتے۔

ایک رات سخت تاریکی تھی بادل چھایا ہوا تھا بجلی چمک رہی تھی بادل گرج رہا تھا۔ نوجوان کے دل میں اشتیاق دیدار محمدی ﷺ موجزن ہوا اور اسکے سینے میں آتش عشق بھڑک اٹھی دیدار مصطفےٰ کی آرزو سے اس کا سینہ منور ہوگیا بارگاہ خداوندی میں سر نیاز خم کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَنْزَلْتَ الْمَطَرَ مِنَ السَّمَاءِ لِتُحْیِیَ بِهِ الْاَرْضَ وَتَسْقِیَ بِهِ الْعِبَادَ مِنْ خَلْقِکَ اَللّٰھُمَّ اِنَّهٗ قَدِ اشْتَدَّ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَ طَالَ حُزْنِیْ اَللّٰھُمَّ فَارْحَمْنِیْ وَمُنَّ عَلَیَّ بِالنَّظْرِ عَلٰی وَجْهِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اے میرے رب تو آسمانوں سے بارش برساتا ہے اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو سیراب کرتا ہے۔ اے اللہ میرا شوق محبت دیدار مصطفےٰ ﷺ میں بے حد و حساب ہوگیا۔ میں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اے اللہ اب مجھ پر رحم فرما اور میری جان پر احسان فرما۔ میری آنکھوں کو دیدار محمدی ﷺ سے منور فرما۔ جونہی یہ دعا زبان پر آئی اسکی گردن سے وہ رسّی ٹوٹ کر گر گئی۔ اس کے پاؤں سے زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ اور مدینہ پاک کی طرف چل پڑا اس مقام سے مدینہ پاک اسی میل کے فاصلے پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عاشق رسول کے

لئے اس زمین کو سمیٹ دیا اور فاصلہ بہت کم ہوگیا۔ صبح ہوتے ہی ہمباب مدینہ پاک میں حضرت عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر پہونچ گیا اور تھکا ماندہ سر جھکائے بیٹھا تھا حضرت عمار نے اس سے حال دل پوچھا تو کہا۔

مرا غمی است پیدا نمی توانم کرد
حکایت دل شیدا نمی توانم کرد

حضرت عمار نے کہا اے نوجوان تجھے دیدار محمدی کی قسم ہے مجھے سارا واقعہ سناؤ تا کہ میں تمہاری مدد کرسکوں اور تمہارے کام آسکوں اس نوجوان نے حضرت عمار کی زبان سے نام محمد سنا تو زار و قطار رونے لگا۔ اور کہا کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کا دیدار کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہاں۔ ہمباب اٹھا۔ اور حضرت عمار کے چہرے سے اپنا منہ ملنے لگا اور ان آنکھوں کو چومنے لگا جنہوں نے دیدار رسول کیا ہوا تھا کہنے لگا ان آنکھوں پر میری جان قربان ہو جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ میرا سر ان قدموں پر نثار جو راہ مصطفےٰ پر چلے ہیں۔

جان فدای تو کہ ہم جانی و ہم جانانے — سر برای تو وگرنہ من و سر گردانے
سر سری از سر کوی تو نخواہم برخاست — کار دشوار نگیرند بدین آسانے
خام را طاقت پروانہ پر سوختہ نیست — ناز کاں را نبود قوت جاں افشانی

حضرت عمار کو اس نوجوان سے عشق مصطفےٰ چھلکتا دکھائی دیا تو اس کے سر پر دست شفقت رکھا اور اسکی گردن میں باہیں ڈال کر بڑا پیار کیا اور ہمباب کو حضور کی بارگاہ میں پہونچادیا۔

خرم آں لحظہ کہ مشتاق بیاری برسد — آرزومند نگارے بکنارے برسد
قیمت گل نشناسد مگر آں مرغ اسیر — کہ خزاں دیدہ بود پس بہ بہاری برسد
عزت وصل نداند مگر آں سوختہ — کہ پس از دوری بسیار بیاری برسد

جوں ہی طالب مطلوب کی بارگاہ میں پہونچا اور جمال مصطفےٰ سے محظوظ ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ خداوندی سے پیغام لائے اور کہا۔ اے محمد! خداوند تعالیٰ

نے آپ کو سلام کہا ہے اور ہمیباب کو دوست بنانے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آپ سے محبت کرتا ہے آپ کے عاشقوں میں اتنا بڑا محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہے اس نے آپ کے عشق ومحبت میں بڑے دکھ اٹھائے ہیں اور راہ عشق میں محنت ومشقت اٹھاتے وقت صبر ایوب سے کام لیا ہے۔ اہل دل نے کہا۔ اَحِبُّ هٰنِهَا بِاَ فَاِنَّهُ يُحِبُّكَ اگر یہ کہا جائے کہ عاشق کی محبت محبوب کی محبت کا سبب ہوتی ہے بلکہ محب کی محبت تو محبوب کی علامت ہوا کرتی ہے۔ جب تک محبوب کی طرف سے محبت کا اشارہ نہ ہو محب اپنی محبت کی منزلیں طے نہیں کرسکتا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیچ عاشق خود نباشد عشق جو ۔۔۔ گر نہ معشوقش بود جویائے او
لیکن عشق عاشقاں تن زہ کند ۔۔۔ عشق معشوقاں خوش و فربہ کند
چوں دریں دل برق مہر دوست جست ۔۔۔ اندراں دل دوست می دانی کہ کیست
دردل تو مہر حق چوں شد دو تو ۔۔۔ ہست حق را بیگمانے مہر تو
ہیچ بانگ کف زدن ناید بدر ۔۔۔ از یکی دست تو بیدست دگر
تشنہ می نالد کہ کو آب گوار ۔۔۔ آب ہم نالد کہ کو آں آب خوار
جذب آبست ایں عطش درجان ما ۔۔۔ ماازاں او و اوھم زان ما
حکمت حق ہم قضا وہم قدر ۔۔۔ کردمارا عاشقان یک دگر
عاشقی گرزین سروگرزآں سرست ۔۔۔ عاقبت مارابداں شہ رہبرست
ملت عاشق زملت ہا جداست ۔۔۔ عشق اصطرلاب اسرار خداست
ہر چہ گویم عشق راشرح وبیان ۔۔۔ چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں
عقل در شرحش چو خردرگل بخفت ۔۔۔ شرح عشق عاشق وہم عشق گفت
آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔۔۔ گردلیلت بایدازروی رومتاب

جمال یار کی رعنائیاں بیان نہ ہوئی ۔۔۔ بہت ہی کام لیا میں نے خوش بیانی سے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم ۔۔۔ نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ۔۔۔ اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ۔۔۔ ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور ۔۔۔ بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پہ روشن درود ۔۔۔ گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعت شمس وشق القمر ۔۔۔ نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیر لوا آدم ومن سوا ۔۔۔ اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں ۔۔۔ اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان ۔۔۔ کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا ۔۔۔ اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی ۔۔۔ اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا ۔۔۔ اُس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
غوث وخواجہ رضا حامد ومصطفےٰ ۔۔۔ پنج گنج ولایت پہ لاکھوں سلام
ڈال دی قلب میں عظمت مصطفےٰ ۔۔۔ سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا ۔۔۔ مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

شفاعت مصطفیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا ﷺ عَلَی الۡعَالَمِیۡنَ جَمِیۡعًا وَاَقَامَهٗ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ لِلۡمُذۡنِبِیۡنَ شَفِیۡعًا فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیۡهِ وَعَلٰی کُلِّ مَنۡ هُوَ مَحۡبُوۡبٌ وَّمَرۡضِیٌّ لَدَیۡهِ صَلٰوةً تَبۡقٰی وَتَدُوۡمُ بِدَوَامِ الۡمَلِکِ الۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ اَرۡسَلَهٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ. اَمَّا بَعۡد...... فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡاَمِیۡنُ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ.

بادۂ توحید کے متوالو...... شمع رسالت کے پروانو...... غوث وخواجہ کے دیوانو...... اولیائے کرام کے جاں نثارو...... آیئے ہم اور آپ سب سے پہلے

آقائے کائنات جان عالمین .... انیس الغریبین ، مراد المشتاقین .... شفیع المذنبین .... اکرم الاولین ، افضل الآخرین .... طٰہٰ ویٰسین .... رحمۃ اللعالمین مصباح المقربین .... سراج السالکین ، شمس العارفین .... راحت العاشقین محبوب رب العالمین .... خاتم النبیین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود وسلام کا تحفہ پیش کیجیے اور بلند آواز سے پڑھیے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرات گرامی! .... رب کائنات قرآن عظیم میں اپنے محبوب کی شان وشوکت کا اظہار فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ یعنی عنقریب پروردگار عالم آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائیگا۔ حضرات ! یہ مقام محمود کیا ہے؟ آیئے اسے سمجھیں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ ص ۴۳۱ پر مقام محمود کا معنی بیان فرماتے ہیں اَنَّہُ الشَّفَاعَۃُ ۔ یعنی نبی اکرم ﷺ کی شفاعت۔ تمام مفسرین کرام

کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ مقام محمود رحمت عالم ﷺ کی شفاعت ہی ہے۔

اور خود سرکار مدینہ ﷺ مقام محمود کے تعلق سے فرماتے ہیں۔ ھُوَ الْمَقَامُ الَّذِیْ اَشْفَعُ فِیْہِ لِاُمَّتِیْ ۔ یعنی مقام محمود وہ مقام ہے۔ جس جگہ میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا۔

(بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۶۸۶)

پروردگار عالم نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کریگا جہاں تمہاری سب تعریف کریں گے۔ مفسرین کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ مقام محمود یہ ایسا مقام ہے۔ جس جگہ کسی دوسرے کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

اسی لئے تو اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے یہ کس کو قدرت ملی ہے

مقام محمود ہی مقام شفاعت

کتاب الشفاء میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایک ہموار میدان میں جمع کریگا۔ جہاں پکارنے والے کی آواز کو سب سنیں گے اور سب نظر آتے ہوں گے۔ لوگ اس طرح ننگے ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے اور سب خاموش ہوں گے۔ اذن الٰہی کے بغیر کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کو ایک ایسے مقام پر بلایا جائیگا جہاں آپ یہ کہیں گے اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو کسی کو برائی کا حکم نہیں دیتا۔ ہدایت پر وہی ہے جس کو تو نے ہدایت دے دی۔ تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ میں تیرے ہی لئے ہوں اور میری دوڑ بھی تیری ہی جانب ہے۔ تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ اور جائے نجات نہیں تیری ذات بابرکت، بلند اور پاک ہے .... تو

جس جگہ کھڑے ہو کر آپ یہ حمد الٰہی بجا لائیں گے اسی جگہ کا نام مقام محمود ہے۔

بخاری شریف جلد ثانی بَابُ قَوْلِهٖ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (حدیث نمبر ا پارہ نمبر ۱۹ صفحہ ۶۸۶)

عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جُثًی کُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِیَّهَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اِشْفَعْ یَا فُلَانُ اِشْفَعْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ الشَّفَاعَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِکَ یَوْمَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

یعنی حضرت آدم بن علی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ بروز قیامت لوگ گروہ بنا کر اپنے اپنے نبی کی بارگاہوں میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ حضور ہماری شفاعت فرمایئے۔ یہاں تک کہ شفاعت کی بات نبی اکرم ﷺ تک آپہنچے گی۔ پس اس روز (شفاعت کیلئے) اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر کھڑا کریگا۔

بزرگو اور دوستو!.......... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ سے اس آیت مذکورہ یعنی مقام محمود کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ مقام شفاعت ہے۔ مقام محمود کے بارے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب سب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے تو میں اپنی امت کیساتھ ایک ٹیلے پر ہوں گا اور میرا رب مجھے سبز رنگ کا حلہ پہنائیگا پھر مجھے شفاعت کی اجازت مل جائیگی تو اس وقت جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ چاہے گا میں بارگاہ خداوندی میں گذارش پیش کروں گا تو بس وہی مقام محمود ہوگا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جنتی لوگوں کی سب سے پچھلی اور دوزخی لوگوں کی سب سے آخری جماعت باہر رہ جائیگی تو دوزخ میں جانے والے جنت میں جانے والوں سے

پوچھیں گے کہ تمہارے ایمان نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا۔ یہ سن کر وہ اپنے رب کو پکاریں گے اور خوب گریہ وزاری کریں گے، آہیں مار کر روئیں گے انکی حد درجہ گریہ وزاری سن کر جنتی لوگ حضرت آدم علیہ السلام ودیگر انبیاء علیہم السلام کی بارگاہوں میں اپنی شفاعت کیلئے عرض گذار ہوں گے لیکن ہر نبی کی جانب سے عذر کیا جائیگا آخر کار وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو جس مقام پر کھڑے ہو کر آپ انکی شفاعت فرمائیں گے وہی مقام محمود ہے۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

ہم تجھ کو راضی کر دیں گے

مسلم شریف جلد اول بَابُ دُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ حدیث نمبر ا ص ۱۱۳ سطر نمبر۔ ۱۷۔ ۱۸

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّرَبُّکَ اَعْلَمُ فَاسْئَلْهُ مَا یُبْکِیْکَ فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْئُکَ ایک مرتبہ سرکار اقدس ﷺ اپنے دونوں ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور فرمایا اے میرے پروردگار میری امت، میری امت اور رونے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن ان سے پوچھو آپ کیوں رو رہے ہیں طائر سدرہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سرکار مدینہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے اپنا حال بیان فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو تمہاری امت کے بارے میں ہم تجھ کو راضی کر دیں گے اور مایوس نہیں کریں گے۔

اسی کی ترجمانی سرکار اعلیٰحضرت یوں فرماتے ہیں۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

محبوب دو جہاں کو دو جہاں کی فکر ہوگی

میرے ملت کے نوجوانو!......... پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!........ آؤ سرکار دو عالم ﷺ کے کمال شفقت کو سمجھو، کمال محبت کو دیکھو، کہ آقا کے دل میں اپنی گنہگار امت کا درد کتنا ہے........ خطا کار امت کی فکر کتنی ہے......... سیاہ کار امت کا غم کیسا ہے، بدکار امت کی یادیں کیسی ہیں کہ پوری زندگی اپنی امت عاصی کے غم میں روتے رہے، پوری زندگی امت عاصی کی فکر میں آنسو بہاتے رہے، پوری زندگی اپنی گنہگار امت کو یاد کر کے آہ و فغاں کرتے رہے، پوری زندگی بارگاہ رب العزت میں فریاد کرتے رہے، رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔ اے میرے رب میری امت کو میرے حوالے کر دے، میری امت کو بچا ایک ماں کو جس قدر اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت سے محبت ہے چنانچہ آپ نے بعد ولادت اپنے گنہگار امتیوں کو یاد کیا۔ معراج کی رات اپنے سیاہ کار غلاموں کو یاد کیا، بعد وصال قبر انور میں اپنے خطا کار عاشقوں کو یاد فرمایا صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بروز قیامت سب کو اپنی اپنی فکر ہوگی مگر محبوب دو جہاں ﷺ کو ساری امت کی فکر ہوگی۔

اسی لئے عشق و محبت کے امام فرماتے ہیں کہ......

جب ماں اکلوتے کو بھولے
آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں
عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا

بخشش کا پروانہ

حضرات گرامی:۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا! اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائیگی، شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائیگی، مانگو تمہیں دیا جائیگا، رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عرض کرونگا یا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ فرمایا جائیگا جس کے دل میں ایک گندم یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس میں جا کر ایسے تمام لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا جن کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ امت کی شفاعت کے لئے زار و قطار رو رہے ہیں، امت کی نجات کیلئے پریشان حال ہیں، امت کی بخشش کے لئے فکر مند ہیں، امت کے گناہوں کی تلافی کے لئے بے قرار ہیں، امت کو دوزخ سے آزاد کرانے کیلئے بارگاہ ذوالجلال میں سجدہ ریز ہیں، امت کو آگ کے دہکتے شعلوں سے بچانے کے لئے بے چین ہیں اور پروردگار عالم کا رحم و کرم دیکھو فرما رہا ہے اے محبوب! ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور کلام ربانی بھی مژدۂ جاں فزا سنا رہا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اور آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک ایک امتی بخشا نہ جائیگا۔ حکم ہوگا اے حبیب! اس بات کا تعلق تمہارے ساتھ نہیں ہے لیکن مجھے اپنی عزت و کبرائی اور عظمت و جبروت کی قسم کہ ایسے شخص کو آگ سے نکال لوں

گا۔ جس نے ایک بار بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کہا ہو۔

اب تو آئی ہے شفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہوہی جائیگا
جنت میں وہ رسول ہمارا نہ جائیگا
جب تک ہر اک امتی بخشانہ جائیگا

ترمذی شریف جلد ثانی بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شَانِ الصِّرَاطِ ص ۶۹۔ سطر نمبر ۹۔ ۱۰۔ ۱۱

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَئَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَیْنَ اَطْلُبُکَ قَالَ اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَاتَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَلْقِکَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَلْقِکَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَااُخْطِیُٔ ھٰذِہِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے دن شفاعت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپکو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈنا میں نے عرض کیا اگر میں پلصراط پر نہ پاؤں؟ تو آپ نے فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس بھی نہ پاؤں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر مجھے حوض کوثر کے پاس ڈھونڈنا کیونکہ میں ان مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ضرور ہوں گا۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گذریئے
کہ ہے رب سلّم صدائے محمد ﷺ

بزرگو اور دوستو..............! پل صراط کی بات آگئی ہے تو اس پر بھی کچھ روشنی ڈال دوں تاکہ پل صراط کا مفہوم واضح ہو جائے۔ پل صراط وہ پل ہے جس کو جہنم کے پشت پر

نصب کیا جائیگا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جس کی لمبائی پندرہ ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی اور ہر شخص کو اس سے گذرنا ہوگا۔ سب سے پہلے اس راستے سے نبی کریم ﷺ کا گذر ہوگا۔ بعدہٗ تمام انبیاء و مرسلین گذریں گے۔ پھر آپ کی امت گذرے گی۔ پھر دوسری امتیں، بعض تو اتنی تیزی سے گذریں گے جیسے بجلی کا کوندا، بعض تیز ہوا کے مانند جیسے پرندا اڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے۔ بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے۔ بعض ڈگمگاتے ہوئے اور جس کے دل میں ایمان کی بو نہ ہوگی ایمان کی دولت نہ ہوگی وہ سیدھا جہنم میں چلا جائیگا۔

شفیع محشر ﷺ کی محبت پہ قربان جاؤ آپ پل صراط کے قریب کھڑے ہو کر امت عاصی کے غم میں رو رو کر اپنے رب سے فریاد کر رہے ہونگے "رب سلم رب سلم" الٰہی ان گنہگاروں کو بچالے، ان خطا کاروں کو بچالے، کبھی میزان کے پاس تشریف فرما ہوں گے جہاں نیکیاں اور برائیاں تولی جارہی ہوں گی اور آپ فرمارہے ہوں گے رب سلم رب سلم الٰہی ان سیاہ کاروں کو بچالے تو کبھی حوض کوثر کے پاس تشریف فرما ہوں گے اور پیاسوں کو سیراب فرمارہے ہوں گے۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

پل سے اُتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریٔل پر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو
کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ پر ہے

حضرات! آج کچھ لوگ شفاعت رسول کا انکار کرتے ہیں اور آپ کی شفاعت کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ان نادانوں سے کہوں گا اے نادانو! تم کس زعم باطل میں مبتلا

تم کس تقویٰ وطہارت پر فخر کر رہے ہو، تم کیا! اور ہو اور تم کس روزہ ونماز پہ نازاں ہو، تمہارے تقویٰ وطہارت کی حقیقت ہی کیا.......... انہیں دیکھو جنہوں نے سرکار کائنات کی صحبت پائی ہے۔ جنہوں نے سرکار کا جلوۂ زیبا دیکھا ہے، جنہوں نے سرکار کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، جنہوں نے سرکار کے ساتھ جہادیں کی ہیں، ان مقدس صحابۂ کرام نے نہ اپنی عبادتوں پر گھمنڈ کیا۔ نہ اپنے روزہ ونماز پر اترائے بلکہ انہیں بھی رسول اکرم ﷺ کی شفاعت پر ناز ہے۔ جیسا کہ حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نمازی بھی تھے اور غازی بھی تھے۔ مگر وہ اپنی نماز پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ رسول کائنات ﷺ سے شفاعت کا سوال کر رہے ہیں۔ ہمیں کہہ لینے دیجئے سوال کرنے والا کوئی معمولی آدمی نہ تھا گناہوں میں زندگی بسر کرنے والا نہ تھا۔ خطاؤں میں ڈوب کر دنیاوی لذتوں کے پیچھے بھاگنے والا نہ تھا۔ سیاہ کاری وبدکاری میں اپنی عمر عزیز کو ضائع کرنے والا نہ تھا۔ بلکہ خدا و رسول کے حکم کا پابند تھا۔ شریعت مصطفےٰ کا متبع تھا، نماز پنجگانہ کا عادی تھا، تلاوت کلام اللہ کا پابند تھا اور ایسا پابند کہ چلے تو مصطفےٰ کے ساتھ، بیٹھے تو مصطفےٰ کے ساتھ، نماز پڑھے تو مصطفےٰ کے ساتھ، سفر میں رہے تو مصطفےٰ کے ساتھ، حضر میں رہے تو مصطفےٰ کے ساتھ، یعنی ایک مقدس صحابیِ رسول تھے!..... لیکن قیامت کے دن کی ہولناکی اور حشر کا بھیانک منظر نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوئے بارگاہِ رسول میں شفاعت کا سوال کر رہے ہیں کہ یارسول اللہ صرف عبادت پر فخر نہیں کیا جاسکتا۔ صرف ریاضت پر ناز نہیں کیا جاسکتا، صرف تقویٰ وپرہیزگاری پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، صرف صوم وصلوٰۃ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ جب تک آپ ہماری شفاعت نہیں فرمائیں گے عبادت ہمارے کام نہیں آسکتی، ریاضت ہمارے کام نہیں آسکتی، تقویٰ وپرہیزگاری کام نہیں آسکتے، صوم وصلوٰۃ کام نہیں آسکتے۔ گویا کہ صحابۂ کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ۔

نہ طاعت پر نہ تقویٰ پر نہ زہد واتقا پر ہے
ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفےٰ پر ہے

میں تو اسی کام کیلئے ہوں

حضرات محترم..........! آیئے شفاعت ہی کے تعلق سے مسلم شریف کی ایک پیاری حدیث سماعت فرمایئے جس کو سن کر آپ حضرات مچل جائیں گے۔ مسلم شریف جلد اول بَابُ اِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۱۸ صفحہ نمبر ۱۱۰ سطر نمبر ۳۔۴۔۵

قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَيَاتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اِشْفَعْ لِذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَاتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيُوْتٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيُوْتٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْتٰى فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا.

مصطفےٰ جان رحمت ﷺ نے فرمایا کہ بروز قیامت شفاعت کے تعلق سے لوگ آپس میں جھگڑا کریں گے۔ تو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے حضور اپنی اولاد کی شفاعت کیجئے حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس کام کے لئے نہیں ہوں تم سب کے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں تو سب کے سب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے حضور حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے حضور آپ ہماری شفاعت فرمایئے۔ تو وہ فرمائیں گے میں اس کام کیلئے نہیں ہوں تم سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے کلیم ہیں تو سب کے سب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے حضور آپ ہماری شفاعت فرمایئے آپ فرمائیں گے میں اس کام کے لئے نہیں ہوں تم سب کے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں تو

سب کے سب حضرت عیسیٰ روح اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے حضور آپ ہماری شفاعت فرمایئے تو آپ فرمائیں گے میں اس کام کے لئے نہیں ہوں تم سب کے سب محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ تو سب کے سب سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں جائیں گے اور عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری شفاعت فرمایئے تو آقا ﷺ فرمائیں گے ہاں ہاں میں اسی کام کیلئے ہوں۔

سرکار اعلیٰحضرت اس حدیث کی ترجمانی اس طرح فرماتے ہیں

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

قیامت کا ایک دردناک منظر

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ ایک چٹیل میدان میں کھڑے کئے جائیں گے جو ہر قسم کے درختوں اور اونچے نیچے ٹیلوں اور عمارتوں سے پاک ہوگا۔ اور یہ زمین دنیا کی زمین جیسی نہ ہوگی بلکہ صرف نام کی زمین ہوگی چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ اس دن زمین آسمان دوسرے روپ میں بدل دیئے جائیں گے۔ اے میرے مسلمان بھائیو!...... ذرا غور تو کرو اور سوچو کہ اس دن کی ہولناکی کیسی ہوگی، جب لوگ اس میدان میں جمع ہوں گے، تمام ستارے بکھر جائیں گے، سورج اور چاند کی روشنی زائل ہو جائیں گی، زمین اندھیرے میں ڈوب جائیگی، آسمان پھٹ جائیگا اور اس کے پھٹنے کی وجہ سے اس سے ہیبت ناک آواز تیری قوت سماعت پر زبردست خوف چھوڑ جائے گی۔ آسمان پگھل کر چاندی کے مانند بہہ جائیگا، پہاڑ روئی کے گالوں کے مانند بکھر جائیگا۔ میدان محشر قائم ہوگا۔ نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ سورج لوگوں کے

سروں پر ایک کمان کے فاصلے کے برابر آجائیگا۔ جسکی تمازت سے تمام لوگ پریشان ہو گئے اور مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے۔ ایسے عالم میں انبیاء کرام کے حضور شفاعت کی فریاد کریں گے۔ سب کے سب یہی فرمائیں گے ہم لوگ اس کام کے لئے نہیں ہیں آخر میں رحمت دو عالم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے یا رسول اللہ حضرت آدم کے پاس گئے انکار کر دیئے گئے۔ حضرت عیسیٰ کے پاس گئے انکار کر دیئے گئے تو ہم گنہگاروں کے آقا فرمائیں گے آؤ آؤ میں تو اسی کام کے لئے ہوں یعنی جسکا کوئی نہیں ہے میں اسکا ہوں۔

کہیں گے اور نبی اذہبوا الیٰ غیری
میرے حضور کے لب پہ انا لھا ہوگا
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

شانِ محبوبی

حضرات............! یہ بات بھی قابل غور اور قابل توجہ ہے کہ لوگ اکٹھا ہو کر شفاعت کیلئے حضرت آدم کے پاس جائیں گے مگر وہ واپس کر دیئے جائیں گے حضرت ابراہیم کے پاس جائیں گے وہ بھی محروم کر دیں گے حضرت نوح کے پاس جائیں وہ بھی لوٹا دیں گے حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے وہ بھی انکار کر دیں گے حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ بھی ناامید کر دیں گے آخر میں تمام نبیوں کے نبی ﷺ کی بارگاہ میں جائیں گے اور شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔ آقا فرمائیں گے انا لھا میں اسی کام کے لئے ہوں۔

حضرات یہاں میں ایک نکتہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی انبیاء شفاعت سے انکار کر دیں گے صرف میرے آقا ﷺ ہی شفاعت فرمائینگے تو سب کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ صرف آپکی بارگاہ میں حاضری دی جاتی اور

آپ شفاعت فرمادیتے لیکن نہیں پہلے دیگر انبیاء کرام کے پاس جائیں گے اور ہر جگہ سے انکار ہوگا تو گنہگار ہمارے آقا کی بارمیں آئیں گے اس میں سب سے بڑی حکمت اور راز یہ ہوگا کہ اگر سب کے سب پہلے نبی اکرم ﷺ کے پاس چلے آتے تو سب کی شفاعت ہوجاتی۔ مگر کہنے والا یہ کہہ سکتا تھا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص۔ حضرت آدم کے پاس بھی گئے ہوتے تو شفاعت ہوجاتی، حضرت ابراہیم کے پاس بھی گئے ہوتے تو شفاعت ہوجاتی۔ حضرت موسیٰ کے پاس بھی گئے ہوتے تو شفاعت ہوجاتی۔ حضرت نوح کے پاس بھی گئے ہوتے تو شفاعت ہوجاتی۔ حضرت عیسیٰ کے پاس بھی گئے ہوتے تو شفاعت ہوجاتی۔ اس لئے پہلے دیگر انبیائے کرام کے پاس بھیجے گئے۔ اور جب ہر جگہ سے مایوسی ہوئی تو سارے گنہگار ہمارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں بھیجے گئے۔ اس میں آپ کی شان ظاہر کرنی تھی۔ چنانچہ استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
اُن کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

شفاعت رسول دخول جنت کا سبب

مشکوٰۃ شریف جلد دوم بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ فصل اول حدیث نمبر ۵ ص ۴۸۸ سطر نمبر ۱۱۔۱۲۔۱۳۔۱۴۔

قَالَ فَيَأْتُوْنِي فَأَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّي فِي دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِي فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَاْسِي فَاُثْنِي عَلٰى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب کے سب میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب کے پاس اسکے مقرر گھر میں حاضری کی اجازت مانگونگا۔ مجھے اجازت دی

جائیگی میں جب رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پھر جتنا اللہ چاہے گا مجھے چھوڑ رکھے گا پھر فرمائے گا اے محمد سر اٹھاؤ کہو تمہاری سنی جائیگی، شفاعت کرو قبول کی جائیگی، مانگو تم کو دیا جائیگا تو میں اپنا سر اُٹھاؤنگا اور اللہ کی وہ حمد وثنا بیان کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا۔ میرے لئے ایک حد مقرر کی جائیگی میں وہاں سے چلوں گا اور انہیں آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ اس حدیث پاک میں فی دارہ یعنی میں اپنے رب کے پاس اسکے مقرر گھر میں حاضری کی اجازت مانگوں گا اس سے مراد شفاعت کی جگہ تشریف فرماہوں گا اور یہ جگہ یا تو مقام محمود ہے یا مقام وسیلہ یا وہ خاص جگہ ہے جہاں حضور ﷺ کے علاوہ کسی کی رسائی نہ ہوگی۔ لوگ تلاش کرتے کرتے ہزاروں سال کے بعد پہونچیں گے۔ پروردگار عالم اپنے محبوب پاک ﷺ کو بے حجاب اپنا دیدار کرائیگا۔ حضور بارگاہ رب میں سجدہ ریز ہوجائیں گے اور یہ سجدہ شفاعت کبریٰ کی چابی ہوگی۔ جس سے شفاعت کا دروازہ کھل جائیگا۔ اس سجدہ سے دربار رحمت میں جوش آئیگا۔ حکم ہوگا محبوب سجدے سے سر اٹھاؤ تا کہ تم ہم کو دیکھو ہم تم کو دیکھیں اور حد سے مراد یہ ہے کہ اپنی اتنی امتوں کو جنت میں داخل کرادو، معلوم یہ ہوا کہ جنت میں حضور کی شفاعت کے بغیر کوئی نہ جائے گا۔

سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

مانگو عطا کی جائیگی

مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب الحوض والشفاعۃ فصل اول حدیث نمبر ۵ ص ۴۸۸ سطر نمبر ۱۴۔۱۵۔۱۶۔۱۷

ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّي فِي دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا

رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّلِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

پھر دوسری بار لوٹوں گا، اپنے رب سے اسکے گھر میں اجازت مانگوں گا، مجھے وہاں کی اجازت دیجائے گی جب میں رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا، جتنا سجدے میں رہنا رب چاہے گا اتنا مجھے سجدے میں چھوڑے گا پھر فرمایگا۔ محمد سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سنی جائیگی شفاعت کرو، قبول کی جائیگی، مانگو، عطا کی جائیگی آقا فرماتے ہیں تب میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد وثناء کروں گا جو مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائیگی میں روانہ ہوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔

حضرات.........اس سے پہلے بھی دارہ کی تحقیق ہو چکی ہے دارہ سے مراد شفاعت کی جگہ ہے یا وہ گھر جو شفاعت کے لئے خاص کیا گیا ہے۔

وعدۂ جنت

مشکوٰۃ شریف جلد ۲ فی بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ فصل اول حدیث نمبر ۵ ص ۴۸۸ سطر نمبر ۱۳۔۱۵۔۱۶۔۱۷۔۱۸۔

ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّلِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَايَبْقٰى فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. قَالَ وَ هٰذَا الْمَقَامُ

الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ. متفق علیہ ۔یعنی پھر تیسری بار لوٹونگا اور اپنے رب سے اجازت طلب کرونگا مجھے اس پر اجازت دی جائیگی۔ جب میں رب کو دیکھونگا تو میں سجدہ میں گر جاؤں گا جب تک اللہ مجھے چھوڑے رکھے گا پھر فرمائے گا محمد سر اٹھاؤ کہو تمہاری سنی جائیگی شفاعت کرو، قبول کی جائیگی مانگو تمہیں دیا جائیگا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا، اپنے رب کی وہ حمد وثناء کروں گا جو وہ مجھے سکھائیگا، پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائیگی پھر میں وہاں سے روانہ ہوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا حتی کہ آگ میں صرف وہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے۔ یعنی جس پر ہمیشگی ضروری ہوگئی ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ "قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر اٹھائے گا" مقام محمود وہی ہے جسکا تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

مسلمانو!۔اپنے پیارے آقا ﷺ کو دیکھو کہ اپنی امت سے کس قدر محبت و پیار فرما رہے ہیں، کہ جب تک ایک ایک کر کے اپنی گنہگار امت کو بخشوا نہ لیں گے سجدے سے سر نہ اٹھائیں گے رب کا فرمان عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کریگا جہاں سب تمہاری تعریف کریں گے۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ۔ اللہ عزوجل فرمایگا اے جبرئیل میرے محبوب کے پاس جاؤ اور کہو تیری امت کے بارے میں ہم تمہیں راضی کردیں گے اور مایوس نہیں کریں گے اور فرمائے گا اے محبوب ﷺ آدھی امت کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرلو

پھر فرمائے گا فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ شَعِیْرَۃٍ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ اے میرے
محبوب جس کے دل میں ایک جو کے برابر بھی ایمان ہے تو اس کو جہنم سے نکال لو۔ پھر
فرمائے گا فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ اے محبوب جس کے
دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو جہنم سے نکال لو۔ اس طرح اللہ کے
رسول ﷺ اپنی گنہگار امتیوں کو جہنم سے نکال کر ہی چین لیں گے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ۔ میرے آقا ﷺ کو کبھی گوارا نہیں کہ آپ کی امت آگ کے
بھڑکتے ہوئے شعلے میں ڈال دی جائے۔ یہی وجہ ہےکہ بوقت ولادت اپنی گنہگار امت کو یاد
کیا۔ شب معراج براق پر سوار ہوتے ہوئے اپنی امت کو یاد کیا بلکہ ساری ساری رات
نمازوں میں رو رو کر اپنی گنہگار امت کو یاد کیا اور اپنی امت کی بخشش کی دعائیں کی جو نبی ہر
لمحہ ہر وقت اپنی امت کو یاد کرے بھلا قیامت کے دن اپنی امت کو کیسے بھول جائیں گے۔
اور آپ کو یہ کیسے گوارا ہوگا کہ آپ کے سامنے آپ کی امت جہنم میں چلی جائے۔

شاعر فرماتے ہیں

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائیگا
جب تک ہر اک امتی بخشا نہ جائیگا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائیگا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائیگا

امتیوں کو جہنم میں دیکھا

حضرات.......... حضور ﷺ کو اپنی امت سے کس قدر محبت تھی واقعہ کی روشنی
میں سماعت فرمائیے۔ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں
حاضر ہوئے اور انبیاء سابقین کا تذکرہ کرنے لگے یارسول اللہ میں نے فلاں نبی کی امت
کو جہنم میں دیکھا ہے۔ فلاں نبی کی امت کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ طائرہ سدرہ تیزی کے

ساتھ ہر نبی کا تذکرہ کرتے چلے گئے اور کوئی جھجک محسوس نہیں ہوئی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی امت کا تذکرہ کرنے کے بعد یک بیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زبان رک
جاتی ہے اس لئے کہ طائر سدرہ سید الملائکہ جانتے تھے کہ رحمت عالم ﷺ کو اپنی امت سے
بے پناہ محبت ہے اگر امت رسول کو جہنم میں دیکھنے کا ذکر کروں تو حضور ملول خاطر
ہوں گے، پریشان حال ہونگے۔ اس لئے اب جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر خاموشی
کا زبردست پہرہ لگ جاتا ہے مگر جبرئیل کی اچانک خاموشی سے سرکار کا ماتھا ٹھنک گیا اور
بے چین ہو کر فرمایا کہ جبرئیل یہ بتاؤ کہیں تم نے میری امت کو جہنم میں تو نہیں دیکھا ہے
حضرت جبرئیل جواب دیتے دیتے رک جاتے ہیں سرکار بے تابانہ طور پر فرماتے ہیں
جبرئیل جلد بتاؤ کیا تم نے میری امت کو بھی جہنم میں تو نہیں دیکھا۔ اب مجبوراً طائر سدرہ نے
عرض کیا یارسول اللہ آپ کی امت کو بھی جہنم میں دیکھا ہے بس اتنا سننا تھا کہ مصطفےٰ کا چین
وسکون جاتا رہا اور بے چینی بے قراری پیدا ہوگئی ادھر جبرئیل نے اجازت چاہی اور منزل
سدرہ کی جانب پرواز کر گئے اور ادھر حضور ﷺ نے کاشانہ نبوت کو چھوڑ دیا لوگوں کی
نگاہوں سے چھپ کر غیر آبادی میں پہاڑ کی کھوہ میں پہنچ کر اپنی نورانی پیشانی کو فرش زمین پر
رکھ کر بلک بلک کر رونے لگے چشمان نبوت سے آنسوؤں کی برسات ہونے لگی اور زبان
مبارک سے رب ھبلی امتی رب ھبلی امتی کی صدا جاری ہوگئی۔ ادھر شمع رسالت
کے پروانوں کا عجیب عالم ہوگیا سرکار کو نہ پاکر بیتاب ہونے لگے ادھر ادھر ڈھونڈنا شروع
کر دیا۔ حجرۂ عائشہ میں دیکھا، مسجد نبوی میں دیکھا، مدینے کی ایک ایک گلی صحابہ کرام نے
چھان ڈالی مگر کہیں پتہ نہ چلا مدینہ میں کہرام مچ گیا مرد، عورت، بوڑھے، بچے سب بے
قرار ہوگئے لوگوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا گھروں میں چولھے سے دھواں نکلنا بند ہوگیا۔ ظاہر
ہے کہ صحابہ کا یہ عالم ہوا تو اہلبیت مصطفےٰ ﷺ اور خصوصاً حسنین کریمین کا کیا حال ہوا ہوگا۔
غلام مصطفےٰ بے چینی کے ساتھ تلاش میں سرگرداں ہیں مگر آقا کا کہیں پتہ نہیں۔ جمال سرکار
کی تڑپ رکھنے والوں کو بھلا کیسے قرار آتا تین دن تین راتیں گذر گئیں زلف عنبریں اور چہرۂ

تلاش شروع ہوئی۔ اسی ادھیڑ بن میں پھر رہے تھے کہ ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا کہ کہیں تم نے ہمارے آقا کو تو نہیں دیکھا ہے؟ اس چرواہے نے کہا نہیں! میں نے تو اس ویرانے میں کسی شخص کو نہیں دیکھا ہے مگر ایک بات ضرور ہے جس سے میں خود بے حد پریشان ہوں دیکھو اس پہاڑ کے کھوہ سے آج تین دن ہو گئے برابر کسی کے رونے کی آوازیں آرہی ہیں کوئی رونے والا ایسا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے جس کی درد بھری آواز کو سن کر میری بکریوں نے چرنا اور چوگنا چھوڑ دیا ہے۔

یہ کون پھوٹ کر رو دیا کہ درد بھری آواز
رچی ہوئی پہاڑوں کے آبشاروں میں

بس اتنا سننا تھا کہ صحابۂ کرام نے فرمایا کہ آج تین دن ہوئے ہمارے آقا ﷺ نے مدینہ کو سُنا کر دیا ہے ہم اسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں یہ جو تم رونے والوں کی کیفیت بیان کی ہے ہو نہ ہو ہم سب کے آقا ہی ہوں۔ لہٰذا چرواہے کی نشاندہی پر صحابۂ کرام دوڑ پڑے۔ دیکھا تو ایک پہاڑ کی کھوہ میں پیشانیٔ انور فرش خاک پر رکھے ہوئے سجدے میں رب ھب لی امتی رب ھب لی امتی کی صدائیں بلند کر رہے ہیں صحابۂ کرام قدم ناز کو چوم کر دامن مصطفےٰ ﷺ سے لپٹ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سر مبارک اٹھایئے اور مدینہ تشریف لے چلئے۔ شہر مدینہ سُنا ہو گیا ہے۔ شمع رسالت کے پروانے رو رو کے بے حال ہو گئے ہیں مدینے میں واویلا مچا ہوا ہے۔ لوگوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور اہل بیت اطہار بہت پریشان ہیں۔ مگر رحمت عالم ﷺ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر امت عاصی کے غم میں زار و قطار رو رہے ہیں اور دعائے مغفرت میں مصروف ہیں۔ جب صحابۂ کرام تمام تر کوششیں کر کے ناکام ہو گئے تو صحابۂ کرام سیدہ طاہرہ، خاتون جنت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے خاتون جنت! ہم نے سرکار کا پتہ لگا لیا ہے۔ فلاں پہاڑ کی کھوہ میں امت عاصی کے غم میں رو رہے ہیں لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود سرکار کائنات ﷺ

سجدے سے سر نہیں اٹھا رہے ہیں۔ لہٰذا خدارا آپ ہمارے حال پر رحم کیجئے اور تشریف لے چلئے ممکن ہے کہ سرکار سر مبارک اٹھالیں اور ہماری بے قرار دنیا کو سکون و اطمینان حاصل ہو جائے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء نے جسم اطہر کو چادر سے چھپایا اور آقائے کائنات ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر التجا کرنے لگیں کہ ابا جان اب سجدے سے سر اٹھایئے اور مدینہ تشریف لے چلئے آپ کی جدائی سے مدینہ والوں کا برا حال ہو گیا ہے۔ ہر طرف آہ و فغاں برپا ہے، آپ کے نہ ہونے سے ہر دل بے قرار ہے اور ہر آنکھیں اشکبار ہیں۔ حسنین آپ کی شفقت نہ پاکر تڑپ رہے ہیں، لیکن آپ برابر رب ھب لی امتی رب ھب لی امتی کی صدائیں بلند کرتے رہے اور سجدے سے سر مبارک نہ اٹھایا۔ بالآخر سیدہ فاطمہ نے اپنی پیشانی تلوے مبارک سے مل کر عرض کیا ابا جان دامن صبر چھوٹنے والا ہے للہ اب تو سر اقدس اٹھایئے ورنہ فاطمہ قیامت سے پہلے قیامت بپا کر دے گی تب جا کر سرکار نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا اے فاطمہ کاش تم ضد نہ کرتی تو جب تک پروردگار عالم سے میں اپنی پوری امت کی شفاعت و مغفرت نہ کرالیتا سجدے سے سر نہ اٹھاتا۔

اسی لئے تو سرکار اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

دوزخ میں میرا سایہ بھی نہ جائیگا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصاً مِنْ قَلْبِي أَوْمِنْ نَفْسِي۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا لوگوں میں زیادہ کامیاب میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ ہوگا جس نے اپنے خالص دل یا خالص نفس سے لا الہ الا اللہ کہا۔ مگر میری ملت کے نوجوانو! .... آپ ہرگز ایسا نہ

سمجھ کر صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دینے سے بیڑا پار ہو جائے گا۔ اس دنیا میں ہر مکتب فکر کے
لوگ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں مگر مومن نہیں کیونکہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے مراد سارے عقائد
اسلامیہ کا اقرار کرنا ہے اور تمام تقاضۂ اسلام پر عمل کرنا ہے۔

مسلم شریف:۔ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ صَامِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ. حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دے گا۔

اور بخاری شریف میں کچھ اس طرح ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے ماں، باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ہر نبی کی ایک خاص دعا ہے

معزز بزرگو اور دوستو!...... آیئے شفاعت کے بارے میں ایک اور پیاری حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ مسلم شریف جلد اول باب دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ صفحہ نمبر ۱۱۳ سطر نمبر ۴۔۵۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّي اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہر

نبی کی ایک خاص دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی لیکن میں نے اپنا یہ حق محفوظ کر رکھا تھا کہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ
رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گذریئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

محشر میں کوئی کسی کا نہ ہوگا

میدان محشر میں کوئی کسی کا سہارا نہ ہوگا، کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا، کوئی کسی کا حامی و یار نہ ہوگا، کوئی کسی کے کام نہ آئیگا، کوئی کسی کا فریاد رس نہ ہوگا، کوئی کسی کا سننے والا نہ ہوگا، یہ منظر نہایت خوفناک ہوگا، یہ ماحول بہت ہی دردناک ہوگا، یہ منظر لوگوں کے دلوں کو ہلا دینے والا ہوگا، یعنی نفسی نفسی کا عالم ہوگا، گرمی کی شدت سے لوگوں کا برا حال ہوگا، اتنی سخت گرمی ہوگی کہ پیاس کی شدت سے لوگ تڑپ رہے ہوں گے، خوف و ہراس کا عجیب عالم ہوگا، دوست دوست سے بھاگے گا، بیٹی ماں سے بھاگے گی، ماں بیٹی سے بھاگے گی، باپ بیٹا سے بھاگے گا، بیٹا باپ سے بھاگے گا، شوہر بیوی سے بھاگے گا، بیوی شوہر سے بھاگے گی، لوگ ایک ایک نیکی کو ترسیں گے، سب کو اپنی دھن لگی ہوگی، ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی، بیٹا باپ کے پاس جائیگا اور کہے گا ابا جان! آپ دنیا میں ہم کو بہت چاہتے تھے بہت پیار کرتے تھے میں آپ کا وہی لاڈلا بیٹا ہوں آپ کی وہی پیاری اولاد ہوں کہ اگر آپ سے کسی چیز کا سوال کر دیتا تو آپ کبھی رد نہیں فرماتے بلکہ ہمیشہ پورا فرما دیتے تھے آپ نے

ہمارے لئے دنیا میں نہ جانے کتنی صعوبتوں کا سامنا کیا ہے، کتنی پریشانیوں کا مقابلہ کیا ہے
نہ جانے کتنے غم اُٹھائے ہیں۔ ابا جان دنیا میں ہماری چھوٹی سی چھوٹی تکلیف کو بھی گوارا نہیں
کرتے تھے۔ ابا جان آج قیامت کا ہولناک منظر ہے، اس منظر نے تو میرا دل ہلا کر کے رکھ
دیا ہے۔ ابا جان اس دردناک عذاب سے بچنے کے لئے اور جہنم کی دہکتی آگ سے محفوظ
رہنے کے لئے، صرف ایک نیکی کی ضرورت ہے۔ ابا جان آپ کرم فرمایئے رحم فرمایئے اور
ایک نیکی عطا فرما دیجئے تا کہ میں اس دردناک عذاب سے بچ جاؤں، جہنم کے دہکتے شعلوں
سے آزاد ہو جاؤں۔ باپ انکار کر دیگا اور کہے گا کیسا بیٹا؟ میرا تو دنیا میں کوئی بیٹا ہی نہیں تھا
اور باپ بیٹے کو پہچاننے سے بھی انکار کر دے گا۔ اسی طرح بیٹی ماں کے پاس جائیگی ماں
انکار کر دیگی باپ بیٹا کے پاس جائیگا بیٹا انکار کر دیگا اور کہے گا میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ الغرض
کوئی کسی کا نہ ہوگا نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔

اے دنیا کے مسلمانو! ذرا غور تو کرو میدان محشر کا نقشہ ذہن میں تو لاؤ، آج دنیا کو
حاصل کرنے کے لئے نہ جانے کیا سے کیا کر لیتے ہو۔ کیا دنیا ہمیشہ تمہارے ساتھ رہ جائیگی
؟ ہرگز نہیں، ایک دن ایسا آئیگا کہ تمہیں موت کا مزا چکھنا ہوگا ارشاد الٰہی ہے كُلُّ نَفْسٍ
ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر ایک نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ لہٰذا اب بھی وقت ہے وقت
کو پہچانو! صدق دل سے توبہ کرو اور اپنی عمر عزیز کو غنیمت جانو، قبر و حشر کی سختی سے بچنے کیلئے
توشۂ آخرت اکٹھا کرو، اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو ان چیزوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے
آمین۔

حضور مستجاب الدعوات ہیں

حضرات...... ابھی آپ نے پیارے آقا ﷺ کی ایک پیاری حدیث سماعت
فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے
اور ہر نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی لیکن میں نے اپنا یہ حق محفوظ کر رکھا تھا تا کہ

قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں۔ آیئے اس حدیث مبارکہ کی تھوڑی توضیح
کر دوں تا کہ اس کی حقیقت آپ پر آشکار ہو جائے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام
کی دعائیں تو ہمیشہ مستجاب ہوتی ہی ہیں۔ بالخصوص ہمارے پیارے آقا ﷺ تو سراپا
مستجاب الدعوات ہیں، رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی بے شمار دعائیں
قبول فرمائی ہیں، مثلاً آپ کی دعا سے، حضرت ابوہریرہ کی ماں کو ایمان کی دولت نصیب
ہوئی۔ آپ کی دعا سے، بار ہا بارشیں ہوئیں اور قحط سالی دور ہوئی۔ آپ کی دعا سے، حضرت
عبداللہ ابن عباس کو علم قرآن کی دولت ملی اور سید المفسرین کے لقب سے نوازے گئے۔
آپ کی دعا سے ایک یہودی کا سفید بال سیاہی میں بدل گیا۔ آپ کی دعا سے حضرت علی کی
بیمار آنکھیں شفایاب ہو گئیں۔ آپ کی دعا سے حضرت عمر فاروق کو ایمان کی دولت ملی، آپ
کی دعا سے دحیہ کلبی اور اُن کا پورا قبیلہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوا۔ سبحان اللہ
مگر میرے دوستو! یہ وہ نبی ہیں یہ وہ رسول ہیں جنکی دعائیں دنیا میں تو قبول ہوئیں مگر آپ کی
دعا کا سب سے بڑا جلوہ اُس دن ظہور پذیر ہوگا جس دن کسی کی بھی دعائیں قبول نہ ہونگی اور
نہ کسی کو مجال دم زدن ہوگی۔ یعنی قیامت کا وہ بھیانک دن جس دن ہر انسان اپنے گناہوں کی
وجہ سے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے اور جہنم کے بھڑکتے شعلے دیکھ کر لرزہ براندام ہونگے
میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خصوصی دعا اُسی دن کے لئے محفوظ کر رکھا ہے اور
اُس دن میں اپنی دعا اور اپنی شفاعت سے اپنے گنہگار امتیوں کو اپنے رب سے بخشواؤں گا۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، دریائے رحمت، کنز الکرامت، مجدد دین وملت
امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ
رضاؔ بِل سے اب وجد کرتے گذریے
کہ ہے رب سلّم صدائے محمد ﷺ

مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب الحوض والشفاعۃ صفحہ ۴۹۴ سطر ۳ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کیلئے ہے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ گناہگاروں کیلئے گناہوں کی بخشش کے لئے شفاعت فرمائیں گے اور متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے بلندیٔ درجات کی سفارش کریں گے۔ معلوم ہوا کہ ہر قسم کا مومن حضور شافع محشر ﷺ کی شفاعت کا حاجتمند ہے۔ یعنی بُرے لوگ حضور کی شفاعت سے جنتی ہو جائیں گے اور متقی حضرات بھی حضور کی شفاعت سے بے نیاز نہیں ہو گئے۔ بلکہ انہیں بھی آپ کی شفاعت کی ضرورت ہوگی۔

استاذ زمن علامہ حسن رضا خان فرماتے ہیں۔

دعائے امت بدکار وردِ لب ہوگی
خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہوگا
میں اُنکے در کا بھکاری ہوں فضل مولیٰ سے
حسن فقیر کا جنت میں بسترا ہوگا

حضرات...... حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ کا ذکر سن کر آپ حضرات کا دل باغ باغ ہو گیا ہوگا اور قلب و جگر کو اطمینان وسکون حاصل ہو گیا ہوگا۔ دل کی سوزش اور اضطرابی کیفیت ختم ہو گئی ہوگی کہ واقعی ہم جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں، جس نبی کا نام لیتے ہیں جس نبی پر درود پڑھتے ہیں، جس نبی پر سلام پڑھتے ہیں کل بروز قیامت جب دل ہلا دینے والا منظر ہوگا۔ خوف وہراس سے جسم کانپ رہا ہوگا، پیاس کی شدت سے زبان باہر آرہی ہوگی، گرمی کی سختی سے کلیجہ منہ کو آرہا ہوگا، ایسے عالم میں آقا ﷺ اپنے غلاموں کی لاج رکھیں گے اور اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یعنی اس دن ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی۔ مگر شفیع محشر ﷺ کو اپنی پوری امت کی فکر ہوگی۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

گنہگارو نہ گھبراؤ عدالت ان کے گھر کی ہے
بُروں کو بخشوا لینا یہ عادت ان کے گھر کی ہے

غلامانِ مصطفیٰ بھی شفاعت کریں گے

ترمذی شریف جلد ثانی باب صِفَۃِ الْقِیَامَۃِ صفحہ ۷۰، سطر نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو قیامت کے دن کسی جماعت کی اور کچھ لوگ کسی قبیلے کی اور کچھ لوگ کسی خاندان کی اور کچھ لوگ کسی ایک آدمی کی، شفاعت کریں گے حتی کہ ان کی شفاعت سے گنہگار جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ............! مسلمانو! آقا ﷺ کی عظمت ومحبت پر قربان جاؤ کہ کل بروز قیامت سرکار کائنات ﷺ کے سر اقدس پر شفاعت کبریٰ کا تاج ہوگا اور اپنے گنہگار امت کو چن چن کر جہنم سے نکالیں گے اور ہمارے نبی تو شفاعت کریں گے ہی آپ کی امت میں سے بھی کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو گنہگاروں کی شفاعت فرما کر جنت میں داخل کریں گے۔ مثلاً صحابہ کرام، شہدائے عظام، علمائے اسلام، صدیقین، صالحین بھی اپنے حدود واختیارات کے مطابق نبی کے صدقے شفاعت فرمائیں گے۔

اب میں ان عقل کے اندھوں سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ جو نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے ولیوں کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں کہ بتاؤ قیامت کے دن تمہاری شفاعت کون کرے گا؟۔ خدا کی قسم ایسے لوگ قیامت کے دن مارا مارا پھرتا رہیگا۔ جس طرح آج دنیا میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ کبھی دیکھو تو اس گلی میں، کبھی

دیکھوتو اُس گلی میں، کبھی دیکھوتو اس گاؤں میں، کبھی دیکھوتو اُس گاؤں میں کبھی دیکھوتو اس
شہر میں کبھی دیکھوتو اُس شہر میں بس یہی حال قیامت میں اُن بدنصیبوں کا ہوگا۔ کہ مارا مارا
پھریں گے مگر کہیں ٹھکانہ نصیب نہ ہوگا۔

شاعر نے کیا پتے کی بات کہی ہے۔

مل سکتا نہیں خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

نہ چھوٹے دامان مصطفیٰ

الحمد للہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان........دنیا میں بھی خوش ہیں اور انشاء اللہ آخرت
میں بھی خوش رہیں گے۔ کیوں کہ یہ اکیلے نہیں ہیں ان کے ساتھ اولیائے کرام کی جماعت
ہے، ان کے سر پر علماء کرام کا سایہ ہے، شہدائے عظام کی عنایتیں ہیں، ڈر اسکو ہوگا جس
کے ہاتھ میں کسی کا دامن نہیں ہے، خوف اس کو ہوگا جس کے گلے میں نبی کی غلامی کا پٹہ نہیں
ہے، دہشت اُس کو ہوگی جس کے سر پر بزرگوں کا سایہ نہیں ہے، الحمد للہ ہم اہلسنت و
جماعت کے سروں پر بزرگوں کا سایہ بھی ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں اولیائے کرام کا دامن
بھی ہے۔ کسی کے ہاتھ میں امام احمد رضا کا دامن ہے، کسی کے ہاتھ میں بندہ نواز کا دامن
ہے۔ کسی کے ہاتھ میں خواجہ غریب نواز کا دامن ہے، کسی کے ہاتھ میں غوث اعظم کا دامن
ہے، کسی کے ہاتھ میں امام اعظم کا دامن ہے۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

دیکھو ذرا کس شان سے سرکار آرہے ہیں
محشر میں دھوم مچ گئی غم خوار آرہے ہیں

حضرات محترم:۔ مدینہ طیبہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا...... تجہیز وتدفین کے بعد
سب لوگ واپس اپنے اپنے گھر آگئے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد کسی نے انہیں خواب میں
دیکھا تو انکو جہنمیوں کی حالت میں پایا یہ منظر دیکھ کر بہت تعجب ہوا پھر ایک ہفتہ کے بعد
دوبارہ اسی شخص کو دیکھا تو معاملہ برعکس تھا۔ یعنی جنتیوں کی حالت میں پایا تو ان سے پوچھا
گیا کہ تم اپنی حقیقت بتاؤ کیونکہ اس سے پہلے تم جہنمیوں کی صف میں تھے پھر جنتیوں کی
صف میں آگئے...... تو اس نے بتایا کہ ہماری قبر سے قریب ایک اللہ والے دفن کئے گئے
ہیں اور انہوں نے اپنے پڑوسیوں کی شفاعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے صدقے میں
ہم سب کی بخشش فرمادی ہے۔ سبحان اللہ اسی لئے تو شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
از ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

بے شک اولیائے کرام، بزرگان دین، اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ہیں ایسے
محبوب جو ہم لوگوں کی دنیا وآخرت بلکہ ہر جگہ نصرت واعانت فرماتے ہیں اور ہمیشہ فیوض
وبرکات کے سوغات بانٹتے ہیں۔ میرے بھائیو!...... اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جب
اولیائے کرام کی جماعت ہم گنہگاروں کی شفاعت کرسکتی ہے جب بزرگان دین کی جماعت
ہم خطا کاروں کو نجات دلاسکتی ہے تو شفیع المذنبین ﷺ کیوں کر شفاعت نہیں کرسکتے ہیں۔

سچ کہا ہے کسی نے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں انہیں منظور ہے بڑھانا تیرا

اور سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ

ہم سے پیاسوں کیلئے دریا بہاتے جائیں گے
تشنگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دیکر جلاتے جائیں گے
گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے
کچھ خبر بھی ہے فقیر و آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

آنول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا

رسول کائنات ﷺ کی اجازت سے اولیاء، علماء، شہداء تو شفاعت فرمائیں گے ہی جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ۱۵۳ باب البکاء علی المیت سطر نمبر ۸۔۹۔۱۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَانِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ۔

رسول معظم ﷺ نے فرمایا... جن دو مسلمان یعنی میاں بیوی کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ بچے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کر کے اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جن کے دو بچے انتقال کر جائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا دو کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ایک بچہ فوت ہو جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ خام حمل بھی ساقط ہو جاتا ہے تو اپنی ماں کو آنول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا۔

آیئے...... کچھ اور روشنی ڈال دی جائے تا کہ ہر شخص کو سمجھنے میں آسانی ہو کہ خلاق کائنات جل جلالہ کا اپنے بندوں پر کتنا بڑا احسان ہے اور اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہے کہ بندہ پوری زندگی گناہوں میں ڈوبا رہتا ہے پھر بھی اللہ اپنے بندے پر کتنا مہربان ہے کہ۔ قیامت کی ہولناکی، محشر کا بھیانک منظر، پل صراط کی راہیں، دھوپ کی تمازت، میزان عمل کا نقشہ، حساب و کتاب کی سختی، ان ساری چیزوں سے نجات کیلئے ان ساری چیزوں سے آزادی کیلئے اپنے محبوب کے سر پر شفاعت کبریٰ کا انمول تاج رکھا ہے اور فرمایا کہ اے محبوب اپنی گنہگار امت کیلئے غمگین مت ہوئیے بلکہ **وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى** اے میرے محبوب عنقریب آپکا رب آپ کو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ سبحان اللہ بس سرکار اقدس ﷺ اپنے گنہگار امتیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر رب کی بارگاہ میں التجا کرتے جائیں گے اے اللہ اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما، اے اللہ اسکے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ فوراً دعا قبول ہو جائیگی اور جہنم سے **آزادی مل جائیگی**۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
طوفان نوح لانے سے اے آنکھ فائدہ
دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کرے

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

الصلوۃ والسلام

اے شہنشاہ مدینہ الصلوۃ والسلام
زینت عرش معلی الصلوۃ والسلام

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوۃ والسلام

روشنی میں آمنہ نے جب کہ دیکھا ملک شام
واہ واہ کیا چاند نکلا الصلوۃ والسلام

دست بستہ ہر فرشتے نے پڑھا اُن پر درود
کیوں نہ ہو پھر وردِ اپنا الصلوۃ والسلام

سرجھکا کر باادب عشق رسول اللہ میں
کہہ رہا تھا ہر ستارہ الصلوۃ والسلام

خود خدائے پاک بھی حب حبیب پاک میں
کہہ رہا ہے یا ازل سے الصلوۃ والسلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

عظمت درود مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْ
مِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ
اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا
مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ
لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ
سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ.
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ
عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ
وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ
عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ..........

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نوجوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر بھیک دینے والے آقا و داتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار شہنشاہ ذی وقار رحمۃ اللعالمین ﷺ وشمس انیس

بیکساں، چارہ ساز دردمنداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ.

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود
گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو وغفور
بخش دو جرم وخطا تم پہ کروڑوں درود
سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود
اک طرف اعدائے دیں اک طرف حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود
آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں درود

میرے محترم بزرگو اور دوستو ابھی میں نے آپ کے سامنے قرآن عظیم کی ایک

بہت ہی مشہور و معروف آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا جس میں پروردگار عالم جل
جلالہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا
ہے۔ ارشاد ربانی ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک اللہ اور اس کے مقدس
فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اپنے آقا پر درود پڑھو اور
خوب خوب سلام جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔ حضرات درود شریف ایک ایسا وظیفہ ہے
کہ جس کے ذریعہ امتی اپنے رسول کا قرب حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں
سرور کون ومکاں رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں كَانَ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُ عَلَيَّ
صَلٰوةً یعنی قیامت کے دن وہ شخص مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا جس نے دنیا میں
کثرت سے مجھ پر درود پڑھا ہوگا۔

حضرات!...... مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ
پیش کرنا در حقیقت اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرنا ہے اور یہ درود در حقیقت رسول کریم ﷺ کی
سب سے بڑی تعظیم وتوقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کے لئے
فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر یاد رکھے کہ یہ سجدہ صرف ایک آن کے لئے جائز تھا اور پھر
ہمیشہ کیلئے سجدہ تعظیمی حرام قرار دے دیا گیا۔ اب کوئی کسی کیلئے تعظیم کا سجدہ نہیں کرسکتا مگر
میرے رسول کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے مسلمانوں پر یہ لازم
کردیا کہ اے لوگو! اگر تمہیں مصطفیٰ کا قرب چاہئے اگر تمہیں میری رضا چاہئے، اگر تمہیں
میدان محشر میں شفاعت چاہئے تو میرے محبوب کی بارگاہ میں صبح وشام درود وسلام کا تحفہ
پیش کیا کرو اور تمہارا یہ درود پڑھنا صرف ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال کے
لئے نہیں ہوگا بلکہ جب تک تمہارے دم میں دم ہے میرے محبوب کی بارگاہ میں درود وسلام کا
نذرانہ پیش کرنا ہوگا۔ حضرات اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے اور فیوض وبرکات کا سرچشمہ بھی، جس سے ہر خوش نصیب

مسلمان سیراب ہوسکتا ہے۔ البتہ وہ بدنصیب شخص اس نعمت سے محروم رہے گا جس کو رسول
کریم ﷺ سے محبت نہیں اور نہ جس کے سینے میں عشق رسول کی تڑپ ہے۔

حضرات!...... آیئے میں آپ کو بتاؤں یہ درود کیا ہے علمائے کرام اور صوفیائے
عظام فرماتے ہیں کہ درود پاک نزول رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے، درود پاک رضائے الٰہی کی
ضمانت ہے، درود پاک قرب خداوندی کا آئینہ ہے، درود پاک عشق نبی کی علامت ہے،
درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے، درود پاک نیکیوں کا خزانہ ہے، درود پاک حب رسول کی
دلیل ہے، درود پاک خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، درود پاک ہر کار خیر کا زینہ ہے، درود پاک
دخول جنت کی بشارت ہے...... درود پاک دنیا وآخرت میں کامیابی کی دلیل ہے۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

غلامی رسول کا ثبوت

حضرات.... اہل سنت وجماعت کا بچہ بچہ اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود
وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے...... اور غلامی رسول کا ثبوت دیتا ہے...... آخر ان
ننھے ننھے بچوں میں درود وسلام پڑھنے کا اشتیاق کیوں پایا جاتا ہے؟...... ان کے
دلوں میں عشق رسول کا یہ طوفان کیوں برپا ہوتا ہے؟...... تو اسکی وجہ یہ ہے کہ سنی بریلوی
کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محبت کی نہیں جاتی محبت ہو ہی جاتی ہے
یہ شعلہ خود بھڑکتا ہے بھڑکایا نہیں جاتا

حضرات اب آپ لوگوں کے سامنے اہلسنت وجماعت کے جلسہ وجلوس اور نورانی محفلوں کے انوار وبرکات کا حسین منظر پیش کروں۔ تاکہ آپ کا دل باغ باغ ہو جائے۔ اور آپ کا سینہ عشق رسول کا مدینہ ہو جائے............ ایک مرتبہ بلند آواز سے دل لگا کر درود شریف پڑھے پھر میں عرض کروں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔

میرے دوستو! جلسہ وکانفرنس کا سہانا منظر آپ نے دیکھا ہوگا، نور ونکہت میں ڈوبی ہوئی ان راتوں کا کیا کہنا آج چاند بھی چمک رہا ہے، ستارے بھی مسکرا رہے ہیں، نور کی چادر تنی ہوئی ہے انوار وتجلیات کی بارشیں ہو رہی ہیں جدھر دیکھو بہار ہی بہار نظر آرہی ہے، کبھی دیکھو تو تلاوت کلام اللہ ہو رہی ہے، تو کبھی نعت مصطفےٰ کے نغمے پیش کئے جا رہے ہیں، کبھی درود پاک کی ڈالیاں نچھاور کی جارہی ہیں، تو کبھی قرآن کی روشنی میں مسائل دین بتائے جا رہے ہیں، کبھی حدیث کے آئینے میں مزاج زندگی سمجھایا جا رہا ہے، کبھی ولیوں کی کرامات پیش کی جارہی ہیں، تو کبھی بزرگوں کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں، کبھی نعرہائے تکبیر ونعرہائے رسالت کی صدائیں بلند کی جارہی ہیں، تو کبھی کھڑے ہو کر بارگاہ مصطفےٰ میں درود وسلام کے تحفے پیش کئے جارہے ہیں، غرض کہ عجب سماں ہے، عجب گھڑی ہے، عجب منظر ہے، ایسا منظر آپ کو روزانہ دیکھنے کو نہ ملے گا........... قسمت سے کبھی کبھی نصیب ہوجاتا ہے۔

اسی لئے تو شاعر اسلام فرماتے ہیں۔

سلطان جہاں محبوب خدا تیری شان وشوکت کیا کہنا
ہر شئے پہ لکھا ہے نام تیرا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

حضرات! جلسہ وکانفرنس تو بدعقیدے بھی کرتے ہیں، بڑے بڑے شامیانے لگاتے ہیں، اعلیٰ پیمانے پر اہتمام بھی کرتے ہیں، کھانے کا انتظام بھی کرتے ہیں، لوگوں

کو لانے اور لیجانے کے لئے گاڑیاں بھی بھیجتے ہیں، لیکن ان کا جلسہ روحانیت سے خالی ہوتا ہے، انکی کانفرنسیں نورانیت سے محروم رہتی ہیں۔ کیونکہ ان کے جلسوں اور کانفرنسوں کو بزرگوں سے نسبت نہیں ہوتیں۔ سننے اور سنانے والے بھی گستاخ رسول ہوتے ہیں، بزرگان دین کے دشمن ہوتے ہیں، اللہ کے پیاروں سے نفرت کرنے والے ہوتے ہیں، اس لئے ان کا جلسہ روحانیت سے خالی رہتا ہے، نورانیت سے محروم رہتا ہے، مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بھی اہلسنت وجماعت کے لوگ جلسہ یا کانفرنس کرتے ہیں، تو اس کا تعلق اللہ والوں سے ہوتا ہے، انکی نسبت اولیائے کرام سے ہوتی ہے، کبھی امام احمد رضا کا جشن مناتے ہیں، تو کبھی غریب نواز کی سیرت کا جلسہ کرتے ہیں، کبھی غوث الوریٰ کی گیارہویں کا جلسہ کا ہوتا ہے، تو کبھی امام اعظم ابوحنیفہ کا، کبھی ذکر شہادت کرتے ہیں، تو کبھی خلفائے راشدین کا تذکرہ، کبھی جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ نسبت سے شئی ممتاز ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ سنی بریلوی کے جلسے میں روحانیت بھی ہوتی ہے اور نورانیت بھی۔

اسی لئے تو شاعر کہتے ہیں۔

جسے چاہا در پہ بلالیا جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

آج........ بدعقیدے اہلسنت وجماعت پر اعتراضات کے انبار لگا رہے ہیں اور خوش عقیدہ ماحول کو بدعقیدگی کے ماحول میں بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور شرک وبدعت کا فتویٰ لگا کر اس عظیم دولت سے مسلمانوں کو دور کر رہے ہیں۔ بدعت حسنہ کو بدعت سیئہ بتا کر لوگوں کو راہ حق سے دور ونفور کر رہے ہیں۔ نبی کی عظمت ومحبت کو گھٹا کر اپنے ملاؤں کا خطبہ پڑھ رہے ہیں یہی ان بدعقیدوں کی تحریک ہے اور یہی اس کی تبلیغ ہے مگر یاد رکھئے کہ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

خدا کا نور بجھا ہے نہ بجھ سکے گا کبھی
بجھانے والے خود ہی بجھ گئے بجھا نہ سکے

کثرت درود کی فضیلت

حضرات اب آیئے میں آپ کو ایک ایسی حدیث سناؤں جس سے آپ کی طبیعت مچل جائیگی اور دل باغ باغ ہو جائیگا۔

مشکوۃ شریف جلد اول بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَفَضْلِھَا صفحہ نمبر ۸۶ سطر نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴۔ عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمُّکَ وَیُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ۔

حضرت اُبَیّ ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر درود پڑھتا ہوں تو کتنا درود مقرر کروں؟ آقا ﷺ فرماتے ہیں تم جتنا چاہو۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! دن اور رات کا چوتھائی حصہ مقرر کرلوں؟ تو سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا تم جتنا چاہو اگر اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں؟ یارسول اللہ ﷺ! دن ورات کا آدھا حصہ مقرر کرلوں؟ تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا تم جتنا چاہو اگر اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے تو حضرت ابی ابن کعب نے عرض کیا دن ورات کا دو تہائی مقرر کرلوں؟ آپ نے فرمایا تم جتنا چاہو اگر اضافہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ تو حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا میں دن رات کا پورا حصہ درود میں گذاروں گا آقائے

کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اِذًا تُکْفٰی ھَمُّکَ وَیُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ تب تو تمہارے غموں کے لئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بھی مٹ جائیں گے۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

اپنے خطا کاروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود

محبت رسول کا بہترین تحفہ

میرے دوستو! درود شریف ایمان وعقیدہ کا بہترین سرمایا ہے۔ درود شریف محبت خدا...... اور محبت رسول کا بہترین تحفہ ہے۔ جبھی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے عامل تھے۔ اور بارگاہ حبیب خدا میں خندہ پیشانی کیساتھ عرض گذار ہوتے یارسول اللہ آپ پر درود پڑھتا ہوں اوقات مقرر فرما دیجئے مصطفےٰ جان رحمت ﷺ نے کیا ہی پیارا جملہ ارشاد فرمایا میرے پیارے صحابہ تم جتنا چاہو درود کی کثرت کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ صحابہ کرام ارشاد حبیب ﷺ سن کر مچل جاتے ہیں خوشی سے جھوم جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں تب تو میں سارا دن درود ہی میں صرف کروں گا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ یہ ہے عقیدت صحابہ، یہ ہے محبت صحابہ، جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اور درود کے فیوض وبرکات کا کوئی احاطہ بھی نہیں کرسکتا۔

اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں۔

تیرے کرم سے اے کریم کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہماری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

دنیاوی واخروی فوائد

حضرات!.......... اگر مصیبت سے آزادی چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر

بیماریوں سے شفایابی چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر دلوں سے خوف دہراس کو دور کرنا چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر گھروں میں خیر و برکت کا ظہور چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر گھروں سے شیطان کو بھگانا چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر دل و دماغ میں پاکیزگی چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر اولاد میں وفاداری چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو، اگر عزت و وقار کا تاج چاہتے ہو تو درود کی کثرت کرو۔ تمہیں سب کچھ اسی دررحمت سے ملے گا۔ سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا
ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دکھا
تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

اور استاذ زمن فرماتے ہیں

دیدار کی بھیک کب بٹے گی
منگتا ہے امیدوار آقا ﷺ

ابھی ابھی......آپ نے دنیاوی فوائد کا ذکر سماعت کیا اب آیئے......اخروی فوائد کا بھی ذکر سن لیجئے، تا کہ درود کی کثرت آپ کے قلب و جگر کو چمکا دے اور ایسا چمکا دے کہ صرف خود ہی نہ چمکے بلکہ چمک کی شعاع جس پر پڑ جائے وہ بھی چمک جائے۔

آیئے ملاحظہ فرمایئے......درود کی کثرت سکرات موت کو آسان کرتی ہے۔ درود کی کثرت بوقت وفات ایمان کی حفاظت کرتی ہے، درود کی کثرت بوقت وفات خاتمہ بالخیر کی ضمانت دیتی ہے، درود کی کثرت بوقت وفات پیاس کی سختی سے بچاتی ہے، درود کی کثرت منکر نکیر کے سوالات کو آسان کرتی ہے، درود کی کثرت قبر کی تنگی کو دور کرتی ہے، درود کی کثرت قبر کو کشادگی عطا کرتی ہے، درود کی کثرت عذاب قبر سے بچاتی ہے، درود کی کثرت جہنم کی کھڑکی کو بند کرتی ہے، درود کی کثرت جنت کی کھڑکی کو کھولتی ہے، درود کی

کثرت دیدار رسول سے سرفراز کرتی ہے، درود کی کثرت حشر کے مصائب و آلام سے محفوظ رکھتی ہے، درود کی کثرت پلصراط کی طویل راہوں کو آسان کرتی ہے، درود کی کثرت میزان عمل میں کام آتی ہے، درود کی کثرت دوزخ سے بری ہونے کی بشارت دیتی ہے، درود کی کثرت دخول جنت کی خوشخبری سناتی ہے، بلکہ کہہ لیا جائے۔ کہ درود کی کثرت دنیا کی ساری رفعتوں اور آخرت کی ساری نعمتوں سے مالا مال کرتی ہے۔

حضرات! آج کچھ لوگوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اذان سے پہلے درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، اقامت سے پہلے درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، فاتحہ سے پہلے درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، فاتحہ کے بعد درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، دعا سے پہلے درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، تقریر سے پہلے درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، دوران تقریر درود پڑھا جائے تو اس پر اعتراض، درود کی محفل سجائی جائے تو اس پر اعتراض، کھڑے ہو کر سلام پڑھایا جائے تو اس پر اعتراض، ان بد عقیدوں کی عقل پر ماتم ہے کہ جن چیزوں کے کرنے کا حکم اللہ اور اسکے حبیب نے دیدیا ہے تو پھر اس کو کون روک سکتا ہے؟۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں، انہیں منظور بڑھانا تیرا

درود پڑھنا خدا کی سنت

اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً۔ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔

میرے ملت کے نوجوانو! اہلسنت و جماعت کا کوئی بھی کام بغیر دلیل کے نہیں ہوتا ہے، بغیر برہان کے نہیں ہوتا ہے وہ اور لوگ ہوں گے جن کو دلیل سے کوئی واسطہ نہیں

ہے، دلیل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ الحمد اللہ ہمارا سارا کام قرآن وحدیث کی روشنی میں ہوتا ہے، دلائل و براہین کے دائرے میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت وجماعت کے علماء کان میں بولنے کے عادی نہیں ہیں بلکہ میدان میں بولتے ہیں اور ایسا بولتے ہیں کہ بدعقیدوں کو بھاگنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ فرار ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اسی لئے تو استاد زمن فرماتے ہیں۔

نجد یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
شرک کیا کفر کا فضلہ ہے نجاست تیری

درجات کی بلندی

حضرات! درود پاک کی فضیلت وقبولیت کی بات آگئی ہے تو ایک اور پیاری حدیث سنتے چلئے مشکوۃ شریف، جلد اول، باب الصلوۃ علی النبی ﷺ، صفحہ ۸۶، سطر نمبر ۹۔۱۰۔۱۱

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا خدائے تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ اور اسکے دس گناہوں کو مٹا دے گا اور دس درجات کو بلند فرمائے گا۔

حضرات۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا بڑا مہربان ہے کہ بندہ ایک مرتبہ اسکے حبیب ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دس خطاؤں کو معاف بھی فرمادیتا ہے۔ اور اس کے دس درجات کو بلند بھی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کا شوق پیدا فرمائے۔ تاکہ رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی رہے۔ جسم گناہوں اور خطاؤں سے پاک وصاف ہوتا رہے اور

آخرت میں اعلیٰ درجات پر فائز رہے۔ آیئے ایک پیاری بات یاد آگئی تو میں عرض کر دینا چاہتا ہوں۔

صحابۂ کرام فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور بشاشت سے بہت زیادہ چمک رہا تھا اور مسرت وشادمانی کے انوار چہرۂ انور پر محسوس ہو رہے تھے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جتنی خوشی آج چہرۂ پاک پر محسوس ہو رہی ہے اتنی تو پہلے محسوس نہیں ہوتی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا مجھے کیوں نہ خوشی ہو ابھی ابھی جبرئیل امین میرے پاس سے گئے ہیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجات کو بلند فرمائے گا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

درود کی برکت سے توبہ قبول

چلتے چلتے ایک واقعہ بھی سماعت فرمالیجے۔ رونق المجالس کے صفحہ نمبر ۱۱۷ پر ہے شب معراج سرکار دو عالم ﷺ نے جو عجائبات دیکھے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک فرشتہ دیکھا اس کے پر جلے ہوئے تھے یہ دیکھ کر فرمایا اے جبرئیل! اس فرشتے کو کیا ہوا؟۔ جبرئیل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے ایک شہر تباہ کرنے کیلئے بھیجا تھا اس نے وہاں پہنچ کر ایک شیر خوار بچے کو دیکھا تو اسے رحم آگیا اور اسی طرح واپس آگیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ سزا دی۔ یہ سن کر حبیب خدا ﷺ نے فرمایا جبرئیل کیا اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟۔ جبرئیل نے عرض کیا رب کا وعدہ ہے جو بندہ بھی توبہ کریگا میں اسے بخش دونگا۔ یہ سن کر رحمت عالم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا اللہ اس پر رحم فرما اسکی توبہ قبول فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسکی توبہ یہ ہے کہ آپ پر دس بار درود پاک پڑھے۔ آپ ﷺ نے اس فرشتے کو حکم سنایا تو اس نے دس بار درود پاک پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو پَر اور بال عطا فرمادیا اور وہ اوپر اڑ گیا اور فرشتوں میں یہ شور برپا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ

نے درود پاک کی برکت سے کروبین پر رحم فرمایا۔

اسی لئے سرکار اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد ﷺ
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

قبر انور میں خوشبو

حضرات.........اب آیئے ایک ایسے عاشق رسول ﷺ کا ذکر کرنے جا رہا ہوں۔ جن کو اہل محبت محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کی شخصیت دنیا بھر میں مشہور ہے اور اہل محبت میں مقبول ہے آپ دلائل الخیرات کے مؤلف بھی ہیں، جو درود شریف کی نہایت ہی جامع و معتبر کتاب مانی جاتی ہے آپ کو اللہ کے حبیب دانائے غیوب ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ نے زندگی کے اوقات کا اکثر و بیشتر حصہ درود مصطفےٰ میں گذارا، اور درود شریف سے اس قدر محبت تھی کہ ہر وقت زبان درود کے ورد سے تر رہتی تھی، ہونٹ درود کے وظیفہ سے ہلتے رہتے تھے۔ یہی وہ بزرگ ہیں۔ جن کے قبر انور سے کستوری یعنی (مشک) کی خوشبو آتی رہتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے محبوب کی قبر کو مشک و عنبر کی خوشبوؤں سے بسا دیا اور لوگوں کو دکھا دیا کہ اے لوگو جو میرے محبوب پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے......... میں اسکو ایسے نہیں رکھتا ہوں بلکہ ان کی قبر کو جنت کی خوشبو سے سجا دیتا ہوں۔

استاذ زمن فرماتے ہیں۔

ذات والا پہ بار بار درود
بار بار اور بے شمار درود

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار مرتبہ درود پاک پڑھا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے۔

اسی لئے شاعر کہتے ہیں

جنت مقام ہوگا دوزخ حرام ہوگا
جو پڑھ کے مرگیا ہے صل علی محمد ﷺ
اس کی نجات ہوگی رحمت بھی ساتھ ہوگی
جس نے لکھا پڑھا ہے صل علی محمد ﷺ

کفن بھی میلا نہ ہوا

حضرات آیئے.....ایک ایمان افروز حکایت پیش کر رہا ہوں۔ جس سے یقیناً آپ کے دل کی دنیا جگمگا اٹھے گی اور روح کو ان شاء اللہ بالیدگی ملے گی یہی صاحب دلائل الخیرات حضرت شیخ جزولی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا اور آپ کو مقام سوس میں دفنایا گیا تو آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت جزولی رحمۃ اللہ علیہ کتنے پائے کے بزرگ تھے کہ ستر سال کے بعد جب آپ کے جسم مبارک کو مراکش منتقل کرنے کیلئے قبر مبارک سے نکالا گیا تو آپ کا جسد پاک مکمل صحیح وسالم تھا۔ جسم تو جسم آپ کا کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔ وصال مبارک سے پہلے آپ نے داڑھی کا خط بنوایا تھا دیکھنے والوں نے دیکھا تو کہا کہ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا کہ آج ہی داڑھی کا خط بنوائے ہیں اور آرام فرما رہے ہیں بلکہ کسی نے بطور امتحان آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھ کر دبایا۔ دباتے ہی خون اس کی جگہ سے ہٹ گیا اور وہ جگہ سفید ہوگئی جیسے زندوں کا ہوتا ہے پھر کچھ ساعت کے بعد وہ جگہ سرخ ہوگئی۔ آخر حضرت کا وہ کونسا خاص عمل تھا جس کی بنیاد پر یہ کمالات ظاہر ہو رہے تھے

کبھی قبر سے بھینی بھینی خوشبوؤں کا نکلنا، ستر سال تک جسم پاک کا صحیح وسالم رہنا پھر دیکھنے میں یوں معلوم ہوتا کہ ابھی ابھی آرام فرما رہے ہیں پھر زندوں کی طرح جسم میں خون کی گردش کا باقی رہنا خدا کی قسم یہ کمالات صرف اور صرف اس لئے تھے کہ وہ اپنے محبوب پاک ﷺ پر درود پاک پڑھنے کے پابند تھے اور ہمیشہ اسی وظیفے میں سرشار رہتے تھے۔

اسی لئے تو استاذ زمن فرماتے ہیں۔

گور بیکس کو شمع سے کیا کام　　　ہو چراغ شب مزار درود
قبر میں خوب کام آتی ہے　　　بیکسوں کی ہے یار غار درود

محترم بزرگو اور دوستو!............اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے جب بھی رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ کا نام پاک آجائے اور آپ کا ذکر جمیل چھڑ جائے تو آپ کی بارگاہ میں درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے، لہٰذا جب بھی سرور کون ومکاں ﷺ کا ذکر کریں تو ان کی بارگاہ میں درود پاک کا سوغات پیش کر لیا کریں درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کر لیا کریں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ یعنی سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔ (ترمذی شریف)

حضرات......مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف نہ پڑھنا درود شریف میں سستی کرنا، درود شریف میں تساہلی کرنا بہت بڑی حرماں نصیبی ہے۔ جو شخص درود شریف میں سستی کرتا ہے وہ خدا کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو شخص درود شریف میں تساہلی کرتا ہے اس پر فیوض وبرکات کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا الغرض درود شریف نہ پڑھنے والوں کی بڑی مذمت بیان کی گئی ہے۔ آیئے اس سلسلے میں ایک اور حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ

رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی ناک غبار آلود ہو (یعنی ذلیل وخوار) ہو جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

شفاء القلوب میں ایک عبرت ناک واقعہ تحریر کیا گیا ہے جس کو بیان کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اس واقعہ کو سننے والے اللہ عزوجل کے قہر وغضب سے بچنے کی کوشش کریں واقعہ یوں ہے۔

کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے لئے قبر کھودی گئی قبر میں ایک خوفناک کالا سانپ نظر آیا لوگوں نے گھبرا کر وہ قبر بند کر دی اور دوسری جگہ قبر کھودی وہی خوفناک کالا سانپ وہاں بھی موجود تھا آخرکار سانپ نے زبان سے پکار کر کہا......کہ تم جہاں بھی قبر کھودو گے میں وہاں پہنچ جاؤں گا......لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ قہر وغضب کیوں ہے؟۔ سانپ بولا یہ شخص جب سرکار دوعالم ﷺ کا نام نامی سنتا تھا......تو درود پڑھنے میں بخل کرتا تھا...اب میں اس بخیل کو سزا دیتا رہوں گا اور قیامت تک میں اسے ڈستا رہوں گا۔

حضرات!............ابھی ابھی آپ نے سنا کہ جو شخص درود شریف میں بخل کرتا ہے اللہ کے رسول ﷺ اس شخص سے سخت ناراض ہو جاتے ہیں اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کیا، اس نے خدا کو ناراض کیا کیونکہ رسول کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے اور یہی ناراضگی خدا کے قہر وغضب کا سبب بنتی ہے اور مرنے کے بعد اس کے قبر میں خوفناک سانپ کی شکل میں عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جو اسکو کاٹتا، نوچتا، پھاڑتا رہتا ہے، اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور قبر اسکے لئے جہنم کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا بن جاتا ہے۔ لہٰذا آیئے! آج کی اس نورانی شب میں ایک پختہ ارادہ کے ساتھ یقین کامل کے ساتھ عہد وپیمان کیجئے خدا کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کیجئے کہ اب اسکے بعد کبھی بھی درود شریف پڑھنے میں بخل نہ کروں گا۔ کبھی بھی درود شریف پڑھنے میں کوتاہی نہ کروں گا کبھی بھی درود شریف پڑھنے میں سستی نہ کروں گا بلکہ------

بیٹھتے اٹھتے جاگتے سوتے — ہو الٰہی میرا شعار درود
شہر یار رسل کی نذر کروں — سب دروددوں کی تاجدار درود
جان نکلے تو اس طرح نکلے — تجھ پہ اے غمزدوں کے یار درود
دل میں جلوے بسے ہوئے تیرے — لب پہ جاری ہو بار بار درود

حضرات!.........اس واقعہ کو بھی ذہن نشین کیجئے تا کہ آپ کا دل ہمیشہ درود کی برکت سے زندہ رہے، درود کے ذکر سے زبان میں مٹھاس پائی جائے، ایک شخص بڑا متقی و پرہیزگار تھا، صوم وصلوٰۃ کا بھی پابند تھا، مگر درود شریف پڑھنے میں سستی کرتا تھا۔ ایک روز سویا ہوا تھا نیند سے آنکھیں بند تھیں خواب میں اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کو دیکھ رہا ہے، مگر سرکار اقدس ﷺ اسکی طرف نظر رحمت نہیں فرمارہے ہیں۔۔وہ شخص نظر التفات کے لئے بار بار کوشش کرتا رہا مگر پھر بھی نبی اکرم ﷺ کی توجہ کرم سے محروم رہا بالآخر وہ شخص گھبرا کر بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہم سے ناراض ہیں؟ فرمایا نہیں لیکن میں تجھے پہچانتا نہیں، عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی امتیوں میں سے ایک ادنیٰ امتی ہوں اور میں نے نیک لوگوں سے سنا ہے کہ آپ اپنی امت کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں آقا ﷺ فرماتے ہیں ایسا ہی ہے مگر تم درود پڑھنے میں اعراض کرتے ہو اور میری شفقت اسی پر ہوتی ہے جو درود شریف کی کثرت کرتا ہے جب وہ شخص بیدار ہوا تو اسے درود شریف نہ پڑھنے کا بڑا احساس ہوا چنانچہ اسی روز سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا حتی کہ قسمت نے انگڑائی لی ایک دن پھر اسے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب میں تمہیں پہچانتا ہوں اور قیامت کے دن تمہاری شفاعت کا ضامن بھی ہوں۔

جو خیال آیا تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
وہ مہک مہک ہے لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے

دعا کیجئے کہ درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ خواب میں ہم سب کو دیدار حبیب نصیب

فرمائے آمین۔ یہ سچ ہے کہ ہم اس لائق نہیں مگر.........

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے
کہاں تقدیر ہے میری کہ میں پہونچوں مدینے تک
الٰہی خواب ہی میں شاہ کا دیدار ہوجائے
توسل ہر نبی کا ہر ولی کا اے مہ بطحا
میرا سینہ تیرے جلووں سے پُر انوار ہوجائے

شہد کی شیرنی درود کی برکت سے

مثنوی شریف میں علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک بار تاجدار مدینہ ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت فرمایا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں چمن میں جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستی ہوں.....پھر وہ رس اپنے منہ میں لئے ہوئے اپنے چھتوں میں آجاتی ہوں اور وہاں اُگل دیتی ہوں وہی شہد ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ پھولوں کے رس تو کڑوے اور کسیلے ہوتے ہیں تو پھر شہد میں یہ مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ تو مکھی نے عرض کیا۔

گفت چوں خوانیم بر احمد درود
می شود شیریں وتلخی ماربود

یعنی ہمیں قدرت نے سکھادیا ہے کہ چمن سے چھتے تک راستے بھر آپ پر درود شریف پڑھتی ہوئی آؤں۔ یارسول اللہ ﷺ شہد کی یہ لذت ومٹھاس اسی درود پاک کی برکت ہے۔

محترم حضرات......یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ ہی ہے اور درود پاک کی برکت ہی ہے کہ کڑوے وکسیلے رسوں میں شیرنی آجاتی ہے اور شہد میں مٹھاس پیدا ہوجاتی ہے یقینا

دوستو! یہ مقام غور ہے کہ چمن میں رنگ برنگ کے مختلف پھول ہوتے ہیں مثلاً جوہی، چمیلی، چمپا، نسترن، رات کی رانی، گلاب وغیرہ جس طرح ان پھولوں کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں اسی طرح ان پھولوں کے رس اور ذائقے بھی الگ الگ ہوتے ہیں کسی میں پھیکا پن پایا جاتا ہے تو کسی میں تلخی مگر خالق کائنات نے درود شریف میں اتنی تاثیر عطا کر دی ہے اور اتنی طاقت پیدا فرما دی ہے کہ چمن کے پھولوں کی کڑواہٹ کو دور کر کے اس میں مٹھاس آجاتی ہے اس کے ذائقہ میں لذت پیدا ہو جاتی ہے صرف یہی نہیں بلکہ درود کی برکت سے شہد تمام بیماریوں کیلئے شفا بھی بن جاتا ہے۔

اس لئے میرے دوستو! اگر دعا کو بارگاہ خداوندی میں مقبول بنانا چاہتے ہو تو اس میں درود کی مٹھاس پیدا کرو اگر نماز کو بارگاہ خداوندی میں مقبول بنانا چاہتے ہو تو اس میں درود کی مٹھاس پیدا کرو اگر روزہ کو بارگاہ خداوندی میں مقبول بنانا چاہتے ہو تو اس میں درود کی مٹھاس پیدا کرو اگر اپنے اعمال صالحہ کو بارگاہ خداوندی میں مقبول بنانا چاہتے ہو تو درود کی مٹھاس پیدا کرو، اگر دل ودماغ کو دنیا کے خرافات سے پاکیزہ رکھنا چاہتے ہو تو اس میں درود کی مٹھاس پیدا کرو، اگر ذہن وفکر کو گناہوں کے امراض سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو اس میں درود کی مٹھاس پیدا کرو، اگر اعضائے جسمانی کو توانا وتندرست رکھنا چاہتے ہو تو زبان میں درود کی مٹھاس پیدا کرو، خود بخود دعائیں قبول ہو جائے گی، نماز بھی قبول ہو جائیگی.. روزہ بھی قبول ہو جائے گا... حج وزکوۃ بھی قبول ہو جائیں گے، کیونکہ جس طرح درود چمن کے پھولوں کے کڑواہٹ کو دور کر کے اس میں مٹھاس پیدا کر دیتا ہے اسی طرح قبولیت اعمال کی رکاوٹ کو دور کر کے اس میں شرف قبولیت کی مٹھاس پیدا کر دیتا ہے۔ اس موقع پر محسن ملت مولانا مبارک حسین صاحب کا ایک شعر یاد آگیا.........

مصطفےٰ آگئے روشنی آگئی ۔۔۔ بالیقیں اک نئی زندگی آگئی
اے مگس یہ شہد کیسے میٹھا بنا ۔۔۔ پڑھ لی صل علیٰ شیرنی آگئی

حضرات............! درود شریف قبولیت دعا کے لئے اکسیر ہے۔ بارگاہ رب

ذوالجلال میں وہ دعا مقبول نہیں ہوتی ہے جو دعا درود شریف سے خالی ہو۔ آیئے حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں...... عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْئٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتی جب تک کہ تم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف کا ہدیہ نہ پیش کرو گے۔ (ترمذی شریف)

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو بروز قیامت جنت میں جانے کا حکم ہوگا لیکن وہ جنت کا راستہ بھول جائیں گے عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا اَلَّذِيْنَ سَمِعُوْا بِاسْمِيْ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَيَّ یعنی یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے میرا نام سنا اور مجھ پر درود نہ پڑھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ بڑے ظلم وجفا کی بات ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

احادیث کریمہ آپ نے سماعت کر لی اب میں ایک ایسی حکایت پیش کرنے جارہا ہوں جو آپ کے اندر ایک انقلابی کیفیت پیدا کر دیگی، جو آپ کے جوش وخروش میں تقویت پیدا کر دیگی، جو آپ کی محبت وخلوص کے اضافہ میں ایک اہم رول ادا کر دیگی، جو آپ کے ایمان وعقیدہ میں پختگی پیدا کریگی، جو آپ کی دنیاوی واخروی زندگی کو سنوارنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے آج ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھا ہے حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا واقعہ ہے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے کوہ قاف جانے کا اتفاق ہوا مجھے وہاں آہ وفغاں، رونے چلانے کی آوازیں سنائی دیں جدھر سے آوازیں آرہی تھیں میں ادھر گیا تو مجھے ایک فرشتہ دکھائی دیا جس کو میں نے اس سے

پہلے... پہلے آسمان پر دیکھا تھا جو کہ اس وقت بڑے اعزاز واکرام میں رہتا تھا، وہ ایک نورانی تخت پر بیٹھا رہتا تھا، ستر ہزار فرشتے اس کے گرد صف بستہ کھڑے رہتے تھے، وہ فرشتہ سانس لیتا تھا، تو اللہ تعالیٰ ہر سانس کے بدلے ایک فرشتہ پیدا کر دیتا تھا، لیکن آج میں نے اسی فرشتہ کو کوہِ قاف کی وادی میں سرگرداں اور آہ وزاری کرتے دیکھا ہے، میں نے اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ اور کیا ہو گیا ہے، اس نے بتایا معراج کی رات جب میں اپنے نورانی تخت پر بیٹھا تھا، میرے قریب سے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ گذرے تو میں نے آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کی پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کو میری یہ ادا میری یہ بڑائی پسند نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل کر کے نکال دیا اور اس بلندی سے پستی میں پھینک دیا پھر اس نے کہا اے جبرئیل اللہ کی بارگاہ میں میری سفارش کر دو کہ اللہ تعالیٰ میری اس غلطی کو معاف فرمائے مجھے پھر اسی جگہ پر بحال کر دے یا رسول ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز میں نہایت عاجزی کے ساتھ معافی کی درخواست کی بارگاہِ الٰہی سے ارشاد ہوا اے جبرئیل اس فرشتہ کو بتا دو کہ اگر وہ معافی چاہتا ہے تو میرے حبیب ﷺ پر درود پاک پڑھے یا رسول اللہ ﷺ میں نے جب اس فرشتہ کو فرمان الٰہی سنایا وہ سنتے ہی حضور کی ذات اقدس پر درود پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بال وپر نکلنا شروع ہو گئے اور پھر وہ اس ذلت وپستی سے اُڑ کر آسمان کی بلندیوں پر جا پہنچا اور اپنی مسند اکرام پر فائز ہو گیا۔ (معارج النبوت جلد اول ص ۱۸۷)

اس لئے شاعر فرماتے ہیں.......

درود آتا ہے لب پر سلام آتا ہے
زباں پہ جب بھی محمد کا نام آتا ہے
پڑھیں درود نہ کیونکر رسول اکرم پر
یہ نام سب کی مصیبت میں کام آتا ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پہلے آسمان پر رہنے والا فرشتہ، نورانی تخت پر بیٹھنے والا فرشتہ

مانے اعزاز واکرام والا فرشتہ جب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم واکرام کی پرواہ نہ کی تو رب کائنات نے آسمان کی بلندی سے زمین کی پستی میں پھینک دیا تو بتاؤ جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہیں اس کو زمین کی پستی سے آسمان کی بلندی کیسے مل سکتی ہے۔

پل صراط میں آسانی

یوں تو درود شریف کے فوائد و برکات بیشمار ہیں جسکا تذکرہ بحوالہ پیش کر دیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف کی کثرت پلصراط کے کٹھن راہ پر گذرتے وقت نور بن کر پلصراط کی راہ کو آسان کرنے میں کام آتی ہے...اور رحمت خداوندی سے سارے مشکلات دور ہو جاتے ہیں آیئے پہلے پلصراط کو سمجھئے کہ پلصراط کیا ہے؟ پھر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے جہنم سے کس طرح آزادی مل جاتی ہے سماعت فرمایئے۔

پلصراط......ایک پل ہے، یا ایک برج ہے جو جہنم کی پشت پر نصب کیا جائیگا۔ جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اس پل سے ہر ایک کو گذرنا پڑیگا اور یہ راستہ کوئی آسان راستہ نہیں...بلکہ سخت سے سخت تر ہے سب سے پہلے اس راستے سے نبی اکرم ﷺ تشریف لے جائیں گے..پھر انبیاء ومرسلین پھر آپ کی امت بعدہٗ دوسری امتیں! پلصراط پر لوگ الگ الگ طریقے سے گذریں گے بعض تو اسطرح گذریں گے جیسے بجلی کی چمک کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا۔ بعض تیز ہوا کے مانند گذریں گے بعض اڑتے پرندے کے مانند بعض دوڑتے گھوڑے کے مانند، بعض ڈرتے آدمی کی طرح کچھ سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے، بعض چیونٹی کیطرح چلتے ہوئے۔

دوستو! اس پل سے ہر ایک کا گذرنا آسان نہ ہوگا...بلکہ وہی گذرنے میں کامیاب وکامران ہونگے جس کا ایمان وعقیدہ مستحکم ومضبوط ہوگا جن کے پاس اعمال صالحہ کی کثرت ہوگی درود پاک کی ضیاؤں سے جس کا قلب نورانی ہوگا آیئے سرکار اقدس ﷺ کی ایک پیاری حدیث سماعت فرمایئے۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّی رَاَيْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا رَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِی يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّةً وَّيَنْجُوْ مَرَّةً وَّيَتَعَلَّقُ مَرَّةً فَجَاءَتْهُ صَلَاتُهُ عَلَیَّ فَاَخَذَتْهُ. اَوْ كَمَا قَالَ. حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اقدس ﷺ تشریف لائے اور فرمایا میں نے آج رات ایک عجیب منظر دیکھا کہ میرا ایک امتی پلصراط سے گذرنے لگا کبھی وہ چلتا ہے، کبھی وہ گرتا ہے، کبھی وہ لٹک جاتا ہے اتنے میں اس کا پڑھا ہوا درود پاک آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پار کر دیا۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔۔۔۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گذرئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ
پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

درود شریف کی اہمیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ جب حضرت حواء کو پیدا کیا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکی طرف میلان کرنا چاہا اور ارادہ فرمایا کہ دست محبت بڑھائیں تو فرشتوں نے کہا اے آدم ٹھہر جاؤ پہلے مہر ادا کرو تو آپ نے فرمایا فَمَا مَهْرُهَا قَالُوْ حَتّٰى تُصَلِّیَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ یعنی وہ مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا مہر یہ ہے کہ تم نبی اکرم ﷺ پر دس مرتبہ درود پڑھو۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آدم علیہ السلام کا مہر حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا تھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے درود پڑھا اور فرشتوں کی گواہی سے نکاح ہوا۔

حضور افضل الانبیاء ہیں

حضرات۔۔۔۔۔۔۔۔جب ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں اور آخری تشہد میں بیٹھتے ہیں تو التحیات کے بعد درود ابراہیمی اللهم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ ال محمد کماصلیت علی سیدنا ابراهیم وعلیٰ آل سیدنا ابراهیم انک حمید مجید۔ اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور انکی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور انکی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ یہاں پر ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس درود میں حضور ﷺ کے درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی صلوۃ بھیج محمد ﷺ پر اور انکی آل پر جیسا کہ تو نے صلوۃ بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور انکی آل پر تو اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل ہیں حالانکہ افضل الانبیاء حضور ﷺ ہیں تو یہاں پر تشبیہ کیسے درست ہو سکتی ہے۔

اس کا جواب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی پیارے انداز میں دیا ہے فرماتے ہیں اِنَّ التَّشْبِيْهَ فِی الْاَصْلِ لَا فِی الْقَدْرِ كَمَا قِيْلَ فِی "كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ" وَكَمَا فِی "اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ"۔ یہاں پر جو تشبیہ دی گئی ہے اصل میں مقدار میں تشبیہ نہیں دی گئی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو نبی اکرم ﷺ پر صلوۃ بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام پر صلوۃ بھیجی ہے۔ جیسا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔ یہاں بھی صرف فرض ہونے میں تشبیہ دی گئی ہے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنے روزے تم پر فرض ہوئے ہیں اتنے ہی پہلی قوموں پر فرض تھے۔ اسی طرح رب کائنات کا ارشاد ہے بے شک ہم نے تمہاری طرف وحی کی۔ جیسا کہ ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ اس میں

صرف اتنا ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کی طرف بھی وحی کی گئی اور نوح علیہ السلام کی طرف بھی، یہ نہیں ثابت کیا گیا ہے کہ جتنی وحی نوح علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے اتنی وحی آپ کی طرف بھی کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا یہاں پر یہ مطلب نہیں کہ جتنا احسان اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے اتنا احسان تم دوسروں پر کرو بلکہ صرف احسان کرنے کا بنی اسرائیل نے قارون کو مشورہ دیا تھا۔

قبولیت کی ضمانت

بارگاہ خداوندی میں درود وسلام کا کتنا بڑا مقام ومرتبہ ہے اس حقیقت کو دلیل و براہین کے ساتھ واضح طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں.....دل لگا کر سماعت کیجئے ......انشاء اللہ العزیز آپ کے ذہن وفکر اور قلب وجگر میں درود شریف کی عظمت بیٹھ جائے گی .....ایمان وعقیدہ بھی مضبوط ہو جائیگا ......یہ حقیقت مسلمہ ہے اسکو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا.....لیکن پہلے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات نماز پڑھتے ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں پڑھتے ہیں تو عہد کیجئے......کہ آج سے نماز پنجگانہ کی پابندی کروں گا......اور آقا ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھی پڑھتا رہوں گا۔نماز اللہ کی عبادت ہے ......نماز اللہ کی بندگی ہے.....جب نمازی اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے.....نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے.....تو سب سے پہلے نماز کی نیت کرتا ہے.....مثلاً فجر کی دو رکعات پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرتے ہیں......نیت کی میں نے دو رکعت نماز فجر کی فرض یا سنت واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر یعنی تکبیر تحریمہ کہہ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لیتا ہے پھر ثنا پڑھتا ہے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک۔پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں پھر تعوذ وتسمیہ پڑھتا ہے یعنی اعوذ باللہ من الشطین الرجیم پھر بسم اللہ الرحمن

الرحیم ۔پھر سورہ فاتحہ پڑھتا ہے پھر قرآن مقدس کی سورتوں میں سے کسی سورۃ کی تلاوت کرتا ہے جو اسے یاد ہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جاتا ہے پھر کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہتا ہے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاتا ہے، پھر سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے پھر سجدہ سے سر اٹھاتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جاتا ہے اور یہی تسبیح پڑھتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے پھر تسمیہ وسورہ فاتحہ کے بعد قرآت کرتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جاتا ہے پھر تین مرتبہ رکوع کی تسبیح پڑھتا ہے۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاتا ہے اور سجدہ کی تسبیح پڑھتا ہے پھر سجدہ سے سر اٹھاتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرے سجدہ میں چلا جاتا ہے اور تسبیح پڑھ کر تشہد میں بیٹھ جاتا ہے اور پڑھتا ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ ۔صرف اتنا ہی یعنی تمام تحیتیں ،نمازیں ،اور پاکیزگیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اگر نمازی پوری التحیات نہ پڑھے صرف اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ تک پڑھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے۔تو بتایئے کہ نماز ہوئی کہ نہیں؟ کیا ایسی نماز کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو قبول فرماتا ہے؟۔

تو میرے بھائیو!..............علمائے کرام فرماتے ہیں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی جس نماز میں نبی پر سلام نہ پڑھا جائے تو وہ نماز صحیح نہ ہوگی وہ نماز درست نہ ہوگی ایسی نماز کو اللہ پسند نہیں فرماتا ہے ایسی نماز کو اللہ قبول نہیں کرتا ہے اگر آپ کو یقین نہ ہو تو علمائے کرام سے پوچھ لیجئے کہ میری نماز ہوئی کہ نہیں تو علمائے کرام بھی یہی فرمائیں گے تمہاری نماز نہیں ہوئی دوبارہ نماز پڑھو تو آپ کہیں گے ۔مولانا صاحب نیت کی تو اللہ کی تعریف کیا ثناء پڑھا تو اللہ کی تعریف کیا.....تسمیہ پڑھا تو اللہ کی تعریف کیا، سورۂ فاتحہ پڑھا تو اللہ کی تعریف کیا...دوسری سورت کی تلاوت کی تو اللہ کی تعریف کیا، رکوع میں گیا تو اللہ کی تعریف کیا...رکوع میں تسبیح پڑھا تو

اللہ کی تعریف کیا۔ رکوع سے کھڑا ہوا تو اللہ کی تعریف کیا۔ سجدہ میں گیا تو اللہ کی تعریف کیا سجدہ میں تسبیح پڑھا تو اللہ کی تعریف کیا، تشہد میں بیٹھا تو اللہ کی تعریف کیا۔ پوری نماز میں اللہ کی تعریف کیا۔ صرف حضور ﷺ پر سلام ہی تو نہیں بھیجا پھر بھی میری نماز نہیں ہوئی ایسا کیوں؟ تو مولانا صاحب جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو قبول نہیں فرماتا جس نماز میں اللہ کے حبیب ﷺ کو سلام نہ بھیجا جائے، جس نماز میں اللہ کے حبیب ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے۔ تو معلوم ہوا کہ بغیر سلام کے اللہ تعالیٰ نہ نیت کو قبول فرماتا ہے۔ نہ ثنا قبول فرماتا ہے نہ تسمیہ قبول فرماتا ہے، نہ فاتحہ کو قبول فرماتا ہے، نہ رکوع قبول فرماتا ہے، نہ رکوع کی تسبیح کو قبول فرماتا ہے، نہ قیام کو قبول فرماتا ہے، نہ سجدہ کو قبول فرماتا ہے، نہ سجدے کی تسبیح کو قبول فرماتا ہے، نہ تشہد کو قبول فرماتا ہے۔ یعنی ارکان نماز میں سے کسی رکن کو بھی قبول نہیں فرماتا ہے۔ اب حقیقت نکھر کر آپ کے سامنے آگئی... کہ اگر بارگاہ خداوندی میں نیت کو قبول کروانا چاہتے ہو اور اپنی نماز کو کامل کرنا چاہتے ہو اور اپنے اعمال میں قبولیت چاہتے تو حضور ﷺ پر سلام پڑھنا پڑیگا اگر ثنا کو قبول کروانا چاہتے ہو تو حضور پر سلام پڑھنا پڑیگا اگر سورہ فاتحہ کو قبول کروانا چاہتے ہو تو حضور پر سلام پڑھنا پڑیگا، اگر رکوع کو قبول کروانا چاہتے ہو تو حضور پر سلام پڑھنا پڑیگا اگر سجدہ کو قبول کروانا ہے تو حضور ﷺ پر سلام پڑھنا پڑیگا اگر قیام کو قبول کروانا ہے تو حضور ﷺ پر سلام پڑھنا پڑیگا، اگر تشہد کو قبول کروانا ہے تو حضور ﷺ پر سلام پڑھنا پڑیگا اس لئے کہ سلام میں حضور کی عظمت ہے سلام میں حضور کی رفعت ہے اور عظمت رسول کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی بھی عبادت کو قبول نہیں فرماتا۔ رفعت رسول کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی بھی عبادت کو قبول نہیں فرماتا تو معلوم ہوا پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نہ نماز کو قبول فرمائے گا نہ روزہ کو قبول فرمائے گا، نہ زکوۃ کو قبول فرمائے گا، نہ حج کو قبول فرمائے گا۔ ------

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اور ایک شاعر نے فرمایا

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے جب پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین ...... جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین ...... جب تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین ...... صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو میرے پاس جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے رمضان المقدس کا مہینہ پایا اور اسکا احترام کر کے وہ بخشا نہ گیا۔ میں نے کہا آمین..... جبرئیل امین نے دعا کی ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے ماں باپ کو بڑھاپے کے عالم میں پایا (پھر بھی انکی خدمت کر کے) جنت حاصل نہ کر سکا میں نے کہا آمین.....

تیسری مرتبہ جبرئیل امین نے دعا کی کہ تباہ و برباد ہو جائے وہ شخص ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْن یعنی جس کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا میں نے کہا آمین۔

حضرات احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ درود پڑھنا خوش بختی کی علامت ہے۔ اور درود نہ پڑھنا بدبختی کی پہچان ہے، درود پڑھنا خوش نصیبی کی علامت ہے اور درود نہ پڑھنا بدنصیبی کا سبب، درود پڑھنا جنتی کی نشانی ہے اور درود نہ پڑھنا جہنمی کی پہچان ہے درود پڑھنا وفاداری کی علامت ہے اور درود نہ پڑھنا غداری کی پہچان درود پڑھنا قربت کی علامت ہے۔ اور درود نہ پڑھنا دوری کا باعث درود پڑھنا قبولیت کی دلیل ہے درود نہ

پڑھنا مردودیت کی دلیل، درود پڑھنا حقانیت کی دلیل ہے، درود نہ پڑھنا شیطانیت کی علامت، درود پڑھنا غلامی کی پہچان ہے درود نہ پڑھنا حرماں نصیبی کی علامت۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ لَیَنظُرُ اِلیٰ مَنْ یُّصَلِّی عَلَیَّ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِلَیْہِ لَا یُعَذِّبْہُ اَبَداً ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص پر نظر رحمت فرماتا ہے جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اور جس شخص پر اللہ تعالیٰ نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہیں دیگا۔

سوداگر کا واقعہ

آیئے ایک بہت ہی پیاری حکایت ملاحظہ فرمایئے...... شہر بلخ میں ایک سوداگر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے سوداگر کا انتقال ہوگیا اس نے ترکہ میں بہت کچھ چھوڑا تھا دونوں نے آدھا آدھا بانٹ لیا دنیاوی مال کی تقسیم میں کوئی پریشانی نہ آئی مگر مسئلہ اس بات پر کھڑا ہوگیا کہ باپ حضور ﷺ کے تین موئے مبارک بھی چھوڑ گئے تھے دونوں بھائیوں کے درمیان موئے مبارک کی تقسیم کا بھی معاملہ آیا کہ ان کو کیسے تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا دونوں ایک ایک بال مبارک رکھ لیں اور تیسرے کو آدھا آدھا کر کے بانٹ لیں۔ چھوٹا بھائی نہایت پرہیزگار، دین دار اور عاشق رسول تھا۔ بھائی کے اس مشورے کو سنتے ہی کانپ اٹھا اور تھرا گیا اور کہا بھائی صاحب ہرگز ہرگز ایسی بے ادبی نہیں کرنے دوں گا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے بال مبارک کو دو ٹکڑا کیا جائے۔ یہ سن کر بڑا بھائی بگڑ گیا۔ اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حقیقت میں تمہارے دل میں ان بالوں کی یہی عظمت و احترام ہے تو ایسا کرو تم تینوں بالوں کو رکھ لو اور اپنے حصے کا سارا مال و دولت مجھے دے دو۔ چھوٹے بھائی نے کہا بھائی صاحب آپ کے فیصلے کو میں قبول کرتا ہوں اور میں اپنے حصے کا سارا مال و دولت آپ کے حوالے کرتا ہوں تینوں مقدس بالوں کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ چنانچہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کے سارے مال و دولت پر قبضہ کر لیا اور تینوں مقدس موئے مبارک کو چھوٹے بھائی کے حوالے کر دیا۔

چھوٹا بھائی سرکار اقدس ﷺ کے بال مبارک کو پاکر خوشیوں سے سرشار ہوگیا اور اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرنے لگا۔ اور صبح و شام بڑے ادب و احترام کے ساتھ تینوں بالوں کو سامنے رکھ کر سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کی ڈالیاں نچھاور کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے درود کی برکت سے اُس کے کاروبار میں ترقی عطا فرمادی اور کچھ ہی دنوں میں وہ دنیاوی دولت سے بھی مالا مال ہوگیا۔ ادھر دوسرے بھائی کو دن بدن نقصان ہی نقصان ہوتا گیا یہاں تک وہ بالکل مفلس و کنگال ہوگیا۔

اسی لئے تو عاشق رسول پکار اُٹھے......

درود آتا ہے لب پر سلام آتا ہے　　زباں پہ جب بھی محمد کا نام آتا ہے

پڑھیں درود نہ کیوں کر رسول اکرم پر　　یہ نام سب کی مصیبت میں کام آتا ہے

عذاب سے چھٹکارا

ایک اور حکایت ملاحظہ فرمائیں:۔ ایک عورت نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور!...... میری ایک بیٹی تھی جو فوت ہوچکی ہے اس کا انتقال ہوچکا ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں تاکہ میرے دل کو کچھ سکون مل جائے میرے دل کو کچھ راحت حاصل ہوجائے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم رات میں عشاء کی نماز کے بعد چار رکعات نوافل پڑھنا اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھنا پھر درود شریف کا ورد کرتے کرتے سوجانا ...... چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا رات خواب میں اس نے اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ عذاب خداوندی میں بری طرح گرفتار ہے۔ عذاب خداوندی میں مبتلا ہے.... اس کے بدن پر گندھک کا لباس ہے، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں۔ اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں... اور سر پہ تارکول کی ٹوپی ہے۔ ماں اپنی بیٹی کو اس سخت عذاب میں دیکھ کر تڑپ اٹھی صبح ہوتے ہی وہ عورت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جا! بیٹی کیلئے کچھ صدقہ کر دے اللہ تعالیٰ اس صدقہ کی وجہ سے

اسے معاف فرمادے گا۔ اس کے چند روز بعد حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک رات سوئے ہوئے تھے تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ جنتی باغوں میں سے ایک باغ ہے جس میں ایک مزین تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک لڑکی نورانی تاج پہنے بیٹھی ہوئی ہے۔ لڑکی نے کہا اے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں تجھے نہیں پہچانتا تو لڑکی نے عرض کیا حضور میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں آپ کے پاس آئی تھی اور مجھے خواب میں دیکھنے کی تمنا ظاہر کی تھی اور آپ نے میری ماں کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا آپ نے فرمایا بیٹی تیری ماں نے تیری حالت کچھ اور ہی بیان کی تھی اور تیری حالت کچھ اور دیکھ رہا ہوں لڑکی نے کہا حضور میری ماں نے جو میری حالت بیان کی تھی وہ بالکل سچ ہے کیونکہ میری ماں نے خواب میں مجھے عذاب خداوندی میں مبتلا دیکھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ پھر تجھے اس عذاب سے کیسے نجات ملی۔ اس عذاب سے کیسے چھٹکارا ملا۔ تو لڑکی نے جواب دیا۔ حضور اس قبرستان کے قریب سے ایک نیک آدمی کا گذر ہوا اور اس نے حضور ﷺ پر درود شریف کا نذرانہ پیش کیا اللہ تعالیٰ اُس درود کی برکت سے پانچ سو قبروں سے عذاب اُٹھالیا اور سب کو ایسی دولت عطا فرمادی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

میرے دوستو!......اور بزرگو! معلوم ہوا کہ درود پاک میں بڑی برکت وعظمت ہے اور اس سے سرکار کا قرب بھی ملتا ہے اُن کی شفاعت بھی ملتی ہے، اُن کا دیدار بھی نصیب ہوتا ہے اور دین و دنیا میں کامیابی وکامرانی ملتی ہے مولا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے محبوب کا سچا عاشق بنائے انہیں کی محبت میں جلائے انہیں کی محبت میں اٹھائے اور انہیں کی محبت میں سلائے یعنی میری زندگی کا وظیفہ یہ ہو۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے　　کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ ہوا بیان وہ آغاز باب تھا

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

کروڑوں درود

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافع روز جزا تم تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود
کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

☆☆☆☆

اختیاراتِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْعَالَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْنِبِيْنَ شَفِيْعًا فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ هُوَ مَحْبُوْبٌ وَمَرْضِيٌّ لَدَيْهِ صَلٰوةً تَبْقٰى وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ...... فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْاَمِيْنُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو.......شمع رسالت کے پروانو.......غوث وخواجہ کے دیوانو ....اولیائے کرام کے جاں نثارو.......آیئے ہم اور آپ سب سے پہلے آقائے کائنات جان عالمین.......انیس الغریبین، مراد المشتاقین.......شفیع المذنبین.......اکرم الاولین، افضل الآخرین.......طٰہٰ ویٰسین.......رحمۃ اللعالمین، مصباح المقربین.......سراج السالکین، شمس العارفین.......راحت العاشقین محبوب رب العالمین.......خاتم النبیین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود وسلام کا تحفہ پیش کیجئے اور بلند آواز سے پڑھئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ.

مختار کائنات سا داتا کوئی نہیں
یعنی رسول پاک کے جیسا کوئی نہیں
بن مانگے میرے آقا نے جھولی کو بھر دیا
منگتا جو آیا مانگنے سلطان کردیا
خالی در حضور سے لوٹا کوئی نہیں
یعنی رسول پاک کے جیسا کوئی نہیں
سدرا سے آگے دیکھئے شاہ امم گئے
روح الامین سدرا تک جا کے تھم گئے
پہنچے جہاں نبی وہاں پہنچا کوئی نہیں
یعنی رسول پاک کے جیسا کوئی نہیں
فضل خدا سے دیکھئے ذیشان ہو گئے
آئے تھے قتل کرنے مسلمان ہو گئے

بولے عمر کہ آپ سا آقا کوئی نہیں
یعنی رسول پاک کے جیسا کوئی نہیں
سجدے میں سرکٹا کے شاہ مشرقین نے
اعلان کردیا تھا یہ حضرت حسین نے
جیسا کہ میرے نانا ہیں ویسا کوئی نہیں
یعنی رسول پاک کے جیسا کوئی نہیں

عزیزان ملت اسلامیہ! آج میں نے جس آیت مقدسہ کی تلاوت کی ہے جس آیت کریمہ کو عنوان تقریر بنایا ہے اس آیت کریمہ میں رب کائنات نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے اختیارات وتصرفات کا ذکر فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ

یعنی "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ سے میرے مصطفیٰ ﷺ کا اختیار ثابت ہوتا ہے۔ اور اختیارات مصطفیٰ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سلف سے لیکر خلف تک، صحابہ سے لیکر ائمہ مجتہدین تک، سب کا اتفاق ہے اور یہی مانتے آئے کہ رسول اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے بے پناہ اختیار عطا فرمایا ہے اور ہزار ہا احادیث کریمہ سے بھی آقا ﷺ کے اختیار کا ثبوت ملتا ہے۔

مگر دور حاضر میں کچھ نااہل ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور حضور ﷺ کے اختیارات وتصرفات کا انکار بھی کرتے ہیں۔ دیکھئے تقویت الایمان۔ اس کا مصنف اسمٰعیل دہلوی ہے۔ اس نے تقویت الایمان کے صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھا ہے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ وہ انبیا ہوں یا اولیاء وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار و مالک نہیں۔

اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ تقویت الایمان کو مانا جائے یا اللہ کے کلام کو مانا جائے تقویت الایمان کو مانا جائے یا احادیث کریمہ کو مانا جائے، تقویت الایمان کو مانا جائے یا اقوال صحابہ کو مانا جائے، تقویت الایمان کو مانا جائے یا ائمہ مجتہدین کو مانا جائے تقویت الایمان کو مانا جائے یا عقیدہ بزرگان دین کو مانا جائے۔

تو آپ کا جواب یہی ہوگا کہ یہ کتاب تقویت الایمان نہیں بلکہ تقویت الایمان ہے یعنی ایمان کو قوت کرنے والی کتاب ہے، ایمان کو برباد کرنے والی کتاب ایسا لکھنے والا ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا ایسا عقیدہ رکھنے والا کبھی بھی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ تو پتہ چلا، معلوم ہوا کہ مسلمان وہی ہوگا، صاحب ایمان وہی ہوگا جس کا عقیدہ یہ ہو کہ سرکار مدینہ ﷺ صاحب اختیار ہیں، یہی عقیدہ صحابہ کا ہے، یہی عقیدہ تابعین کا ہے، یہی عقیدہ تبع تابعین کا ہے، یہی عقیدہ خلفائے راشدین کا ہے، یہی عقیدہ ائمہ مجتہدین کا ہے، یہی عقیدہ غوث، قطب، ابدال کا ہے۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اشارۂ مصطفےٰ کی طاقت

اب آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں مختار دو عالم ﷺ کے اختیارات و تصرفات کو سماعت کیجئے اور اپنے عقیدہ وایمان کو مستحکم بنایئے۔

مشکوۃ شریف جلد ثانی باب فی المعجزات فصل ثانی حدیث نمبر ۸ صفحہ ۵۴۱ سطر نمبر ۶۰،۷،۸،۹،۱۰۔ عن ابن عمر قال کنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فاقبل اعرابي فلما دنى قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم تشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله قال ومن

يشهد على ما تقول قال هذه السلمة فدعاها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بشاطئ الوادي فاقبلت تخد الارض حتى قامت بين يديه فاستشهدها ثلثا فشهدت ثلاثا انه كما قال ثم رجعت الى منبتها۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا جب وہ اعرابی رسول اللہ ﷺ کے قریب پہونچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں؟ یہ سن کر دیہاتی نے کہا آپ کی باتوں پر میرے علاوہ اور کون گواہی دیگا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ ببول کا درخت گواہی دیگا یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو بلایا آپ وادی کے کنارے تھے وہ درخت زمین کو چیرتا پھاڑتا چلا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو حضور ﷺ نے اس سے اس بات کی تین مرتبہ گواہی لی اس درخت نے تینوں بار گواہی دی کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اسکے بعد وہ درخت اپنی جگہ چلا گیا۔

سرکار اعلیٰحضرت کیا ہی اس کی ترجمانی کرتے ہیں۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں

بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

حضرات!..... رستم اور دارا پہلوان کے نام آپ نے ضرور سنا ہوگا اس کی طاقت کا چرچہ پوری دنیا میں گشت کر رہا ہے لوگوں کے دلوں میں چھایا ہوا ہے مگر آپ نے کبھی ایسا پہلوان نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا جو درخت کو اکھاڑ دیتا ہو... کاٹتے ہوئے تو دیکھا ہوگا۔ مگر اکھاڑتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا میں اختیار نبی کے منکر سے پوچھنا چاہتا ہوں جس نبی کے حکم میں اتنی طاقت ہو... جس نبی کے اشارے میں اتنا پاور ہو، جس نبی کی بات میں اتنی قوت ہو... اس نبی کی ذات میں کتنی طاقت ہوگی اس نبی کی ذات میں کتنا پاور ہوگا۔

حضرات جو درخت میرے نبی کے حکم سے خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ کی

رسالت ونبوت کی گواہی دیتے ہوئے آپ کا کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کا ورد کرنے لگے مجھے بتاؤ یہ اختیار مصطفےٰ نہیں تو اور کیا ہے؟۔

اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں.......

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں انہیں منظور بڑھانا تیرا

کھجور کے خوشے کی گواہی

حضرت آیئے میں اور ایک حدیث پاک پیش کروں جس سے مصطفےٰ پیارے ﷺ کا اختیار نکھر کر سامنے آجائے۔ مشکوٰۃ شریف جلد ثانی بَابُ فِی الْمُعْجِزَاتِ فَصْلُ الثَّانِی حدیث نمبر ۹ کے صفحہ ۵۴۱ سطر نمبر ۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲۔۱۳

قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ یَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیونکر میں یقین کروں کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ خوشہ آکر اس بات کی گواہی دے دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں جب تجھے یقین ہوجایگا؟۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے نیچے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سامنے زمین پر آکر گرا.... پھر آپ نے فرمایا اِرْجِعْ واپس چلا جا فَعَادَ تو وہ واپس چلا گیا۔

سرکار اعلیٰحضرت ارشاد فرماتے ہیں۔۔

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

پہلے کے لوگ اختیار نبی کو دیکھ کر صاحب ایمان ہوتے تھے...اور آج کا بدعقیدہ کلمہ پڑھ کر نبی کے اختیار سے انکار کررہے ہیں۔

چشمے کا جاری ہونا

حضرات گرامی :۔ اختیار نبی پر ایک نہیں بلکہ سیکڑوں دلیلیں موجود ہیں۔ آیئے اختیار نبی کو حدیث کی روشنی میں سمجھئے

مشکوٰۃ شریف جلد ثانی باب فی المعجزات فصل اول ۔ حدیث نمبر ۱۳ ص ۵۳۲ سطر نمبر ۲۰۔۲۱۔۲۲۔۲۳۔۲۴...

عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ رَکْوَةٌ فَتَوَضَّاَ فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالَ مَا لَکُمْ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّاُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَیْنَ یَدَیْکَ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الرَّکْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّاْنَا قُلْتُ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صلح حدیبہ کے روز لوگ پیاسے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف دوڑے حضور انور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا آقا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے صرف یہی جو آپ کے سامنے موجود ہے آپ نے انگلیوں کو پیالے میں رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں

کے درمیان سے چشمے کی طرح ابلنے لگا حضرت جابر فرماتے ہیں ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا آپ حضرات کی کتنی تعداد تھی تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا اس وقت تو ہماری تعداد صرف 1500 کی تھی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

سرکار اعلیٰحضرت نے کیا ہی خوب فرمایا

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

یوں تو آپ کے مقدس انگلیوں سے کئی مواقع پر پانی کے چشمے جاری وساری ہوئے ہیں لیکن یہاں پر ۶ھ میں رونما ہونے والا واقعہ حدیبیہ پیش کرنے کا مقصد عظمت نبی کو پیش کرنا ہے۔ طاقت نبی کو دکھانا ہے۔ اختیار مصطفیٰ کو عام کرنا ہے معجزہ نبی کو سمجھانا ہے۔

رب قدیر نے قرآن کریم میں...... حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے عظیم معجزہ کا ذکر فرمایا

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۔ آپ نے حکم خدا سے پتھر پر اپنا عصا مارا تو اس پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور یہ موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا معجزہ تھا لیکن قربان جاؤ رحمت عالم ﷺ کے دست مبارک پر کہ پیالے میں ہتھیلی رکھ دی تو انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے ابلنے لگے۔ میری ملت کے نوجوانو غور کرنے کا مقام ہے کہ پتھر سے پانی نکلنا تو عام مشاہدہ کی بات ہے کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن انگلیوں سے پانی نکلنا حقیقت میں بڑے تعجب کی بات ہے پھر اس پانی سے ہزاروں کو سیراب کرنا یہ اختیار نبی نہیں ہے تو کیا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

روزے کا کفارہ

حضرات! آئیے میں آپ کو ایک بڑی پیاری حدیث سناؤں۔ جس سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ میرے آقا ﷺ کو رب کون ومکاں نے کتنے اختیارات بخشے ہیں۔ اور اپنے محبوب کو کس قدر بلند مقام عطا فرمایا ہے۔

بخاری شریف جلد اول ۲۵۹ سطر نمبر ۲۳۔۲۵۔۲۶۔۲۷ اور صفحہ ۲۶۰ کا سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔۔

إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا ۔ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَالِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا ھلکت یا رسول اللہ ... میں ہلاک ہو گیا یا رسول اللہ..... آپ نے فرمایا کیا ہوا؟ بتایا کہ میں روزہ کے دوران اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں آپ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے تم آزاد کر سکو عرض کیا نہیں فرمایا دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو کہا نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو کہا نہیں آپ نے کچھ دیر توقف فرمایا ہم بھی خاموش رہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک

ٹوکرا کھجوروں کا لایا گیا جسے عرق کہتے ہیں فرمایا سائل کہاں ہے؟ عرض کیا میں ہوں فرمایا
اسے لے جاؤ اور بانٹ دو اس نے پوچھا کیا اسے دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ یا رسول
اللہ مدینے کے دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان میرے اہل وعیال سے بڑھ کر کوئی
محتاج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرادیے حتی کہ سامنے کے دانت دکھائی دیے پھر فرمایا جاؤ
اپنے گھر والوں کو کھلادو۔

حضرات! یہ مسئلہ لوگوں پر اظہر من الشمس ہے کہ اگر روزے کی حالت میں اپنی
بیوی سے مجامعت کرلے تو اس کا روزہ فاسد ہوجائیگا۔ کیونکہ روزہ نام ہے صبح صادق سے
لیکر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے رک جانے کا..... روزہ توڑنے کی
صورت میں قانون خداوندی کے مطابق ایک غلام آزاد کرے یا پھر دو مہینے متواتر روزے
رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے تب اس کے روزے کا کفارہ ہوسکتا ہے ورنہ وہ خدا
کے نزدیک گنہگار ہوگا۔

مگر مختار دو عالم ﷺ کے اختیار کا کیا کہنا آپ نے حکم فرمایا یہ کھجور تم ہی اپنے بال
بچوں کے ساتھ کھالو تمہارے روزے کا کفارہ ادا ہوجائیگا..... پروردگار عالم نبی کے اس
فیصلہ پر ناراض نہیں ہوا اور نہ یہ کہا کہ اے محبوب یہ فیصلہ آپ نے کیسے کردیا؟ بلکہ رب قدیر
نے اعلان فرمادیا اور کہا اے محبوب جو تمہارا فیصلہ وہی ہمارا بھی فیصلہ......

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اختیار مصطفیٰ کا ذکر قرآن میں

اللہ جل شانہ نے قرآن مقدس کے مختلف سورتوں میں اپنے محبوب پاک ﷺ کے
اختیارات کا ذکر فرمایا ہے۔ کہیں فرمایا۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
الْخَبٰٓئِثَ۔ (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۶)

کہیں فرمایا۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ۔ پارہ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۶۳

کہیں فرمایا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ
اَرٰىكَ اللّٰهُ پارہ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۱۰۳

کہیں فرمایا۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا پارہ ۲۸ سورہ
حشر آیت نمبر ۶۔

اختیار مصطفیٰ کا ذکر علماء اسلام نے کیا...... اختیار مصطفیٰ کا ذکر اولیاء کرام نے
کیا..... اختیار مصطفیٰ کا ذکر صلحاء عظام نے کیا.. اختیار مصطفیٰ کا ذکر صوفیائے کرام نے کیا
اختیار مصطفیٰ کا ذکر غوث وخواجہ نے کیا اختیار مصطفیٰ کا ذکر ائمہ مجتہدین نے کیا اختیار مصطفیٰ کا
ذکر تابعین کرام نے کیا اختیار مصطفیٰ کا ذکر صحابہ کرام نے کیا اختیار مصطفیٰ کا ذکر خلفائے
راشدین نے کیا، اختیار مصطفیٰ کا ذکر انبیائے کرام نے کیا اختیار مصطفیٰ کا ذکر تمام فرشتوں
نے کیا بلکہ میرے نبی کے اختیار کا ذکر خود خدائے پاک نے کیا۔

''دو جہاں ہے آپ کے قبضہ واختیار میں''

ابوہریرہ کی ماں کو دولتِ ایمان

آیئے ایک اور حدیث سماعت فرمایئے۔

مسلم شریف جلد ثانی بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ
حدیث نمبر ا صفحہ ۳۰۱ سطر نمبر ۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲۔۱۳۔۱۴۔۱۵۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ
فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ كُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَتَاْبٰی عَلَیَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ

فَاسْمَعَتْنِیْ فِیْکَ مَا اَکْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِیِّ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ
فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَکَانَکَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ
خَضْخَضَةَ الْمَآءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ
خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَاَتَیْتُهٗ وَاَنَا اَبْکِیْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ
دَعْوَتَکَ وَهَدٰی اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی ماں کو بلاتا تھا اسلام کی طرف اس لئے کہ وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اس سے مسلمان ہونے کے لئے کہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھ کو ناگوار گذری میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں روتا ہوا آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھی مگر آج اس نے آپ کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھ کو ناگوار گذری آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔ میں حضور کی دعا سے خوش ہوکر جب گھر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ سنی اور بولی ابوہریرہ ٹھہر جاؤ میں نے پانی گرنے کی آواز سنی غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا کرتا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی پھر دروازہ کھولا اور بولی اے ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابوہریرہ نے کہا میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ آپ خوش ہوجائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمالی ہے اور میری ماں کو ہدایت عطا فرمادی ہے۔ آپ نے اللہ کی تعریف بیان کی۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

سبحان اللہ! سبحان اللہ..... آپکی بارگاہ وہ بارگاہ ہے کہ ادنیٰ آیا تو اعلیٰ بنادیا فقیر آیا تو غنی بنادیا محتاج آیا تو صاحب ثروت بنادیا، بدنصیب آیا تو خوش نصیب بنادیا، بے علم آیا تو علم والا بنادیا، کالا آیا تو گورا بنادیا، شقی آیا تو سعید بنادیا ابوبکر آئے تو صداقت کا تاجدار بنادیا، عمر آئے عدالت تو کا شہنشاہ بنادیا، عثمان آئے تو سخاوت کا دریا بنادیا، علی آئے تو شجاعت کا شہسوار بنادیا اور ابوہریرہ فریاد لے کر آئے تو ان کی ماں کو صاحب ایمان بنادیا مجھے کہہ لینے دیجئے۔۔۔

نگاہ نبی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایک کھجور کی بھی کمی نہ آئی

بخاری شریف جلد ثانی کتاب المغازی باب اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا کا۔ صفحہ ۵۸۰ پارہ ۱۶۔ سطر نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱۔

اَنَّ اَبَاهُ اسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَکَ عَلَیْهِ دَیْنًا وَّتَرَکَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا
حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ
عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِیْ قَدِ اسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَکَ دَیْنًا کَثِیْرًا وَّاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ
یَّرَاکَ الْغُرَمَآءُ فَقَالَ اذْهَبْ فَبَیْدِرْ کُلَّ تَمْرٍ عَلٰی نَاحِیَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ
فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَیْهِ کَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِیْ تِلْکَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰی مَا یَصْنَعُوْنَ اَطَافَ

حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لَکَ اَصْحَابَکَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِىْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَمَانَةً اَنْ يُؤَدِّىَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِىْ وَلَا اَرْجِعَ اِلٰى اَخَوَاتِىْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتّٰى اِنِّىْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً۔

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے چھ لڑکیاں اور کچھ قرضہ چھوڑ گئے جب کھجوریں توڑنے کا وقت آیا تو میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد مقروض ہو گئے تھے میں چاہتا ہوں کہ کھجوریں توڑنے کے وقت آپ وہاں موجود ہوں تاکہ قرض لینے والے حضرات آپ کو دیکھ کر جھگڑا نہ کریں۔ حضور نے فرمایا اچھا تم چل کر کھجوریں توڑ دو اور الگ الگ ڈھیر لگا دو چنانچہ میں نے ویسا ہی کیا جب آپ تشریف لائے تو قرض خواہوں نے آپ کو دیکھ کر جھگڑے کے بجائے اور بھی زیادہ سختی شروع کر دی جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو ایک کھجور کے ڈھیر کے تین چکر لگائے پھر آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا اب قرض خواہوں کو یہیں اکٹھا کر لو اور سب کو ناپ ناپ کر دیتے جاؤ۔ بحمد اللہ میں نے کل قرض ادا کر دیا اور میری خواہش بھی یہی تھی چاہے میری بہنوں کے لئے ایک کھجور نہ بچے مگر قرض ادا ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے وہ سب کھجوریں باقی رکھیں اور جس ڈھیر پر رحمت اللعالمین ﷺ تشریف فرما تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اسلام کے مقدس شہزادو...... آؤ اپنے آقا ﷺ کے کمالات، اختیارات اور احسانات کے ذکر جمیل سے اپنے مرجھائے ہوئے قلوب واذہان کو تازگی بخشو اور رسول اللہ ﷺ کے احسانات کا شکر بجا لاؤ رسول کے اختیارات کو دل و جان سے تسلیم کرو کیونکہ یہ

رسول ہیں کہ اگر علی کی دکھتی ہوئی آنکھ پر لعاب دہن لگا دے تو ہمیشہ کے لئے درد ختم ہو جائے صدیق اکبر کے زہر آلود پاؤں پر دست شفقت پھیر دیں تو فوراً شفایاب ہو جائے اگر عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست کرم لگا دیں تو ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ جائے اگر گونگے بچے کو ہاتھ کا نوالہ کھلا دیں تو کلام کرنے لگے اگر سلمہ بن اکوع کے پاؤں میں تلوار کا زخم لگ جائے اور آپ دم کر دیں تو اسی وقت زخم اچھا ہو جائے اگر نابینا آپکی بارگاہ میں بینائی کی بھیک مانگے تو فوراً آنکھوں میں نور آ جائے اگر قتادہ کی آنکھوں میں تیر لگ جائے اور آپ دست کرم پھیر دیں تو اسی وقت اچھی ہو جائے اگر ابوہریرہ اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کریں تو ہمیشہ کیلئے حافظہ مضبوط ہو جائے اگر ابوقتادہ کے چہرہ اور بال و کھال میں برکت کی دعا فرما دیں تو ستر سال میں جوان نظر آئے اگر حضرت جابر قرض کی شکایت کریں اور آپ توجہ فرما دیں تو سارا قرض ادا ہو جائے۔

اسی لئے تو عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

دعائے مصطفےٰ سے بارش

مشکوٰۃ شریف جلد ثانی بَابٌ فِی الْمُعْجِزَاتِ فصل اول صفہ ۵۳۶ سطر نمبر ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِىْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِىٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ

يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ
السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى
لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَالِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ
الْأُخْرَى وَقَامَ ذَالِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ
وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ
إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ
الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ وَفِي رِوَايَةٍ
قَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ
وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی تو جب نبی کریم ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن ایک دیہاتی اٹھا اور بولا یارسول اللہ مال برباد ہو گیا اور بچے بھوکے ہو گئے آپ ہمارے لئے اللہ پاک سے دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور ﷺ نے ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا پھر حضور ﷺ اپنے منبر سے نہ اٹھے تھے کہ میں نے آپ کی داڑھی پر بارش ٹپکتے دیکھی پھر ہم پر آج اور کل اور پرسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ تک اور یہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ عمارتیں گر گئیں، مال ڈوب گئے۔ آپ اللہ سے دعا کریں۔ تو حضور ﷺ نے عرض کی یا الٰہی ہمارے آس پاس برسا ہم پر نہ برسا۔

حضرات! .... یہاں میں ایک نکتہ کی طرف آپ کے ذہن و فکر کو مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آج کچھ لوگ ایک گندہ اور نہایت ہی ناپاک عقیدہ یہ پیش کرتے ہیں کہ سرکار سے کچھ مانگنا شرک اور بدعت ہے۔ مگر صحابہ کرام کا ایمان ایسا کامل اور ان کا عقیدہ ایسا راسخ تھا اور ان کی امیدیں اتنی کامل تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ حضور سے جو کچھ ہم مانگیں گے سرکار ضرور

ہمیں عطا فرما دیں گے۔ یہ وجہ ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے ہر طرح کے سوالات کئے اور بارگاہ رسالت سے لوگوں کی مرادیں پوری بھی ہوئیں۔ اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر حضور سے مانگنا شرک ہوتا، اگر حضور سے مانگنا بدعت ہوتا، اگر حضور سے مانگنا ناجائز ہوتا، تو صحابہ کرام کبھی بھی آپ سے نہیں مانگتے مگر قربان جاؤ اصحاب رسول ﷺ پر کہ وہ آپ سے بارش طلب کرتے ہیں اور مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کا دریائے کرم بھی جوش میں ہے اپنی انگشت مبارک کا اشارہ بادل کی طرف فرما دیتے ہیں۔ تو بادل بھی اپنے نصیبے پر ناز کرنے لگتا ہے اور جھوم کر برسنے لگتا ہے۔ گویا بادل بھی نبی کے حکم کا پابند ہے۔ جب حکم ہوتا ہے برسنے لگتا ہے اور جب حکم ہوتا ہے تھم جاتا ہے پہلے بارش ہوتی نہیں اب بارش رکتی نہیں دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی وہی صحابی یا کوئی دوسرے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پہلے بارش کے بغیر بچے، مویشی، بھوک سے مر رہے تھے اب بارش سے مر رہے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے بارش رکتی بھی کیسے جبکہ رسول نے حکم فرمایا تھا اور بند ہونے کے لئے بھی رسول کے حکم کا انتظار تھا لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے آس پاس برس ہم پر نہ برس۔ صحابہ فرماتے ہیں اس خدا کی قسم ہم لوگ اپنے اپنے چھتوں پر چڑھ کر دیکھ رہے تھے کہ چاروں طرف بارش ہو رہی تھی اور ہم پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ گر رہا تھا۔

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی بات ہو کے رہی
کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب تو رات ہو کے رہی

اللہ اللہ .... حضور کی وہ شان کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کو سینے سے لگا کر علم کی دعا کر دی تو پورا سینہ علم و دین سے منور ہو گیا، بیمار علی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ اے اللہ علی کو شفا دے دے تو زندگی بھر حضرت علی بیمار نہ ہوئے وجہ کلی کے

لئے دعا کر دی تو نور ایمان سے ان کا دل جگمگا اٹھا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

اصحاب صُفّہ اور ایک پیالہ دودھ

بخاری شریف جلد ثانی باب کَیْفَ کَانَ عَیْشُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ وَتَخَلِّیْھِمْ مِنَ الدُّنْیَا ....

حدیث نمبر ا صفحہ ۹۵۵ سطر نمبر ۔۱۷۔۱۸۔۱۹۔۲۰۔۲۱۔۲۲۔۲۳۔۲۴۔۲۵۔۲۶۔ اور صفحہ ۹۵۶۔ کا سطر نمبر ۔۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲۔

حَدَّثَنَا مُجَاھِدٌ اَنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ کَانَ یَقُوْلُ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِنْ کُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِکَبِدِیْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ کُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰی بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ یَوْمًا عَلٰی طَرِیْقِھِمُ الَّذِیْ یَخْرُجُوْنَ مِنْہُ فَمَرَّ اَبُوْبَکْرٍ فَسَاَلْتُہٗ عَنْ اٰیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَاسَاَلْتُہٗ اِلَّا لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِیْ عُمَرُ فَسَاَلْتُہٗ عَنْ اٰیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَاسَاَلْتُہٗ اِلَّا لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ بِیْ فَلَمْ یَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَعَرَفَ مَافِیْ نَفْسِیْ وَمَافِیْ وَجْھِیْ ثُمَّ قَالَ اَبَاھِرٍ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلْحَقْ وَمَضٰی فَاتَّبَعْتُہٗ فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ ھٰذَا اللَّبَنُ قَالُوْا اَھْدَاہُ لَکَ فُلَانٌ اَوْفُلَانَۃٌ قَالَ اَبَاھِرٍ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلْحَقْ اِلٰی اَھْلِ الصُّفَّۃِ فَادْعُھُمْ لِیْ قَالَ وَاَھْلُ الصُّفَّۃِ اَضْیَافُ الْاِسْلَامِ لَایَاْوُوْنَ عَلٰی اَھْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلٰی اَحَدٍ اِذَا اَتَتْہُ صَدَقَۃٌ بَعَثَ بِھَا اِلَیْھِمْ وَلَمْ یَتَنَاوَلْ مِنْھَا شَیْئًا اِذَا اَتَتْہُ ھَدِیَّۃٌ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ وَاَصَابَ مِنْھَا وَاَشْرَکَھُمْ فِیْھَا

فَسَاءَ نِیْ ذٰلِکَ فَقُلْتُ وَمَاھٰذَا اللَّبَنُ فِیْ اَھْلِ الصُّفَّۃِ.

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے اسی راستے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا تو ان سے انہوں نے قرآن مقدس کی ایک آیت دریافت کیا مقصد یہ تھا غرض یہ تھی کہ شاید وہ مجھے اپنے گھر لے جائیں اور کھانا کھلا دیں مگر انہوں نے راستہ چلتے ہوئے آیت بتادی اور چلے گئے پھر اسی راستے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا تو ان سے بھی انہوں نے قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا غرض یہی تھی کہ کچھ کھلا دیں گے مگر وہ بھی قرآن کی آیت کا مطلب بتا کر چلے گئے اس کے بعد غریبوں کے غمگسار رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابو ہریرہ کے چہرہ کو دیکھ کر اپنی خداداد بصیرت سے سمجھ گئے کہ یہ بھوکے ہیں آپ نے انہیں پکارا انہوں نے جواب دیا اور ساتھ ہو لئے جب آپ کاشانہ نبوت پر پہونچے تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیکھا گھر والوں نے آپ کو اس شخص کا نام بتایا جس نے دودھ کا یہ ہدیہ بھیجا تھا آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور تمام اصحاب صفہ کو بلاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ ایک ہی پیالہ تو دودھ ہے۔

کُنْتُ اَحَقُّ اَنَا اُصِیْبُ مِنْ ھٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَۃً اَتَقَوّٰی بِھَا فَاِذَا جَاءَ اَمَرَنِیْ فَکُنْتُ وَاَنَا اُعْطِیْھِمْ وَمَاعَسٰی اَنْ یَّبْلُغَنِیْ مِنْ ھٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِہٖ بُدٌّ فَاَتَیْتُھُمْ فَدَعَوْتُھُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَھُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَھُمْ مِنَ الْبَیْتِ قَالَ یَااَبَاھِرٍ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خُذْ فَاَعْطِیْھِمْ فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُعْطِیْہِ الرَّجُلَ فَیَشْرَبُ حَتّٰی یَرْوٰی ثُمَّ یَرُدُّعَلَیَّ الْقَدَحَ فَاُعْطِیْہِ الْقَدَحَ فَیَشْرَبُ حَتّٰی یَرْوٰی ثُمَّ یَرُدُّعَلَیَّ الْقَدَحَ حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَی الْقَوْمُ کُلُّھُمْ فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَہٗ عَلٰی یَدَیْہِ فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ یَا اَبَاھِرٍ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اُقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ

فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَازَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَاَرِنِيْ فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ

یعنی اس دودھ کا سب سے زیادہ حقدار میں تھا اگر مجھے مل جاتا تو مجھ کو بھوک کی تکلیف سے کچھ راحت مل جاتی اب دیکھئے اصحاب صفہ کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے کچھ مجھے ملتا بھی ہے یا نہیں ان کے دل میں یہی خیالات چکر لگا رہے تھے مگر اللہ ورسول کی اطاعت سے کوئی چارہ نہ تھا لہٰذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے گئے یہ سب لوگ اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے پھر آپ نے حضرت ابوہریرہ کو حکم فرمایا کہ تم خود ہی ان سب لوگوں کو یہ دودھ پلاؤ چنانچہ انہوں نے سب کو پلانا شروع کر دیا جب سب کے سب شکم سیر ہو گئے تو حضور ﷺ نے اپنے دست رحمت میں یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا اب صرف ہم اور تم باقی رہ گئے ہو بیٹھو اور تم پینا شروع کرو انہوں نے بھر پیٹ دودھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا تو آپ نے فرمایا اور پیو چنانچہ انہوں نے پھر پیا لیکن آپ بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو اور پیو یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں رہی اس کے بعد حضور ﷺ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جتنا دودھ بچ گیا تھا آپ بسم اللہ پڑھ کے پی گئے۔

سرکار اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حضرات........ آیئے اب حدیث کے مفہوم کو تفصیل سے سماعت فرمایئے تا کہ ابوہریرہ کا مقام جو بارگاہ رسالت میں ہے اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں میرے ساتھ ایسا ہوا کہ کئی دنوں

تک مجھے کھانا نصیب نہ ہوا بھوک کی شدت سے میری کمر ٹیڑھی ہو گئی بھوک نے مجھے نڈھال کر دیا لیکن اس کے باوجود میں نے مکمل ارادہ بنا لیا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لوں گا مگر کسی کے پاس ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا اسی طرح کئی دن گذر گئے۔ جب بھوک کی شدت کافی بڑھ گئی تو مدینہ کے ایک راستہ میں بیٹھ گئے۔ جس راستے سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا گذر ہوتا تھا بیٹھنے کا مقصد تو یہی تھا کہ جب کسی صحابی کا اس راستے سے گذر ہوگا اور میرے چہرے پہ نظر پڑے گی تو پوچھیں گے۔ ابوہریرہ تیرا کیا حال ہے؟ تو میں بتاؤں گا کہ میرا حال یہ ہے کہ میں کئی دنوں سے بھوکا ہوں تو یقیناً کوئی نہ کوئی اپنے گھر لے جائیں گے اور کھانا کھلا دیں گے اتنے میں دیکھا کہ یار غار مصطفےٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی راستے سے تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ صدیق اکبر کو دیکھ کر کھل گئے کہ یہ آنے والے وہی ہیں جو غریبوں پر بہت رحم کرتے ہیں۔ یہ آنے والے وہی ہیں جس نے اپنی ذاتی رقم سے حضرت بلال کو آزاد کرایا یہ آنے والے وہی ہیں جنھوں نے بارہا اپنے کل مال ومتاع کو راہ خدا میں خرچ کیا ہے یہ آنے والے وہی ہیں جن کے متعلق سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہونچایا جتنا کہ صدیق اکبر کے مال نے پہونچایا ہے صحابہ کرام کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا، پینا سب کچھ سنت مصطفےٰ کے مطابق ہوتا تھا اور سرکار کی سنت یہ تھی کہ جب چلتے تو آسمان کے بجائے زمین کی طرف نظر فرماتے صحابہ کرام کا بھی یہی حال تھا وہ بھی نظریں جھکائے چلا کرتے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نظر جھکائے تشریف لائے تھے۔ ابوہریرہ نے عرض کیا السلام علیکم صدیق اکبر نے فرمایا وعلیکم السلام ابوہریرہ کھڑے ہوئے اور قرآن مقدس کی ایک آیت کا مطلب پوچھنے لگے غرض یہ تھی کہ ہماری طرف نظر فرمائیں گے تو ہمارا حال معلوم ہو جائے گا۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں تھا کہ جس آیت کا مطلب میں نے پوچھا تھا اسکا علم مجھے نہ ہو۔ مگر میرا مقصد کچھ اور تھا بہر حال حضرت صدیق اکبر نے آیت کا مطلب بتا دیا اور چلے گئے ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے سوچا اب تو صدیق اکبر بھی چلے گئے اور میں بھوکا کا بھوکا رہ گیا

پھر تھوڑی دیر کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان سے بھی انہوں نے عرض کیا فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا مقصود یہی تھا کہ میرے چہرے کو دیکھیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ ابو ہریرہ بھوکے ہیں۔ لہٰذا گھر لے جائیں گے اور کھانا کھلائیں گے مگر فاروق اعظم بھی سلام کا جواب دیتے ہیں اور آیت کا مطلب بتا کر چلے جاتے ہیں۔ اور ابو ہریرہ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا لیکن ابو ہریرہ کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا کیا دیکھا کہ غریبوں کے غمگسار، مدینے کے تاجدار، بے سہاروں کے سہارے، بھوکوں کو کھلانے والے، ڈوبتوں کو تیرانے والے، ساری کائنات کے مالک ومختار تشریف لا رہے ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ماویٰ ضعیفوں کا ملجا
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی آمد سے مجھے بے انتہا خوشی ہوئی کہ اب یقیناً وہ ذات تشریف لا رہی ہے کہ جس پر میرا حال پوشیدہ نہیں رہ سکے گا۔ اب یقیناً میری مراد پوری ہو جائے گی۔ اور ہوا بھی یہی کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لاتے ہی اپنے غلام کے چہرہ پر نظر کرم فرمایا اور نگاہ نبوت سے جان گئے کہ ابو ہریرہ بھوکے ہیں مجھے اپنی مجبوری سنانے کی ضرورت نہ پڑی دیکھتے ہی مسکرا دیے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں.........

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ سبحان اللہ...... مصطفےٰ جان رحمت ﷺ فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہ تم بھوکے ہو آؤ میرے ساتھ چلو ابو ہریرہ خوشی میں جھومنے لگے اور سرکار اقدس ﷺ کے پیچھے چلنے لگے۔ آگے آگے رسول اللہ اور پیچھے پیچھے ابو ہریرہ، جب کاشانۂ نبوت میں پہونچے تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیکھا سرکار نے فرمایا یہ دودھ کیسا ہے گھر والوں نے اس شخص کا نام بتایا جس نے یہ دودھ کا ہدیہ بھیجا تھا سرکار نے فرمایا اے ابو ہریرہ اس دودھ میں اپنے ساتھ اصحاب صفہ کو بھی شریک کر لو کیونکہ جس طرح تم بھوکے ہو اسی طرح اصحاب صفہ (ستر فقراء صحابہ) بھی بھوکے ہیں اب ابو ہریرہ دل ہی دل میں سوچنے لگے دودھ تو ایک ہی پیالہ ہے اور اس دودھ کا سب سے زیادہ حقدار میں تھا... اگر مجھے مل جاتا تو بھوک سے کچھ راحت مل جاتی۔ اصحاب صفہ کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے مجھے کیا ملے گا؟ یہی خیالات ابو ہریرہ کے دل میں بار بار چکر لگا رہے تھے مگر اللہ اور رسول کی اطاعت کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

یہاں پر پہلے اصحاب صفہ و مقام صفہ کو سمجھ لیجیے۔

۱) اصحاب صفہ یہ ستر فقرائے صحابہ کی جماعت تھی جنکے پاس نہ کوئی گھر تھا نہ کوئی ور نہ کوئی جائیداد تھی نہ کوئی باغ۔ یہ حضرات اللہ ورسول کے مہمان تھے کوئی کچھ کھلا دیتا تو کھا لیتے نہیں تو یوں ہی پڑے رہتے۔

۲) مقام صفہ۔ باب جبرئیل سے داخل ہوتے دائیں طرف ایک چبوترہ ہے اسی کو مقام صفہ کہتے ہیں اور اس مقام پر رہنے والے کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے آئے۔ یہ حضرات اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ! یہ دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لو اور اصحاب صفہ کو پلاؤ، حضرت ابو ہریرہ پیالہ ہاتھ میں لیکر ایک ایک کو پلاتے جاتے ہیں اور جھانک جھانک کر دیکھتے بھی ہیں کہ کچھ بچا ہے بھی یا نہیں۔ جب تمام اصحاب صفہ پی کر سیراب ہو گئے تو رحمت عالم ﷺ نے اپنے دست رحمت میں پیالہ لیا اور ابو ہریرہ کی طرف

دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا ابوہریرہ اصحاب صفہ کو تم نے اپنے ہاتھوں سے پلایا ہے۔ اب میں تم کو اپنے ہاتھوں سے پلاؤں گا۔ ابوہریرہ بیٹھ جاتے ہیں اور پینا شروع کرتے ہیں پیتے پیتے جب شکم سیر ہو گئے پیالہ رکھنا چاہا تو آقا ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ اور پیو چنانچہ ابوہریرہ اور پیتے ہیں لیکن آقا بار بار ارشاد فرما رہے ہیں۔ ابوہریرہ اور پیو، اور پیو تو ابوہریرہ نے عرض کیا اقسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان اب تو میرے پیٹ میں ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں۔ تب آقا ﷺ اپنے دست مبارک میں پیالہ لیتے ہیں اور جتنا بچا تھا بسم اللہ کہہ کر نوش فرما جاتے ہیں۔

روٹی کے چورہ میں برکت

بخاری شریف جلد ثانی پارہ ۲۷۔ صفحہ ۹۸۹ باب اِذَا حَلَفَ اَنْ لَا یَاْتَدِمَ فَاَکَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا یَکُوْنُ مِنَ الْاُدْمِ ۔حدیث نمبر ۱۔ سطر نمبر ۱۶۔۱۷۔۱۸۔۱۹۔۲۰۔۲۱۔۲۲۔۲۳۔۲۴۔۲۵۔

قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَکِ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَکَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰی لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰی دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّیْ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا عِنْدَکِ فَاَتَتْ بِذٰلِکَ الْخُبْزِ قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ عُکَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا فَاَکَلَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ حَتّٰی شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے حضور ﷺ کی کمزور آواز سے یہ محسوس کیا کہ آپ بھوکے ہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو کی چند روٹیاں دوپٹے میں لپیٹ کر حضرت انس کے ہاتھ آپ کی خدمت اقدس میں بھیج دیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بارگاہ نبوت میں پہونچے تو آپ مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف فرما تھے آپ نے پوچھا کہ کیا ابوطلحہ نے تمہارے ہاتھ کھانا بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ اُٹھے۔ اور حضرت ابوطلحہ کے مکان پر تشریف لائے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر بی بی ام سلیم کو یہ خبر دی کہ آقا ﷺ ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مکان سے نکل کر نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں جن کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں بھیجی تھیں۔ آپ کے حکم سے ان روٹیوں کا چورا بنایا گیا اور حضرت ام سلیم نے اس چورہ پر بطور سالن کے گھی ڈال دیا۔ ان چند روٹیوں میں آپ کے معجزانہ تصرفات سے اسقدر برکت ہوئی کہ آپ دس دس آدمیوں کو مکان کے اندر بلا بلا کر کھلاتے رہے اور وہ لوگ خوب شکم سیر ہو کر

کھاتے رہے یہاں تک کہ اسی آدمیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھالیا۔

خالق کائنات نے آپ کو مالک کائنات بنادیا اور اختیارات وتصرفات کی ایسی دولت عطافرمادی، اختیارات وکمالات کی ایسی کنجی عطافرمادی کہ کائنات کی ہرشئی آپ کے حکم کے منتظر رہتی۔ آپ نے آسمان کیطرف اشارہ فرمایا اور کہا اے چاند دوٹکڑے ہوجا فوراً چاند دوٹکڑے ہوگیا آپ نے حکم فرمایا اے ڈوبا ہوا سورج واپس ہوجا فوراً ڈوبا ہوا سورج واپس آگیا۔ آپ نے درخت سے فرمایا اے درخت خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی کے لئے آجا درخت فوراً قدموں میں حاضر آیا اور گواہی دیکر واپس چلا گیا۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہے آپ کے قبضہ واختیار میں
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اختیارات مصطفیٰ کی جھلک

تمام نسل انسانی کی شکلیں، صورتیں بنانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور خود فرماتا ہے هو الله الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو تمہاری صورتیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں بناتا ہے۔ جیسا کہ وہ چاہے یہ گورے اور کالے، یہ سیاہ اور سفید یہ بدصورت اور خوبصورت سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں جسے وہ کالا بنادے کوئی دوسرا اسکو گورا نہیں بنا سکتا۔ جس کو وہ بدصورت بنادے کوئی دوسرا اسے خوبصورت نہیں بنا سکتا۔ لیکن اس نے اپنے محبوب ﷺ کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ اے میرے محبوب جسے میں کالا بنادوں آپ کو اختیار ہے کہ آپ اسکو گورا بنادیں۔ جسے میں بد صورت بنادوں تو آپ کو اختیار ہے کہ اسے آپ خوبصورت بنادیں۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ ایک بار سفر میں پانی ختم ہوگیا اور صحابہ کرام پانی کے لئے پریشان ہوگئے۔ آقائے دوعالم ﷺ کو خبر دی گئی آپ نے حضرت مولیٰ علی سے فرمایا اے علی پہاڑ کے اس پار چلے جاؤ ادھر سے ایک سانڈنی سوار حبشی مشکیزہ میں پانی لیئے جارہا ہوگا اُسے بلالاؤ حضرت علی گئے تو دیکھا واقعی ایک حبشی غلام اونٹ پر پانی پر مشکیزہ لئے جارہا ہے۔ آپ نے حبشی غلام سے کہا چلو تمہیں میرے آقا بلارہے ہیں اُس نے کہا میں نہیں جانتا تمہارے آقا کون ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا اپنی خوشی سے چلو نہیں تو زبردستی لے چلونگا۔ حبشی غلام راضی ہوگیا اور آقائے کائنات کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ہمارے قافلے کا پانی ختم ہوگیا ہے تم تھوڑا سا پانی ہمیں دے دو تمہارا پانی کچھ بھی کم نہیں ہوگا حبشی غلام نے مشکیزہ کا منہ کھولا اور ایک برتن میں ڈالنا شروع کیا سرکار دوعالم ﷺ نے اپنا دست انور اس مشکیزہ پر رکھدیا۔ صحابہ کرام اُس برتن سے اپنے اپنے برتن بھرنے لگے حتی کہ سب نے اپنے برتن بھر لئے مگر مشکیزہ کا پانی جوں کا توں باقی رہا۔ حبشی غلام دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے عرض کیا آپ کون ہیں؟ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میرا نام محمد ہے (ﷺ) اس غلام نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی کلمہ پڑھا کر اپنے دامن کرم میں لیجئے۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اب رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اے حبشی غلام مانگ کیا مانگتا ہے۔ حبشی نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے مال ودولت کی لالچ نہیں، مجھے تخت وتاج کی خواہش نہیں، مجھے سونے چاندی کی بھی تمنا نہیں۔ یارسول اللہ میری صرف ایک خواہش کہ میں کالا ہوں مجھے گورا بنادیجئے، میں سیاہ ہوں خوبصورت بنادیجئے اور دعا فرمادیجئے کہ میرا آقا بھی مسلمان ہوجائے۔ آقائے کائنات ﷺ نے اپنا دست مبارک اس حبشی کے چہرے پر پھیر دیا ہاتھ پھیرنا تھا کہ اس حبشی کی حالت بدل گئی۔ وہ کالا تھا اب گورا ہوگیا بدصورت تھا اب خوبصورت ہوگیا سیاہ تھا اب سفید ہوگیا۔ پھر آپ نے اُس کے آقا کے لئے دعا کی اور واپس بھیج دیا۔ وہ حبشی غلام جب اپنے آقا کے گھر پہنچا اُس کے آقا نے اس پہچانے ہی

سے انکار کر دیا اور پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا میں آپ کا غلام ہوں آقا نے کہا ہرگز نہیں تم میرے کیسے غلام ہو سکتے ہو غلام نے کہا اگر مجھے نہیں پہچانتے تو اپنا اونٹ ہی پہچان لیجئے، اپنا مشکیزہ ہی پہچان لیجئے مالک نے کہا پھر یہ انقلاب کیسے آ گیا؟ گئے تھے کالے کلوٹے ہو کر اور لوٹے ہو گورے چٹے ہو کر۔ غلام نے کہا ہاں بات تو آپ کی درست ہے مگر سنئے جب گیا تھا تو آپ کا غلام تھا اور اب لوٹا ہوں تو محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہو کر آیا ہوں۔ آقا ہی بدل گئی تو میرا رنگ و روپ بھی بدل گیا۔ یہ سنتے ہی مالک کے دل میں بھی انقلاب برپا ہوا اور گویا ہوا کہ پھر مجھے بھی وہیں لے چلو جہاں تم نے یہ دولت پائی ہے۔ اس نے کہا کہ میں بھی تو یہی چاہتا ہوں کہ آپ ان کے قدموں میں چلیں۔ اب دونوں چلے آقا پیچھے ہونے لگا تو غلام نے کہا آپ آگے چلئے کیوں کہ اب میں غلام ہوں اور آپ میرے آقا ہیں۔ مالک نے کہا تم غلام نہیں بلکہ تمہیں آقا ہو کیونکہ جو محمد ﷺ کا غلام ہو جاتا ہے تو وہ پھر ہم جیسوں کا امام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ غلام آگے آگے اور مالک پیچھے پیچھے اور جیسے ہی مالک کی نگاہ چہرۂ نبوت پر پڑی پیغمبرانہ جاہ وجلال اور رسالت ونبوت کا چہرۂ بے مثال دیکھ کر قدموں میں بچھ گیا عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں سرکار نے کلمہ پڑھایا اور اپنے دامن کرم میں لے لیا۔ یہ ہے میرے آقا کا اختیار و تصرف۔

اختیار مصطفےٰ کو سمجھنا ہے تو آیئے اس حدیث مبارکہ کو دیکھئے بات سمجھ میں آ جائے گی۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۴ پر ہے حضرت ربیعہ بن کعب نبی اکرم ﷺ کو وضو کرایا کرتے تھے ایک دن رحمت عالم ﷺ کی رحمت جوش میں آ گئی آپ نے وضو کرانے والے غلام سے فرمایا سَل اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حدیث مبارکہ پر غور کیجئے کہ حضور ﷺ نے کسی بھی چیز کا نام نہیں لیا بلکہ فرمایا سل جو مانگتا ہے مانگ لے تو حضرت ربیعہ نے عرض کیا اسئلک مرافقتک فی الجنۃ یا رسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ قیامت کے دن میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں آقا نے فرمایا ٹھیک ہے۔

اب آپ سوچیے اگر آقا ﷺ کو جنت میں لے جانے کا اختیار نہ ہوتا، جنت پر

قبضہ نہ ہوتا اور آپ مالک جنت نہ ہوتے تو ایسی چیز کا وعدہ کیوں کر فرما لیتے۔ اگر آقا ﷺ کو اختیار نہ ہوتا تو فوراً فرما دیتے اے ربیعہ ایسی چیز کا سوال کیوں کر رہے ہو جو میرے اختیار میں نہیں ہے ایسی چیز کیوں مانگ رہے ہو جو میرے قبضے میں نہیں ہے بلکہ جنت میں لے جانے کا وعدہ فرما کر بتا دیا کہ خدا نے مجھے مالک جنت بنا دیا ہے۔ کہ اے محبوب آپ جس کو چاہیں جنت عطا کر سکتے ہیں جس کو چاہیں جنت دے سکتے ہیں جسے چاہے جنت میں لے جا سکتے ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

مصطفےٰ مالک جنت ہیں

میرے دوستو! عرش پہ دیکھو تو نبی کا نام، فرش پہ دیکھو تو نبی کا نام، جنت کے محلات پہ دیکھو تو نبی کا نام، حوض کوثر پہ دیکھو تو نبی کا نام۔ تھوڑی دیر آپ کی توجہ چاہتا ہوں دل و دماغ کو قریب کیجئے۔ صبح و شام کے مشاہدے کی بات عرض کرنے جا رہا ہوں۔ آج بلڈنگ کا زمانہ ہے، ہر ایک کے دل میں اچھی عمارت بنانے کا شوق ہے۔ کچھ لوگ تو بنا لئے ہیں اور کچھ لوگ بنانے میں مصروف ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ بلڈنگ کا مالک اپنے دروازے پر اپنا نام لکھا دیتا ہے۔ مثلاً کسی منزل کا نام رضا منزل ہے، کسی کا نام شعیب منزل ہے، کسی کا نام حبیب منزل ہے، کسی کا نام شہر بانو منزل ہے، کسی بنگلے پر ممتاز لکھا ہوا ہے، کسی بنگلے پر شہباز لکھا ہوا ہے۔ الغرض ہر آدمی اپنے مکان پر اپنا اپنا نام لکھوا دیتا ہے اب اگر کوئی سوال کرے اور پوچھے کہ تم نے اپنے مکان پر اپنا نام کیوں لکھا ہے۔ تم نے اپنے بنگلے پر اپنا نام کیوں لکھا ہے تو وہ جواب میں یہی کہے گا کہ میں اس مکان کا مالک ہوں۔ بلا تمثیل مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کا نام جنت کے محلوں پر، جنت کے درختوں پر، جنت کے دروازوں پر اس بات کی دلیل ہے کہ ان مقامات کے مالک و مختار آپ ہیں۔ اب جس طرح گھر کا مالک اپنا گھر میں جسے چاہے داخل کرے جسے چاہے نہ آنے دے اسی طرح میرے آقا ﷺ کو یہ اختیار ہے کہ اپنی جنت میں جسے چاہیں گے داخل کریں گے اور جسے نہیں چاہیں گے محروم

فرمادیں گے۔اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

پروردگار عالم ہم سب کو حق بولنے حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک ہی بہت ہے اگر کچھ اثر کرے

یٰسین وطٰہٰ تیرا ہی نام

خیر البشر پہ لاکھوں سلام — لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
جن و ملائک تیرے غلام — سب سے سوا ہے تیرا مقام
یٰسین طٰہٰ تیرا ہی نام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
اعلیٰ سے اعلیٰ تیرا مقام — سب انبیاء کا تو ہے امام
کل اولیاء ہیں تیرے غلام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
عرش بریں تک چرچہ تیرا — شمس و قمر ہے صدقہ تیرا
یہ ماہ کامل حسن تمام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
سب کو میسر ہو یہ مقام — پہنچے مدینہ بن کر غلام
پڑھتے درود اور پڑھتے سلام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
اتنا کرم تو فرمایئے — روضہ پہ سب کو بلوایئے
حاضر یہاں ہیں جتنے غلام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
تیری ثنا ہے میرا نصیب — قربان تجھ پر جان ادیب
تجھ پر تصدق عالم تمام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
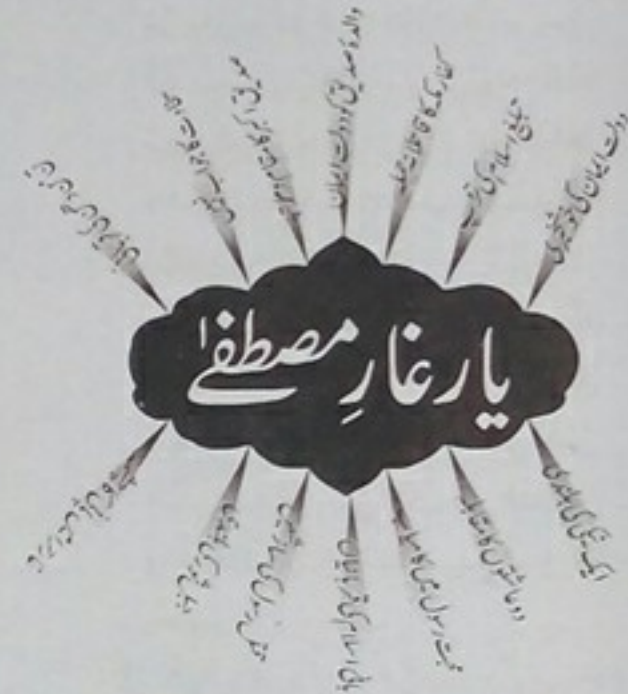
یارِ غارِ مصطفیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْ
مِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ
اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ
سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ.
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا صَدَقَ
اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْاَمِيْنُ
الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ
وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ.........

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نوجوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر بھیک دینے والے آقا و داتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار شہنشاہ ذی وقار رحمۃ اللعالمین، طٰہٰ ویٰسین انیس بیکساں، چارہ ساز دردمنداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی

گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود شریف پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا
رُسل وانبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں کس کا مرتبہ ہے صدیق اکبر کا
نبی اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا
ضیا میں مہر عالم تاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہ ضیا صدیق اکبر کا
خدا اکرام فرماتا ہے اَتْقٰی کہکے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا
مقام خواب راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوب خدا صدیق اکبر کا
لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

حضرات!........ آیئے سب سے پہلے امیر المومنین، امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آغاز زندگی کو سمجھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت

مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً ۲ برس چھ مہینے بعد مکۃ المکرمہ میں ہوئی، آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا، باپ کا نام ابوقحافہ تھا، ماں کا نام سلمٰی تھا۔ بعد میں آپ صدیق اور عتیق کے القاب سے بھی نوازے گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: کہ ایک روز میں مکان میں تھی اور کبار صحابہ صحن میں تھے میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا تھا اتنے میں میرے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا "جس کو عتیق من النار دیکھنا اچھا معلوم ہو وہ ابو بکر کو دیکھ لے" اسی روز سے ابو بکر کا نام عتیق ہو گیا (یعنی آتش دوزخ سے آزاد) دوسرا لقب "صدیق" شب معراج کی صبح مشہور ہوا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ مکہ میں سکونت پذیر تھے اور ایک اچھے تاجر بھی تھے، مکے کے علاوہ دوسری جگہ بھی تجارت کی غرض سے باہر تشریف لے جایا کرتے رہتے تھے اور اپنی قوم میں دولت مند انسان کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ کفار قریش کے مجلس شوریٰ کے ایک اہم رکن بھی تھے کیونکہ معاملہ فہمی عقل ودانائی اور فہم وفراست میں بھی شہرت کے حامل تھے، زمانۂ جاہلیت میں چونکہ دوسروں کے بنسبت آپکا کردار بڑا پاکیزہ اور افعال بڑے شائستہ تھے، شراب نوشی سے بھی دور رہتے تھے، کبھی بھی آپ کا دل شراب نوشی کی طرف مائل نہ ہوا، قبول اسلام کے بعد جب آپ سے شراب نوشی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں اپنی آبرو ومروت کی حفاظت کرتا ہوں کیونکہ شراب پینے والوں کی مروت وآبرو باقی نہیں رہ جاتی۔ گویا کہ آپ اسلام سے پہلے بھی ایک اچھے اور باکردار انسان کی حیثیت سے مکہ میں جانے اور پہچانے جاتے تھے۔

دولت ایمان کی خوشخبری

اب آیئے.........میں اُن کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ سناؤں حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے کبھی کبھی ملک شام تشریف لے جایا کرتے تھے ایک بار جب آپ شام کے سفر میں تھے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ چاند آپ کی جھولی میں آگیا ہے، یہ خواب تھا یا تاریک دل نور ایمان سے منور وروشن ہونے والا تھا۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی ایک راہب کے پاس پہونچے اور کہا: رات میں میں سویا ہوا تھا کہ اچانک میں نے ایسا خواب دیکھا ہے آپ بتائے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟۔ راہب نے سنتے ہی کہا: اے ابو بکر! تیرا خواب بہت ہی اچھا اور بڑا مبارک ہے۔ تم کو دولت ایمان نصیب ہونے والی ہے، تم دولت ایمان سے مالا مال ہونے والے ہو یعنی نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ہو، تم اس رسول کا کلمہ پڑھنے والے ہو جس کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا ہے، شمس وقمر اسی نبی کا صدقہ...... خشک وتر اسی نبی کا صدقہ... بحر وبر اسی نبی کا صدقہ...... برگ وثمر اسی نبی کا صدقہ ...... الغرض کائنات ارضی وسماوی میں جو کچھ ہے سب اسی نبی کا صدقہ۔ اسی لئے تو اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہے وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

خواب نے آپ کے دل میں ایک ایسا اثر ڈالا کہ تعبیر پوچھتے ہی عشق رسول کی تڑپ پیدا ہو گئی محبت رسول کا جوش بڑھنے لگا، دیدار محبوب کی تڑپ نے آپ کو بے چین کر دیا...... فوراً بے قرار دل کو قرار دینے کے لئے کوئے محبوب کیطرف روانہ ہو گئے اور بارگاہ رسول میں حاضر ہو گئے۔ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ نے جب صدیق اکبر کو دیکھا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ ابو بکر! کیا تمہارے ایمان لانے کا وقت نہیں آیا؟ صدیق اکبر بارگاہ رسول میں بیٹھ کر چہرۂ مصطفےٰ کی زیارت بھی کر رہے ہیں اور دامن کرم میں پناہ دینے کی التجا بھی کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: اے پیارے! پڑھو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ صدیق اکبر نے کلمہ شہادت

پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ اور پوری زندگی خدا کی بندگی اور رسول کی غلامی میں گذار دی

استاذ زمن فرماتے ہیں

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

تبلیغ اسلام کی تڑپ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے سرفراز ہونے کے بعد.... دامن رسول میں آنے کے بعد.. غلامی رسول کی دولتوں سے مالا مال ہونے کے بعد ہمیشہ یہی سوچتے رہے یہی خیال کرتے رہے کہ کس طرح اسلام کو سنوارا جائے؟ کس طرح اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے؟.... کس طرح لوگوں کے دلوں کو نور ایمان سے منور کیا جائے؟. کس طرح لوگوں کو بتوں کے سامنے جھکنے سے روکا جائے؟. کس طرح ایک خدا کی وحدانیت کا درس دیا جائے؟.... کس طرح رسول اعظم ﷺ کی رسالت کا چرچہ کیا جائے؟... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے، صبر کے بندھن کو توڑتے ہوئے، بارگاہ رسول میں حاضر ہو گئے اور عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی بارگاہ میں تبلیغ اسلام کی اجازت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا: اے میرے پیارے صدیق! ابھی تو ہم تعداد کے اعتبار سے بہت کم ہیں، رفتہ رفتہ جب مقدار بڑھ جائے گی تو دھیرے دھیرے تبلیغ اسلام کا کام بھی علی الاعلان شروع کر دیا جائے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں تبلیغ کا جذبہ تھا... اشاعت دین کا درد تھا... بار بار دل میں یہی خیال پیدا ہونے لگا کہ جب تک تبلیغ اسلام اعلانیہ طور پر لوگوں کے سامنے نہ کیا جائے گی اشاعت اسلام بہت مشکل ہے.... بار بار اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! علی الاعلان تبلیغ اسلام کی اجازت عطا فرمائیے۔ حضور ﷺ ابو بکر کے جذبہ تبلیغ کو دیکھ کر.... جذبہ اشاعت دین کو دیکھ کر.... اجازت عطا فرما دی۔ اجازت ملتے

ہی فوراً مسجد حرام کے پاس تشریف لے گئے اور مجاہدانہ انداز میں تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو دعوت الی اللہ دے دی........

کفار مکہ کا قاتلانہ حملہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی باتوں کو سنکر کفار و مشرکین جل بھن کر کباب ہو گئے۔ غیظ وغضب میں ڈوب کر لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے محاصرے میں لے لیا اور بے دردی کے ساتھ مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اس قدر مارا کہ آپ کا جسم لہو لہان ہو گیا اور آپ کے کپڑے خون سے لت پت ہو گئے۔ حملہ اس قدر سخت تھا کہ زبان کی بولی بند ہو گئی اور بیہوشی طاری ہو گئی........ کفار خوش ہو گئے اور کافروں کے خیمے میں خوشیاں منائی جانے لگیں........ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اب اگر صدیق زندہ رہ بھی گئے تو دامن مصطفےٰ سے الگ ہو جائیں گے...... دامن مصطفےٰ کو چھوڑ دیں گے اور تبلیغ اسلام کا کام بند ہو جائے گا۔ دوبارہ ایسی حرکت سے باز آجائیں گے۔ کیونکہ جب جب تبلیغ اسلام کے بارے میں سوچیں گے فوراً ابو بکر کو یہ تکلیفیں یاد آجائیں گی.... مگر قربان جاؤ! ابو بکر کے حوصلے پر..... قربان جاؤ! ابو بکر کی ہمت پر..... قربان جاؤ! صدیق اکبر کے جوش وجذبے پر ..... کہ بیہوشی سے جیسے ہی افاقہ ہوا اور آنکھیں کھلیں..... رشتے داروں نے پوچھا: اے ابو بکر! اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ تمہیں کیا تکلیف ہو رہی ہے؟ جواباً ارشاد فرماتے ہیں: سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ میرے محبوب کیسے ہیں؟..... بتاؤ اے لوگو! میرے آقا خیر وعافیت کے ساتھ ہیں کہ نہیں؟ جتنے رشتے دار تھے ابو بکر صدیق کے تیور کو دیکھ کر ناراض ہو گئے، غصے سے تملا گئے اور واپس ہو گئے۔ کیوں اسلئے کہ ان لوگوں نے سوچا تھا حملہ سخت ہوا ہے۔ غشی پر غشی طاری ہے۔ ہوش میں آتے ہی رسول کا نام نہیں لیں گے...... مگر ان کے جواب سے ان لوگوں کو سخت مایوسی ہوئی۔ اور سمجھ گئے کہ عشق میں کمی آنے کے بجائے اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ سب دیکھ کر سب کے سب واپس چلے گئے........ اب صرف آپ کی ماں آپ کے پاس بیٹھی رہی اور محبت و پیار سے آپ کو تسلی دیتی رہی۔ آپ ماں سے بھی یہی

عرض کرتے ہیں امی جان! کیا میرے آقا ﷺ خیریت و عافیت سے ہیں؟..... ماں نے کہا بیٹا تمہارے آقا کے بارے میں مجھے کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ماں سے کہا امی جان آپ کا کرم ہوگا..... آپ سب سے پہلے فاروق اعظم کی بہن ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے رسول اللہ ﷺ کا حال دریافت کرو، انہیں ضرور پتہ ہوگا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاچکی ہیں اور وہ میرے آقا کا کلمہ پڑھ چکی ہیں ان کو ضرور آقا ﷺ کی خبر ہوگی۔ آپ کی والدہ بیٹے کی رضا جوئی کے لئے ام جمیل بنت خطاب کے پاس آتی ہیں اور خیریت معلوم کر کے اپنے ہمراہ ام جمیل کو لیکر صدیق اکبر کے پاس واپس آجاتی ہیں اور کہتی ہیں بیٹا میں ام جمیل کو لیکر آگئی ہوں ان سے خیریت معلوم کرلو۔ صدیق اکبر ام جمیل سے فرماتے ہیں اے ام جمیل آپ بتایئے کہ آقا ﷺ کیسے ہیں؟۔ ام جمیل نے کہا۔ الحمد للہ سرکار کون و مکاں ﷺ خیریت سے ہیں پھر فرماتے ہیں اے ام جمیل یہ بھی بتاؤ کہ اس وقت آقا ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں؟ ام جمیل نے کہا اس وقت رحمت عالم ﷺ ابن ارقم کے گھر آرام فرما رہے ہیں۔ ماں نے کہا بیٹا اب تو تمہیں آقا ﷺ کی خیریت معلوم ہوگئی۔ لو تھوڑا کھانا کھالو، خشک ہونٹوں کو پانی کے چند قطروں سے تر کرلو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا امی جان خدا کی قسم اس وقت تک میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کے رخ زیبا کی زیارت نہ کرلوں۔

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس

صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے صدیق اکبر کو سہارا دیا اور کہا! بیٹے اٹھو میں تمہیں در حبیب تک پہنچانے کے لئے تیار ہوں۔ صدیق اکبر کسی طرح اٹھتے ہیں اور اپنی بوڑھی ماں کے سہارے آستانہ حبیب کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں۔ جب بارگاہ رسول میں پہونچتے ہیں تو اپنے محبوب پاک کو دیکھ کر آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں اور روتے روتے آنسوؤں کے قطرے پلکوں پر ڈھلکنے لگتے ہیں۔ ادھر آقا ﷺ صدیق اکبر کو دیکھتے ہی بے قرار ہوجاتے

ہیں اور بے اختیار سینے سے لگا لیتے ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے موتیاں بن کر ٹپکنے لگتے ہیں...... سرور عالم ﷺ نے صدیق اکبر کی پیشانی کو بوسہ دیا اور تسلی دی۔ ادھر آقا ﷺ پیشانی کو چوم رہے تھے...... ادھر صدیق اکبر محبت رسول میں جھوم رہے تھے۔

اسی لئے استاذ زمن فرماتے ہیں

رسل و انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے

یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

والدۂ صدیق کو دولت ایمان

ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مجھے بہت چاہتی ہے.......... میری ماں کے دل میں میری بہت زیادہ محبت ہے...... میں چاہتا ہوں کہ میری ماں بھی آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے.................. تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے میری ماں کو جہنم سے نجات دے دے.............. ابھی صدیق اکبر بارگاہ رسول میں عرض کر ہی رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ رسول پاک ﷺ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوچکی ہیں۔ اور شرف صحابیت سے مالا مال بھی ہوچکی ہیں۔

اسی لئے تو اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا

بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا

دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

صدیق اکبر کا مقام و مرتبہ

محترم سامعین:۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اصحاب کرام میں سب سے افضل تھے اور دینی و دنیاوی تمام معاملات میں فوقیت رکھتے تھے، تقویٰ میں دیکھو تو تمام صحابہ

سے ممتاز، پرہیزگاری میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، بہادری میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، مرتبہ علمی میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، عبادت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، ریاضت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، شجاعت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، فہم وفراست میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، فہم وادراک میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، سخاوت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، کردار وافعال میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، امانت ودیانت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، محبت وشفقت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز، خلافت وامامت میں دیکھو تو تمام صحابہ سے ممتاز۔

حضرت محدث اعظم کچھوچھوی فرماتے ہیں۔

مرتبہ صدیق کا کیا پوچھتے ہو سید
ہر فضیلت کے جامع ہیں نبوت کے سوا

سخاوت کا جواب نہیں

میرے دوستو!.....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے تعلق سے ایک بڑی پیاری حدیث سناتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ یہ حدیث سنکر آپ کا دل مچل جائے گا اور صدیق اکبر کی محبت والفت سے آپ کا سینہ لبریز ہو جائیگا۔

مشکوٰۃ شریف، جلد ثانی، باب مناقب ابی بکر فصل ثالث ص ۵۵۵ سطر نمبر ۲۶، ۲۷، ص ۵۵۶ کا سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔

"عَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ مَالًا فَقُلْتُ اَلْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَکْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ یَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِکَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰی اَبُوْبَکْرٍ بِکُلِّ مَاعِنْدَهٗ فَقَالَ اَبَابَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا"۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت زیادہ تھا تو میں نے سوچا کہ اگر کسی دن ابوبکر سے آگے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے کہا: اتنا ہی یعنی جتنا مال لایا ہوں اتنا ہی گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو اپنا سارا مال لیکر آئے جو ان کے پاس تھا آقا ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ ورسول کو چھوڑ آیا ہوں۔''

اسی لئے شاعر فرماتے ہیں

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر نے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کو دیکھا تو پکار اٹھے واقعی میں کسی چیز میں ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔

''کون صدیق اکبر؟......وہی صدیق اکبر جنکے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا۔'' مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔" "کسی کے مال سے مجھ کو اتنا فائدہ نہ پہونچا جتنا ابوبکر کے مال نے پہونچایا" کون صدیق اکبر؟ وہی صدیق اکبر جنکے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ۔ اے ابوبکر غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے کون صدیق اکبر؟ وہی صدیق اکبر جنکے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ۔ ابوبکر سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے۔ کون صدیق اکبر؟ وہی صدیق اکبر۔ جنکے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَشُکْرُهٗ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ اُمَّتِیْ۔ ابوبکر سے محبت کرنا اور ان کا شکریہ

ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔

کون صدیق اکبر؟.....وہی صدیق اکبر جنکے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقٌ مِنَ النَّارِ تم جہنم سے آزاد ہو کون صدیق اکبر؟ وہی صدیق اکبر جنکے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا "اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا" ۔ابوبکر صدیق تمام لوگوں میں بہتر ہیں سوا اس کے کہ وہ نبی نہیں۔

رسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

تن من دھن کی قربانی

حضرات......تین چیزیں ایسی ہیں جن سے ہر انسان کو محبت و پیار ہے۔نمبر ۱ جان یہ ہر انسان کو پیاری ہے۔نمبر ۲ مال۔مال بھی ہر انسان کو پسند ہے۔نمبر ۳ اولاد ہر آدمی اولاد کو بھی دل و جان سے مانتا ہے اور اسے پیار کرتا ہے۔اور یاد رکھئے بندہ جن جن چیزوں سے محبت و پیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن ہی چیزوں میں بندہ کا امتحان لیتا ہے...اسے امتحان کی راہوں سے بھی گذرنا پڑتا ہے۔ان سے بڑے بڑے امتحان لئے جاتے ہیں...کبھی جان کا امتحان...کبھی مال کا امتحان...کبھی اولاد کا امتحان......

حضرات!..دور حاضر میں مال ومتاع کی فراوانی ہے غربت وافلاس کا دور ختم ہوتا جارہا ہے رہنے کے لئے ایک سے ایک بلڈنگیں بنائی جاری ہیں چلنے کے لئے قیمتی سے قیمتی کاریں خریدی جاری ہیں خدمت کیلئے نوکر چاکر ہے غرض کہ آرائش وزیبائش اور آسائش وآرام کے لئے ساری چیزیں مہیا ہیں کچھ لوگوں نے تو اتنی جائداد اکٹھی کرلی ہے کہ اگر پوری زندگی بیٹھ کر کھائے تو بھی ختم نہ ہو مگر رونا اس بات پر ہے کہ راہ خدا میں خرچ کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں چاہے تعمیر مسجد کے لئے طلب کیا جائے یا ترقی مدارس کے لئے غریب بچیوں کی شادیوں کے نام پر مانگا جائے یا کسی بھی کار خیر کیلئے لوگوں کا احساس اس

حد تک مردہ ہو چکا ہے کہ کوئی سائل جب گھر پر آتا ہے تو اس کو دیکھتے ہی لوگ بھاگنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں اور سفیروں کو دیکھتے ہی گھر کے دروازے بند کرلئے جاتے ہیں اب آپ ہی بتائے جب لوگوں کی غیرت اس حد تک مرگئی ہے تو مسجدیں کیسے تعمیر کی جائیں مدرسے کیسے چلائے جائیں؟ اور دین کا کام کیوں کر آگے بڑھائے جائیں غریبوں کی مدد کیسے کی جائے؟ اشاعت دین کا کام کیسے ہو؟۔

اب مجھے کہہ لینے دیا جائیگا.جو آدمی خدا کی راہ میں اپنی دولت نہ خرچ کرسکے وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کیسے قربان کرسکتا ہے۔وہ اللہ کی راہ میں اپنی اولاد کیسے کٹوا سکتا ہے۔مگر قربان جاؤ صدیق اکبر پر کہ انہوں نے ضرورت پڑی تو کبھی مال و دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور ضرورت پڑی تو اپنی اولاد کو بھی راہ حق میں قربان کیا اور کون نہیں جانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رسول کی محبت میں اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔خدا کی قسم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر دنیا کی کوئی چیز نہیں تھی وہ اپنی جان اپنا مال اور اپنی اولاد رسول اللہ ﷺ پر قربان کئے ہوئے تھے ......جسکی شہادت بے شمار حدیثیں دے رہی ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی کسی کے مال نے مجھکو اتنا فائدہ نہیں پہونچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہونچایا۔

چنانچہ استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں---

لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر گھر بن گیا صدیق اکبر کا

ایک نیکی کی بلندی

حضرات اب میں ایسی انوکھی اور پیاری حدیث سنانے جارہا ہوں جس میں حضرت صدیق اکبر کی جان نثاری کا ایک زبردست واقعہ موجود ہے۔جس کو حدیث غار بھی

کہتے ہیں چنانچہ مشکوۃ شریف جلد ثانی بَابُ مَنَاقِبِ عُمَر، ص ۵۵۶ سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷۔۸۔۹۔ پر یہ حدیث موجود ہے۔

عَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهُ اَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُّ اَنَّ عَمَلِىْ كُلَّهٗ مِثْلُ عَمَلِهٖ يَوْمًا وَّاحِدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ لَيَالِيْهِ اَمَّا لَيْلَتُهٗ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر ؓ کے پاس حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا ذکر کیا گیا تو آپ رونے لگے اور فرمایا اے کاش میرے سارے عمل ابو بکر صدیق ؓ کے ایک دن اور ایک رات کیطرح ہوتے آپ کی رات وہ پیاری رات ہے جب رسول پاک ﷺ کے ساتھ غار تک پہونچ گئے تو صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا واللہ آپ اس میں داخل نہ ہوں حتیٰ کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کسی چیز سے تکلیف پہونچنے والی ہے تو وہ تکلیف مجھے پہونچے نہ کہ آپ کو ابو بکر ؓ اندر داخل ہوئے اور اسے صاف کیا اسکے ایک کنارے میں کچھ سوراخ پائے آپ نے تہبند پھاڑا اور اس سے سوراخ کو بند کیا اور ان میں سے دو سوراخ باقی رہ گئے تو اس پر اپنے مبارک پاؤں رکھ دیے پھر رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے۔ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ يَا اَبَابَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ

وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ۔ یعنی عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ تشریف لایئے تو سرکار اقدس ﷺ تشریف لائے اور اپنا مبارک سر آپ کی گود میں رکھا اور سو گئے ادھر ابو بکر کے پاؤں میں سوراخ سے ڈس لیا گیا آپ نے بالکل جنبش نہ کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو جائیں گے اور نیند میں خلل واقع ہو جائیگا۔ پھر آپ کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس پر گرے تو آپ نے چشمان نبوت کھولی اور فرمایا اے ابو بکر کیا ہوا کیوں آنسو گر رہا ہے صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں تو ڈس لیا گیا ہوں تو رسول اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اسی جگہ لگا دیا لگاتے ہی وہ تکلیف جاتی رہی۔

امام الکلام سرکار اعلیٰحضرت عظیم البرکت دریائے رحمت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظ جاں تو جاں فروض غرر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

دو عاشقوں کا مقابلہ

سبحان اللہ..... قربان جایئے، صدیق اکبر ؓ کی محبت پر، قربان جایئے صدیق اکبر ؓ کے عشق پر، کہ سالہا سال کا پرانا اژدھا جس کے اندر اتنا خطرناک زہر تھا تو اسے موت کے آغوش میں آنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوراخ پر پاؤں رکھے ہوئے ہیں، سانپ اندر سے نکلنے کے لئے بے قرار ہے، کہ پاؤں ہٹائے جائیں کہ میں باہر آؤں، سانپ نے پاؤں کا بوسہ دیتے ہوئے وارننگ دی کہ اے ابو بکر ؓ اپنا پاؤں سوراخ سے باہر کر لیجئے، اپنا پاؤں سوراخ سے ہٹا لیجئے ورنہ اگر میں نے ڈس لیا تو فوراً زمین پر تڑپ کر دم توڑ دوگے کیوں کہ میں بہت پرانا سانپ ہوں میرے اندر خطر

تک زہر بھرا ہوا ہے پھر بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پاؤں جمائے رہے اور دل میں مکمل فیصلہ کر لیا کہ کسی حال میں سوراخ سے پاؤں نہیں ہٹاؤں گا چاہے کیوں نہ میں ڈس لیا جاؤں، چاہے کیوں نہ میں ہلاک ہو جاؤں، صدیق اکبر ؓ کا ارادہ اور بھی مضبوط تر ہوتا جارہا ہے کہ ہر گز ہر گز میں قدم نہ اٹھاؤں گا کیونکہ آپ کے دل یہ خیال بار بار پیدا ہو رہا تھا کہ اگر میں سوراخ سے پاؤں ہٹالوں تو ہو سکتا ہے کہ کہیں یہ سانپ آقا ﷺ کو ایذا نہ پہونچا دے اور میری محبت رسوانہ ہو جائے۔

شاعر فرماتے ہیں

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پہلے
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پہلے

محبت رسول میں کامیاب

مگر میرے دوستو اژدھا بھی رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا عاشق تھا۔ اور روایتوں میں ہے کہ وہ ایک ہزار سال سے سرکار کی زیارت کا مشتاق اور منتظر تھا، اس نے حضرت ابوبکر ؓ کو بہت مہلت دی اور کہا اے ابوبکر میرا راستہ چھوڑ دو، مجھے نکلنے دو، مگر صدیق اکبر ؓ ہیں کہ اپنے ارادہ میں مکمل طور پر مستحکم نظر آ رہے ہیں، سانپ جب مایوس ہو گیا کہ یہ راستہ دینے والے نہیں ہیں اب سانپ اپنا تیور بدلتا ہے اور غصے میں آکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈس لیتا ہے۔ ڈستے ہی زہر کا اثر بڑھنے لگا، مگر قربان جائیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوصلہ پر، قربان جائیے صدیق اکبر ؓ کی ہمت و شجاعت پر زہر کا اثر تیزی کے ساتھ جسم اطہر میں پھیلتا جا رہا ہے، بیقراری بڑھتی جارہی ہے، بے چینی زیادہ ہوتی جارہی ہے، زہر کے اثر سے جسم کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو رہا ہے، ادھر دل میں عشق

رسول کی تڑپ بھی بڑھتی جارہی ہے، محبت رسول میں اضافہ ہوتا جارہا ہے گویا کہ صدیق اکبر کے دل سے آواز آرہی ہے ہم تکلیف برداشت کر سکتے ہیں، ہم زہر کے اثر کو جھیل سکتے ہیں، مگر مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی نیند میں خلل واقع ہو جائے اس کو برداشت نہیں کر سکتے، صدیق اکبر ؓ صبر سے کام لے رہے ہیں اور جسم کو حرکت سے بچا رہے ہیں مگر جب صبر کا پیمانہ چھلک گیا تو آنکھوں سے آنسو کے قطرے رخسار مصطفےٰ پر گرنے لگے پھر بھی جسم کو حرکت ہونے نہ دیا اتنے میں چشمان نبوت کھلی فرمایا اے پیارے بتاؤ کیوں رو رہے ہو؟، عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے ۔ اور اس کا زہر پورے جسم میں اثر انداز ہو گیا ہے جواب ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ فوراً رحمت عالم ﷺ نے ڈسی ہوئی جگہ پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، لعاب دہن لگاتے ہی زہر کا سارا اثر ختم ہو گیا۔ بلا تمثیل مجھے کہہ لینے دیا جائے جب نبی کے لعاب دہن میں اتنی تاثیر ہے کہ سانپ کے زہر کو ختم کر دے، تو خود ذات نبی میں کتنی تاثیر ہوگی، ذات نبی میں کتنی قوت ہوگی۔

اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں............

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا ؟
صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظ جاں تو جاں فروض غرر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

حضرات..........سانپ صدیق اکبر کا دشمن نہیں تھا بلکہ بات یہ تھی کہ وہ رسول پاک کا بہت بڑا شیدا تھا اور سرکار کی زیارت کے لئے بے قرار تھا صدیق اکبر کے پاؤں رکھ دینے سے اُسے سرکار کی زیارت کا موقع نہیں مل رہا تھا گویا کہ یہ دو عاشقوں کا جھگڑا تھا... آپس میں دو عاشقوں کا ٹکراؤ تھا.........اور یہ ٹکراؤ کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں تھی..........کسی

عداوت کی وجہ سے نہیں تھی....... بلکہ ایک عاشق دوسرے عاشق پر سبقت لے جانے کی کوشش میں تھا گویا کہ زبان حال سے سانپ یہ کہہ رہا ہے کہ اے ابوبکر جس طرح آپ چہرہ مصطفیٰ کی زیارت کر رہے ہو...... جمال مصطفیٰ سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہے ہو اسی طرح میں بھی چاہتا ہوں کہ مجھے بھی دیدار مصطفیٰ کی سعادت نصیب ہو جائے۔ میری آنکھیں بھی دیدار مصطفیٰ کی دولت سے ٹھنڈی ہو جائے...اور میری صدیوں کی تڑپ دور ہو جائے کیونکہ ایک ہزار سال پہلے مجھے معلوم ہوا تھا کہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ اسی مقام پر جلوہ افروز ہوں گے تب سے میں جمال مصطفیٰ کی تڑپ لئے اسی سوراخ میں بیٹھا ہوں کہ نہ جانے کس روز آقا ﷺ کی تشریف آوری ہو جائے اور آقا ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے اسی اشتیاق اور اسی انتظار میں...... آج تک میں بیٹھا ہوں۔

اس لئے تو شاعر کہتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرات!......... اتنی طویل مدت سے انتظار کے بعد اگر کوئی محبت میں حائل ہو جائے تو کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے؟ گویا کہ صدیق اکبر اپنے عشق کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور سانپ اپنے عشق کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظ جاں تو جاں فروض غرر کی ہے

سانپ اپنا کام کر رہا ہے اور صدیق اکبر ؓ اپنا کام کر رہے ہیں، میں آپ کو بتاؤں کہ ایک عاشق کی آنکھ کا آنسو بڑا قیمتی ہوتا ہے وہ موتی سے بھی زیادہ مقام رکھتا ہے۔ چشمان صدیق سے آنسو بہہ رہے ہیں اور اس کے قطرے چہرۂ والضحیٰ پر گر رہے ہیں خدا کی قسم میں اُن آنسوؤں پر قربان جو مصطفیٰ کی محبت میں نکلے ہوں اور دوستو ایسا نہ سمجھنا کہ معشوق اپنے عاشق کی اس ادا سے بے خبر ہے یہ تو صرف عشق کا امتحان تھا اور یہ محبت کی

آزمائش تھی چنانچہ روایتوں میں ہے کہ جب صدیق اکبر ؓ کے آنسو چہرۂ نبی پر گرے تو ذرا آقا نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا اے ابوبکر کیوں پریشان ہو؟..... چہرہ کیوں زرد ہو گیا ہے؟... آنکھوں سے آنسو کیوں گر رہے ہیں؟...... صدیق اکبر نے اپنے رونے کا جب بتایا۔ سرور کون ومکاں ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! یہ سانپ تمہارا دشمن نہیں ہے۔ یہ اژدھا تمہارا مخالف نہیں ہے بلکہ جس طرح تم میرے عاشق ہو یہ بھی میرا عاشق ہے... لہٰذا سوراخ سے پاؤں ہٹاؤ اور سانپ کو آنے دو اُدھر سانپ بارگاہ رسول میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوتا ہے اور اپنے صدیوں کی تمنا اور آرزو پوری کر لیتا ہے ادھر آقا ﷺ صدیق اکبر ؓ کے ڈسے ہوئے جگہ پر اپنا لعاب دہن لگا دیتے ہیں اور صدیق اکبر ؓ کی ساری پریشانیاں اور بے قراریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

بانی اسلام کی قربانیاں

میرے آقا کے دیوانو..... رسول کائنات ﷺ اور صحابہ کرام نے تبلیغ اسلام کی خاطر بے پناہ مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلیں اور ہم تک اسلام کو پہنچانے میں خدا کی وحدانیت کا درس دینے میں...لوگوں کو کفر کے دلدل سے نکالنے میں لوگوں کی زندگی کو سنوارنے میں.....ایک معبود حقیقی کے آگے جھکانے میں. تین سو ساٹھ بتوں سے نفرت کرانے میں. طرح طرح کے مصائب وآلام کا سامنا کئے ہیں..... طرح طرح کی تکلیفیں جھیلی ہیں...... جن کو سن کر یقیناً غلامان مصطفیٰ تڑپ جائیں گے..... غلامان مصطفیٰ کے دل دہل جائیں گے..... کبھی آپ کے نرم ونازک گلے میں پھانسی کا پھندا لگایا گیا. تو کبھی آپ کا مذاق اڑایا گیا..... کبھی آپ کو گالیاں دی گئیں.... تو کبھی آپ کے جسم کو پتھروں سے لہولہان کیا گیا.... کبھی حالت سجدہ میں اونٹ کی گندگی ڈالی گئی...... تو کبھی گالیوں اور اذیتوں کے تیر سے کلیجے کو چھلنی کیا گیا..... کبھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے.... تو کبھی آپ کے کھانے میں زہر ملایا گیا... غرض کہ کفار ومشرکین نے ظلم وتشدد کی آخری حد کر دی..... صرف یہیں پر بات ختم

نہیں ہو جاتی بلکہ ان ظالموں نے مکہ کی پر بہار وادیوں کو چھوڑنے پر بھی مجبور کر دیا۔

قتل رسول کی سازشیں

حتیٰ کہ مکہ کے کفار و مشرکین نے سرور کائنات ﷺ کے قتل کی سازشیں کیں۔
کسی نے شہر بدر کرنے کی تجویز دی تو کسی نے رسیوں سے باندھنے کا مشورہ دیا..... چنانچہ اس کی تفصیل حدیث پاک میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف جلد ثانی باب فی المعجزات صفحہ نمبر ۵۳۲ سطر نمبر ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلِ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک رات مکہ میں قریش نے مشورہ کیا تو بعض نے کہا کہ جب سویرا ہو تو انہیں رسیوں سے باندھ دو۔ بعض دوسرے نے کہا نہیں بلکہ قتل کر ڈالو۔ بعض دوسرے نے کہا نہیں بلکہ انہیں شہر بدر کر دو..... شہر سے باہر نکال دو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو اس پر مطلع کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے بستر پر رات گذاری اور نبی پاک ﷺ تشریف لے گئے حتیٰ کے غار پر پہونچ گئے اور مشرکین رات بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی کرتے رہے انہیں نبی کریم ﷺ سمجھ کر، جب صبح ہوئی تو مشرکین ان پر دوڑ پڑے پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ نے ان کے فریب کو دور کر دیا۔ فَلَمَّا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا اَدْرِيْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ وَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ

فَرَاَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هٰهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالِيْ۔ تو مشرکین بولے تمہارے ساتھی کہاں ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں جانتا چنانچہ وہ سب حضور کے نشان قدم پر کھوج لگاتے چلے جب پہاڑ پر پہونچے تو ان پر غار مشتبہ ہو گیا وہ پہاڑ پر چڑھ گئے جب اس غار پر پہونچے تو اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا تو وہ بولے اگر محمد بن عبداللہ یہاں گئے ہوتے تو اس کے دروازے پر جالا نہ ہوتا اسطرح حضور نے یہاں تین دن تک قیام فرمایا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
خدا کا نور بجھا ہے نہ بجھے گا کبھی
بجھانے والے خود بجھ گئے بجھا نہ سکے

جبل ثور کی بلندی

ہجرت کی رات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر جبل ثور پر چڑھے اور غار تک پہنچایا، غار ثور کی بلندی کو طے کرنا کتنا مشکل ہے؟ یہ وہی جان سکتا ہے جس کو جبل ثور کی حاضری نصیب ہوئی ہو۔ الحمد اللہ مجھے آپ کی دعاؤں سے 2009 میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی ہمارے ساتھ تقریبا 55 حجاج کرام تھے۔ ہم لوگوں کیلئے ہوٹل کا انتظام ''حی الہجرۃ'' میں کیا گیا تھا۔ وہاں سے جبل ثور بہت نزدیک تھا ۔جب ہم لوگ حج سے فارغ ہو گئے تو دوسرے یا تیسرے دن اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ غار ثور کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ غار ثور کی اونچائی تقریبا 5 ہزار 17 فٹ ہے دھوپ کی شدت تھی اور طویل اونچائی کو طے کرنا تھا اسلئے ہم لوگ اپنے اپنے پاس پانی کا ذخیرہ بھی لیتے گئے تاکہ پیاس لگنے پر پریشانی نہ ہو۔ دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے ہاتھوں میں پانی کا بائل لئے ہوئے تھے نیچے سے اوپر تک پتھر توڑ کر سیڑھی بنا دی گئی ہے۔ اگر یہ

سیڑھی نہ ہوتی تو عام لوگوں کا اس مقدس مقام پر پہونچنا ممکن نہ ہوتا کیوں کہ تین میل کی چڑھائی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ راستے میں کئی جگہ دوکان بھی مہیہ ہیں جو زائرین کیلئے بہت مفید ہیں کیوں کہ وہاں کچھ دیر بیٹھ کر چائے پانی پی کر آرام کر لیتے ہیں۔ میں نے ایسے لوگوں کو بھی پہاڑ پر چڑھتے ہوئے دیکھا جو واقع میں چڑھنے کے قابل نہ تھے لیکن پھر بھی عشق ہے جو کھینچے لئے جا رہا ہے۔ بعض کسی کے سہارے بعض گھٹنوں کے بل بعض گھسیٹے ہوئے اپنی منزل کو پانے کی کوشش میں تھے اور بفضلہ تعالیٰ ہم سب کو وہاں پہنچ کر اس مقدس مقام پر نماز پڑھنے اور برکتیں لوٹنے کا موقع ملا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ کیوں کہ مجھ گنہگار کو اپنی بارگاہ میں بلا کر بہت ساری نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس مقدس مقام کی حاضری نصیب فرمائے آمین۔

حضرات!!!..... آپ کو اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آج سیڑھی بنا دینے کے باوجود پانچ ہزار فٹ کی بلندی طے کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بڑے بڑے طاقتوروں کی ہمتیں پست ہونے لگتی ہیں اور اچھے اچھوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ تو میرے بھائیو اس وقت کو یاد کرو جب کوئی راستہ بنا ہوا نہ تھا اور آنے جانے کی سہولتیں نہ تھیں۔ ایسے عالم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر اس غار تک لے گئے۔ تو بتاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طاقت وقوت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ اور مجھے کہہ لینے دیجئے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طاقت وقوت کا عالم یہ ہے۔ تو شہنشاہ کون ومکاں ﷺ کی طاقت وقوت کا عالم کیا ہوگا۔

غار حرا میں پانی کا چشمہ

تفسیر در منثور ص ۲۳۲ اور تفسیر روح البیان ص ۳۳۵ پر یہ واقعہ موجود ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر غار ثور میں تشریف لائے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پیاس کی شدت تڑپا رہی ہے۔ آپ کا یہ اظہار کرنا تھا کہ

ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا "اِذْهَبْ اِلٰی صَدْرِ الْغَارِ فَاشْرَبْ" اے صدیق! غار کے سرے پر چلے جاؤ اور پانی پی لو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فَانْطَلَقْتُ فَشَرِبْتُ مَاءً اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَبْيَضَ مِنَ اللَّبَنِ وَاَذْكٰی رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ۔ پس میں گیا اور پانی پیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔

جبھی تو سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت ارشاد فرماتے ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق انکا کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں سیراب ہو کر واپس آیا تو آقائے کریم ﷺ نے فرمایا اے صدیق "شَرِبْتَ" تو نے پانی پی لیا؟ صدیق اکبر نے عرض کیا "نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ" ہاں یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آقا ﷺ فرماتے ہیں اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں؟ تو میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ضرور خوشخبری سنائیے آپ نے فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَ الْمَلَكَ الْمُوَكَّلَ بِاَنْهَارِ الْجَنَّةِ اَنِ اخْرُقْ نَهْرًا مِنَ الْجَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ اِلٰی صَدْرِ الْغَارِ فَشَرِبَ اَبُوْبَكْرٍ" اللہ تعالیٰ نے انہار جنت کے فرشتوں سے فرمایا کہ جنت الفردوس سے ایک نہر کھود کر غار کے کنارے تک پہونچا دو تا کہ پیارے صدیق رضی اللہ عنہ اپنی پیاس بجھالیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے مقام ومرتبہ کو دیکھ کر بارگاہ رسول میں عرض کرتے ہیں "وَلِيْ عِنْدَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةُ" کیا اللہ کے یہاں میرا اتنا بلند مرتبہ ہے؟۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا "نَعَمْ وَاَفْضَلُ" ہاں بلکہ

اس سے بھی زیادہ بلند و بالا مقام ہے۔ "وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ نَبِیًّا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُبْغِضُکَ وَلَوْ کَانَ لَهٗ عَمَلُ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا تم سے بغض رکھنے والا ہرگز ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا اگرچہ اس کے عمل ستر انبیاء کے برابر ہوں۔

حضرات!...... یہاں سے ایک درس ملا کہ جو صدیق اکبر سے بغض رکھے وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا تو ہمیں کہہ لینے دیجئے جو محبوب خدا سے دشمنی رکھے گا وہ جنت میں کیسے داخل ہوسکتا ہے۔ اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)

محبت رسول جنت کی سند ہے

جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو حضور ﷺ جنت کی بشارت دے رہے ہیں آیئے حدیث پاک سماعت کیجئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج طائر سدرہ جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھ سے عرض کیا کہ قیامت کے دن حضرت ابوبکر کو یہ کہا جائے گا۔ یَا اَبَا بَکْرٍ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ مَا اَدْخُلُ حَتّٰی دَخَلَ مَعِیَ مَنْ کَانَ یُحِبُّنِیْ فِی الدُّنْیَا یعنی اے ابوبکر جنت میں داخل ہوجاؤ تو صدیق اکبر ﷺ کہیں گے میں داخل نہیں ہونگا جب تک کہ میرے ساتھ دنیا میں مجھ سے محبت کرنے والے داخل نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر ﷺ سے محبت کرنا دراصل رسول سے محبت کرنا ہے اور رسول سے محبت کرنا دراصل خدا سے محبت کرنا ہے اور جس نے خدا سے محبت کی اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

صدیق کیوں نہ دیتے شہادت رسول کی
روشن تھی ان کے دل پہ صداقت رسول کی

محترم سامعین!........ جنت میں وہ شخص ضرور جائے گا جس کے دل میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت ہوگی آیئے اس سلسلے میں ایک واقعہ سماعت کیجئے تاکہ آپ کے دل میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت بڑھ جائے اور جنت کا راستہ آسان ہوجائے۔ ایک مرتبہ یار غار مصطفےٰ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، شیر خدا داماد مصطفےٰ ﷺ یعنی حضرت علی ﷺ کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا اے پیارے صدیق آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی! مجھے اچانک ایک بات یاد آگئی جس کی وجہ سے میں مسکرانے لگا وہ بات یہ ہے کہ ایک بار رحمۃ للعالمین ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے صدیق جنت میں وہی شخص جائیگا جسکو علی جنت کی اجازت اور ٹکٹ دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں مگر حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اے علی اسی نیک بخت کو جنت کی اجازت دینا جس کے دل میں پیارے صدیق کی محبت ہوگی۔

حضرات.......... محبت کی بات تھی محبت والوں کے لئے پیش کردی گئی۔ اب آیئے اس چیز کو بھی سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثور میں پانی نہ رہنے کے باوجود حضور ﷺ کی بارگاہ میں پانی کا سوال کر رہے ہیں کیونکہ صدیق اکبر کو معلوم تھا کہ ہم جس کی بارگاہ میں پانی کا سوال کر رہے ہیں وہ ضرور پانی دیں گے اسلئے کہ آپ کی ذات وہ ذات ہے کہ کوئی بھی چیز آپ کے اختیار سے باہر نہیں اللہ نے سب کچھ آپ کے اختیار میں دے دیا ہے۔ اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

ستاروں کے برابر کی نیکیاں

اسی طرح کا ایک سوال ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے رسول

پاک ﷺ کی بارگاہ میں کیا تھا۔ ایک رات آسمان بہت صاف تھا۔ چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان ستاروں کے نور سے جگمگا رہا تھا۔ اور مدینے کے چاند، نور مجسم ﷺ میری گود میں سر اقدس رکھ کر آرام فرما رہے تھے جب میری نظر آسمان کے ستاروں پر پڑی تو میں نے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ تَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ ، (مشکوۃ شریف) یعنی یارسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں گی۔ حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا ہاں عمر ہیں جنکی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں تو حضرت عائشہ نے عرض کیا فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ میرے والدِ گرامی صدیق اکبر کی نیکیاں کہاں گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر صدیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہے۔ حضرات یہ وہی نیکی ہے جو حضرت صدیق اکبر ؓ نے غار ثور میں کمائی تھی۔

رسول اللہ کی انگشتری مبارک

میرے سنی بھائیو!... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آقا رسول ﷺ سے کتنی محبت کرتے تھے اور رسول کریم ﷺ صدیق اکبر ؓ کو کس قدر چاہتے تھے۔ اس واقعہ کی روشنی میں سماعت کیجئے جس کو... امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں نقل فرمایا ہے ۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی دی اور فرمایا۔ اکتب فیه لا اله الا الله یعنی اس انگوٹھی پر لا اله الا الله لکھوا لاؤ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انگوٹھی لیکر نقاش کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے نقاش اس انگوٹھی پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھ دو۔ نقاش نے انگوٹھی پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھ دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسول میں حاضر ہوئے اور انگوٹھی پیش کر دی تو اس انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا۔ لا اله الا الله محمد رسول الله .. ابوبکر صدیق. حضور ﷺ نے انگوٹھی کو دیکھ کر فرمایا اے صدیق میں نے تو صرف لا الہ الا اللہ لکھوانے کو کہا تھا یہ زیادتی کیسی

ہے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کا نام میں نے بڑھایا ہے۔ کیونکہ میری محبت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ آپ کا نام رب کے نام سے جدا ہو جائے۔ لیکن میں نے اپنا نام نہیں لکھوایا تھا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کرنے لگے۔ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا اِسْمُ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَتَبْتُہٗ اَنَا لِاَنَّہٗ مَا رَضِیَ اَنْ یُّفَرِّقَ اِسْمُکَ عَنْ اِسْمِ اللّٰہِ فَمَا رَضِیَ اللّٰہُ اَنْ یُّفَرِّقَ اِسْمَہٗ عَنْ اِسْمِکَ ۔ یارسول اللہ صدیق اکبر کا نام میں نے لکھایا ہے کیونکہ صدیق اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے جدا ہو جائے تو خدائے تعالیٰ بھی اس بات سے راضی نہ ہوا کہ صدیق اکبر کا نام آپ کے نام سے الگ ہو جائے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ ہے صدیق اکبر کا مقام۔

صدیق اکبر کی ہر ادا لاجواب

محترم سامعین کرام...... حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی خدمت اسلام میں گذری، رسول اللہ ﷺ کی محبت والفت ان کے رگ و ریشے میں رچی بسی ہوئی تھی اور پوری زندگی عشق رسول سے عبارت تھی آپ کا تن من دھن سب رسول پر قربان تھا ۔ گویا کہ آپ کی زندگی کا ہر کام بے مثال تھا اور آپ کی ہر ادا لاجواب تھی یعنی صدیق اکبر کی تبلیغ لاجواب، صدیق اکبر کی محبت لاجواب، صدیق اکبر کا عشق لاجواب صدیق اکبر کا ادب لاجواب۔ صدیق اکبر کی عبادت لاجواب، صدیق اکبر کی ریاضت لاجواب، صدیق اکبر کی ذہانت لاجواب۔ صدیق اکبر کی فراست لاجواب، صدیق اکبر کا ایمان لاجواب، صدیق اکبر کی تلاوت لاجواب، صدیق اکبر کی شجاعت لاجواب ۔ صدیق اکبر کی عدالت لاجواب، صدیق اکبر کی سخاوت لاجواب، صدیق اکبر کی صداقت لاجواب تبھی تو آقا ﷺ فرماتے ہیں "صدیق نبیوں کے بعد تمام انسانوں میں لاجواب" استاد زمن فرماتے ہیں

رسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

پیکرِ سنت مصطفےٰ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں عشق مصطفےٰ کی ایسی تڑپ تھی محبت رسول ایسی رچی بسی ہوئی تھی گویا کہ آپ کا سینہ محبت رسول کا مدینہ بن گیا تھا۔

مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی پیاری بیٹی عائشہ سے پوچھا اے میری پیاری بیٹی کوئی کام ایسا تو نہیں جو آقا ﷺ کرتے رہے ہوں اور میں نہ کیا ہوں؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا ہاں!...ابا حضور ....رحمت عالم ﷺ ہر آٹھویں دن میٹھا حلوا بنا کر اس طرف تشریف لے جایا کرتے تھے آپ نے فرمایا حلوہ بناؤ میں بھی حلوہ لیکر اس طرف جاؤں گا۔ چنانچہ حلوہ تیار کیا گیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حلوہ لیکر اس طرف تشریف لے گئے تو دیکھا کہ غار میں ایک آدمی ہے جو نہایت کمزور وناتواں ہے آنکھوں سے بھی معذور، اور بدن پر بھی کوڑھ ہے جب اس ضعیف نے پاؤں کی آہٹ سنی تو فوراً منہ کھول دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ منہ کھولنے کا مقصد یہ ہے کہ حلوہ کھلایا جائے اسی وقت انگلی سے تھوڑا سا حلوہ نکال کر منہ میں رکھ دیا۔ حلوہ پاتے ہی وہ ضعیف سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ پھر منہ بنا کر مشکل سے سخت آواز میں بولا کیا محمد ﷺ وصال پا گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور جواب دیا ہاں اس شفیق امت نے وفات پائی۔ ضعیف نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میرا نام ابوبکر ہے۔ مجھ کو مسلمانوں نے اپنا امام اور خلیفۂ رسول بنایا ہے۔ اسکے بعد صدیق اکبر نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ آپ کے لئے حلوہ لاتے تھے اسی تقلید رسول کی بناء پر میں نے بھی ایسا کیا۔ اب میں متحیر ہوں کہ میرا خیال غلط تو نہ تھا؟ ضعیف نے کہا تمہارا خیال بالکل صحیح ہے لیکن واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے کھلانے میں غلطی ہوگئی ہے۔ وہ طریقہ تم نے نہیں اپنایا جو تمہارے آقا اپناتے تھے۔ اے محمد ﷺ کے جانشیں میں جب منہ پھیلاتا تو تمہارے نبی اپنی زبان پر رکھ کر میرے منہ میں گرا دیتے تھے

اور جسم سے جسم نہیں ملتا تھا تم نے جو انگلی سے چٹایا انگلی لگ جانے سے مجھے جو تکلیف ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ محمد ﷺ وصال فرما گئے۔ میں مسلمان نہیں ہوں اور نہ مجھ کو محمد ﷺ کی نبوت پر کچھ یقین تھا لیکن آج یہ دیکھ کر کہ ان کا جانشیں کس طرح اپنے رسول کے قدم بقدم چل رہا ہے اور شریعت محمدیہ کی اشاعت میں للٰہیت کے ساتھ سرگرم ہے۔ آج مجھے انکی نبوت کا یقین ہوگیا کہ جن کے ساتھی اتنے اچھے ہوں تو وہ کتنے اچھے ہوں گے.....جن کے غلام اتنے اچھے ہیں.....تو انکے آقا کتنے اچھے ہوں گے.....جن کی امت اتنی اچھی ہو...اس امت کے نبی کتنے اچھے ہوں گے یہ کہہ کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور مسلمان ہوگیا۔

حضرات اطوالت کے پیش نظر میں اپنی تقریر کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا ہوں واقعہ مذکورہ سے بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد ساری زندگی خدمت اسلام میں لگے رہے اور زندگی کا ایک ایک لمحہ سنت رسول کے مطابق گذارتے رہے۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں

اہل سنت کا ہے بیڑا پار ہے اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آخر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال اقدس کا ذکر کر دیا جائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میرے والد محترم کی علالت کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ آپ نے سات جمادی الاخر بروز دوشنبہ غسل فرمایا اس روز بہت سردی تھی پس آپ کو بخار آگیا اور پندرہ دن تک آپ بیمار رہے یہاں تک کہ اس عرصہ میں آپ نماز کیلئے بھی تشریف نہ لاسکے۔ آخر کار اسی بخار کے باعث ۶۳ سال کی عمر میں سہ شنبہ کی شب ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو آپ نے انتقال فرمایا

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سر کے قریب بیٹھا کر فرمایا اے

علی اگر میری وفات ہو جائے میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا پھر خوشبو لگا کر مجھے در محبوب پر لیجانا اور عرض کرنا آپ کا یار غار آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دینا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا اے میری بیٹی عائشہ آقا ﷺ کو کتنے کپڑوں میں دفنایا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا ابا! حضور تین کپڑوں میں۔ آپ نے فرمایا میرے یہ دونوں کپڑے دھولو (اور یہ دونوں کپڑے بوسیدہ اور پرانے تھے) اور ایک کپڑا میرے لئے خرید لو حضرت عائشہ عرض گذار ہوئیں ابا جان آپ تو خلیفہ مصطفےٰ ہیں آپ تو نائب رسول ہیں آپ کو اچھا کفن دینا چاہئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی عائشہ مرنے والے آدمی کے بہ نسبت زندہ آدمی کپڑے کا زیادہ مستحق ہے۔ روایت ہے کہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور جس چارپائی پر حضور ﷺ کو اُٹھایا گیا اسی چارپائی پر آپ کو بھی اُٹھایا گیا۔ پھر روضہ رسول ﷺ کے پاس لایا گیا اور ندا دی گئی السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی فرماتے ہیں فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاذِنُ یعنی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ابوبکر ہیں یہاں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔

فَرَاَيْتُ الْبَابَ قَدْ فُتِحَ فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اُدْخُلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ۔ تو میں نے دیکھا کہ اچانک دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو اس لئے کہ حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہے۔

خوب کی سیر چمن پھول چنے شاد رہے
باغباں جاتا ہوں یہ گلشن تیرا آباد رہے

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆

خیر البشر پہ لاکھوں سلام

خیر البشر پہ لاکھوں سلام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

جن وملائک تیرے غلام
سب سے سوا ہے تیرا مقام

یسین طٰہٰ تیرا ہی نام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ سے اعلیٰ تیرا مقام
سب انبیاء کا تو ہے امام

کل اولیاء ہیں تیرے غلام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

عرش بریں تک چرچا تیرا
شمس وقمر ہے صدقہ تیرا

یہ ماہ کامل حسن تمام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

سب کو میسر ہو یہ مقام
پہنچے مدینہ بن کر غلام

پڑھتے درود اور پڑھتے سلام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

اتنا کرم تو فرمائے
یہ سب کو بلوائے

حاضر یہاں ہیں جتنے غلام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

تیری ثناء ہے میرا نصیب
قربان تجھ پہ جان ادیب

تجھ پہ تصدق عالم تمام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

تحفۂ معراج مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا ﷺ عَلَی الْعَالَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعًا فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ...... فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ
الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو........شمع رسالت کے پروانو........غوث وخواجہ کے دیوانو ....اولیائے کرام کے جاں نثارو........آیئے ہم اور آپ سب سے پہلے آقائے کائنات جان عالمین ....انیس الغریبین ،مراد المشتاقین ....شفیع المذنبین ....اکرم الاولین ،افضل الآخرین ....طٰہٰ ویٰسین ....رحمۃ اللعالمین ،مصباح المقربین ....سراج السالکین، شمس العارفین ....راحت العاشقین ،محبوب رب العالمین ....خاتم النبیین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درودوسلام کا تحفہ پیش کیجئے اور بلند آواز سے پڑھئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

اللہ کے حضور میں سر کو جھکا کے دیکھ
ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ
وہ خوش نصیب ہے جسے منظور ہے نماز
مومن کی پاک روح کا ایک نور ہے نماز
شیطان کی پہنچ سے بہت دور ہے نماز
دل کو خدا کی یاد کا مسکن بنا کے دیکھ
برکت ہزار ساتھ میں لاتی ہے یہ نماز
جلوہ خدا کا ساتھ دکھاتی ہے یہ نماز
بندے کو اپنے رب سے ملاتی ہے یہ نماز
ملتا ہے گر خدا سے مصلی بچھا کے دیکھ
منکر نکیر قبر میں پوچھیں گے جب حساب
دے گی نماز خود ہی نمازی کا ہر جواب

مٹ جائے گا نماز سے سب قبر کا عذاب
اس وقت اہل دین سے لو تو لگا کے دیکھ

حضرات گرامی! ....اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے یعنی ارکان اسلام پانچ ہیں۔(۱) ایمان........(۲) نماز........(۳) روزہ........(۴) زکوٰۃ........(۵) حج۔

اور ان عبادتوں کا دارومدار ایمان ہے۔ بغیر ایمان کے کوئی بھی عبادت بارگاہ الٰہی میں مقبول ومحبوب نہیں ہوسکتی۔ آیئے سب سے پہلے آپ یہ سمجھئے کہ ایمان کے کہتے ہیں۔ ایمان نام ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے کا اور اس کے لئے اقرار باللسان وتصدیق بالقلب ضروری ہے۔ یعنی زبان سے اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار کیا جائے اور دل سے بھی اس کی تصدیق کی جائے۔ ایمان کے بعد نماز تمام عبادتوں میں سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔ نماز کی اہمیت کا آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ پروردگار عالم نے قرآن مقدس میں مختلف مقامات پر اسکا ذکر فرمایا۔ کہیں ارشاد فرمایا۔ واقیمو الصلوۃ یعنی نماز قائم رکھو........کہیں حکم ہوا حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ یعنی نمازوں کی محافظت کرو خصوصاً وسط نماز یعنی نماز عصر کی۔ اور اللہ کی بارگاہ میں ادب سے کھڑے رہو۔ کہیں ارشاد فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بےشک نماز تمام بے حیائی اور بری باتوں سے روک دیتی ہے........کہیں حکم ہوا........یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو........کہیں حکم ہوا وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہئے۔

احادیث کریمہ میں بھی نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ آیئے ملاحظہ فرمایئے

مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ فصل الثانی حدیث نمبر ۳ ص ۵۸ سطر نمبر ۱۳۔۱۴۔۱۵

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ

وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَ فَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِى الْمَضَاجِعِ ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور انہیں نماز کے لئے مارو جبکہ دس برس کے ہو جائیں اور بستروں میں انہیں الگ لٹاؤ۔ حالانکہ نماز فرض ہونے کیلئے تین چیزوں کا ہونا لازم وضروری ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا...... (۲) عاقل ہونا...... (۳) بالغ ہونا.... ان تینوں میں سے اگر ایک بھی فوت ہو جائے تو اس پر نماز فرض نہیں۔ مثلاً عاقل بھی ہے اور بالغ بھی مگر مسلمان نہیں...... تو ایسے شخص پر نماز فرض نہیں.... اسی طرح مسلمان بھی ہے اور بالغ بھی مگر عاقل نہیں.... تو ایسے شخص پر بھی نماز فرض نہیں.... اسی طرح مسلمان بھی ہے اور عاقل بھی.... مگر بالغ نہیں تو ایسے شخص پر بھی نماز پڑھنا فرض نہیں..... تو معلوم ہوا، پتہ چلا کہ نماز کے لئے ان تینوں چیزوں کا ہونا لازم وضروری ہے، مگر رحمت عالم ﷺ سات سال کے بچوں کو نماز کا حکم فرما رہے ہیں کہ جب دس برس کے ہو جائیں تو اُسے مار کر نماز پڑھاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کے اندر نماز کا شوق پیدا ہو جائے.... نماز پڑھنے کا طور طریقہ معلوم ہو جائے اور بڑا ہوتے ہی.... بالغ ہوتے ہی نماز پڑھنے کا عادی ہو جائے اور نماز کا پکا پابند ہو جائے۔

مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
مولیٰ میں اور بندے میں رہتا نہیں حجاب
بے پردہ ہے تجلی مولیٰ نماز میں

نماز کے فیوض وبرکات

حضرات!. نماز حکم الٰہی ہے، نماز سنت مصطفےٰ ہے، نماز جان عبادت ہے، نماز شان ریاضت ہے، نماز باعث خیر وبرکت ہے، نماز دلیل شریعت ہے، نماز ذریعہ شفاعت ہے نماز گناہوں سے بچنے کی ضمانت ہے، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز محبت رسول کی علامت

ہے، نماز پیشانی مومن کی زینت ہے، نماز پاکیزگی کی پہچان ہے، نماز قلب مومن کی طہارت ہے، نماز مفتاح جنت ہے، نماز عماد الدین ہے، نماز معراج المومنین ہے بلکہ یوں کہہ لیا جائے کہ نماز اصل ایمان اور اصل دین ہے۔

وضو صحیح تو نماز صحیح

میرے سنی جنتی نوجوانو!.... نماز کے فضائل سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مفتاح الصلوٰۃ یعنی وضو کے فضائل کا بھی ذکر کردوں.... کیونکہ جس طرح نماز مفتاح الجنۃ یعنی جنت کی کنجی ہے اسی طرح وضو مفتاح الصلوٰۃ یعنی نماز کی کنجی ہے.... میرے دینی بھائیو!... وضو شرط نماز ہے۔ یعنی نماز کے لئے وضو ضروری ہے.. وضو درست تو نماز درست.. وضو کامل تو نماز کامل.... جس طرح ایک نمازی فرائض نماز کا خیال رکھتا ہے.... واجبات نماز پر توجہ دیتا ہے، سنن نماز اور مستحبات نماز کا خیال کرتا ہے.. اسی طرح فرائض وضو اور سنن ومستحبات وضو کا بھی خیال رکھنا چاہئے.... ارکانِ وضو کا بھی لحاظ ہونا چاہئے.... کیونکہ حدیث شریف میں اس شخص کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اچھے طریقے سے وضو کرے۔

وضو سے گناہ جھڑ جاتا ہے

مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الطہارۃ ص ۳۸ فصل اول حدیث نمبر ۳۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے تمام خطائیں جھڑ گئیں یہاں تک کہ ان کے ناخنوں کے نیچے سے۔

حضرات.......... ہم اور آپ جب وضو کرتے ہیں تو اس کا طریقہ یہی ہے تاکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں سمیت دھوتے ہیں پھر کلی کرتے ہیں پھر ناک میں پانی چڑھاتے

ہیں اور پورے چہرہ کو بال نکلنے کی جگہ سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھوتے ہیں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوتے ہیں پھر چوتھائی سر کا مسح کرتے ہیں بعدہٗ دونوں پاؤں کو ٹخنے سمیت دھوتے ہیں۔ مگر رب تعالیٰ اپنے بندے پر کتنا مہربان ہے کہ بندہ جب اپنا ہاتھ دھوتا ہے تو اللہ اسکے ہاتھوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جب کلی کرتا ہے تو منہ کے اندر کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے ناک میں پانی چڑھاتا ہے تو اسکے ناک کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے چہرہ دھوتا ہے تو اسکے چہرہ کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے یعنی بندہ اپنا کام کرتا ہے اور رب اپنا کام کرتا ہے..... بندہ اعضائے وضو کو پانی سے دھوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکے جسم کے گناہوں کو بارش رحمت سے دھو دیتا ہے..... بندہ اعضائے وضو کے گرد و غبار کو پانی سے پاک کرتا ہے اور پروردگار عالم اعضائے وضو کو گناہوں سے پاک کر کے اس میں چمک عطا فرما دیتا ہے۔

جنت کے دروازے

وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایک دعا پڑھی جاتی ہے جس کی حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے سماعت فرمایئے۔ ترمذی شریف جلد اول ابواب الطہارۃ باب مایقول بعد الوضو صفحہ ۱۸ سطر نمبر ۱۶۔۱۷۔۱۸

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر کلمہ شہادت پڑھا یعنی یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں پھر بارگاہ رب میں یہ دعا مانگے۔ اے اللہ مجھے خوب خوب توبہ کرنے والوں اور خوب خوب پاک رہنے والوں میں سے بنا دے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

میرے دینی بھائیو!........ آج سے پختہ ارادہ کر لو کہ ہم جب بھی وضو کریں گے فرمان مصطفٰے کے مطابق وضو کریں گے...... سنت مصطفٰے کے مطابق وضو کریں گے... ہم وضو بھی کریں گے... اور بارگاہ الٰہی میں توبہ قبول کرنے کی التجا بھی کریں گے .. وضو بھی کریں گے اور پاکی کی دعا بھی کریں گے۔ اللہ عزوجل کا کتنا بڑا احسان ہے کہ بندہ اگر اچھے طریقے سے وضو کر لے پھر کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ لے پھر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں یہ دعا مانگ لے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تو اسکے لئے جنت کا ایک دروازہ نہیں بلکہ آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور بشارت دے دی جاتی ہے.. خوشخبری سنا دی جاتی ہے۔ اے میرے بندے میری جنت میں آ اور میری قدرت کا نظارہ کر لے کیونکہ یہ باغ و بہار تیرے لئے ہے۔ یہ برگ و ثمر تیرے لئے۔ یہ حوض کوثر تیرے لئے ہے یہ حور و غلمان تیرے لئے۔ یہ نور و نکہت تیرے لئے۔ یہ جنتی نعمتیں تیرے لئے۔

ایک نیکی گر کوئی بندہ کرے
ایک کے بدلے میں اسکو دس ملے

امام اعظم کی کرامت

اس سے پہلے جو حدیث مقدس پیش کی گئی ہے کہ جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے تو اس کے جسم سے گناہ جھڑ جاتے ہیں آپ سوچتے ہوں گے کہ گناہ جسم سے جھڑتا ہے مگر دیکھنے میں تو نہیں آتا پانی تو بالکل اسی طرح پاک و صاف نظر آتا ہے اگر گناہ جھڑتا ؟ تو

پانی ضرور میلا نظر آتا...... غلیظ نظر آتا...... چنانچہ ذہن وفکر میں مختلف قسم کے خیالات ابھرنے لگتے ہیں...ٹھیک یہی سوچ... یہی فکر یہی خیال لیکر ایک شخص امام المسلمین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا یا امام المسلمین مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ یعنی جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے جسم سے گناہ جھڑ جاتے ہیں لیکن ہم وضو کرتے ہیں ہمیں تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی اور نہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا گناہ پانی کیساتھ گر جاتا ہو۔امام اعظم سمجھ گئے کہ اس سائل کو سمجھانے اور بتانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مشاہدہ کرانے کی ضرورت ہے۔دکھانے کی ضرورت ہے۔انکی آنکھوں سے پردے اور حجابات ہٹانے کی ضرورت ہے خود بخود دیکھ جائیگا کہ گناہ گرتا ہے یا نہیں۔

کتاب وسنت کی راہ دنیا کے ہر مسلماں پہ کردی روشن
وہ مشعل علم مصطفےٰ ہیں امام اعظم ابو حنیفہ
ادھر طریقت کے پیر پیراں و میر میراں ہیں غوث اعظم
ادھر شریعت کے مقتدا ہیں امام اعظم ابو حنیفہ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ولایت والی نظر اس کے چہرے پر ڈال دی..نظر ڈالتے ہی اس کی آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے۔آن کی آن میں سارے پردے ہٹ گئے۔آنکھوں میں نور بڑھ گیا..جو چیز نظر نہیں آتی تھی وہ بھی نظر آنے لگی آیئے متانت وسنجیدگی کے ساتھ سماعت کیجئے...... نماز کیلئے اذان دی گئی اتنے میں ایک شخص آیا اور وضو کرنے میں مشغول ہو گیا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے سائل ادھر آ دیکھ یہ شخص جو وضو کر رہا ہے اور اسکے اعضا سے جو ماء مستعمل گر رہا ہے وہ پانی کیسا لگ رہا ہے اس نے بغور دیکھا اور کہا اس کا پانی کیچڑ کے مانند نظر آ رہا ہے۔پھر دوسرا شخص آیا اور وضو کرنے لگا آپ نے فرمایا اس شخص کو بھی دیکھ کر اس کے اعضاء سے کیسا پانی گر رہا ہے سائل نے غور سے دیکھا اور کہا اس کا پانی مٹیالا رنگ کا نظر آ رہا ہے پھر تیسرے کے پاس لے گئے اور فرمایا

اس کو بھی دیکھ کر اس کے اعضاء سے کیسا پانی گر رہا ہے اس نے عرض کیا حضور اس کا پانی تو بالکل صاف وشفاف نظر آ رہا ہے۔چنانچہ آپ تینوں آدمیوں کو اپنی بارگاہ میں طلب کرتے ہیں اور ہر ایک سے فرماتے ہیں اے شخص تو نے کون سا گناہ کیا ہے وہ شخص گھبرا گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ پوچھنے والا کوئی معمولی آدمی نہیں ہے پوچھنے والا کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ پوچھنے والا اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے۔پوچھنے والا فقیہ اعظم ہے۔پوچھنے والا اپنے وقت کا ولی کامل ہے پوچھنے والا امام المسلمین ہے۔تینوں نے سچ سچ بتا دیا پہلے نے کہا حضور مجھ سے زنا کا گناہ ہو گیا تھا۔دوسرے نے کہا حضور مجھ سے جھوٹ کا گناہ ہو گیا تھا تیسرے نے کہا حضور ایک نماز پڑھ لیتا ہوں تو دوسری نماز کا انتظار کرتا ہوں اب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کی توضیح کرتے چلے جاتے ہیں آپ فرماتے ہیں چونکہ زنا یہ گناہ کبیرہ ہے اس لئے کیچڑ کی شکل میں گر رہا تھا جھوٹ زنا سے کم درجہ کا گناہ ہے اس لئے مٹی کی صورت میں گر رہا تھا تیسرا شخص گناہوں سے پاک تھا اس لئے پانی بھی پاک گر رہا تھا۔

نکتہ:۔رب قدیر اگر کسی کے سر پر ولایت کا تاج رکھ دے تو اس کی قوت بصیرت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ خود دوسرے پر نگاہ ڈال دے تو وہ بھی صاحب نظر ہو جاتا ہے تو ہمیں کہہ لینے دیجئے کہ جب عام بشر کا یہ حال ہے تو خیر البشر کا عالم کیا ہوگا جس کے سر پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا تاج رکھ دیا ہے...... رسالت کا تاج رکھ دیا ہے۔کرامت کا تاج رکھ دیا ہے...... محبوبیت کبریٰ کا تاج رکھ دیا ہے...... اس رسول کی بصارت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے..اس نبی کی بصیرت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے ان کے علم وحکمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ہم تو صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ دینے والا خدا جانے اور لینے والا مصطفےٰ جانے۔

حضرات...ہم نے وضو کے کچھ فضائل ومسائل بیان کردئے ہیں تا کہ آپکی نماز صحیح اور درست ہو جائے اور بارگاہ مولیٰ میں مقبول ہو جائے کیونکہ وضو شرط نماز ہے اور بغیر وضو کے نماز صحیح نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو صحیح وضو کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نماز پنجگانہ سے تشبیہ

اب آیئے نماز کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

مشکوۃ شریف جلد اول کتاب الصلوۃ فصل اول حدیث نمبر ۱ ص ۵۷ سطر نمبر ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۷۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مِثْلُ الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِهِنَّ الْخَطَایَا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی حالت میں اسکے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہیگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَذٰلِکَ مِثْلُ الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِهِنَّ الْخَطَایَا بس یہی کیفیت پانچوں نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان پانچوں نمازوں کے سبب نمازی کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرات..روزانہ کا تجربہ ہے کہ اگر آدمی غسل کر لیتا ہے تو اس کے جسم سے میل دور ہو جاتی ہے اور جسم تروتازہ ہو جاتا ہے۔ اگر ایک ہفتہ غسل نہ کیا جائے تو جسم پر میل وکچیل جم جاتا ہے اور راحت نام کی چیز ختم ہو جاتی ہے۔ دماغ بوجھل ہو جاتا ہے بے قراری بڑھ جاتی ہے۔ یہ تو ایک ہفتہ کی بات ہے اگر سالوں سال غسل نہ کیا جائے تو آپ خود ہی بتایئے کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرنے سے نماز پنجگانہ کو تشبیہ دی۔ کیوں اسلئے کہ جس طرح غسل جسم کے میل کو دور کر دیتا ہے اسی طرح نماز جسم کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی

پارہ ۳۰۔ یعنی کامیاب وہ ہوا جس نے پاکیزگی حاصل کی اور اپنے رب کے نام کو یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے..... اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے..اور نماز قائم رکھا اور زکوۃ دیتے رہے ان کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں موجود ہے..اور ان پر خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

قرآن ہمیں جہاں فلاح وبہبودی کی رہنمائی کر رہا ہے۔ حدیث رسول بھی کامیابی کی منزل بتا رہی ہے..قرآن دولت ایمان کا درس دے رہا ہے۔ تو حدیث کمال ایمان کی دلیل بتا رہی ہے۔

مشکوۃ شریف جلد اول ص ۵۸ کتاب الصلوۃ فصل ثالث حدیث نمبر ۳

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْهَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّ بُرْهَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ نبی پاک ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کے لئے نور کا سبب ہوگی کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔

کامیابی کس کا نام ہے

آج ہم جس دور سے گذر رہے ہیں یقیناً بڑا پر آشوب اور بڑا پر فتن دور ہے۔ آج لوگ اُخروی زندگی کو سنوارنے کے بجائے دنیاوی زندگی کو آراستہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور دنیا میں ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں موٹر سائیکل پہ چلنا کامیابی کی دلیل ہے... کسی کا خیال ہے کہ کار اور ماروتی رکھنا کامیابی کی

دلیل ہے .... کوئی ہوائی جہاز سے سفر کرنے کو کامیابی کی دلیل سمجھ رہا ہے .... کوئی اچھی بلڈنگ کی تعمیر کامیابی کا زینہ سمجھ رہا ہے .... کوئی سونے اور چاندی کو جمع کرنا کامیابی کا راز سمجھتا ہے .... کوئی زمین، جائداد خریدنا کامیابی سمجھ رہا ہے۔

مگر میرے دوستو! یہ مذکورہ چیزیں کبھی بھی کامیابی کی دلیل نہیں بن سکتی .. بلکہ جھوپڑی میں رہکر خدا کو یاد کرنے والا کامیاب ہے۔ پیارے آقا ﷺ کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے والا کامیاب ہے ...... گناہوں کو یاد کر کے آنسو بہانے والا کامیاب ہے .... خوف خدا سے لرز کر توبہ کرنے والا کامیاب ہے .... صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچنے کا نام کامیابی ہے .. بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہونے کا نام کامیابی ہے .... اذان سنتے ہی مسجد میں آنے کا نام کامیابی ہے .... جماعت کا اہتمام کرنے کا نام کامیابی ہے۔ ..... جھوٹ غیبت سے بچنے کا نام کامیابی ہے .... بغض وحسد سے دل کو پاک رکھنے کا نام کامیابی ہے .... حرام چیزوں سے اجتناب کرنے کا نام کامرانی ہے .... غریبوں کی مدد کرنے کا نام کامیابی ہے .... مفلسوں اور ناداروں کو کھانا کھلانے کا نام کامیابی ہے۔

حضرات .... اگر بڑے بڑے محلات میں رہنا کامیابی کی دلیل ہوتا تو فرعون سب سے بڑا کامیاب ہوتا .... بادشاہی اگر کامیابی کی دلیل ہوتی تو نمرود کو سب سے بڑا کامیاب ہونا چاہیے تھا .... نرم نرم بستروں پر سونا اگر کامیابی ہوتی تو امیہ بن خلف سب سے بڑا کامیاب ہوتا .... سونا اور چاندی اکٹھا کرنے کا نام کامیابی ہوتی تو قارون سب سے بڑا کامیاب سمجھا جاتا .... غرور وگھمنڈ کی بنیاد پر اگر کوئی کامیاب ہوسکتا تھا تو ابو جہل سے بڑا دنیا میں مغرور اور متکبر کون تھا .... مگر خدا گواہ ہے یہ سب کے سب ناکام ونامراد ہوئے۔ نا خدا کی بارگاہ میں ان لوگوں کا کوئی مقام ہے اور نہ دنیا والوں کی نظر میں ان لوگوں کی کوئی حیثیت ہے۔ بلکہ یہ سب کے سب جہنم کے ایندھن بن گئے اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ یہ لوگ جہنم کی ایسی وادی میں ڈالے جائیں گے جہاں تاریکی ہی تاریکی ہوگی، گرمی ہی گرمی ہوگی۔ اور میرے

دوستو یہی حشر ان مسلمانوں کا بھی ہوگا جو نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ بیٹھے ہیں .... اور دنیوی لذتوں میں مست ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں .... دیکھو تمہارے نبی ﷺ کیا ارشاد فرمارہے ہیں وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً فَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ یعنی جو نماز کی پابندی نہ کرے گا تو اس کے لئے نہ تو نور ہوگا اور نہ برہان اور نہ بخشش کا کوئی ذریعہ۔ وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں کو بھول بیٹھے ہیں .... دوسری جگہ رب قدیر ارشاد فرماتا ہے جب جنتی لوگ جنت میں اور جہنمی جہنم میں جائیں گے تو جنت والے جہنم والے سے پوچھیں گے مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ تمہیں کونسی چیز جہنم میں لے آئی تو جہنمی جواب دیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ہم لوگ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

اللہ پاک (پارہ ۱۶ رکوع ۴ پر) ارشاد فرماتا ہے اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے تو وہ لوگ عنقریب غیّ میں ڈالے جائیں گے۔

منظور ہے اس بزم میں اصلاح مفاسد
نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

تین کاموں میں دیر نہ کرنا

شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے علی تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ (۱)۔ نماز ادا کرنے میں جب اس کا وقت ہو جائے۔ (۲) جنازہ میں جبکہ وہ تیار ہو جائے ..... (۳) بیوہ کے نکاح میں جبکہ اس کا کفو مل جائے۔ لیکن آج ہم نفس امارہ کے ایسے غلام ہو چکے ہیں ... کہ وقت پر نماز ادا کرنا تو دور کی بات ہے ہمارے

دلوں میں نمازوں کا خیال تک بھی نہیں آتا اور نہ یہ احساس ہوتا ہے کہ نماز ہم پر فرض بھی ہے۔ اس کی ادائیگی ہم پر ضروری ہے۔ بعض لوگ تو ایسے بے حس ہیں کہ نماز پنجگانہ کیا پڑھیں گے جمعہ کے لئے بھی مسجد حاضر نہیں ہوتے..... آپ کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو عید بقرعید کی نماز بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور حدیث مصطفےٰ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو لوگ نماز میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں وہ قبر میں آقا ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اور میدان حشر میں پروردگار عالم کو کیا جواب دیں گے۔ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کا فرمان عالی شان ہے اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صَلٰوۃُ یعنی بروز قیامت سب سے پہلے بندے کا حساب نماز سے شروع ہوگا۔

اسی کی ترجمانی حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

روز محشر کہ جاں گداز بُوَد
اولیں پرسشِ نماز بُوَد

پیارے بھائیو اور نوجوان ساتھیو!..... روز و شب کی گردشیں، صبح و شام کی گردش موسموں کے ہیر پھیر حالات و واقعات کی تبدیلیاں حادثات و تغیرات کی بے اختیاریاں آپ کے آنے والی زندگی کو درس عبرت دے رہی ہیں کہ آپ خود ساری مخلوقات کا مجموعہ ہو تمہاری ہستی ہی تمہارے سمجھنے کیلئے کافی ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہم اپنی حقیقت سے بے پرواہ ہو کر اپنے آپ کو نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل و دانش کی دولت عطا کی ہے اور ہر طرح کی فہم و فراست سے نوازا ہے جس کی روشنی میں ہم سعادت و کامیابی کی راہوں کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ لیکن آج ہم ہدایت کے نور کو چھوڑ کر جہالت کے اندھیرے میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں طریق مصطفےٰ پر عمل کرنے کے بجائے طبیعت کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ اسی لئے تو کسی شاعر نے کہا ہے۔

طریق مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

نماز ان کو وقتوں پر ادا کرنا

بخاری شریف جلد اول کتاب الجہاد باب فضل الجہاد والسیر حدیث نمبر ا پارہ ۱۱ ص ۳۹۶ سطر نمبر ۱۹۔۲۰۔۲۱۔۲۲

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مِیْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَکَتُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کونسا عمل سب سے افضل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نماز کو اس کے وقتوں پر ادا کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اسکے بعد کونسا۔ فرمایا والدین کیساتھ نیکی کرنا۔ پھر اسکے بعد کونسا عمل بہتر ہے یارسول اللہ۔ ارشاد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس حدیث مبارکہ میں تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ نماز کو ان کے وقتوں پر ادا کرنا...... ۲) ماں باپ کا ادب و احترام کرنا یعنی اس کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آنا...... ۳ راہ خدا میں جہاد کرنا۔ انشاء اللہ العزیز عظمت والدین اور جہاد فی سبیل اللہ کے تعلق سے بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی گفتگو کی جائیگی یہاں موضوع کے مطابق نماز کے تعلق سے دینی معلوماتی باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

حضرات...... اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر دن اور رات میں پانچ وقتوں کی نماز فرض فرمایا ہے اور سال میں ایک مہینے کا روزہ فرض کیا ہے اور جو صاحب ثروت ہیں اُن کے مال پر سال گذرنے پر زکوٰۃ فرض قرار دیا۔ اور صاحب استطاعت پر کعبۃ اللہ شریف کا حج زندگی میں ایک بار فرض فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ نماز پڑھنا بھی فرض ہے روزہ رکھنا بھی

فرض ہے، زکوٰۃ دینا بھی فرض ہے، حج کرنا بھی فرض ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ نماز پڑھنا بھی عبادت ہے، روزہ رکھنا بھی عبادت ہے زکوٰۃ نکالنا بھی عبادت ہے حج کرنا بھی عبادت ہے۔ مگر نماز کو جو اہمیت و افضلیت حاصل ہے دوسری عبادتوں کو ای حاصل نہیں آخر اسکی کیا وجہ ہے حالانکہ نماز پڑھنے سے زیادہ کٹھن روزہ ہے کیونکہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ مگر پھر بھی روزے کو نماز پر فضیلت حاصل نہیں۔ حج کرنا بھی معمولی کام نہیں بلکہ مہینوں راستے کی صعوبتوں و مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مہینوں اپنے عزیز و اقارب اور رشتے داروں سے دور رہنا پڑتا ہے پھر وہاں پہونچ کر ارکان حج کی ادائیگی میں کافی جد و جہد کرنی پڑتی ہے اسکے علاوہ لاکھوں روپے کا صرفہ بھی ہوتا ہے مگر پھر بھی حج کو نماز پر فضیلت حاصل نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ نکالنا بھی آسان کام نہیں۔ کیونکہ بڑی محنت و مشقت سے دولت اکٹھا کی جاتی ہے لیکن پھر بھی زکوٰۃ کو نماز پر فضیلت حاصل نہیں۔ تو آخر نماز میں کون سی خوبی ہے اور اس میں کونسی خصوصیت پائی جاتی ہے اور کیا حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمام عبادتوں پر افضل قرار دیا تو مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ نماز کو صرف اس لئے افضلیت حاصل ہے کہ تمام عبادتوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر فرض کیا لیکن جب نماز کو فرض کرنا مقصود ہوا تو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو عرش عظیم پر بلایا۔ اپنا قرب عطا کیا اور نماز کی فرضیت کا حکم سنایا گویا کہ رب کا دیدار نبی کی معراج ہے اور نماز پڑھنا مومنوں کی معراج ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَوٰتُ اَلْخَمْسُ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو ان کے درمیان کئے ہوں جب کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے۔ یعنی پانچوں نمازوں کے درمیان میں نادانستہ کئے ہوئے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ مثلاً ظہر کی نماز آپ نے پڑھ لی تو عصر کی نماز کے درمیان، عصر پڑھ لی تو پھر مغرب کے درمیان، پھر مغرب کی نماز پڑھ لی تو عشا کے درمیان، پھر عشا کی نماز پڑھ لی تو

پڑھتا ہے... رب کی خوشنودی کیلئے نماز پڑھتا ہے..... تو یہ گناہوں اور خطاؤں کے لئے موسم خزاں ہو جاتا ہے..... تجلی خداوندی کی شعاعیں اور رحمت محمدی کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں...... جب اس کے گناہوں پر پڑتی ہیں تو درختوں کے پتوں کی طرح اس کے جسم سے تمام گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

استاذ زمن مولانا حسن رضا خان فرماتے ہیں

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت

برادران اسلام!...... حتی الامکان جماعت سے نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے..... کیونکہ جماعت سے نماز ادا کرنے کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں..... حضور ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس دن تمام نمازیں باجماعت ادا کیں اور اسکی تکبیر تحریمہ بھی فوت نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو آزادی لکھ دیتا ہے ایک نفاق سے دوسری جہنم سے۔

ترمذی شریف جلد اول ابواب الصلوۃ ص ۲۵ سطر نمبر ۱۔۲۔۳

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہیں....... سبحان اللہ۔ اللہ کا لطف و کرم بندوں پر بے انتہا اور بے حساب ہے....... کہ ہم زندگی بھر اس کا شکر ادا کریں تو حق ادا نہیں کر سکتے۔ یہ کتنی بڑی کرم نوازی ہے کہ ایک کے بدلے ستائیس گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرما رہا ہے۔

ایک نیکی گر کوئی بندہ کرے
ایک کے بدلے میں اسکو سو ملے

باجماعت نماز پڑھنے کے تعلق سے ایک اور پیاری حدیث سماعت کیجئے۔ عہد کر لیجئے کہ کوئی نماز جماعت کے بغیر نہیں پڑھیں گے اور ہر حال میں جماعت کی پابندی کریں گے۔ مسلم شریف جلد اول باب فضل صلوۃ الجماعۃ ص ۲۳۲ سطر ۲۲۔۲۳۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا کہ اس نے نصف رات اللہ کی عبادت میں گذاری اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا کہ اس نے ساری رات اللہ کی بندگی میں گذاری۔

حضرات... یہ بات بھی ذہن نشیں کر لیجئے کہ فجر اور عشاء کی نماز کن لوگوں پر زیادہ گراں گذرتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول باب فضائل الصلوٰۃ صفحہ نمبر ۶۲ سطر ۲۳۔۲۴

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ لوگ جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا اجر وثواب ہے تو گھسیٹتے ہوئے چل کر آتے۔

نماز کی برکت سے آگ ٹھنڈی

اب میں آپ کو ایک نصیحت آموز حکایت نزہۃ المجالس کے حوالے سے پیش کرنے جا رہا ہوں ان شاء اللہ یہ حکایت سن کر آپ کے دلوں میں انقلاب آجائیگا۔ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک نمازی خاتون تھی۔ بدقسمتی سے اس کا شوہر بڑا ظالم تھا... اور وہ اپنی بیوی کو نماز سے روکتا رہتا تھا اور نماز پڑھنے پر مار پیٹ بھی کرتا رہتا تھا...... لیکن اس کے

باوجود بھی وہ خاتون ایک بھی نماز نہ چھوڑتی۔ شوہر نے اس سے بیزار ہو کر ایک تجویز سوچی کہ بیوی کو کسی طرح نماز سے روکا جائے۔ اس نے کچھ مال اپنی بیوی کو دیکر کہا کہ اس کو گھر میں محفوظ جگہ پر رکھ دو جب مانگوں گا تب دے دینا...... بیوی نے مال اٹھا کر محفوظ جگہ رکھ دیا...... کچھ دنوں کے بعد شوہر نے وہ مال چپکے سے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا... اللہ عزوجل کی قدرت دیکھئے کہ وہ مال ایک مچھلی نے نگل لیا۔ اور وہ مچھلی ایک ماہی گیر کے جال میں پھنس گئی اور ماہی گیر اس مچھلی کو فروخت کرنے بازار لے آیا۔ حسن اتفاق کہ وہی مچھلی اس کے شوہر نے خرید لی اور پکانے کے لئے اپنی بیوی کے حوالے کیا۔ اس نیک خاتون نے مچھلی کو صاف کرنے کے لئے جیسے ہی مچھلی کا پیٹ چاک کیا وہ مال پیٹ سے برآمد ہو گیا... وہ عورت سارا معاملہ سمجھ گئی اور اس مال کو بحفاظت رکھ لی... شوہر نے اپنی تجویز کے مطابق اپنی بیوی سے مال طلب کیا...... بیوی نے وہ مال نکال کر شوہر کے حوالے کر دیا۔ مال کے ملنے پر شوہر بڑا حیران ہوا کہ مال تو میں نے دریا میں پھینک دیا تھا یہاں واپس کیسے آگیا؟ ظالم شوہر نے سوچا اس میں ضرور عورت کی کوئی چالاکی ہے۔ اس نے اس واقعہ سے درس عبرت حاصل کرنے کے بجائے اپنی بیوی کو تنور میں ڈال دیا کہ جل جائے اور مر جائے۔ تنور میں گرتے ہی اس نمازی خاتون نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی اے اللہ میں ہمیشہ نماز پڑھتی ہوں آج نماز کے صدقے میری لاج رکھ لے... اللہ نے اس خاتون کی دعا قبول فرمائی اور حکم خدا سے تنور کی آگ فوراً ٹھنڈی ہو گئی اور وہ نمازی خاتون نماز کی برکت سے زندہ بچ گئی۔ سبحان اللہ یہ ہے نماز کی برکت۔

اور میرے دوستو نماز کی سب سے بڑی برکت اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نماز نمازی کو برائیوں اور بے حیائیوں سے روک دیتی ہے جیسا کہ خود رب کائنات کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

پھر فجر کے درمیان، فجر کی نماز پڑھ لی تو ظہر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ۔آپ خود سوچئے.....کہ اگر ہم روزانہ پابندی کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کریں گے تو پوری زندگی میں نہ جانے کتنے گناہ معاف ہو جائیں گے .....کتنی خطائیں بخش دیئے جائیں گے۔

ذلت ورسوائی کا سبب

پیارے دینی بھائیو!..........مصطفےٰ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ ۔نماز دین کا ستون ہے۔جس نے نماز کو قائم کیا۔اس نے دین کو قائم کیا جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

لہٰذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے ضمیر کو جھنجھوڑے...اپنے احساس کو بیدار کرے اور سوچے...کہ فرمان مصطفےٰ کیا ہے اور ہمارا عمل کیا ہے...آج مساجد کا جائزہ لیا جائے......اور نمازیوں کی تعداد کو شمار کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ کتنے مسلمان نمازی ہیں ...اور کتنے بے نمازی......تعداد و شمار کے لحاظ سے دیکھا جائے تو صرف ایک فیصد نمازی ملیں گے ۹۹ پرسنٹ لوگ بے نمازی ہی دکھائی دیتے ہیں...گویا کہ مسلمان اپنی نمازیں چھوڑ کر اپنے دین کو ڈھا رہے ہیں اور اللہ اور اسکے حبیب پاک ﷺ کو ناراض کر رہے ہیں۔

مسجد یں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکے

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے...کہ آسمان کی بلندی سے گر کر زمین کی پستی پر آگئے ہیں.....اپنی عروج وارتقا کی منزلیں کھو کر زمین کے نیچے دھنستے چلے جا رہے ہیں......

نوجوان عاشق کی توبہ

حضرت عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے ضمن میں نزہۃ المجالس میں ایک بصیرت افروز حکایت بیان فرمائی ہے۔جس کو سننے کے بعد یقیناً آپ کے جوش و جذبہ میں بیداری آئے گی۔ایک شخص ایک عورت کے عشق میں گم ہو گیا،محبت میں ایسا اندھا ہو گیا،کہ شب و روز اس کے فراق میں بے چین رہنے لگا۔آخر کار ہمت و جرأت کر کے محبت نامہ اس کے نام ارسال کر دیا جس میں اس نے اپنے عشق کا اظہار کیا تھا۔وہ خاتون اس خط کو پڑھ کر لرز اٹھی.....اس کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی......کیونکہ وہ عورت بے حیا نہ تھی......وہ اپنی عزت کا خاص خیال رکھتی تھی،اور شادی شدہ بھی تھی.....اپنے شوہر کے حقوق کو بھی جانتی تھی کہ شوہر کی نافرمانی کرنے سے نہ صرف دنیا بلکہ آخرت بھی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔نیک بیوی آئے ہوئے خط کو اپنے شوہر کی خدمت میں پیش کر دیتی ہے...شوہر کو اپنی بیوی پر مکمل بھروسہ تھا..دونوں ایک دوسرے سے خوش تھے...اور ان دونوں کی ازدواجی زندگی بھی اچھے ماحول میں گذر رہی تھی......حسن اتفاق کہ اسکا شوہر ایک مسجد میں امامت بھی کرتا تھا..شوہر نے بیوی سے کہا تم جواب میں یہ کہو کہ ٹھیک ہے تمہاری بات ہمیں منظور ہے مگر میری ایک شرط ہے وہ شرط یہ ہے کہ فلاں مسجد میں فلاں امام کے پیچھے متواتر چالیس روز باجماعت نماز ادا کرنی ہوگی..وہ عاشق مرتا کیا نہ کرتا.....اس نے شرط منظور کر لی اور پابندی سے نماز باجماعت شروع کر دی۔رفتہ رفتہ دن گذرتا گیا اور نماز کی برکت سے اس کے دل کی گندگی دور ہوتی گئی....جب چالیس دن مکمل ہو گئے تو اس کے دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی .....چنانچہ اس نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ محترمہ نماز کی برکت نے میرے اندر انقلاب پیدا کر دیا ہے۔اب میرے دل میں تیری اور دنیا کی محبت باقی نہیں رہی..بلکہ اب میرے دل میں صرف اللہ کی محبت جلوہ گر ہے.....اللہ کی محبت موجیں مار رہی ہیں.....اب میں اپنی بدبختی سے توبہ کرتا ہوں اور خدا کے واسطے تم بھی مجھے معاف کر دو......جب اس خاتون نے اپنے

اور لقد کرمنا بنی آدم کے تاج عظیم کو اتار کر گھناؤنی تہذیب کو اپناتے چلے جا رہے ہیں...... پھر بھی اپنی جھوٹی شان جتانے میں شرم محسوس نہیں کرتے...حال یہ ہو گیا ہے کہ اگر بے نمازیوں کو بے نمازی کہہ دیا جائے...... چوروں کو چور کہہ دیا جائے.. شرابیوں کو شرابی کہہ دیا جائے...... زانیوں کو زانی کہہ دیا جائے..سود خوروں کو سود خور کہہ دیا جائے..تو لڑنے جھگڑنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں...فوراً آستینیں چڑھا لیتے ہیں...... چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرتے اور اپنے عیوب پر نظر ڈالتے۔اپنی کمی کا احساس کرتے اور اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔لیکن حال یہ ہے کہ

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں
دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بے نمازیوں سے اللہ کے رسول ﷺ کس قدر بیزار ہیں اس حدیث پاک سے اندازہ لگائیں۔مشکوۃ شریف جلد اول باب الجماعۃ وفضلہا صفحہ ۹۵ سطر ۲۰۔۲۱۔۲۲۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَیُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ وَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے یہاں تک کہ اس کے گھر کو جلا دوں۔

میرے بھائیو!......دیکھا آپ نے جو شخص نماز چھوڑ دیتے ہیں......نماز پڑھنے میں سستی کرتے ہیں......باجماعت نماز کا اہتمام نہیں کرتے......ایسے شخص سے رحمت عالم ﷺ کس قدر ناراض ہیں..!..اپنی ناراضگی و بیزاری کا اظہار کس غضبناک انداز میں فرما رہے ہیں......اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں نماز چھوڑنے والوں پر سخت سے سخت عتاب اور ناراضگی کا اعلان فرمایا ہے پھر بھی لوگ ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں.میرے دینی بھائیو! کیا ہماری جوانی اسی طرح قائم رہ جائیگی؟...کیا اسی طرح دنیا میں ہم ہمیشہ دندناتے پھرتے رہیں گے...کیا جوانی کا خون اسی طرح جوش مارتا رہے گا...کیا جوانی کی امنگیں اسی طرح برقرار رہیں گی...ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر نفس کو فنا کے گھاٹ اترجانا ہے۔

گناہوں میں ملوث کیوں ہو سوچو تو ذرا لوگو
لحد میں سرورِ کون و مکاں کا سامنا ہوگا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرمائے گا کیا میں تمہیں اپنے محبوب کے ذریعے معلوم نہ کرایا تھا کہ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الصَّلٰوةُ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کا حساب نماز سے شروع ہوگا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

میرے بھائیو......جب آپ نماز نہیں پڑھو گے اور قیامت کے دن آپ سے نماز کے بارے میں سوال کیا جائیگا تو آپ بارگاہ رب العزت میں کیا جواب دو گے؟ اس وقت آپ کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔اس لئے آج سے عہد کیجئے اور نماز پنجگانہ کی پابندی کیجئے پھر دیکھئے اللہ کی خوشنودی اور آقا ﷺ کی رضامندی کے کیسے کیسے جلوے آپ کو نظر آئیں گے۔

پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں

آیئے پھر ایک حدیث پاک سماعت کیجئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث حدیث نمبر ۲ ص ۵۸ سطر نمبر ۲۳-۲۴-۲۵۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَہَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَالِکَ الْوَرَقُ یَتَہَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِہَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَہَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا یَتَہَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ ایک روز سردی کے موسم میں باہر تشریف لے گئے جب کہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے (یعنی پت جھڑ کا موسم تھا) تو آپ ﷺ نے درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں اور انہیں ہلایا تو ان شاخوں سے پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر! ابوذر نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں۔

حضرات!...... موسم خزاں میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ درختوں سے پرانے پتے جھڑنے لگتے ہیں...... اور نئے پتے آنے لگتے ہیں...... یعنی موسم سرما میں جب ہواؤں کا اثر ان درختوں کے پتوں پہ پڑتا ہے تو پرانے پتے جھڑنے لگتے ہیں۔ اور نئے نئے پتے آنے لگتے ہیں...... دھوپ کے کرنوں کا اثر جب درختوں پر پڑتا ہے تو پتے خشک اور بے جان ہونے لگتے ہیں...... اور ایسے کمزور ہونے لگتے ہیں کہ ہلکی ہلکی ہواؤں کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ اور گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ سرکار اقدس ﷺ نے نمازی کے گناہوں کی مثال درختوں کے سوکھے پتوں سے اس لئے دی ہے کہ جب بندۂ مومن رب کی رضا کیلئے نماز

کیا تھا، سید سادات نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، درویش بابا نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، صدر الشریعہ نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، مجاہد ملت نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، حافظ ملت نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، سرکار کلاں نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، پاسبان ملت نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، رئیس القلم نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے قدموں میں کائنات جھکتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرات!...... مذکورہ واقعہ سے آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہے کہ اگر کوئی جھوٹے طور پر بھی خدا کو یاد کرے، خدا کو سجدہ کرے خدا کا نام لے، تو وہ بھی انعام واکرام سے مالا مال ہو جائے۔ تو اس کا کیا ہوگا جو سچے دل سے پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں، جو خلوص دل سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور جو صدق دل سے خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ جو سچے دل سے والدین کی خدمت گذاری کرتے ہیں۔ جو سچے دل سے خدا اور رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں اللہ کیوں نہیں انہیں انعام واکرام سے نوازے گا اور انہیں کیوں نہیں عزت وعظمت سے سرفراز فرمائے گا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

بصیرت افروز حکایت

حضرات...... آیئے ایک اور نصیحت آموز...... اور بصیرت افروز حکایت سماعت فرمایئے تاکہ اس حکایت سے آپ کے دل پر گہرا اثر پڑے...... اور برائیوں سے توبہ کر کے سچے پکے نمازی بن جائیں۔

ایک مرتبہ ڈاکوؤں کی ایک جماعت ایک مالدار آدمی کے گھر میں بغرض ڈاکہ زنی

گھس گئی اور اندر داخل ہو گئی اتفاقاً گھر والے بیدار تھے۔ ڈاکوؤں کو دیکھتے ہی شور مچانا شروع کر دیا۔ شور اس قدر تیز تھا کہ اہل محلہ بیدار ہو گئے، ڈاکوؤں نے گھبرا کر بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن محلے والوں نے بھی ان لوگوں کا تعاقب کیا، اچانک راستے میں ایک مسجد نظر آئی ڈاکوؤں نے سوچا کہ اگر پکڑا جاؤں گا تو خیریت نہ رہے گی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے، فوراً مسجد میں داخل ہو گئے، اور نمازیوں کی طرح نماز میں کھڑے ہو گئے۔ اہل محلہ تلاش کرتے کرتے مسجد میں آئے دیکھا کہ چند آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں ان کے علاوہ تو مسجد میں اور کوئی بھی نہیں ہے۔ گاؤں والوں نے بہت افسوس کیا کہ چور کہیں بھاگ گئے پھر سب لوگ واپس اپنے اپنے گھر آ گئے ادھر چوروں کے سردار نے کہا اے میرے ساتھیو۔ آج اگر تم لوگ نمازی کی صورت میں کھڑے نہ ہوتے تو سب کے سب پکڑے جاتے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا۔ تو اے میرے ساتھیو صرف جھوٹے طور پر نمازی کی صورت اختیار کرنے کی یہ برکت ہوئی۔۔ کہ ہم لوگ ذلت و رسوائی سے بچ گئے، مار پیٹ سے بچ گئے۔ اگر واقعی ہم سب سچے طور پر نماز کے عادی بن جائیں۔ مسجد کا نمازی بن جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور ہم لوگوں پر بڑا فضل فرمائے گا اور دوزخ کے عذاب سے بچالیگا اور آتش جہنم سے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی وقت ڈاکوؤں کے سردار نے اللہ کی نافرمانی سے توبہ کیا۔ یہ دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اے ہمارے سردار جب ہم لوگ غلط راہ میں ایک دوسرے کے شریک تھے تو اب اس توبہ میں بھی ہم لوگ ایک ہو جائیں چنانچہ تمام ڈاکوؤں نے سچے دل سے توبہ کر لیا۔ اور نماز پنجگانہ کے پابند ہو گئے اور اس قدر عبادت و ریاضت کی کہ انکا شمار اللہ کے نیک بندوں میں ہونے لگا۔

عبادت خدا کی ادا مصطفیٰ کی

حضرات......... یہاں ایک نکتے کی طرف آپ کے ذہن و فکر کو مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری نماز آذان سے لیکر دعا تک عربی زبان میں ہوتی حالانکہ عربی نہ ہماری

زبان ہے اور نہ ہم عربی سمجھتے ہیں پھر نماز کی یہ ساری ادائیں عربی میں کیوں رکھی گئیں ہم بھی عربی میں کرتے ہیں۔ نیت کے بعد ثنا بھی عربی زبان میں پڑھنا پڑتا ہے۔ تعوذ و تسمیہ بھی عربی زبان میں۔ سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ بھی عربی میں، تکبیر تحریمہ بھی عربی میں۔ غرض کہ رکوع، سجدہ، قعدہ، تحیات، درود ابراہیمی، دعائے ماثورہ سب کے سب عربی میں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو جس زبان کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ وہ اسی زبان میں نماز پڑھتا۔ یعنی گجراتی، گجراتی زبان میں پڑھتا بنگالی، بنگالی زبان میں پڑھتا، اردو والے، اردو زبان میں پڑھتا، مراٹھی، مراٹھی زبان میں پڑھتا، تیلگو، تیلگو زبان میں پڑھتا، کرناٹکی، کنڑا زبان میں پڑھتا، ملیالی، ملیالم میں پڑھتا۔۔ ہندی، ہندی زبان میں پڑھ لیتا تو کیا حرج تھا۔ تو ذہن نے جواب دیا نہیں تم چاہے جس زبان کے جاننے والے ہو اور تمہاری زبان جو بھی ہو تمہیں عربی ہی زبان میں پڑھنا ہوگا، چاہے تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس لئے کہ عربی میرے محبوب کی زبان ہے پھر دوسرا سوال یہ ہو سکتا ہے۔ کہ نماز خدا کی عبادت ہے اور خدا کے جلوے ہر طرف موجود ہیں مشرق بھی خدا کا، مغرب بھی خدا کا شمال بھی خدا کا جنوب بھی خدا کا، تو پھر بندہ جس طرف رخ کر لے اس کی نماز ہو جانی چاہیے یہ کیا ضروری ہے کہ ہم مغرب ہی کی طرف رخ کریں۔ ہم قبلہ ہی کی جانب رخ کریں، ہم کعبہ ہی کی طرف رخ کریں، دوسری سمت بھی رخ کر سکتے تھے۔ میں نے جواب دیا نہیں بلکہ مغرب ہی کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنا پڑیگا۔ اس لئے کہ تمہارے نبی نے کعبہ کو اپنا قبلہ بنایا ہے لہٰذا اگر تمہیں رسول کی رضا منظور ہے تو تمہیں بھی اسی جانب رخ کرنا ہوگا جس طرف تمہارے نبی نے کیا۔ کیونکہ نماز در حقیقت مصطفےٰ کی اداؤں کا نام ہے۔ پھر سوال ہوا کہ اگر خدا ہی کی عبادت کرنی ہے تو کسی بھی حالت میں اور کسی بھی ہیئت میں کی جا سکتی تھی۔ یہ کیا ضروری ہے کہ کبھی اٹھیں کبھی بیٹھیں، کبھی سجدہ کریں، میں نے کہا نہیں! کھڑا بھی ہونا پڑیگا، بیٹھنا بھی پڑیگا، سجدہ بھی کرنا پڑیگا۔ رکوع میں بھی جانا پڑیگا، تشہد میں بھی بیٹھنا پڑیگا۔ آخر اتنی پابندیاں کیوں یہ زبان کی پابندی، یہ ادا کی پابندی، یہ قبلہ کی پابندی، یہ رکوع کی پابندی، سجدہ کی

شوہر کو یہ پیغام سنایا تو مسرت میں جھوم کر کہا کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔ بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روک دیتی ہے۔

مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
مولیٰ اور بندہ میں رہتا نہیں حجاب
بے پردہ ہے تجلی مولیٰ نماز میں

ایک بار شہنشاہ مدینہ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ یعنی تمہاری دنیا کی تین چیزیں مجھے محبوب ہیں ۔۱) خوشبو ۔۲) عورتیں ۔۳) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اللہ اللہ... میرے دوستو نماز کتنی پیاری عبادت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے چاہنے والو اے میرے غلامو! جب تم نماز پڑھتے ہو تو مجھے بے پناہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ بے پناہ فرحت و مسرت ملتی ہے۔.. دور حاضر میں محبت رسول کا دعویٰ کرنے والے تو بہت ملیں گے مگر اپنے دعویٰ پر قائم رہنے والے بہت کم نظر آئیں گے... اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں... کہ پنج وقتہ نمازوں میں کتنے لوگ رہتے ہیں.. اور کتنے لوگ حضور ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں.. اور کتنے لوگ حضور ﷺ کو تکلیف دے رہے ہیں.. صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں فَمَنْ اَدَّعیٰ مَحَبَّۃَ اللّٰہِ وَخَالَفَ سُنَّۃَ نَبِیِّہٖ فَھُوَ کَذَّابٌ یعنی جو شخص اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ کرے اور اس کے نبی کی سنت کی مخالفت کرے وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرے گا تو یقیناً وہ اپنے محبوب کے خواص اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے محبت کریگا یہی عشق و محبت کا قانون ہے۔ اسی مضمون کا خلاصہ کسی عربی شاعر نے کیا ہی خوب بیان کیا ہے۔

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَہٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

پابندی، یہ تشہد کی پابندی، یہ سلام کی پابندی، یہ ساری پابندیاں کرنی پڑیں گی، اس لئے کہ مشیت یہ چاہتی ہے کہ اے مجھے یاد کرنے والو تم دنیا کی کسی زبان میں مجھے یاد کرو کوئی بات نہیں، عربی میں یاد کرنا چاہتے تو عربی میں یاد کرو۔ فارسی میں یاد کرنا چاہتے ہوئے تو فارسی میں یاد کرو، ہندی میں یاد کرنا چاہتے ہو ہندی میں یاد کرو۔ اردو میں یاد کرنا چاہتے تو اردو میں یاد کرو۔ انگلش میں یاد کرنا چاہتے ہو تو انگلش میں یاد کرو۔ گجراتی میں یاد کرنا چاہتے ہو گجراتی میں یاد کرو، کنڑا میں یاد کرنا چاہتے ہو تو کنڑا میں یاد کرو، ملیالم میں یاد کرنا چاہتے ہو ملیالم میں یاد کرو، تیلگو میں یاد کرنا چاہتے ہو تو تیلگو میں یاد کرو، پنجابی میں یاد کرنا چاہتے ہو پنجابی میں یاد کرو، لیکن پانچوں نماز میں لازمی طور پر اسی زبان میں یاد کرو جس زبان میں میرے محبوب نے یاد کیا، تیری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اسی طرح اے مجھے یاد کرنے والو! تمہاری مرضی جدھر ہو تم چہرہ کر کے یاد کرو، چاہے بیت المقدس کی طرف، چاہے مغرب کی طرف چاہے شمال کی طرف، لیکن پانچ وقت اُدھر چہرہ کر کے یاد کرنا ہوگا جدھر میرے حبیب نے چہرہ کیا تھا۔ اے مجھے یاد کرنے والو تم مجھے یاد کرنا چاہتے ہو تو کھڑے کھڑے بھی یاد کر سکتے ہو، رکوع میں بھی یاد کر سکتے ہو بیٹھے بیٹھے بھی یاد کر سکتے ہو، جیسے بھی چاہو یاد کر سکتے ہو، مگر پانچ وقت ایسے یاد کرو جیسے کہ رسول عربی نے یاد کیا تھا۔ میرے محبوب کی طرح کھڑے بھی ہو جاؤ رکوع میں بھی جاؤ سجدہ میں بھی جاؤ تم نہیں جانتے ہو سنو! جب تم کھڑے ہوتے ہو تو میرے محبوب احمد کی "الف" نظر آتے ہو جب تم رکوع میں ہوتے ہو تو میرے حبیب احمد مجتبیٰ کی "ح" نظر آتے ہو، جب تم سجدہ میں جاتے ہو تو میرے احمد کی "میم" بن جاتے ہو جب تم بیٹھتے ہو تو میرے احمد کی "دال" بن جاتے ہو۔ گویا کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ عبادت خدا کی ہو تصور مصطفیٰ کی ہو۔ عبادت خدا کی ہو ادا مصطفیٰ کی ہو۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور تو اسکی فرماں برداری کرتا کیونکہ بلاشبہ ہر عاشق اپنے معشوق کا فرماں بردار ہوا کرتا ہے۔ حضرات......... اللہ تبارک وتعالیٰ کو امت محمد ﷺ سے کتنی محبت ہے آیئے حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں دیکھیں۔ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کا ارشاد ہے۔ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ بندے کو سب سے زیادہ خدا کی قربت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اورنگ زیب اور بہروپیا

حضرات آیئے اب میں آپ کو ایک بڑا دلچسپ واقعہ سناتا ہوں کہ جسے سن کر آپ کے اندر ایک عجیب وغریب کیفیت پیدا ہو جائیگی اور خدا کی عطا ومہربانی کا بھرپور احساس کرسکیں گے۔ کہتے ہیں کہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہروپیا نے دھوکا دینا چاہا مگر جب جب وہ بہروپیا آپ کو دھوکہ دینے کے لئے آتا آپ اُسے پہچان لیتے اور فرمادیتے کہ تو وہی بہروپیا ہے جو اس سے پہلے بھی آیا تھا۔ ایک روز پھر وہ بہروپیا دھوکا دینے کی غرض سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے اُسے دیکھتے ہی پھر پہچان لیا اور اس مرتبہ آپ نے فرمایا اے بہروپیا اگر تو نے مجھے دھوکہ دیدیا تو تجھے منہ مانگا انعام دوں گا یعنی تم جو مانگو گے دیا جائے گا۔ بہروپیا انعام کی لالچ میں اور بھی زیادہ کوشش کرنے لگا۔ اور سوچنے لگا کہ کسی طرح بادشاہ کو دھوکہ دیا جائے اور انعام واکرام حاصل کیا جائے۔

بہروپیے نے سوچا کہ اب آمد ورفت کا ایک لمبا وقفہ لیا جائے اور ایسا حلیہ بنایا جائے کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بھی پہچان نہ سکیں اور بڑی آسانی کے ساتھ انہیں دھوکہ دے دیا جائے......... چنانچہ بہروپیا نے بدن پر جبہ پہنا، سر پر عمامہ باندھا، ہاتھ میں

تسبیح لی اور بہت بڑا صوفی اور عابد وزاہد کی شکل بنا کر ایک پہاڑ کے کھوہ میں جا کر مصلی بچھا کر بیٹھ گیا۔ اور رات ودن عبادت وریاضت میں لگ گیا، تسبیح وتہلیل میں وقت گذارنے لگا اچانک اس طرف سے کسی کا گذر ہوا جب اس نے اُسے دیکھا تو دیکھتے ہی دل ہی دل میں کہنے لگا اور سوچنے لگا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ کوئی اللہ کا ولی ہی ہوسکتا ہے اللہ کا محبوب ہی ہوسکتا ہے اس نے واپس آ کر لوگوں کو سنایا کہ آج میں نے ایک ایسے بندۂ خدا کو دیکھا ہے جو لوگوں سے چھپ کر پہاڑ کے کھوہ میں جا کر رات ودن عبادت الٰہی میں مشغول ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہو جاتی ہے اور پورے علاقے میں یہ شہرت پھیل جاتی ہے کہ فلاں پہاڑ کے غار میں اللہ کا ایک بہت بڑا ولی فروکش ہے اللہ کی عبادت وریاضت کے سوا کوئی کام نہیں۔ یہاں تک کہ پہلے دیہاتیوں کا ہجوم ہوتا ہے پھر شہری بھی آنے لگتے ہیں حتی کہ اُمراء اور وزراء کی آمد ورفت بھی ہونے لگی۔ مگر یہ بہروپیا کسی کی جانب التفات نہ کرتا کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ اور نہ کسی کو خاطر میں لاتا یہاں تک کہ یہ خبر بادشاہ وقت حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی۔ چونکہ حضرت عالمگیر کو اللہ والوں سے خاص تعلق تھا اور اولیائے کرام سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ سواری تیار کی جائے تاکہ فلاں جنگل میں جا کر اُن سے ملاقات کی جائے اور اُن کے فیوض وبرکات حاصل کئے جائیں۔ فوراً سواری تیار کردی گئی۔ اور سلطان وقت حضرت عالمگیر اپنے درباریوں کو لیکر پوری شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ وہاں پہنچے۔ بہروپیے نے دور ہی سے دیکھ لیا کہ اب آنے والا کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ بلکہ شہنشاہ وقت کی سواری آرہی ہے۔ جوں جوں حضرت عالمگیر قریب آتے گئے اسکی گردن اور بھی جھکتی گئی اور مکمل مراقبے میں چلا گیا۔ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ بڑے ادب کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ کافی دیر کے بعد بہروپیے نے آپ کو بیٹھنے کے لئے کہا، حضرت بڑے ادب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ان کا باادب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اُٹھا اور اس نے جھک کر سلام کیا اور کہا جہاں پناہ میں وہی بہروپیا ہوں! حضرت عالمگیر بڑے

شرمندہ ہوئے اور فرمایا واقعی اس بار تم نے مجھے دھوکہ دے دیا ہے اور میں تمہیں نہیں پہچان سکا سلطان نے فرمایا اے بہروپیا اب مانگو کیا مانگتے ہو؟ میں اپنے وعدہ سے پھرا نہیں ہوں۔ جو بھی مانگو گے دیا جائیگا بہروپیے نے کہا حضور مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے نہ مجھے جائیداد کی ضرورت ہے نہ مجھے چاندی کی ضرورت ہے نہ مجھے سونا کی ضرورت ہے نہ مجھے دولت کی ضرورت ہے نہ مجھے ثروت کی ضرورت ہے نہ مجھے اقتدار کی ضرورت ہے نہ مجھے سلطنت کی ضرورت ہے نہ مجھے حکومت کی ضرورت ہے کیوں؟ اس لئے کہ جب میں نے خدا کو جھوٹے طور پر یاد کیا اور جھوٹے طور پر خدا کا نام لیا۔ تو اس کا یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ بھی میری بارگاہ میں جھکتا ہوا نظر آیا اگر سچے طور سے ہم نے خدا کو یاد کیا ہوتا..اور دل سے خدا کا نام لیا ہوتا۔ تو بادشاہ کیا دنیا کی ہر چیز میرے قدموں میں جھکتی ہوئی نظر آتی یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔

یادِ نبی کا ثمرہ

تو میرے دوستو.....اور بھائیو...مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، غریب نواز نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، بابا فرید الدین نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، بابا گنج شکر نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، خواجہ بندہ نواز نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، خواجہ بختیار کاکی نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، مخدوم کلیر نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، مخدوم سمناں نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، مخدوم منیر بہاری نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا۔ مخدوم شہواز بھاگل پوری نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، سرکار اعلیٰ حضرت نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا حضور مفتی اعظم ہند نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، منور شاہ بابا نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، توکل مستان نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، قطب شیموگہ نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، سید بدر الدین نے خدا کو سچے دل سے یاد کیا تھا، قاسم ولی نے خدا کو سچے دل سے یاد

وہابیوں کی سمجھ

یہاں پر ایک بات یاد آگئی جس کو یہاں پر بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ آپ حضرات کو بھی معلوم ہو جائے کہ یہ وہابی کتنے نادان اور نا سمجھ ہیں۔ آپ لوگ کلکتہ کے چڑیا گھر کا نام تو سنا ہوگا اور حقیقت میں کلکتہ کا چڑیا گھر ہندوستان کا مشہور و معروف ہے........ ہر جگہ کے لوگ بڑے شوق سے کلکتہ کا چڑیا گھر دیکھنے کیلئے آتے ہیں. ایک صاحب کے بھی دل میں خیال آیا کہ کلکتہ کا چڑیا گھر بہت مشہور ہے چلو چل کر دیکھ لیتے ہیں کہ کس وجہ سے اس چڑیا گھر کو شہرت ملی ہے یہاں کون کون سے عجیب و غریب چرندے، پرندے، درندے، جانور پائے جاتے ہیں۔ وہ صاحب گھر سے چل کر چڑیا خانہ پہنچے پہلے کاؤنٹر پر گئے۔ ٹکٹ لیا اور اندر داخل ہوئے۔ جب اندر گئے جانوروں کو دیکھ کر حیرت واستعجاب میں پڑ گئے۔ دیکھا کہ جتنے جانور ہیں سب کے سب ہنس رہے ہیں، خوشی میں جھوم رہے ہیں، مگر گدھا خاموش منہ لٹکائے بیٹھا ہے۔ فی الحال کچھ نہ بولا چڑیا گھر کا سیر کر کے وہ صاحب واپس لوٹ آئے، پھر تین دن کے بعد وہی صاحب چڑیا گھر پہنچے ٹکٹ لیا اور اندر داخل ہوئے۔ اور یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے کہ جتنے جانور ہیں۔ سب کے سب خاموش ہیں صرف گدھا ہنس رہا ہے۔ چڑیا گھر کا معمہ اسکو سمجھ میں نہ آیا۔ چڑیا خانہ کے مالک کے پاس گیا اور کہا جناب!........آپ کے چڑیا گھر کا معاملہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے مالک نے کہا کیوں کیا ہوا؟ اس نے کہا جناب! تین دن پہلے یہاں آیا تھا تو دیکھا کہ سارے جانور ہنس رہے ہیں اور گدھا خاموش ہے تین دن کے بعد پھر واپس آیا ہوں تو دیکھ رہا ہوں کے جتنے جانور ہیں وہ سب کے سب خاموش ہیں اور گدھا ہنس رہا ہے۔ تو آخر اس کی وجہ کیا ہے........ چڑیا خانے کے مالک نے جواب دیا جناب بات یہ ہے کہ ایک صاحب نے تین دن پہلے ایک لطیفہ کہا تھا جس کو سن کر سبھی جانور سمجھ گئے اور ہنسنے لگے مگر گدھے کو وہ بات سمجھ میں نہ آئی اسلئے وہ منہ بنائے بیٹھا رہا......اور خاموش سوچتا رہا

آخر کار تین دن کے بعد وہ لطیفہ گدھے کو سمجھ میں آیا اس لئے آج وہ ہنس رہا ہے۔ ٹھیک یہی حال ان بدعقیدوں کا ہے..... گدھے کو تو تین دن بعد بات سمجھ میں آگئی تھی مگر یہ لوگ ایسے گدھے ہیں کہ 1400 سال گذرنے کے بعد بھی ابھی تک ان گدھوں کو اسلام سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہی یہ تقاضہ دین کو سمجھتے ہیں۔ سنی علماء قرآن و حدیث کے حوالے سے سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے۔ صحابہ اور بزرگان دین کی مقدس سیرت پیش کرتے رہے پھر بھی ان کی سمجھ میں بات نہیں آئی۔ اسی لئے یہ کبھی آقا کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو کبھی بزرگوں کی بارگاہ میں دریدہ دہنی کا ثبوت دیتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں نماز میں حضور ﷺ کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر لکھا ہے نعوذ باللہ من ذالک ان کا عقیدہ ہے کہ اگر نماز میں گدھے کی یاد آجائے تو نماز ہوجائیگی مگر حضور کا خیال آجائے تو نماز نہیں ہوگی بس تھوڑی دیر آپ کی توجہ چاہتا ہوں آپ ہماری باتوں کو بغور سماعت فرمایئے انشاء اللہ آپ خود فیصلہ کرلیں گے کہ نماز میں حضور کا خیال آجائے تو نماز ہوگی یا نہ ہوگی۔ یہ واقعہ علمائے کرام محرم الحرام کے مہینے میں بیان کرتے رہتے ہیں یہاں پر بطور دلیل پیش کرنے جارہا ہوں عقیدت و احترام کیساتھ سماعت کیجئے۔

نمازِ مصطفیٰ میں یادِ حسین

ایک مرتبہ سید الانبیا، حبیب خدا ﷺ مسجد نبوی میں نماز پڑھارہے تھے سیدالشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن کا زمانہ تھا اچانک آپ حجرہ فاطمہ سے نکلے اور مسجد میں آگئے سرکار دوعالم ﷺ نماز پڑھارہے تھے اور اس وقت حالت سجدہ میں تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی پشت انور پر بیٹھ گئے آقا ﷺ نے سجدہ کو طویل فرمادیا۔ سجدہ کو لمبا کردیا..... جب امام پاک رضی اللہ عنہ خود بخود آپ کی پشت انور سے نیچے اتر آئے تو آپ ﷺ نے سر اقدس کو سجدے سے اٹھایا.....اور نماز پوری کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بڑے ادب کے ساتھ عرض گذار ہوئے..... یارسول اللہ ﷺ ہمارے

ماں باپ آپ پر قربان کیا اب سجدوں کو طویل کرنے کا حکم آگیا ہے..... یا اس وقت آپ پر وحی نازل ہورہی تھی جس کی وجہ سے آپ نے اسقدر طویل سجدہ فرما... سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ایسی کوئی وجہ نہ تھی بلکہ بات یہ ہے کہ میرا بیٹا حسین میری پشت پر بیٹھ گیا تھا اور میرے دل نے یہ پسند نہ کیا کہ میں سجدہ سے اٹھوں اور میرا پیارا حسین گرجائے۔

حضرات ...... واقعہ آپ نے سماعت کرلیا..... اب میں آپ حضرات سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ جب سید الانبیا ﷺ کے پشت انور پر بیٹھ گئے اور آقا ﷺ نے اپنے نواسہ کے بیٹھنے کی وجہ سے سجدہ کو طویل فرمایا کہ اگر سجدہ سے سر اٹھاؤں گا تو میرا پیارا حسین گرجائیگا، میرے نواسہ کو چوٹ لگ جائیگی تو اب آپ یہ بتائیں کہ حالت سجدہ میں حضور ﷺ کو امام حسین کی یاد آئی ہوگی یا نہیں؟..... یقیناً آپ یہی جواب دیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کو امام پاک کی ضرور یاد آئی ہو... اب آپ سے میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ امام حسین، نبی ہیں یا امتی، امام حسین نبی ہیں یا غلام نبی۔ آپ یہی کہیں گے ... امام حسین نبی نہیں بلکہ نبی کے امتی ہیں۔ امام حسین نبی نہیں بلکہ غلام نبی ہیں۔ تو آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جب امتی کے خیال سے نبی کی نماز ہوجاتی ہے تو نبی کے خیال سے امتی کی نماز کیوں نہیں ہوگی..... نبی کی یاد سے غلام نبی کی نماز کیوں نہیں ہوسکتی۔

اسی لئے تو استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

نجد یہ سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

☆☆☆☆

اپنی تو اب تمام ہوئی کائنات غم
دو اشک تھے سو دیدۂ تر سے گذر گئے

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

سلام بحضور خیر الانام ﷺ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

آپ کا تشریف لانا — وقت بھی کتنا سہانا
جگمگا اٹھا زمانہ — حوریں گاتی تھیں ترانا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

تیری امت کو مٹانا — کفر نے آسان جانا
سن کے مسلم کا ترانا — کانپ اٹھا سارا زمانہ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

جانکنی کے وقت آنا — چہرۂ انور دکھانا
کلمۂ طیب پڑھانا — اپنی کملی میں چھپانا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک
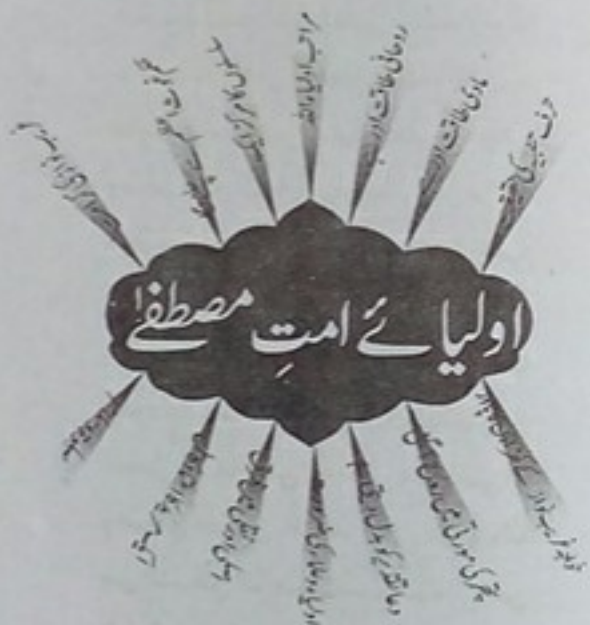
اولیائے امتِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا ﷺ عَلَی الْعَالَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعًا فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَّدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ . اَمَّا بَعْدُ...... فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ " عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو...... شمع رسالت کے پروانو..... غوث وخواجہ کے دیوانو

...... اولیائے کرام کے جاں نثارو، آیئے ہم اور آپ سب سے پہلے آقائے کائنات جان عالمین ، انیس الغریبین ، مراد المشتاقین ، شفیع المذنبین ، اکرم الاولین ، افضل الآخرین ، طٰہٰ ویٰسین ، رحمۃ اللعالمین ، مصباح المقربین ، سراج السالکین ، شمس العارفین ، راحت العاشقین ، محبوب رب العالمین......... خاتم النبیین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود وسلام کا تحفہ پیش کیجئے اور بلند آواز سے پڑھئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ .

کیا بتاؤں کیا ہے رتبہ اولیاء اللہ کا
ہے ملائک میں بھی چرچہ اولیاء اللہ کا
آن واحد میں بدل دیں زندگی کا پیچ وخم
ہے نرالی شان ورتبہ اولیاء اللہ کا
دست قدرت کے ہیں مظہر نائبین مصطفےٰ
ہے نبی سے پیارا رشتہ اولیا اللہ کا
ایک کوزے میں انا ساگر کا پانی بھر دیا
دیکھ نجدی کیا ہے رتبہ اولیاء اللہ کا
دیوبندی اور وہابی کو بھگانے کے لئے
زور سے نعرہ لگانا اولیاء اللہ کا
جان لو جنت میں جانے کی تمنا ہے تو ، پھر
کس کے دامن تھامے رہنا اولیاء اللہ کا
دین ودنیا میں نعیمی مرتبہ گر چاہیے
پڑھتے رہنا تم وظیفہ اولیا اللہ کا

آج کی اس تاریخ ساز کانفرنس میں، میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے، جس آیت مقدسہ کو عنوان تقریر بنایا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کی طاقت و قوت اور مقام و مرتبہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ " کہ بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے، نہ کوئی غم۔ اسلئے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے اس کے دل میں کسی کا خوف نہیں رہتا وہ بے خوف ہو جاتا ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا یا سنا ہوگا کہ جس کا دل خوف خدا سے خالی ہوتا ہے دنیا کی ادنیٰ طاقت سے بھی کانپ اور لرزتا رہتا ہے، دنیا کی کم تر چیزوں سے بھی خوف کھاتا رہتا ہے معلوم ہوا کہ خوف خدا سب سے بڑی طاقت ہے، خوف خدا عظیم ہتھیار ہے۔ حضرات! اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا حکم فرمایا، نماز کا حکم دیا تو فرمایا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یعنی نماز قائم کرو، روزے کا حکم دیا تو فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے، زکوٰۃ کا حکم دیا تو فرمایا وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ مال کی زکوٰۃ ادا کرو، حج کا حکم دیا تو فرمایا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے، جو اس تک چل سکے۔

حرف تنبیہ کی حقیقت

مگر غور کرنے کا مقام یہ ہے اور سوچنے کی چیز یہ ہے کہ نماز کا ذکر فرمایا تو حرف تنبیہ نہیں لایا، زکوٰۃ کا حکم دیا تو حرف تنبیہ کا ذکر نہیں فرمایا، روزے کا حکم دیا تو حرف تنبیہ نہیں لایا، حج کا حکم دیا تو حرف تنبیہ کا ذکر نہیں کیا، مگر جب اولیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو اَلَا حرف تنبیہ اور اِنَّ حرف تاکید کا بھی ذکر فرمایا، میں سوچنے لگا اور غور کرنے لگا آخر اس میں بات کیا ہے، اس میں کونسا راز پنہاں ہے اور اس میں حکمت کیا ہے تو سمجھ میں آیا کہ اولیاء اللہ کے ذکر میں حرف تنبیہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے، وہ غیب کا جاننے والا ہے اللہ کو معلوم ہے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کچھ لوگ ایسے جنم لیں

گے جو نماز کا انکار تو نہ کریں گے، روزے کا انکار تو نہ کریں گے، حج و زکوٰۃ کا انکار تو نہ کریں گے، نماز تو اتنی پڑھیں گے کہ پیشانی بھی کالی کرلیں گے، روزہ پر روزہ رکھیں گے، مال کی زکوٰۃ بھی خوب نکالیں گے، حج پر حج کریں گے، ان سب عبادتوں کی عظمت و اہمیت کا انکار تو نہ کریں گے، لیکن جب میرے محبوب بندوں کا ذکر آئیگا، اولیائے کرام کا تذکرہ آئیگا، تو ان کے فضائل و کمالات کا انکار کریں گے، انکی طاقتوں کا انکار کریں گے، ان کے کشف و کرامات کا انکار کریں گے، اس لئے اللہ نے جب اپنے ولیوں کا ذکر فرمایا اپنے پیاروں کا ذکر فرمایا اپنے محبوبوں کا ذکر فرمایا، تو فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ " عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار! ہوشیار! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔

آیت مذکورہ میں غور کیجئے:۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ "اولیاء اللہ" سے پہلے حرف تنبیہ کا ذکر فرمایا......... حرف تنبیہ لایا ارشاد ربانی ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ" عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ آیت کریمہ میں لفظ اَلَا حرف تنبیہ ہے، اسی طرح اِنَّ بھی حرف تاکید ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کا ذکر کرنے سے پہلے حرف تنبیہ فرما کر لوگوں کو خبردار کر دیا کہ اے لوگو، یہ ہمارے دوست ہیں، یہ ہمارے ولی ہیں، وہ ہمارے محبوب ہیں، ان کے فضائل و کرامات کا انکار نہ کرنا، انکی طاقت و قوت کا انکار نہ کرنا......... کیوں کہ ان میں جو بھی خوبیاں دیکھ رہے ہو......... ان میں جو بھی کمالات دیکھ رہے ہو......... ان میں جو بھی کرامات دیکھ رہے ہو......... ان میں جو بھی طاقت و قوت دیکھ رہے ہو......... یہ سب کچھ میرا عطا کیا ہوا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ " عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار! اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

حضرات......... میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کو کس مقام پر خبردار کیا جاتا ہے؟......... لوگوں کو کہاں متنبہ کیا جاتا ہے؟ تو آپ کا جواب یہی ہوگا: جس مقام پر لوگوں کو کسی خطرے یا نقصان کا اندیشہ ہو اس جگہ خبردار اور متنبہ کیا جاتا ہے......... چنانچہ اس کی ایک مثال پیش کردوں تاکہ یہ بات اچھی طرح آپ کے ذہن و فکر میں

آجائے اور کوئی بھی بد عقیدہ اور دشمن اولیاء ...... آپ کے عقیدہ وایمان کو متزلزل نہ کر سکے ...... اور آپ کے دلوں سے اولیائے کرام کی عظمت ووقار کو گھٹا نہ سکے۔

مثلاً ...... آپ کا گذر ایسے روڈ سے بھی ہوا ہوگا ...... آپ کو ایسی سڑک سے گذرنے کا موقع ملا ہوگا ...... جہاں ریلوے کراسنگ ہوتی ہے ...... تو اس جگہ گورنمنٹ کی جانب سے ڈینجر (Danger) کی تختی لگادی جاتی ہے ...... تاکہ کوئی آدمی حادثے کا شکار نہ ہو ...... کوئی زخمی اور ہلاک نہ ہو ...... اسی طرح کوئی ایسا تالاب ہو جہاں ڈوبنے کا اندیشہ ہو ...... تو ایسی جگہ بھی ڈینجر (Danger) کی تختی لگادی جاتی ہے تاکہ لوگ ڈوبنے سے محفوظ رہیں۔

اسی طرح آپ نے دیکھا ہوگا کہ ٹرانسفارمر کے پاس ایک تختی لگی رہتی ہے جس پر ڈینجر لکھا رہتا ہے آخر گورنمنٹ کی جانب سے یہ تختی کیوں لگائی جاتی ہے ...... یہ بورڈ کیوں لگایا جاتا ہے؟ ...... ظاہر ہے کہ یہ اسلئے لگایا جاتا ہے کہ یہاں وائر ہے جس میں پاور ہاؤس کا کرنٹ رواں دواں ہے اور گھر میں بھی اسی طرح کا وائر ہوتا ہے جس پر کپڑے وغیرہ سوکھنے کو ڈالتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کا یہاں سے گذر ہو ...... اور اس وائر کو اپنے گھر کی طرح معمولی وائر سمجھ لیں ...... اور جس طرح آدمی گھر کے وائر کو پکڑتا ہے ...... یہاں بھی پکڑ لیں ...... اور انہیں کرنٹ لگ جائے۔ بجلی کا جھٹکا لگ جائے اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ...... تو معلوم ہوا کہ جہاں جہاں جان کا خطرہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وہاں وہاں گورنمنٹ خطرے کا بورڈ لگادیتی ہے تو مجھے کہہ لینے دیجئے کہ جہاں جان کا خطرہ تھا وہاں گورنمنٹ نے خبردار کا بورڈ لگادیا اور جہاں ایمان کا خطرہ تھا وہاں رب کائنات نے اَلَا اور اِنَّ کا بورڈ لگادیا ...... اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ......

مادی طاقت اور ہے

آج سے دس سال پہلے روس میں ایک حادثہ ہوا تھا جس کی خبر تقریباً ہر ملک کے اخباروں میں شائع ہوئی تھی، ٹیلی ویژن پر بھی نشر کیا گیا تھا، میں نے بھی اخبار میں پڑھا تھا اس لئے مناسب سمجھا کہ مادی طاقت کا بھی ذکر کردیا جائے اور روحانی طاقت کا بھی ذکر کردیا جائے تاکہ مادی طاقت کا بھی اندازہ ہوجائے اور روحانی طاقت کا بھی اندازہ ہوجائے کہ مادی طاقت کیا ہے اور روحانی طاقت کیا ہے ملاحظہ فرمائیے! ۔ بحری جہاز دو طرح کا ہوتا ہے ایک جہاز وہ ہے جو سمندر میں پانی کے اوپر چلتا ہے دوسرا جہاز وہ ہے جو پانی کے اندر چلتا ہے تو مجھے پانی کے اندر چلنے والے جہاز کی بات کرنی ہے۔ اس جہاز میں مکمل طور پر شیشہ فٹ کردیا جاتا ہے تاکہ پانی کا ایک قطرہ بھی جہاز کے اندر آنے نہ پائے آکسیجن کا بھی انتظام رہتا ہے تاکہ جہاز میں رہنے والوں کے جانی نقصان کا اندیشہ نہ ہو ...... سانس لینے اور چھوڑنے میں پریشانی نہ ہو ...... ایسے جہاز کو پنڈوبی جہاز بھی کہتے ہیں۔ روس کے چند ماہر سائنس دانوں کی ایک ٹولی ایک جہاز میں رہ کر سمندر کے اندر کا جائزہ لے رہی تھی کہ سمندر کے اندر قدرتی جواہر کیا ہیں اس کا مشاہدہ کر رہی تھی ان سائنس دانوں کا پورا کام ریموٹ سے ہو رہا تھا اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ تجربہ کے دوران یہ جہاز سمندری پہاڑ سے ٹکرا جاتا ہے۔ جہاز کو پہاڑ نے کافی نقصان پہونچایا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو جان کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ ان لوگوں نے ریموٹ کے ذریعہ حکومت روس کو اطلاع دی کہ ہمارا جہاز پہاڑ سے ٹکرا گیا ہے، ہم لوگوں کی جانیں خطرے میں ہیں ہم لوگ زندگی و موت سے لڑ رہے ہیں اس لئے بلا تاخیر ہم لوگوں کو بچانے کی کوشش کی جائے ...... حکومت روس نے ان لوگوں کو بچانے کے لئے کارروائی شروع کردی ...... پوری طاقت لگادی مگر بچانے میں ناکام ہوگئے تاخیر کی وجہ سے ان لوگوں سے رابطہ بھی ختم ہوگیا حکومت روس کی جب پوری طاقت فیل ہوگئی ...... پوری طاقت ختم ہوگئی ...... تب عالمی

سطح پر دوسرے ملکوں سے مدد چاہی کہ آپ لوگ ہماری مدد کیجئے اور ان لوگوں کو بچا لیجئے تو ناروے کے بڑے بڑے ماہر سائنس داں جائے وقوع پر پہنچ گئے چونکہ ان لوگوں کو اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا......... بڑا گھمنڈ تھا......... سخت کوشش و جستجو کے بعد اس جہاز کا پتہ لگا لیا جہاز کو باہر لانے میں کامیاب تو ہو گئے......... مگر مادی طاقت پر غرور و گھمنڈ کرنے والے لوگوں کی جانیں نہیں بچا سکے، سب کے سب ہلاک ہو گئے......... سب کے سب مر گئے۔

روحانی طاقت اور ہے

اب آیئے روحانی طاقت کا بھی جائزہ لے لیجئے، بات سمجھ میں آجائیگی کہ مادی طاقت کیا ہے......... اور روحانی طاقت کیا ہے۔ ایک شخص سے منقول ہے کہ ہم لوگ تاجروں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار تھے کہ دریا سے ہم پر تیز ہوائیں اور لہریں بھڑک اٹھیں۔ پس کشتی ڈگمگانے لگی اس وجہ سے ہم لوگ بہت پریشان ہو گئے......... ہم لوگ بہت ڈر گئے دیکھا کہ کشتی کے ایک گوشہ میں ایک شخص ہے، اس کے جسم پر اونٹوں کے بال کی ایک چادر پڑی ہوئی ہے اور موجیں ہمیشہ کشتی کو مار رہی ہیں یہاں تک کہ کشتی کے اندر پانی آجاتا ہے اور کشتی پانی سے بھر جاتی ہے، کشتی پانی سے بھاری ہو جاتی ہے، ہم لوگ اپنی جانوں اور مالوں سے ناامید ہو جاتے ہیں، اسی اثناء میں ایک شخص کشتی سے باہر آتا ہے اور پانی کے سطح پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو جاتا ہے، ہم لوگوں نے ان سے کہا کہ اے اللہ کے ولی ہماری حالت کا مشاہدہ کیجئے ہم لوگوں پر رحم کیجئے، انہوں نے ہماری طرف توجہ نہ فرمائی پھر ہم لوگ انکی بارگاہ میں دوبارہ عرض گذار ہوئے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو اپنی عبادت کی قوت دی ہے ہماری مدد کیجئے پس وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا حضور کیا آپ کشتی کے طرف نہیں دیکھتے؟ الہروں اور آندھی سے جو مصیبت پہونچی ہوئی ہے اسکو ملاحظہ نہیں کرتے ہیں؟ پس انہوں نے فرمایا کہ تم سب اللہ کا تقرب حاصل کرو۔ ہم نے کہا: ہم کس چیز سے تقرب خداوندی حاصل

کریں؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ دنیا کو چھوڑنے سے، ہم نے ان سے کہا! کہ بے شک ہم نے ایسا ہی کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے نام کے ساتھ کشتی سے باہر نکلو پس ہم یکے بعد دیگرے کشتی سے باہر نکلنے لگے اور پانی پر چلنے لگے حتی کہ ہم لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور ہم سب پانی پر کھڑے ہو گئے، ہم لوگ دو سو یا اس سے زیادہ آدمی تھے۔ پس کشتی تمام اموال لیکر ڈوب گئی۔ انہوں نے کہا: بے شک دنیا کے خوف سے تم لوگ بچ گئے۔ اب تم لوگ جاؤ۔ ان لوگوں نے با ادب عرض کیا حضور ہم لوگ آپ کو خدا کی قسم دیکر ایک سوال کرتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، انہوں نے کہا: میں اویس قرنی ہوں۔ ہم لوگوں نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے ولی اس کشتی میں فقرائے مدینہ کے اموال ہیں جو مصر کا ایک شخص نے ان کے واسطے بھیجا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے مال کو واپس کر دے تو کیا تم فقراء مدینہ پر تقسیم کر دو گے؟ تو ان لوگوں نے کہا ہاں، ہم لوگ فقراء مدینہ پر تقسیم کر دیں گے۔ پس حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پانی کی سطح پر دو رکعات نماز پڑھی، پھر آہستہ سے دعا کی۔ چنانچہ وہ کشتی ان تمام مالوں کو لیکر پانی کی سطح پر نمودار ہو گئی اور ہم لوگ کشتی پر سوار ہو گئے۔ ادھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے اور الحمد للہ ہم لوگ بحفاظت اپنی منزل کو پہونچ گئے اور ہم لوگوں نے مالوں کو اہل مدینہ کے درمیان تقسیم کر دیا یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی فقیر نہ رہا۔ تو معلوم یہ ہوا کہ مادی طاقت کی جہاں انتہا ہوتی ہے وہاں سے روحانی طاقت کی ابتدا ہوتی ہے۔

حضرات......... روس الگ کہتا ہے میرا ملک سوپر پاور ہے......... جاپان الگ کہتا ہے۔ میرا ملک سوپر پاور ہے......... برطانیہ الگ کہتا ہے میرا ملک سوپر پاور ہے......... امریکہ الگ کہتا ہے میرا ملک سوپر پاور ہے......... انگلینڈ الگ کہتا ہے۔ میرا ملک سوپر پاور ہے......... پاکستان الگ کہتا ہے میرا ملک سوپر پاور ہے......... ہندوستان الگ کہتا ہے میرا ملک سوپر پاور ہے......... انڈونیشیا کہتا ہے میرا ملک

سو پر پاور ہے......... نیپال الگ کہتا ہے میرا ملک سو پر پاور ہے......... بنگلہ دیش الگ کہتا ہے میرا ملک سو پر پاور ہے......... سری لنکا الگ کہتا ہے میرا ملک سو پر پاور ہے......... میں تو یہ کہتا ہوں کہ سارے ملکوں کی طاقت ایک طرف......... اور حضرت اویس قرنی کی طاقت ایک طرف، کیوں؟؟؟ اس لئے کہ ان ملکوں کے پاس مادی طاقتیں ہیں اور حضرت اویس قرنی کے پاس روحانی طاقت ہے۔ تو مادی طاقت روحانی طاقت کا کیسے مقابلہ کر سکتی ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف نہ کوئی غم۔

ولی اللہ بیشک مظہر شان الٰہی ہے
جو ان کے منہ سے نکلے عین فرمان الٰہی ہے

مراتب اولیاء اللہ

حضرات......... اولیائے کرام کو اخروی زندگی میں بارگاہ خداوندی سے جو مراتب و درجات نصیب ہوں گے آیئے حدیث کی روشنی میں سماعت کیجئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَاھُمْ بِاَنْبِیَآءَ وَلَا شُھَدَآءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ وَالشُّھَدَآءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ۔ خدا کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء، مگر قیامت کے دن خدا کے دربار میں ان کے مراتب و درجات پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ صحابہ کرام بارگاہ رسول میں عرض کرتے ہیں قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا اِلَی اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَاَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَھَا یعنی وہ لوگ کون ہیں؟ جو بغیر کسی رشتے داری کے بغیر کسی مالی لین دین کے صرف اللہ کی رحمت یعنی اسکے دین کی وجہ سے ایک دوسرے سے وہ محبت کرتے ہیں فَوَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَّ اِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ۔ خدا کی قسم

ان کے چہرے نور کے ہوں گے اور وہ نور کے اوپر ہوں گے، جب سب لوگ ڈر رہے ہوں گے اس وقت وہ بے خوف ہوں گے اور جب سب لوگ غمگین ہوں گے تو اس وقت وہ بے غم ہوں گے۔ اس کے بعد آخر میں سرکار اقدس ﷺ اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے ہیں۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ...

اولیاء اللہ کے وفادارو!......... مقام اولیاء کو سمجھو۔ جب کوئی بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ کا پیارا بن جاؤں......... اللہ کا محبوب بن جاؤں......... اللہ کا مقرب بندہ بن جاؤں......... تو وہ اپنے دل کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے......... سینے کو چمکانے کی کوشش کرتا ہے......... اپنے ہر سانس میں خوبیاں پیدا کرنا چاہتا ہے......... میرے بھائیو!......... آپ نے کبھی سوچا کہ دل کو سنوارنے کی کوشش کیوں کرتا ہے؟......... اس لئے دل کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ دل انوار الٰہی سے منور و مجلی ہو جائے......... سینہ کو چمکانے کی کوشش اس لئے کرتا ہے......... تا کہ یہ سینہ معرفت الٰہی کا گنجینہ بن جائے......... سانس میں خوبیاں پیدا کرنا اس لئے چاہتا ہے......... تا کہ اسکی سانس یاد الٰہی کا نمونہ بن جائے......... تو جب دل سنور جاتا ہے......... سینہ چمک جاتا ہے......... سانس ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتی ہے، تو قدرت کیطرف سے یہ اشارہ ملنے لگتا ہے، کہ اے میرے بندو! اس مقام کو پانے کے لئے، اس بلندی کو حاصل کرنے کے لئے صرف دل کو سنوارنے سے کام نہ چلے گا، صرف سینہ کو روشن کرنے سے کام نہ چلے گا، صرف سانس میں خوبیاں پیدا کرنے سے کام نہ چلے گا......... بلکہ اپنے وجود کو عشق الٰہی کی بھٹی میں جھونکنا پڑے گا، عشق رسول کی بھٹی میں جلانا پڑیگا......... جب تم ایسا کرو گے تو خود بخود دل بھی چمک جائیگا......... اور سینہ بھی روشن ہو جائے گا......... آنکھوں میں نور بھی آجائیگا......... کانوں کی سماعت بھی تیز ہو جائیگی......... پورے جسم میں طاقت و قوت آجائیگی۔

کتنے عالم ہیں کہ غنچوں پہ گذر جاتے ہیں
تب کہیں جا کے وہ رنگیں قبا ہوتی ہے

سلسلوں کا مرکز ایک

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

حضرات...... ابھی ابھی آپ حضرات کے سامنے عاشق رسول حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرفات وکرامات اور طاقت وقوت کا ذکر کیا گیا یقیناً اس ذکر پاک سے آپ حضرات کا عقیدہ وایمان ضرور تازہ ہو گیا ہوگا۔ ابھی رات کا بہت حصہ باقی ہے۔ اولیائے کرام کی طاقت وقوت کے تعلق سے تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا باقی ہے اطمینان وسکون کے ساتھ اسی طرح بیٹھے رہیے۔ ابھی ابھی میرے ذہن میں ایک بات آ گئی جس کو عرض کر دینا بھی مناسب سمجھ رہا ہوں۔ دیکھیے: دنیا میں جتنے بھی اولیائے کاملین ہیں ...... بزرگان دین ہیں ...... سب کا ایک ہی سلسلہ ہے ...... الگ الگ نہیں ...... اگر چہ بظاہر چار سلسلے الگ الگ نظر آتے ہیں ...... اور ہر ایک کا الگ الگ نام بھی ہے یعنی پہلے سلسلے کا نام سلسلہ قادریہ ہے ...... دوسرے سلسلے کا نام سلسلۂ چشتیہ ...... تیسرے سلسلے کا نام سلسلۂ نقشبندیہ ...... چوتھے سلسلے کا نام سلسلۂ سہروردیہ ہے ...... مگر حقیقت میں دیکھا جائے تو ان چاروں میں کچھ بھی فرق نہیں ہے چاروں سلسلے ایک ہی ہیں ...... کیونکہ ان چاروں کا مرکز ذات محمد ﷺ ہے ...... ان چاروں کا منبع ذات رسول اللہ ﷺ ہے ...... اب ان چاروں سے جو بھی سلسلے چلے ہیں وہ سلسلے بھی الگ الگ نہیں ہیں۔ آپ کے ذہن کو صاف کرنے کیلئے ...... ایک مثال پیش کرنے جا رہا ہوں جس سے آپ کا ذہن پاک وصاف ہو جائیگا اور ایک سلسلہ والے دوسرے سلسلے والے کو اپنا پیر بھائی تصور کریں گے۔ جب یہ بات آپ کے اندر پیدا ہو جائے گی تو سلسلے کا جھگڑا بھی ختم ہو جائے گا۔ آپسی انتشار بھی دور ہو جائیگا اور اتفاق واتحاد کے ماحول میں دین وسنیت کا بھرپور کام ہوگا۔ مثال کے طور پر ایک لائٹ ہے اس کے چاروں طرف مختلف رنگوں کے چار شیشے لگے ہوئے ہیں ایک شیشہ کا رنگ سبز ہے جو

ایک طرف لگا ہوا ہے ...... دوسرے شیشہ کا رنگ پیلا ہے ...... جو دوسری طرف لگا ہوا ہے ...... تیسرے شیشے کا رنگ لال ہے جو تیسری طرف لگا ہوا ہے ...... چوتھے شیشے کا رنگ وائٹ ہے جو چوتھی طرف لگا ہوا ہے ...... مگر اس کے اندر جو روشنی ہے وہ ایک ہی ہے فرق اتنا ہے کہ جس طرف سبز شیشہ لگا ہوا ہے اس طرف سے سبز روشنی آ رہی ہے ...... جس طرف پیلا شیشہ لگا ہوا ہے اس طرف سے پیلی روشنی آ رہی ہے ...... جس طرف سرخ شیشہ لگا ہوا ہے اس طرف سے سرخ روشنی آ رہی ہے ...... جس طرف اجلا شیشہ لگا ہوا ہے اس طرف سے سفید روشنی آ رہی ہے۔ بلا تمثیل مجھے کہہ لینے دیجیے کہ روحانی روشنی کا مرکز بھی ایک ہی ہے اور وہ ہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ۔ مگر وہاں سے مختلف روشنی آ رہی ہے۔ کسی سے قادری روشنی آ رہی ہے ...... تو کسی سے چشتی روشنی آ رہی ہے ...... تو کسی سے نقشبندی روشنی آ رہی ہے ...... تو کسی سے سہروردی روشنی آ رہی ہے۔ بات واضح ہو گئی کہ جتنے بھی اولیائے کاملین ہیں اور جتنے بھی بزرگان دین ہیں سب کا مرکز اور سب کا پاور ہاؤس ایک ہی ہے یعنی ذات محمد مصطفیٰ ﷺ۔

میرے سنی بھائیو! ...... اگر ایمان کی پختگی چاہتے ہو ...... ایمان میں مضبوطی چاہتے ہو ...... عقیدے کی درستگی چاہتے ہو ...... ایمان کی سلامتی چاہتے ہو ...... قبر میں روشنی چاہتے ہو ...... آخرت کی بھلائی چاہتے ہو ...... رب کی خوشنودی چاہتے ہو ...... مصطفیٰ کی رضا چاہتے ہو تو کسی نہ کسی ولی کا دامن تھام لو ...... کسی نہ کسی سلسلے سے وابستہ ہو جاؤ ...... ایمان بھی سلامت رہیگا ...... عقیدہ بھی محفوظ رہیگا۔

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھیے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

مفلوج چلنے لگا

اب میں آپ لوگوں کو سید الاولیاء محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے جانا چاہتا ہوں تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ اللہ پاک نے آپکو کتنے انعام واکرام سے نوازا ہے بارگاہ رب میں آپ کا کتنا اونچا مقام ہے۔ بارگاہ رب میں آپ کتنے مقبول ومحبوب ہیں کہ آپ کی زبان سے جو بات نکل جائے رب کائنات اسکو پورا فرما دیتا ہے۔

چنانچہ بغداد کا ایک مشہور تاجر جس کو تجارت میں بہت کمال حاصل تھا......اس کا نام ابو غالب تھا۔ علماء ومشائخ سے بہت قریب رہتا تھا......اولیائے اسلام سے محبت رکھتا تھا......ایک روز ابو غالب نے غوث اعظم بڑے پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر ضیافت کی دعوت دی......غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اسکی دعوت کو قبول فرمالیا۔ ادھر شہر کے بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی مدعو کیے گئے، ابو غالب نے اپنے مہمانوں کے لئے شاندار انتظام واہتمام کیا......انواع واقسام کے کھانے تیار کیے گئے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے سے پہلے ہی عراق کے علماء ومشائخ وہاں موجود تھے۔ جب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری ہوئی تو تمام علماء آپ کی ہیبت وجلال سے مرعوب تھے......سکتے کا عالم طاری تھا......ایسے میں آپ کے سامنے ایک ٹوکرا لایا گیا......اور آپ کے سامنے رکھا گیا تو غوث پاک رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ اس دعوت کا مقصد کیا ہے، غوث پاک رضی اللہ عنہ حکم فرماتے ہیں ٹوکرا کھولو جب ٹوکرا کھولا گیا تو دیکھا کہ ابو غالب کا لڑکا ٹوکرے میں بیٹھا ہوا ہے، جو ہاتھ، پاؤں اور آنکھوں سے معذور ہے، غوث پاک رضی اللہ عنہ اس بچے کو دیکھ کر فرماتے ہیں "قم باذن اللہ" اے لڑکے اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جا۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ بچہ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں سب صحیح ہو گئے۔ آنکھوں میں بینائی بھی آگئی۔

اس لئے تو شاعر فرماتے ہیں۔

ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہے
جو ان کے منہ سے نکلے میں فرمان الٰہی ہے

حضرات......غوث اعظم نبی نہیں ہیں......غوث اعظم رسول نہیں ہیں......بلکہ غوث اعظم آل نبی ہیں......اولاد علی ہیں......سید الاولیاء ہیں......مجھے کہہ لینے دیجئے کہ جب سید الاولیا کی طاقت وقوت کا یہ عالم ہے تو سید الانبیاء کی طاقت وقوت کا عالم کیا ہوگا......جب غلام کا یہ حال ہے تو آقا کا حال کیا ہوگا؟......غوث اعظم کا یہ عالم ہے تو رسول اعظم کا کیا عالم ہوگا......

اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں

جب اُن کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

حضرات......اولیاء اللہ کا دامن تھامنے میں کیا فائدے ہیں اس سلسلے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، فاضل، عامل، کامل، ولی اللہ گذرے ہیں اپنی کتاب مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

"لوح محفوظ است پیش اولیا"

یعنی "لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہے" اور لوح محفوظ میں ہر چیز کا علم ہے۔
وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اس میں لکھی ہوئی ہے۔
اور جب لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہے تو ان سے کیا چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت کی ہر چیز اولیائے کرام کے علم میں ہے۔

اسی لئے تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ التِّصَالِ

میں پوری دنیا کو اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔ پھر

بھی کوئی اولیاء اللہ کی طاقت وقوت کا انکار کرے تو اس سے بڑھ کر کون احمق ہوگا۔

ایک آدمی غوث پاک رضی اللہ عنہ سے مرید ہوا مرید ہوتے ہی اس میں ایک شکایت پائی جانے لگی وہ شکایت یہ تھی کہ جب بھی وہ سوتا اسکو احتلام ہو جاتا، غسل کی حاجت ہو جاتی یہ مرید دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ مرید ہونے کا مقصد تو یہ تھا کہ میری حالت سدھر جاتی اور میری صحت اچھی ہو جاتی۔ مگر اس کے برعکس خراب ہوتی جارہی ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ سوچ سوچ کر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا حضور! میں آپ کا مرید ہوں۔ جب سے مرید ہوا ہوں مجھ میں ایک شکایت ہوگئی ہے۔ جب بھی سوتا ہوں احتلام ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک دو مرتبہ نہیں ہوا ہے بلکہ ستر مرتبہ ہو چکا ہے غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا بس اب تیرا کام ہو گیا ۔مرید نے عرض کیا حضور یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ میرا کیا کام ہو گیا غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم مجھ سے مرید ہوئے اور مرید ہو کر واپس گھر گئے تو میں نے لوح محفوظ میں دیکھا کہ تمہاری تقدیر میں ستر بار زنا کرنے کا گناہ لکھا ہوا ہے۔

میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ اب تو یہ میرا مرید ہو چکا ہے میرے دامن کو تھام لیا ہے میرے سلسلے میں داخل ہو گیا ہے اے اللہ میرے ہاتھ کی لاج رکھ لے میرے دامن کا بھرم رکھ لے اے اللہ تیرے محبوب کا فرمان ہے کہ "دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے" اے اللہ میری دعا قبول فرمالے اور اسکو گناہوں سے بچالے تو رب کائنات نے میری دعا قبول فرمالیا اور اللہ تعالیٰ تیرے ستر زنا کو ستر احتلام میں تبدیل کر دیا۔

اسی لئے استاذ زمن فرماتے ہیں

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم
نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم

اولیاء کرام کی ضرورت کیوں

حضرات!........اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام اور علماء عظام کو کیوں پیدا فرمایا۔ ان کے سلسلوں کو کیوں جاری فرمایا تو آیئے میں تھوڑی دیر آپ کی توجہ کا طالب ہوں میری باتوں کو بغور سماعت کیجئے انشاء اللہ العزیز بات سمجھ میں آجائیگی۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین تاجدار مدینہ ﷺ پر نبوت ختم فرمادی ہے۔ اب انکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو دین اسلام کا سلسلہ اب کیسے آگے قائم رہے گا........دین نبی کو کیسے زندہ رکھا جائیگا تو رب کائنات نے دین محمدی ﷺ کو قائم رکھنے کے لئے۔ حضور کا دین چلانے کے لئے........شریعت مصطفےٰ ﷺ کو زندہ رکھنے کیلئے........یہ انتظام فرمایا کہ میرے محبوب کی امت میں اولیاء اور علماء پیدا ہوتے رہے ہیں گے جو دین نبی کو زندہ کرتے رہیں گے........دین نبی کو چلاتے رہیں گے حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے یعنی نبی تو نہیں نبیوں جیسی صفت رکھیں گے ....لیکن علماء سے مراد وہ مولوی نہیں ہیں جو گلی گلی، بازار، بازار، شہر شہر، قریہ قریہ، دیہات، دیہات، چکر لگاتے پھرتے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں وہ مولوی مراد نہیں جو بولتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ وہ مولوی مراد نہیں جو ماتھے پر گٹہ بنا کر نماز، روزہ، زکوۃ و حج، کے نام پر لوگوں کو بے ایمان بنا رہے ہیں۔

لٹیے نکلے ہیں جو بستر و چٹائی لوٹا
رہزن وقت ہیں ایمان بچائے رکھیے

استاذ زمن ان بدعقیدوں کا سارا حلیہ اپنے اشعار میں فرمادیتے ہیں۔

نجدیہ سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری — کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
ادعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا — نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری
ان کے اعمال پہ رشک آئے مسلمان کو — اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری
سرمنڈے ہوں گے تو پاجامے گھٹنے ہوں گے — سر سے پا تک یہی پوری ہے شباہت تیری
واقفِ غیب کا ارشاد سناؤں جس نے — کھول دی تجھ سے پہلے حقیقت تیری

علمائے حق کی تبلیغ

بلکہ اس حدیث میں علماء سے مراد وہ علمائے حق ہیں جن کے دم قدم سے اسلام میں بہار ہے۔ جو اسلام کے وقار ہیں جیسے غوث پاک رضی اللہ عنہ...... خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ...... خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ، خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ...... خواجہ بختیار کاکی رضی اللہ عنہ...... بابا صابر کلیری رضی اللہ عنہ، داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ، سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ، مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ...... سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ، مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ، حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ، حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ، حضور ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ، حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور شیر بیشہ اہلسنت حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ، حضور غالب بابا رحمۃ اللہ علیہ...... حضور شہباز رحمۃ اللہ علیہ...... حضور منور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور شاہ علیم دیوان رحمۃ اللہ علیہ، حضور قاسم بابا رحمۃ اللہ علیہ...... حضور بدر الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضور سید سادات رحمۃ اللہ علیہ...... حضور درویش بابا رحمۃ اللہ علیہ، حضور سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ...... حضور شمس العلماء رحمۃ اللہ علیہ...... حضور ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ، حضور مشاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ...... یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے نبی کے دین کو زندہ رکھا اور نبی کے دین کو آگے بڑھاتے رہے

اور مسلمانوں کے دلوں میں شمع محمدی کا چراغ جلاتے رہے۔ دور حاضر میں بھی اولیائے کرام اور علمائے عظام سے ہی دین زندہ ہے۔ اور انہیں نفوس قدسیہ کی بدولت دین زندہ رہے گا۔ اب آیئے دیکھیں کہ اولیائے کرام اور علماء عظام نے کس طرح نبی کے دین کو زندہ کیا ہے۔ اور کس طرح شمع اسلام کو روشن کئے ہوئے ہیں۔ جس وقت کشمیر میں انگریزوں کی حکومت تھی گوروں کی داداگیری تھی، عیسائیوں کا قبضہ تھا، مسلمانوں کے خلاف ان لوگوں کی تحریک زوروں پر تھی، عیسائی مشنریاں مکمل طور پر حرکت میں تھیں کہ مسلمان کے عقیدہ و ایمان کو برباد کر دیا جائے انکے سینے سے عشق رسول کی حدت کم کر دی جائے ان کے دلوں سے محبت رسول نکال دی جائے۔ یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب بھی نظر آ رہے تھے کیوں کہ ڈھیرے ڈھیرے مسلمان ان کے مکر و فریب کی جال میں پھنستے جا رہے تھے مذہب اسلام چھوڑ کر مذہب عیسائیت کو قبول کرتے جا رہے تھے اس کی خبر جب علمائے حق کو ہوئی تو بغرض تبلیغ علمائے کرام کی ایک جماعت کشمیر پہنچ گئی اور دین اسلام کے بچانے کی جدوجہد کرنے لگی۔ عیسائیوں نے جب دیکھا کہ چند مولوی یہاں آ کر ہماری مخالفت کر رہے ہیں اور دین اسلام کا کام کر رہے ہیں تو ان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ میٹنگ پہ میٹنگ ہونے لگی کہ کس طرح ان مولویوں کو پھنسایا جائے۔ اور ان کے خلاف الزامات ثابت کیا جائے تا کہ ان کے گلے میں پھانسی کا پھندہ لگا کر سولی پر لٹکا دیا جائے۔ وہ لوگ خوش تھے کہ حکومت تو میری ہے بڑے بڑے عہدوں پر تو ہم ہی فائز ہیں۔ یہی فاسد خیالات لیکر چند پادری حاکم وقت کے پاس پہونچے اور علمائے حق کے خلاف شکایتیں درج کرائیں کہ یہ لوگ یہاں اسلام کی تبلیغ کرنے آئے ہیں اور عیسائیت کی مخالفت کر رہے ہیں لوگوں میں فساد ڈال رہے ہیں آپس میں جھگڑے پیدا کروا رہے ہیں۔ حاکم نے کہا ٹھیک ہے ان کے خلاف کوئی الزام ثابت کرو تا کہ اس کو سخت سے سخت سزا دی جائے پادریوں نے کہا حاکم صاحب ان کے خلاف میرے پاس ایک مضبوط ثبوت ہے مگر بتانا میرا کام ہے اور سزا دینا آپ کا کام...... ہم لوگوں کے پاس ایسی دلیل ہے جن سے ان لوگوں کا بچنا ممکن نہیں۔

پادریوں نے کہا حاکم صاحب ان کے نبی کی ایک حدیث سناتا ہوں اگر یہ لوگ جواب دے دیں تو ان لوگوں کو چھوڑ دیا جائے اور اگر جواب نہ دے سکیں تو کٹہرے میں کھڑا کر دیا جائے اسکے نبی کی حدیث ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔ حاکم نے ان لوگوں کو بلایا اور پوچھا تم کون لوگ ہو...... انہوں نے کہا ہم علمائے اسلام ہیں۔ حاکم نے کہا کیا یہ حدیث تمہارے نبی کی ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ علمائے کرام نے فرمایا حاکم صاحب ہاں یہ حدیث بے شک ہمارے نبی کی ہے تو حاکم نے کہا سنو میرے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جو مردہ کو زندہ کر سکے اب تو علماء کرام ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے چہرے پر پسینہ آنے لگا۔ حاکم نے کہا جلدی کرو مردہ کو زندہ کرو اور اگر تم لوگ مردہ کو زندہ نہ کر سکو تو تم لوگ کہو کہ میں بھی غلط ہوں میرا نبی کا بھی غلط تھا نبی کی حدیث بھی غلط ہے میرا اسلام بھی جھوٹا ہے۔ معاذ اللہ...... حاکم نے کہا جلدی کرو ورنہ تم لوگوں کو پھانسی دے دی جائیگی کہ تم لوگ یہاں فساد کرنے آئے ہو۔ تم لوگ یہاں فتنہ ڈالنے آئے ہو۔ علمائے حق نے فرمایا حاکم صاحب! ہم لوگوں کو چند دنوں کی مہلت دی جائے۔ کہا کتنے دنوں کی مہلت چاہیے؟ علمائے حق نے فرمایا کہ کم از کم چالیس دن کی مہلت دی جائے اسکے بعد آپ کی مرضی جو بھی سزا دیں گے ہمیں منظور ہوگا۔ حاکم دل ہی دل میں سوچ رہا ہے چالیس دن کیا ہے۔ چالیس سال بھی مہلت دی دے جائے تو یہ مردے کو کیا زندہ کر سکیں گے۔ حاکم نے ان لوگوں کو چالیس دن کیلئے جیل خانہ میں بھیج دیا جیل خانہ میں ان لوگوں کے لئے رات و دن یکساں نظر آنے لگے سب کی آنکھوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ نظروں کے سامنے تختۂ دار کے پھندے نظر آنے لگے۔ یہاں تک کہ سوچ سوچ کر کمزور ہو گئے۔

حضرات!...... آج کل کے جو بدعقیدہ مولوی لوگ گاؤں گاؤں، شہر شہر کا چکر لگا رہے پھرتے ہیں یہ لوگ اصل میں تبلیغ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ یہ لوگ تبلیغ اسلام کے

نام پر بدنما داغ ہیں۔ ان لوگوں کا مقصد تبلیغ اسلام نہیں بلکہ پیٹ بھرنا ہے۔ اگر تبلیغ اسلام مقصد ہوتا تو مسلمانوں کے محلہ میں جانے کے بجائے غیر قوم کے محلہ میں جاتا مسجد میں جانے کے بجائے مندروں میں جاتا اور اسلام کی تبلیغ کرتا۔

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ...... علماء حق نے سینکڑوں سال پہلے جو تبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے، ان کی تبلیغ کا طریقہ کار کیا تھا اور ترویج اسلام کا طریقہ کیسا تھا...... ان لوگوں کو پیٹ بھرنا نہیں تھا بلکہ ان کا مطمح نگاہ اسلام کی تبلیغ تھی...... ان لوگوں کے پاس نہ بوریہ تھا اور نہ بستر، کھانے اور پکانے کے لئے مسجد میں یہ لوگ پیاز نہیں چھیلتے تھے بلکہ پیٹ پر پتھر باندھ کر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ یہ علماء اسلام تھے۔ یہ علمائے حق تھے۔ اگر چہ یہ صاحب کرامت نہیں تھے مگر ان کے عقیدوں میں بڑی پختگی ہوتی تھی، اپنے عقیدے میں بڑے مضبوط تھے۔ سب کے سب جیل کے اندر بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے۔ عرض گذار ہوئے یا الٰہ العلمین تو سب کچھ دیکھ رہا ہے تو سب کچھ سن رہا ہے کہ ہم لوگ کتنی بڑی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اے قادر مطلق اگر چہ ہم لوگ گنہگار ہیں۔ اے اللہ اگر چہ ہم لوگ خطا کار ہیں۔ اے پروردگار اگر چہ ہم لوگ سیاہ کار ہیں مگر تیرے حبیب کے در کا منگتا ہیں۔ تیرے حبیب کے غلام ہیں اے اللہ ہماری عزت کا سوال نہیں ہے تیرے محبوب کی عزت کا معاملہ ہے۔ اے اللہ میرے وقار کا مسئلہ نہیں بلکہ تیرے حبیب کے وقار وعظمت کا مسئلہ ہے۔ اے اللہ میری آبرو کا سوال نہیں دین اسلام کی صداقت وحقانیت کا سوال ہے۔ دین محمدی کی آبرو کی بات ہے۔ پھر یہ لوگ بارگاہ رسول میں استغاثہ پیش کرتے اور عرض کرتے "یا رسول اللہ انظر حالنا یا رسول اللہ اسمع قالنا"۔ یا رسول اللہ ہماری حالت کو دیکھئے۔ یا رسول اللہ ہماری فریاد کو سنئے۔ روزانہ اسی طرح بارگاہ خدا اور بارگاہ رسول میں فریاد کرتے رہے رو رو کر خدا اور رسول کو مناتے رہے اسی فریاد وگریہ زاری میں چالیس دن گذر گئے سارے علماء پریشان ہیں اب کیا ہوگا چالیس دن تو پورے ہو گئے ہم لوگوں نے تو چالیس دن کی مہلت لی تھی اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ادھر حاکم وقت

کافرمان آجاتا ہے اور سب حاکم کے روبرو کردیے جاتے ہیں۔ جب یہ لوگ حاکم وقت
کے دربار میں پیش کیے گئے تو سب کے چہروں پر اداسیاں چھائی ہوئی تھیں۔ حاکم نے کہا
اے لوگو! تم لوگوں نے چالیس دن کی مہلت مانگی تھی۔ وہ ختم ہوگئی۔ اب بتاؤ کیا کرنا ہے۔
تم میں کوئی ایسا ہے جو مردے کو زندہ کردے؟ ان لوگوں کی نظریں بظاہر حاکم کی طرف لگی
ہوئی تھیں۔ مگر دل بارگاہ الٰہی میں حاضر تھا۔ دل کی پکار بارگاہ رسول تک پہونچ رہی تھی۔
اسی وقت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے اپنی امت کے ایک ولی کامل حضرت سید علی ہمدانی
رحمۃ اللہ علیہ جو ہمدان میں تھے حکم دیا بیٹے! جلد سے جلد تم کشمیر جاؤ وہاں ہمارے کچھ غلام
مشکلوں میں پھنسے ہوئے ہیں اُن کی مدد کرو اور میرے دین کو سچا کر دکھاؤ۔ حکم رسول پاتے
ہی حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہمدان سے چلے اور تھوڑی ہی دیر میں کشمیر پہونچ
گئے گویا کہ ان کا ایک قدم ہمدان میں تھا اور دوسرا قدم کشمیر میں۔

اے اولیائے کرام کے عاشقو.........خوب دھیان سے سنو.........حاکم گرج
رہا تھا کہ تم میں سے کوئی ہے جو مردے کو زندہ کردے؟ اگر مردہ زندہ نہیں کرتے ہو تو یہ کہو
ہمارا دین جھوٹا ہے۔ ہمارا اسلام جھوٹا ہے۔ ہمارے نبی کی حدیث جھوٹی ہے سوال پہ سوال
ہو رہا تھا کہ اتنے میں حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ دربار میں پہونچ گئے۔ اور سید علی
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم کی گفتگو سن کر جلال میں آگئے اور فرمایا او بدباطن حاکم سنو! میرا
دین بھی سچا ہے، میرا اسلام بھی سچا ہے، میرا نبی بھی سچا ہے، نبی کی حدیث بھی سچی ہے، تم
ایک مردے کی بات کیا کرتے ہو تم کہو تو قبرستان کے سارے مردوں کو میں زندہ کردوں!!!
علمائے حق کے چہرے پر بشاشت کی لہر دوڑ گئی اور سب سجدۂ شکر میں گر گئے۔ اُدھر حاکم کو
پسینہ آنے لگا۔ حاکم کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔ کیونکہ اولیائے کرام کے چہروں پر وہ رعب
وجلال ہوتا ہے جس سے لوگ لرزہ براندام ہوجایا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے حاکم
سنو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کیا ہے یہ حق ہے مگر تم میں کوئی ہے جو مردہ کو
زندہ کردے؟ مگر دیکھو میں نبی نہیں ہوں، غلام نبی ہوں، میں نبی نہیں ہوں، آل نبی ہوں مگر

ایک مردہ کیا ہزاروں مردوں کو زندہ کرسکتا ہوں.........مگر میری ایک شرط ہے کہ تمہیں
میرے نبی کا کلمہ پڑھنا پڑیگا.........میرے نبی پر ایمان لانا ہوگا.........اور اگر ایمان
نہیں لاؤگے.........کلمہ نہیں پڑھوگے تو تم لوگ تباہ ہوجاؤگے.........برباد ہوجاؤگے۔
حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کو لیکر ایک قبرستان میں پہنچے اور ایک قبر کی مٹی
ہٹائی۔ اور فرمایا "قم باذن اللہ" یعنی اے مردے میرے رب کے حکم سے زندہ
ہوجاؤ۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ قبرستان کے سارے مردے زندہ ہوگئے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب ان لوگوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے مردے کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھا
تو دل کی دنیا بدل گئی۔ اُن کے سینے نور اسلام سے منور ہوگئے اور پڑھ لیا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ہوگئے، تو حضرات مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ انہیں اولیائے کرام
اور علمائے اسلام کی بدولت دنیا میں اسلام پھیلا ہے، کشمیر میں اسلام پھیلا ہے تو سید علی
ہمدانی کے ذریعے، پاکستان میں اسلام پھیلا ہے تو داتا گنج کے ذریعے، انڈونیشیا میں اسلام
پھیلا ہے تو سید برہان الدین کے ذریعے، بغداد میں اسلام پھیلا ہے تو غوث اعظم کے
ذریعے، ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے تو غریب نواز کے ذریعے۔

استاذ زمن فرماتے ہیں

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا
ہے تیری ذات عجب بحر حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا
تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شان رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

اے میرے سنی بھائیو....اب بتاؤ کہ اسلام کس سے پھیلا ہے؟......ان بوریا بستر والوں سے پھیلا ہے یا اُن اللہ والوں نے پھیلا ہے.....ان ماتھے پر گدہ بنانے والوں سے پھیلا ہے یا اُن روشن ضمیروں سے پھیلا ہے، ہاتھ میں تسبیح لیکران فریب کاروں نے اسلام پھیلایا ہے یا اُن اللہ والوں کی کوششوں سے اسلام پھیلا ہے؟....تو آپ کو کہنا پڑیگا کہ اسلام ان بوریا بستر والوں سے نہیں پھیلا ہے، بلکہ اسلام اللہ والوں سے پھیلا ہے، بزرگوں کے فیضانِ کرم سے پھیلا ہے لہٰذا ان بوریا بستر والوں سے الگ رہو اور اللہ والوں کا دامن تھام لو۔کیوں کہ اولیائے کرام کا دامن درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا دامن ہے، جس نے ولی اللہ کا دامن تھام لیا اس نے رسول اللہ کا دامن تھام لیا۔

چھوٹ جائے دولت کونین تو کیا غم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمد ﷺ

اصلی اور نقلی میں فرق

میرے عزیز دوستو.......آج ہر اصل چیزوں کی نقل تیار ہو چکی ہے....ہر چیز کی ڈپلیکیٹ بازار میں آچکی ہے.......اصلی اور نقلی دونوں کو اگر آپ کے سامنے رکھ دیا جائے تو ان دونوں کے درمیان خط امتیاز کرنا مشکل ہو جائیگا.........اور یہ پہچاننا دشوار ہو جائیگا کہ اصل کون ہے اور نقل کون ہے!!!۔یہی حال ان بہروپیا مولویوں کا ہے انکی داڑھی، انکی ٹوپی، انکا جبہ، انکا ازار، انکی تسبیح، انکا مصلی، ان کی پیشانی کا گدہ، انکی دلفریب باتیں دیکھ کر لوگ ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں اور اصلی اور نقلی کی پہچان کھو بیٹھتے ہیں۔

تو خود کو فرشتہ نہ سمجھ واعظ ناداں
دنیا میں تیرے رنگ کے انساں بہت ہیں
نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ عقل و دانش ہے
چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا

غریب نواز کی کرامت

محترم سامعین کرام........عطائے رسول خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ چالیس درویشوں کے ساتھ صدائے توحید اور آواز حق بلند کرنے کے لئے بہت دور سنجر سے ہندوستان تشریف لائے اور ہندوستان میں آپ نے شمع اسلام روشن کی.....ہندوستان کے ایک شہر اجمیر کو آپ نے اپنے تبلیغی مشن کا مرکز بنایا اور وہیں سے پورے ہندوستان میں اسلام کی روشنی پھیلائی اور سب سے پہلے اجمیر ہی میں ایسی صدائے حق لگائی کہ اجمیر کے درو دیوار وجد میں آگئے یہ وہ مقام تھا کہ جہاں اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ تھا.....اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار کرنے والا دور دور تک نظر نہ آتا تھا......ہر طرف کفر ہی کفر، شرک ہی شرک تھا۔ایسے ماحول میں آپ اپنے درویشوں کے ہمراہ اناساگر کے قریب فروکش ہوئے.......اور وہیں قیام فرمایا۔آپ نے دیکھا کے تالاب کے چاروں طرف مندر ہی مندر ہیں اور اُن مندروں سے گھنٹیوں کی آوازیں آرہی ہیں۔بڑے بڑے پنڈت پوجا پاٹ میں لگے ہوئے ہیں۔خواجہ غریب نواز نے اسلام کی تبلیغ شروع فرمائی اور سب سے پہلے اجمیر کے حاکم راجا پرتھوی راج کو کلمہ پڑھنے کی دعوت دی۔راجا پرتھوی راج آپ کے حق وصداقت کا پیغام قبول کرنے کے بجائے آپ کا جانی دشمن ہو گیا اور طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کیں۔حتی کہ ایک وقت وہ بھی آیا کہ راجا پرتھوی نے آپ کے لئے اناساگر کا پانی ممنوع قرار دے دیا اور تالاب کے کنارے سپاہیوں کی فوج کھڑی کردی اور سخت پہرا بیٹھا دیا آپ کے غلاموں میں سے کچھ لوگ تالاب سے پانی لینے کے لئے گئے تو ان سپاہیوں نے ان لوگوں کو پانی لینے سے روک دیا اور دھکا دیکر گھاٹ سے باہر کردیا۔خادموں نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر سارا واقعہ عرض کیا۔خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آئے اور ان لوگوں سے لڑنے اور جھگڑنے کے بجائے اپنے خادموں کو کوزہ دیکر فرمایا جاؤ اور اناساگر سے کہو کہ معین الدین تمہیں اپنی بارگاہ میں

بلا رہے ہیں۔ مریدوں نے حکم کی تکمیل کی اور انا ساگر سے قریب جا کر خواجہ کا حکم سنایا آپ کا حکم سنتا تھا کہ تالاب کا سارا پانی خواجہ غریب نواز کے کاسے میں آ گیا اور تالاب میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہا۔ نہ صرف تالاب کا پانی بلکہ شہر کے تمام کنویں بھی خشک ہو گئے۔ حتی کہ گائے کے تھنوں کا دودھ اور ماں کے سینوں کا دودھ بھی خواجہ کے پیالے میں چلا آیا۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ مخلوق خدا پانی کے ایک ایک بوند کو ترسنے لگی۔ بچے بھوک سے بلکنے لگے۔ مجبور ہو کر وہ لوگ بارگاہ خواجہ میں آ کر اپنی غلطی کی معافی چاہی۔ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو رحم آ گیا۔ اور فرمایا آئندہ تم لوگ ایسی غلطی نہ کرنا پھر آپ نے اپنے مرید کو ہی لوٹا دیکر بھیجا اور کہا جاؤ اس لوٹے کا پانی اسی تالاب میں ڈال دو۔ پانی ڈالنا تھا کہ تالاب پہلے کی طرح پانی سے بھر گیا۔ بلا تشبیہ و تمثیل مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ اجمیر کے خواجہ کا یہ عالم ہے تو مدینہ کے راجا کا عالم کیا ہوگا۔ جب غلام مصطفےٰ کی یہ طاقت ہے تو مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی قوتوں کا عالم کیا ہوگا۔

جب انکے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرات...... جس روز حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی اسی روز تقریباً 22000 ہزار لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ تبلیغ اسکا نام ہے...... کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ یہ بوریہ بستر والے کسی غیر مسلم کو مسلمان بنائے ہوں ہاں یہ مسلمانوں کو روح ایمان سے ضرور محروم کر دیتے ہیں اور سیدھے سادھے مسلمانوں کے دلوں سے مصطفیٰ پیارے ﷺ کی محبت و عظمت نکال دیتے ہیں۔ کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ یہ دیو کے بندے گھنٹہ بجانے والوں کے پاس گئے ہوں......... جٹادھاریوں کے پاس پہنچے ہوں...... کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والوں کو سمجھائے ہوں.... پھر بھی چیخ چیخ کر اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ اسلام تو ہمیں لوگ پھیلا رہے ہیں...... تو مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ اسلام ان ملاؤں سے نہیں پھیلا ہے بلکہ اسلام اللہ والوں سے پھیلا ہے۔

حضرات!......... ایک نکتہ کی بات گوش گذار کر دینا چاہتا ہوں۔ ان بوریہ بستر والوں کی تبلیغ کی حقیقت کیا ہے اور اس تبلیغ کے پیچھے ان کا مقصد کیا ہے؟۔ اس کو ذہن نشین کر لیجئے کام آئیگا۔ امریکہ کا نام سُنا ہوگا یہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن ملک ہے، مسلمانوں کا سب بڑا حریف ہے..... ہمیشہ ان کی نظروں میں اسلام اور مسلمان کھٹکتا رہتا ہے۔ مسلمان کی ترقی کا دشمن ہے۔ جبھی تو اس نابنجار نے افغانستان کو برباد کیا...... عراق کو تباہ کیا......... لبنان کو پریشان کیا......... ٹھیک اسی طرح ان بدعقیدوں کی پلاننگ ہے کہ جس محلے میں سنیت کی ترقی ہو رہی ہوتی ہے......... یہ اسی محلے میں چھاپا مارتے ہیں اور مسلمانوں کے عقیدہ وایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ سنیوں کے محلے میں جاتے ہیں اور اُن محلوں کو نشانہ بناتے ہیں جہاں خواجہ کی چھٹی منائی جاتی ہے......... بڑے پیر کی گیارہویں مناتے ہیں...... جہاں لوگ جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں...... فاتحہ بھی پڑھتے ہیں......... اور اپنے آقا ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کیا کرتے ہیں...... جہاں کے لوگ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضریاں دیتے ہیں..... وہاں جا کر یہ دو ہیڑے میٹھی میٹھی باتیں بول کر الٹی منطق پڑھاتے ہیں اور ذہن دیتے ہیں کہ خواجہ کی چھٹی جائز نہیں......... بڑے پیر کی گیارہویں درست نہیں......... نذر و نیاز کا اسلام میں کہیں ثبوت نہیں...... صلوٰۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا ناجائز ہے......... ولیوں کے مزارات پر جانا بدعت اور چادریں چڑھانا بدعت ہے......... تو معلوم ہوا کہ ان غداروں کی تبلیغ بس یہی ہے کہ بھولے بھالے مسلمانوں کو خواجہ کی چھٹی سے روک دیا جائے......... شہنشاہ بغداد کی گیارہویں سے لوگوں کو محروم کر دیا جائے......... غرض کہ فاتحہ نذر و نیاز سے روک دینا ہی اُن کے نزدیک تبلیغ ہے...... صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے روک دینا ہی اُن کے نزدیک تبلیغ ہے......... اولیائے کرام سے دور کر دینا ہی اُن کا مقصد وحشا ہے......... عشق مصطفےٰ کی جلتی شمع کو بجھا دینا ہی ان کا شعار اور فطرت ہے......... تو انکی تبلیغ سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کا مقصد ایمان والا بنانا نہیں ہے بلکہ بے ایمان کرنا ہے...... مسلمان بنانا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے

دلوں سے روح ایمان نکالنا ہے......وفادار مصطفےٰ بنانا نہیں بلکہ غدار مصطفےٰ بنانا ہے......
عاشق رسول بنانا نہیں بلکہ گستاخ رسول بنانا ہے.........خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے
انداز تبلیغ کو دیکھئے کہ خواجہ غریب نواز مسجدوں میں نہیں بلکہ مندروں میں اسلام کی تبلیغ کی
ہے۔اسلئے کہ خواجہ غریب نواز کا مقصد کافروں کو ایمان والا بنانا تھا نہ کے ایمان والوں کو بے
ایمان بنانا.........غدار اسلام بنانا نہ تھا بلکہ وفادار اسلام بنانا تھا........تو معلوم ہوا کہ ان
بوریہ بستر والوں سے اسلام نہیں پھیلا ہے بلکہ اللہ والوں سے اسلام پھیلا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

خواجہ کے کھڑاون کا پاور

راجہ پرتھوی راج نے جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی طاقت وقوت کو دیکھا تو
اس کا ہوش اڑ گیا کیونکہ پورے تالاب کا پانی ایک کشکول میں کر دینا کوئی معمولی بات نہیں
تھی۔پرتھوی راج بے ایمان تھا.......کافر تھا.......ولایت کی حقیقت کو سمجھ نہ سکا......جب
ولایت کی حقیقت یہ دین کے ٹھیکدار نہ سمجھ سکے.........تو وہ کافر بھلا کیا سمجھتا......چھوٹا ازار
والا نہ سمجھ سکا..........تو بڑی چوٹی والا کیا سمجھتا...........اُس نے یہ خیال کیا کہ یہ درویش
بہت بڑا جادوگر ہے......جادو کی طاقت سے یہ کمال دکھا رہا ہے........اور لوگوں کو اپنے
قریب کر رہا ہے ...... پرتھوی راج نے سوچا اور فیصلہ کیا کہ لوہے کو لوہے سے کاٹا
جاسکتا ہے۔اس لئے اس درویش کے مقابلہ میں نامور جادوگروں کو لایا جائے........اس
وقت ملک کا سب سے طاقت ور جادوگر.........جے پال جوگی تھا.......اس لئے جے پال
جوگی کو بلایا گیا تا کہ وہ اپنے ساحرانہ کمال سے اپنی جادو کی طاقت سے درویش کی طاقت
کو ختم کر دے......چنانچہ جے پال جوگی کو ساری بات بتائی گئی اور درویش کے حالات
سے آگاہ کیا گیا...........جے پال جوگی نے پرتھوی راج سے کہا.....مہاراج! اب آپ کو
گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے.......... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ

ہمارے منتوں کا کھیل ہے۔ہماری طاقت کے سامنے درویش کی طاقت کام نہیں آسکتی۔
پرتھوی راج جے پال جوگی کی بات پر خوش ہوگیا......جے پال جوگی اپنے سینکڑوں شاگردوں
کے ساتھ ناز ونخرے میں ڈوب کر شیروں پر سوار ہو کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
آگیا۔ہر ایک کے ہاتھوں میں آگ اگلنے والے سانپ تھے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ
نے جب ان ساحروں کی بدتمیزی دیکھی تو اپنے مریدوں کے گرد ایک حصار کھینچ دی تا کہ
آپ کے رفقاء ان ساحروں کی شرارت سے محفوظ و مامون رہیں۔خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ
علیہ ان لوگوں سے فرماتے ہیں تم لوگ واپس چلے جاؤ اور درویشوں کو تنگ مت کرو۔
ساحروں نے جب خواجہ غریب نواز کی باتیں سنی تو اور زیادہ شرانگیزی پر اتر آئے خواجہ غریب
نواز رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آئے۔اور زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا کر ان پر پھینک دی۔
مٹی اٹھا کر پھینکنا تھا کہ سارا جادو ختم ہو گیا۔اب نہ آگ کے شعلے رہے نہ شیروں اور سانپوں
کا ڈر رہا۔جادوگروں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور ہمت جواب دینے لگی۔

اولیاء راست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

جے پال جوگی نے سوچا کہ اگر زمینی حملے سے زیر نہ کر سکا زمینی حملے سے شکست نہ
دے سکا تو آسمانی حملے سے تو ضرور شکست دے دونگا.........چنانچہ بڑے غرور و گھمنڈ کے
ساتھ اپنی طاقت پر اتراتا ہوا.........ہوا میں اڑنا شروع کیا۔خواجہ غریب نواز نے اپنے
مریدوں سے فرمایا دیکھو وہ کہاں تک گیا..........مریدوں نے کہا حضور! بہت دور چلا گیا
.......فرمایا اب دیکھو کہاں تک گیا۔عرض کیا حضور اتنی بلندی پر چلا گیا کہ اب نظر بھی نہیں
آرہا ہے۔غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے کھڑاون کو ہوا میں پھینکتے ہیں اور فرماتے ہیں اے
کھڑاون کھڑاو پر اور تو نیچے........جا اسے تلاش کر کے لا.......خواجہ غریب نواز کا بھیجا ہوا.....
.......کھڑاون ہواؤں کو چیرتا ہوا..........فضاؤں سے ٹکراتا ہوا جے پال جوگی تک
پہنچا اور اس کی کھوپڑی پر ضرب لگاتا ہوا نیچے لانا شروع کیا............کھڑاون نے کہا اے

بے پال جوگی اب تو اوپر نہیں جا سکتا ہے اور جانے کی تجھ میں طاقت بھی نہیں ہے نیچے چل اور خواجہ غریب نواز کے قدموں میں معافی کی بھیک مانگ .... غریب نواز کے قدموں میں آنا تھا کہ اسکے دل کی دنیا بدل گئی .... دل سے کفر کی تاریکی چھٹ گئی اور ایمان کا اُجالا پھیل گیا۔ کفر کی بدبو نکل گئی اور ایمان کی خوشبو سے اس کا مشام جاں معطر ہو گیا۔ عرض کیا حضور میں نے آپ کو مان لیا ہے .... اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایمان کی طاقت اور ہے اور کفر کی طاقت اور!!! .... حق کی قوت اور ہے اور باطل کی قوت اور ....

حضرات! ...... مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ جب ایک لکڑی کے ٹکڑے کو غریب نواز کے قدموں سے نسبت ہو جائے تو اسکی طاقت کا یہ حال ہے کہ بغیر پالکیٹ کے اور بغیر پٹرول کے اتنا اوپر چلا جائے کہ اس کے مقابلے میں پٹرول کا جہاز بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ تو جب غریب نواز کے قدموں سے لگے کھڑاون میں یہ طاقت ہے تو خود خواجہ غریب نواز میں کتنی طاقت و قوت ہو گی اور خواجہ کا مقابلہ کون کر سکتا تھا۔ "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" ...... بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

جے پال جوگی غریب نواز کے قدموں پر گر جاتا ہے اور پڑھ لیتا ہے کلمہ اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ اور مسلمان ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اسلام ان وہابی ملاؤں سے نہیں پھیلا ہے بلکہ یہ اسلام اللہ والوں سے پھیلا ہے۔ بزرگوں کے فیضان نظر سے پھیلا ہے۔

حضرات! ...... آج ہندوستان میں یہ ٹوپیاں جو نظر آ رہی ہیں مجھے کہہ لینے دیجئے کہ انہیں خواجہ غریب نواز کا صدقہ ہے ...... یہ مسجدوں کے بلند منارے جو نظر آ رہے ہیں یہ عطائے رسول کا صدقہ ہے ...... یہ محراب و منبر غریب نواز کا صدقہ ...... یہ دینی درسگاہیں غریب نواز کا صدقہ ...... یہ خانقاہیں غریب نواز کا صدقہ ہے ...... اور اسی کا نام اسلام کی تبلیغ ہے .... معتبر ذرائع سے پتہ چلا کہ خواجہ غریب نواز کی تبلیغ اور اُن کے کرامات و تصرفات سے 90 لاکھ غیر مسلموں کو دولت ایمان ملی ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز

جنکی زندگی بہت ہی سادہ تھی .... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جن کا لباس پیوند دار تھا ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جنکی خوراک سوکھی روٹی تھی ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جن کے رہنے کے لئے ایک صحیح جھونپڑی بھی نہ تھی ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو روحانی خزانہ سے مالا مال تھے ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو اخلاق حسنہ کے پیکر تھے ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو عشق الٰہی سے سرشار تھے ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو دین الٰہی کے نصیر تھے ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو روشن ضمیر تھے ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو بے کسوں کے دستگیر تھے ...... کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو پاسبان شریعت اور رازدار طریقت تھے۔ کون غریب نواز؟ وہ غریب نواز جو واقف رموز حقیقت اور شناور بحر معرفت تھے۔

مجھے جب بلاتے ہو اجمیر والے | تو قسمت بھی چمکا دو اجمیر والے
کچھ ایسی عطا ہو عطائے محمد | مدینہ بھی دکھا دو اجمیر والے
ہوں سنتوں کا میں پابند خواجہ | کرم کی نظر کر دو اجمیر والے

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ" عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

پتھر کی مورتی میں روح آگئی

قدوۃ العارفین، سلطان التارکین، محبوب یزدانی حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ جن کا آستانہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں مرجع خلائق ہے اور جہاں ہر وقت سینکڑوں زائرین کی بھیڑ لگی رہتی ہے ...... بالخصوص آسیب زدہ لوگوں کے لئے آپ کا دربار عالیہ شفاخانہ بنا ہوا ہے۔ ہزاروں مریض لائے جاتے ہیں اور الحمد اللہ شفایاب ہو کر واپس جاتے ہیں .... مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ بڑے بافیض اور باکرامت بزرگ گذرے ہیں .... آپ تخت سمناں کو چھوڑ کر تبلیغ اسلام کی خاطر ہندوستان تشریف لائے اور لاکھوں کفار و مشرکین کو آپ نے داخل اسلام کیا ...... ہزاروں گم گشتگان راہ کو جادۂ

منزل عطا کیا اور نامرادوں کی مرادیں پوری کیں۔

آیئے میں حضرت کی ایک عظیم کرامت پیش کروں تا کہ آپ کا ایمان تازہ ہو جائے اور آپکے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت راسخ ہو جائے..... اور معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اُن محبوب بندوں کو کتنی عظیم طاقت وقوت سے نواز رکھا ہے.. جی لگا کر بولئے سبحان اللہ۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ جب احمد آباد گجرات میں تشریف فرما تھے تو آپ کے چند مریدین تفریحا سیر کو گئے۔ راستے میں ان لوگوں نے ایک بت خانے کو دیکھا جہاں بڑے بڑے خوبصورت اور حسین تصویریں بنی ہوئی تھیں.. اسی بت خانہ میں ایک عورت کی تصویر نظر آئی جو پتھر کی تراشی ہوئی تھی اور بڑی ہی حسین وجمیل تھی آپ کا ایک مرید اسے دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گیا۔ بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا چل اٹھ۔ ہر چند یاران صحبت نے نصیحت کی لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا

مولانا روم فرماتے ہیں

عاشقی پیداست اززاری دل
نیست بیماری چوں بیماری دل

حضرات........ عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر وقرار، ہوش وحواس، شرم وحیا، سب سے کنارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب ودانہ اس بت نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں عرصہ گذر گیا۔ حضرت مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں انکی حالت عرض کی گئی۔ حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے میں خود جاؤں گا اور اسکو دیکھوں گا۔ جب آپ تشریف لے گئے تو آپ کے ہمراہ بہت سے لوگ چلے۔ آپ کی نظر اس مرید عاشق پر پڑی جو عجیب حالت بیخودی میں کھڑا تھا۔ آپ نے دیکھا اور فرمایا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت اور صدمہ عشق نہ ہو۔ مرید کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر اس صورت سنگین (یعنی مورتی) اور بت نازنین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔ زبان مبارک سے

یہ فرمانا تھا کہ اس مورتی میں جان آ گئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ جتنے لوگ اس مجمع میں تھے سب نے بلند آواز کہا نعرہائے تکبیر بلند کی۔

پھر حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ عنہ نے اپنے اُس مرید کا نکاح اس بت نازنین سے کر دیا اور ولایت گجرات ان کے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔ پھر اس بت نازنین سے اولاد بھی پیدا ہوئیں۔

منقبت در شان اقدس سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

حمد خوان کبریا مخدوم سمناں آپ ہیں ۔۔۔ واصف صل علی مخدوم سمناں آپ ہیں
کیوں نہ پلکوں پر جگہ دیں ہم قدوم ناز کو ۔۔۔ نور چشم فاطمہ مخدوم سمناں آپ ہیں
کس کے در پہ جا کے ہم اب مدعا اپنا رکھیں ۔۔۔ مخزن جود وسخا مخدوم سمناں آپ ہیں
داستان غم سناؤں کیوں کسی کے سامنے ۔۔۔ حال دل سے آشنا مخدوم اشرف آپ ہیں
ہے فرشتوں کی زباں پر ذکر کردار علم ۔۔۔ صاحب زہد وورع مخدوم سمناں آپ ہیں
معرفت کے مے کدے کو مرحبا صد مرحبا ۔۔۔ ساقی رنگین ادا مخدوم اشرف آپ ہیں
اہل ایماں ویقین کے واسطے ہر دور میں ۔۔۔ نعمت رب العلیٰ مخدوم اشرف آپ ہیں
ہم کہاں جائیں شفائے داودول کے واسطے ۔۔۔ غوث کا دار الشفاء مخدوم سمناں آپ ہیں
شرک وبدعت کے اندھیرے دور دنیا سے ہوئے ۔۔۔ نیر چرخ ہدیٰ مخدوم سمناں آپ ہیں
مشکلات دہر سے محفوظ ہو جاؤں نہ کیوں ۔۔۔ میرے بھی مشکل کشاء مخدوم سمنان آپ ہیں

ایک مرید کا یقین کامل

حضرات!...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، دریائے رحمت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کی ذات بابرکت سے سارا زمانہ واقف ہے۔ آپ جہاں علوم شریعت کے بحر ذخار تھے وہیں روحانیت کے بھی تاجدار تھے۔ گویا کہ آپ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے۔

جہاں آپ سینکڑوں کتابوں کے مصنف تھے وہیں آپ ہزاروں مریدوں کے پیر کامل بھی تھے جہاں آپ کے قلم سے شریعت کے ہزاروں مسائل قید تحریر میں آئے وہیں آپ سے بے شمار کرامتیں بھی صادر ہوئیں۔

آیئے..... میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ایک عظیم کرامت سناؤں جو ہمارے دعوے کی دلیل بھی ہو جائیگی اور ایک ولی کامل کا تصرف واختیار بھی ثابت ہو جائیگا۔

آپ کا ایک مرید خاص جس کا نام امجد علی خان تھا بھینس واڑی شریف کے رہنے والے تھے۔شکار کے بڑے عاشق تھے۔شکار کرنے کی غرض سے ایک جنگل میں تشریف لے گئے۔بندوق گولی سے لوڈ ہے اور شکار کے انتظار میں ہیں چنانچہ ایک شکار نظر آیا۔نظر پڑتے ہی آپ نے گولی چلادی اتفاقاً یہ گولی بجائے شکار کے ایک آدمی کو لگ گئی.......اور وہ شخص گولی لگتے ہی زمین پر گرا اور ہلاک ہو گیا۔ان پر قتل کا مقدمہ چلا۔اور پھانسی کی سزا سنادی گئی۔گھر میں کہرام مچ گیا۔اور پھانسی کی سزا سنتے ہی گھر والے پریشان ہو گئے۔گھر میں ماتم برپا ہو گیا۔پورا گھر غم والم میں ڈوب گیا اور گریہ وزاری ہونے لگی۔مگر امجد علی بالکل مطمئن اور شاداں وفرحاں تھے۔گھر والوں کو تسلی دی اور کہا آپ لوگ گھبرائیں نہیں میں انشاء اللہ بری ہو جاؤں گا اور مجھے پھانسی نہیں ہوگی کیونکہ میرے پیر ومرشد امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے مجھے فرمادیا ہے۔جاؤ تمہیں پھانسی نہیں ہوگی۔چنانچہ فیصلے کی تاریخ قریب آئی اور ان کے گھر والے جیل پہنچے۔امجد علی نے کہا اطمینان رکھو میں صبح گھر پر ہی ناشتہ کروں گا..........اب انکا حسن اعتقاد اور کمال اعتماد دیکھئے جلادوں نے پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر دیا اور پوچھا گیا کہ آپ کی آخری خواہش کیا ہے..........بولئے تاکہ آپ کی خواہش پوری کی جائے.........آپ نے جواب دیا کہ ابھی میرا وقت نہیں آیا ہے مجھے پھانسی نہیں ہوگی وہ لوگ حیرت سے منہ تکنے لگے......اور کہنے لگے یہ عجیب دیوانہ معلوم دیتا ہے تختہ دار پر کھڑا کیا جا چکا ہے......جان جانے میں صرف پھندہ کھینچنے کی دیر ہے......اور یہ کہتا ہے کہ ابھی میرا وقت نہیں آیا ہے۔اتنے میں لندن سے تار آتا ہے....

کہ ملکہ وکٹوریہ کی تاج پوشی کی خوشی میں اتنے خونی اور اتنے قیدی رہا کر دیئے جائیں....... فوراً امجد علی خان کو پھانسی کے تختے سے اتار لیا جاتا ہے اور رہا کر دیا جاتا ہے.....رہائی پاتے ہی اپنے گھر پہونچ گئے......گھر میں دیکھا کہ لاش لانے کی تیاری ہو رہی ہے.....گھر والے آپ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور خوشی کی انتہا نہ رہی......پھر امجد علی خان نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ صبح گھر آؤں گا ناشتہ بھی گھر میں ہی کروں گا.....کیونکہ مجھے اپنے پیر ومرشد سرکار اعلیٰحضرت کے ارشاد پر مکمل یقین تھا.....کہ جب میرے پیر ومرشد نے فرمادیا ہے کہ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تو اب دنیا میں کسی کی طاقت نہ تھی جو مجھے پھانسی دے دے۔

اسی لئے تو فرماتے ہیں۔

ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہے
ان کے منہ سے جو نکلے میں فرمان الٰہی ہے

☆☆☆☆☆

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی

وما علینا الا البلاغ

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدرالدجیٰ پر لاکھوں سلام

اعلیٰ سے اعلیٰ تیرا مقام
سب انبیاء کا تو ہے امام
کل اولیاء ہیں تیرے غلام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

ہے حکمرانی کس شان سے
قائم ہے تیرے فیضان سے
دنیا ودیں کا سارا نظام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

تیری عطا کی کیا بات ہے
ابر کرم کی برسات ہے
رد بلا ہے تیرا ہی نام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

اتنا کرم تو فرمایئے
روضے پہ سب کو بلوایئے
حاضر یہاں ہیں جتنے غلام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

انجم کے آقا انجم ہی کیا
تیرے بھکاری تیرے گدا
سارے خواص اور سارے عوام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

علمائے اُمّتِ مصطفےٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم .وقل رب زدني علما. صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَاالْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ..........

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نو جوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضرٰی کی جانب لو لگا کر بھیک دینے والے آقا و داتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار، شہنشاہ ذی وقار رحمۃ اللعالمین، طٰہٰ ویٰسین انیس بیکساں، چارہ ساز درد منداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود شریف پیش کرلیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ .

علم ہے ایک نور عالم نور والا ہوگیا
مصحفِ قرآن سے سینہ اُجالا ہوگیا
علم دین میراث ہے سرکار کا اے مومنو!
ہاں اسی برکت سے وہ نائب نبی ہوگیا
علم دیں کی روشنی ہر سمت پھیلاتا ہے وہ
پیشوا وعاشقانِ مصطفےٰ کا ہوگیا
جام عشق مصطفےٰ بھر کر پلاتے ہیں
غوث وخواجہ اور رضا وہ دلارا ہوگیا
مسلک احمد رضا کا جو بھی شیدا ہوگا ے
پیکر رشد وہدیٰ کا وہ سراپا ہوگیا
عشق احمد جسکے دل میں ہے وہ بیشک جنتی
بے ادب گستاخ سب دوزخ کا کتا ہوگیا

حضرات! آج میں آپ کے سامنے علم اور علماء کی فضیلت کے تعلق سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم کی بے پناہ فضیلت وعظمت بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً. اے میرے محبوب آپ مجھ سے زیادتی علم طلب کریں۔ یعنی آپ میری بارگاہ میں عرض کریں کہ اے مولیٰ میرے علم میں اضافہ

فرما......میرے علم میں برکت عطا فرما......فرمانِ خدا سے معلوم ہوا......کہ بارگاہِ رب ذوالجلال میں علم کا کتنا اونچا مقام ہے......کہ خود پروردگار عالم اپنے محبوب ﷺ کو زیادتیٔ علم کے لئے حکم فرما رہا ہے۔"وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" اے محبوب آپ مجھ سے علم کی زیادتی طلب کریں......علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۱۳۰ پر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے علم کی رفعت وفضیلت واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے......اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی طلب کرنے کا حکم نہیں فرمایا......آیت مقدسہ سے پتہ چلا......معلوم ہوا کہ بارگاہ خداوندی میں علم ہی ایک ایسی دولت ہے......علم ہی ایک ایسی نعمت ہے......علم ہی ایک ایسا سرمایہ ہے......علم ہی ایک ایسی پونجی ہے......جسکا دنیا و مافیہا میں کوئی جواب نہیں......جسکی دنیا و مافیہا میں کوئی مثال نہیں......اسکی فضیلت وعظمت کا اندازہ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کے متفرق سورتوں میں اسکے فیوض وبرکات اور رفعت وبلندی کا ذکر فرمایا ہے......کہیں ارشاد فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پارہ ۲۲ رکوع ۱۹)......اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں......کہیں ارشاد فرمایا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پارہ ۲۸ رکوع ۲) اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔کہیں ارشاد فرمایا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پارہ ۲۳ سورہ زمر۔ آیت نمبر ۹) کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔

حضرات!......ابھی تک آپ قرآن عظیم کی روشنی میں علم کی فضیلت سماعت فرما رہے تھے......اب آیئے احادیث کریمہ کی روشنی میں عظمت علم کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ آقائے دو عالم ﷺ علم والوں کی شان بیان فرماتے ہیں۔اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ۔علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں۔

کہیں ارشاد فرمایا......عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

کہیں ارشاد فرمایا......مَنْ زَارَ عَالِمًا فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ جس نے کسی عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی۔

کہیں ارشاد فرمایا......مَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَكَاَنَّمَا صَافَحَنِیْ جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔

کہیں ارشاد فرمایا......وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَكَاَنَّمَا جَالَسَنِیْ جو کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا گویا کہ وہ میری مجلس میں بیٹھا۔

اور ارشاد فرمایا......وَمَنْ جَالَسَنِیْ اَجْلَسَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الْجَنَّةِ اور جو میری مجلس میں بیٹھے اللہ تعالیٰ اسکو بروز قیامت جنت میں بیٹھائیگا۔

کہیں ارشاد فرمایا......فَقِیْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ایک عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا......تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّیْلِ خَیْرٌ مِّنْ اِحْیَائِهَا۔ رات میں ایک گھڑی علم دین حاصل کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا......اَلْعِلْمُ حَیَاةُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ علم اسلام کی زندگی ہے اور دین کا کھمبا ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا......اَلْعِلْمُ خَیْرٌ مِّنَ الْعِبَادَةِ علم عبادت سے بہتر ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا......لِكُلِّ شَیْءٍ طَرِیْقٌ وَطَرِیْقُ الْجَنَّةِ الْعِلْمُ ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا......مَنْ صَارَ بِالْعِلْمِ حَیًّا لَمْ یَمُتْ اَبَدًا جو علم کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرے گا۔

کہیں ارشاد فرمایا......مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

حَتّٰی یَرْجِعَ جو علم کی تلاش میں نکلا وہ واپسی تک اللہ کے راستے میں ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا...... مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالیٰ جسے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔

ان آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے جتنے ایمان والے بندے ہیں اُن میں اہل علم کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بڑے محبوب ہیں۔ یوں تو جس نے بھی اپنے عقیدہ وایمان کی حفاظت کی سب کے سب بارگاہ خداوندی میں بڑے مرتبے والے ہیں۔ اور بڑے درجے والے ہیں مگر ان میں خاص کر علمائے دین، علمائے اسلام بہت بڑے مرتبے والے اور بہت اونچے درجے والے ہیں... دنیا وآخرت میں انکا مرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بلند درجات کا وعدہ فرمایا ہے۔

لہٰذا جہاں تک ہو سکے علمائے کرام کی تعظیم وتکریم کرنی چاہئے اور انکے ادب واحترام کا خاص خیال رکھنا چاہیے....... آپ اپنے دلوں میں علمائے کرام کی محبت پیدا کیجئے۔ اور ہمیشہ علمائے کرام کی دعاؤں کا طالب رہیے... علمائے کرام سے قریب رہنے کی کوشش کیجئے ساتھ ہی ساتھ وہ طالب علم جو علم دین کے حصول میں لگے ہوئے ہیں۔ اور علم دین کی طلب میں مصروف ہیں.... انکو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھئے کیوں کہ طالب علم کا بھی مقام ومرتبہ بہت بلند ہے۔ آیئے اس سلسلے کی ایک لمبی حدیث پاک آپ کی سماعتوں کے حوالے کروں۔

علماء وطلباء کا مقام ومرتبہ

مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب العلم صفحہ ۳۳ کا سطر نمبر ۷ صفحہ ۳۴ کا سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔۴۔۵

عَنْ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُکَ مِنْ مَدِیْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّی

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَنْبِیَاءُ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔ حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد دمشق میں بیٹھا ہوا تھا...... تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آکر کہا اے ابودرداء میں آپ کی خدمت میں مدینۃ الرسول ﷺ سے آیا ہوں ایک حدیث کیلئے جس کے متعلق مجھے یہ خبر ہے کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ صرف اسی کام کے لئے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص دینی علوم میں سے کسی علم کی تلاش کیلئے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت کے راستوں میں سے کسی راستے پر چلائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کیلئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور بے شک عالم دین کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز حتی کہ مچھلیاں پانی میں بخشش طلب کرتی ہیں۔ اور بے شک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء کرام نے کسی کو دینار ودرھم کا وارث نہیں بنایا وہ تو اپنے پیچھے علم ہی کی وراثت چھوڑ جاتے ہیں اور جس نے یہ علم حاصل کرلیا اس نے دینی سعادتوں کا مکمل حصہ پالیا۔

علماء کی فضیلت

حضرات...... لوگوں کو اس حدیث پاک سے درس عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ بارگاہ خدا اور رسول میں علمائے کرام کا کتنا اونچا مقام ہے...... اللہ تعالیٰ نے علمائے اسلام کو بے پناہ عزت و رفعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں علمائے کرام کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ علمائے کرام پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ چیونٹیاں اُن کی زندگی کیلئے اپنے سوراخوں میں دعا کرتی ہیں۔ مچھلیاں سمندر کی تہہ میں اُن کی بقاء کے لئے اور زمین اور آسمان کی ساری چیزیں اُن کی مغفرت اور بخشش کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ آخر مچھلیاں سمندر میں علمائے کرام کی زندگی کی دعا کیوں کرتی ہیں...... تو محدثین کرام اس حدیث کی توضیح میں بیان فرماتے ہیں کہ مچھلیاں عالموں کے لئے دعائے مغفرت اس لئے کرتی ہیں کہ پانی جو ائی زندگی کا سبب ہے...... وہ علمائے کرام کی برکت سے ہے بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ یعنی عالموں کے سبب ہی ان پر بارش کی جاتی ہے اور انہیں کے سبب ان کو روزی بھی دی جاتی ہے۔ اس لئے مچھلیاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ میرے دوستو! صرف مچھلیاں، چیونٹیاں اور فرشتے ہی نہیں بلکہ کائنات کی ساری چیزیں عالموں کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں!!!۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کائنات کی یہ ساری چیزیں عالموں کے لئے کیوں دعائیں کرتی ہیں...... تو اس کا جواب یہ ہے کہ پورے جہان کی درستگی علمائے دین ہی سے ہے...... آقا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ یعنی عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ حضور اکرم ﷺ نے عالم دین کو چاند سے اس لئے تشبیہ دی کہ چاند کی چاندنی سے ساری دنیا منور ہوتی ہے...... چاند

کی روشنی سے ساری دنیا روشن ہوتی ہے...... اسی طرح علمائے کرام بھی اپنے زمانے کے چراغ ہوتے ہیں جو علم دین سے سارے جہاں کو روشن کرتے رہتے ہیں۔ اور علم دین کا فائدہ سارے جہان کو پہونچتا رہتا ہے۔

علم پانی کی طرح ہے

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر کے جلد نمبر ا صفحہ ۲۷۶ پر فرماتے ہیں۔ "علم پانی کی طرح ہے"۔ اور علم کو پانی سے تشبیہ دینے کی پانچ وجہیں بیان کی ہیں۔

پہلی وجہ...... فرماتے ہیں اِنَّ الْمَطَرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ. جیسے بارش آسمان سے اترتی ہے ایسے ہی علم بھی آسمان سے اترتا ہے

دوسری وجہ...... ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اِصْلَاحَ الْاَرْضِ بِالْمَطَرِ فَاِصْلَاحُ الْخَلْقِ بِالْعِلْمِ جس طرح زمین کی درستگی بارش سے ہے اسی طرح مخلوق کی درستگی علم سے ہے۔

تیسری وجہ...... بیان فرماتے ہیں اِنَّ الزَّرْعَ وَالنَّبَاتَ لَا يَخْرُجُ بِغَيْرِ الْمَطَرِ كَذٰلِكَ الْاَعْمَالُ وَالطَّاعَاتُ لَا تَخْرُجُ بِغَيْرِ الْعِلْمِ. یعنی جیسے کھیتی اور ہریالی بغیر بارش کے نہیں پیدا ہوتی ایسے ہی اعمال وطاعات کا وجود بغیر علم کے نہیں ہوتا۔

چوتھی وجہ...... لکھتے ہیں اِنَّ الْمَطَرَ فَرْعُ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ فَاِنَّهُ فَرْعُ الْوَعْدِ وَالْوَعِيْدِ۔ یعنی جیسے بارش گرج اور بجلی کی فرع ہے ایسے ہی علم کہ وہ وعدہ اور وعید کی فرع ہے۔

پانچویں وجہ...... ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ الْمَطَرَ نَافِعٌ وَضَارٌّ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ نَافِعٌ وَضَارٌّ نَافِعٌ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ ضَارٌّ لِمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِهٖ۔ یعنی جس طرح بارش نفع اور نقصان دونوں پہونچاتی ہے ایسے ہی علم سے نفع اور نقصان دونوں پہونچتا ہے۔ جو علم پر عمل کرے اس کے لئے وہ فائدہ مند ہے۔ اور جو اس پر عمل نہ کرے اس کے لئے وہ نقصان دہ ہے۔

عبرت ناک انجام

حضرات.......... اسلام کا دارومدار علم دین ہی پر ہے اور اسلام کی ساری بہاریں علماء ہی سے ہیں مگر عام لوگ انکی اہمیت وعظمت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ آج عالموں سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے عالموں کی صحبت میں اٹھتے بیٹھتے نہیں۔ عالموں سے قریب ہونے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ان سے دور بھاگتے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے نابجار اور حرماں نصیب ہیں جو بلاوجہ عالم دین سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔ انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی توہین میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔

علم دین اور عالم دین کی توہین کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے اس حدیث پاک کی روشنی میں سماعت فرمایئے۔ جس کو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر جلد اصفحہ ۲۸۱ پر تحریر فرمایا ہے۔

مَنْ اَهَانَ الْعَالِمَ فَقَدْ اَهَانَ الْعِلْمَ وَمَنْ اَهَانَ الْعِلْمَ فَقَدْ اَهَانَ النَّبِيَّ وَمَنْ اَهَانَ النَّبِيَّ فَقَدْ اَهَانَ جِبْرَئِيْلَ وَمَنْ اَهَانَ جِبْرَئِيْلَ فَقَدْ اَهَانَ اللّٰهَ وَمَنْ اَهَانَ اللّٰهَ اَهَانَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے عالم کی توہین کی بے شک اس نے علم دین کی توہین کی اور جس نے علم دین کی توہین کی بے شک اس نے نبی کی توہین کی اور جس نے نبی کی توہین کی اس نے جبرئیل کی توہین کی اور جس نے جبرئیل کی توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی۔ اور جس نے اللہ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ اس کو ذلیل ورسوا کرے گا۔

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول کے متعدد صفحات پر ان لوگوں کا حشر بیان فرمائے ہیں جو بلاوجہ علمائے کرام سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔

چنانچہ فتاویٰ رضویہ ج ا صفحہ ۵۷۱ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم دین سے بلاوجہ بغض

رکھنے میں خوف کفر ہے اگر چہ اہانت نہ کرے۔ اور تحریر فرماتے ہیں اگر عالم دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے تو یہ صریح کفر ہے۔ اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا ہے اور تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے۔ اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اسکے کفر کا اندیشہ ہے۔

مَنْ اَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيْفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ۔ سرکار اعلیٰ حضرت تنویر الابصار اور درمختار کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ فَالرَّافِعُ هُوَ اللّٰهُ فَمَنْ يَضَعُهُ يَضَعُهُ اللّٰهُ فِيْ جَهَنَّمَ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ عالموں کے درجے کو بلند فرمائے گا۔ تو عالم کو بلند کرنے والا اللہ ہے لہٰذا جو شخص عالم کو گرائے گا اللہ اسکو دوزخ میں گرائے گا۔

غلط روی سے منازل کا بعد بڑھتا ہے
مسافرو روش کارواں بدل ڈالو
سفینہ اپنا کنارے پر لگ بھی سکتا ہے
ہوا کے رخ پہ چلو بادباں بدل ڈالو

لہٰذا اے میرے سنی بھائیو.......... علماء کی قدر کرو۔ علماء کا ادب واحترام کرو علماء کی باتوں پر عمل کرو، علماء کے بتائے ہوئے راستے پر چلو، انشاء اللہ تمہاری دنیا بھی سنور جائیگی اور آخرت بھی سنور جائیگی، اللہ تعالیٰ آخر زمانے میں علماء کو اٹھالیگا، جب علماء اٹھ جائیں گے اور علماء نہیں ہوں گے، تو علم دین ختم ہو جائے گا، چراغ علم بجھ جائیگا، ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہوگا، دنیا گمراہیت کی تاریکی میں ڈوب جائیگی، بدکاری بڑھ جائیگی، برائی عام ہو جائیگی، حلال وحرام میں تمیز نہ رہ جائیگی لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے، وہ جاہل بغیر علم کے فتوئی دے دینگے، خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ آیئے حدیث کی روشنی میں سماعت کیجئے۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب العلم فصل اول صفحہ ۳۳ سطر نمبر ۹۔۱۰۔۱۱۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا ۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس طرح علم نہ چھینے گا کے ہاتھوں سے واپس لے لے بلکہ علماء کی روح کو قبض کریگا۔ یہاں تک کہ جب کسی عالم کو باقی نہ رکھے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے پھران سے مسائل دریافت کئے جائیں گے وہ جاہل علم کے بغیر فتویٰ دیں گے پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیں گے۔ اللہ اکبر

علماء کی تحقیر کفر ہے

حضرات.... اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیجئے .... کہ ابھی ہمارے درمیان علمائے کرام موجود ہیں۔ علم دین باقی ہے..... نظام شریعت برقرار ہے...... قرآن وحدیث کے احکام بتانے والے موجود ہیں۔ الحمد للہ علمائے کرام ہم لوگوں کی رہنمائی کررہے ہیں۔ قرآن وحدیث کا درس دے رہے ہیں، حلال وحرام کا فرق بتارہے ہیں، نکاح وطلاق کے مسائل بیان کررہے ہیں۔ جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے بچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ پھر بھی کچھ لوگ علمائے کرام کی غیبت کرتے ہیں، علمائے کرام کی برائیاں بیان کرتے ہیں علمائے کرام سے نفرت کرتے ہیں۔ علمائے کرام کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ علمائے کرام کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں فقہائے کرام نے کیا حکم بیان کیا ہے ملاحظہ کیجئے۔ مجمع الانہر میں ہے۔ مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَيْلِمٌ اِسْتِخْفَافًا فَقَدْ كَفَرَ۔ یعنی جو شخص کسی عالم کو مولویا حقارت کے طور پر کہے وہ کافر ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ عالم کو بلند کرنے والا اللہ ہے..... تو جو شخص اس کو گرائے گا اللہ اسکو دوزخ میں گرائے گا۔

بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۱۳۱..... اٹھا کر دیکھئے صدر الشریعہ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں۔ علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے۔

دور حاضر میں کچھ نااہل ایسے ہیں جو اپنے آپ کو سب سے بڑا متقی وپرہیزگار سمجھتے ہیں.... اپنی نماز اور روزے پر ناز کرتے ہیں، سنتوں کا ٹھیکدار بنتے ہیں لیکن علمائے کرام کی توہین اُن کی فطرت بن گئی ہے۔ لوگوں کو علمائے کرام کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہیں۔ علمائے کرام کے خلاف نازیبا کلمات ادا کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان نااہلوں کو چاہئے تھا، کہ خود بھی علماء سے محبت کرتے اور دوسروں کو بھی علماء کرام سے ملنے کی ترغیب دیتے۔ خود بھی علماء کا احترام کرتے اور دوسروں کو بھی احترام کرنے کا درس دیتے۔

محترم سامعین!......... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوالات نہ کر اور جواب کے لئے اسے تختی وپریشانی میں مبتلا نہ کر....... جب اُن پر کسل طاری ہو تو اُن سے اصرار نہ کر........ جب اٹھنے لگے تو اسکا کپڑا نہ پکڑ..... اس کا کوئی راز فاش نہ کر۔ ہرگز اُن کے پاس کسی کی غیبت نہ کر۔ اور ہرگز اُنکی غلطی ولغزش کا جویاں نہ رہ... اور اگر اس سے لغزش ہوجائے تو اس کا عذر قبول کر۔ اور تیرا فرض ہے کہ اُنکی تعظیم وتوقیر کرے....... جب تک وہ امر الٰہی کی حفاظت کرتا رہے۔ اُن کے آگے نہ بیٹھ اور اگر اُن کا کوئی کام آجائے یعنی اُن کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو اُن کی خدمت کے لئے دوسروں پر سبقت کر۔

ہارون رشید کو علماء سے محبت

خلیفہ ہارون رشید کا نام آپ نے ضرور سنا ہوگا۔ عالم اسلام کا یہ عظیم الشان بادشاہ علمائے اسلام کا کس قدر احترام کرتا تھا اور کیسی تعظیم وتوقیر کرتا تھا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگائیں۔ ایک مرتبہ آپ اپنے بیٹے مامون رشید کی تعلیم وتربیت کے لئے امام کسائی (جو اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے) کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں...... حضور میں اپنے لڑکے

مامون رشید کو آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں...... میری تمنا ہے کہ آپ میرے بچے کو زیور علم سے آراستہ فرمائیں......لہٰذا آپ میرے گھر پر آکر تعلیم دے دیا کریں، حضرت امام کسائی فرماتے ہیں اے ہارون رشید میں آپ کے گھر پر جا کر نہیں پڑھا سکتا، کیونکہ یہ علم کی توہین ہے...... بلکہ آپ اپنے شہزادے کو میرے گھر پر بھیجئے، ہارون رشید نے کہا ٹھیک ہے حضور، مامون رشید آپ کے گھر پہنچ جایا کریگا، ہارون رشید نے پھر عرض کیا حضور ایک بات کا خاص خیال رکھیں کہ سب سے پہلے اس کا سبق ہو جائے امام کسائی نے فرمایا اے ہارون رشید یہ بھی نہیں ہوسکتا، بلکہ جو پہلے آئیگا اس کا سبق پہلے ہوگا اور جو بعد میں آئیگا اسکا سبق بعد میں ہوگا، ہارون رشید نے کہا ٹھیک ہے ایسا ہی کریں، مامون رشید نے حضرت امام کسائی کی بارگاہ میں آنا شروع کر دیا، اور تعلیمی سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گذر حضرت امام کسائی کے سامنے سے ہوا۔ دیکھا کہ امام کسائی اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کو دھو رہے ہیں اور مامون رشید آپ کے پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے بادشاہ ہارون رشید یہ دیکھ کر بڑا غضب ناک ہوا۔ فوراً غصے کی حالت میں سواری سے نیچے اترا اور کوڑا اٹھا لا لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید آپ کے بیٹے سے امام کسائی خدمت لے رہے ہیں اس لئے ہارون رشید غضبناک ہیں...اور استاد کی خیر نہیں مگر قربان جاؤ ہارون رشید کے ادب و احترام پر کہ اپنے بیٹے مامون رشید کو مارنا شروع کیا اور کہا او بے ادب! اللہ نے تمہیں دو ہاتھ کس لئے دیا ہے؟ ایک ہاتھ سے پانی ڈالو اور ایک ہاتھ سے اپنے استاد کا پاؤں دھلاؤ۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے علم کا ادب!۔ اور یہ ہے علماء کی تعظیم و توقیر۔ گویا کہ خلیفہ ہارون رشید نے ذہن دیا کہ اے لوگو! اپنے استاد کی خدمت کرو۔ اور بے حد ادب و احترام کرو۔

میرے دوستو! عالم کی عزت کرنا بڑے عزو شرف کی بات ہے اور یاد رکھئے جس میں جتنا ادب ہوگا اسکے علم میں اتنی ہی برکت ہوگی کیونکہ صرف علم حاصل کرنا کمال نہیں بلکہ استاذ کا دل جیتنا بھی کمال ہے، استاذ کو راضی رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ علم تو حاصل ہو جائیگا مگر فیضان علم سے محروم رہ جاؤ گے اور کامیاب وہی ہوتا ہے جو فیضان علم سے مالا مال ہو۔

یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی بندہ حقیر ہوتا ہے جو علم و ادب سے خالی ہو۔

اور مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو جو علم و ادب سے خالی اور عاری ہو اُسے یتیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

لَیْسَ الْیَتِیْمُ الَّذِیْ قَدْمَاتَ وَالِدُہٗ

بَلِ الْیَتِیْمُ یَتِیْمُ الْعِلْمِ وَالْاَدَبِ

یعنی یتیم وہ نہیں ہے جسکا باپ مر جائے بلکہ یتیم وہ ہے جو علم و ادب سے خالی ہو۔

آئیے میں بخاری شریف کی ایک ایسی پیاری حدیث سناؤں جس سے آپکا دل باغ باغ ہو جائے گا اور آپ کے قلب و جگر میں علم دین کی اہمیت جاگزیں ہو جائے گی۔

بخاری شریف جلد اول کتاب العلم باب مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ حدیث نمبر ا صفحہ ۱۶ سطر نمبر ۲۴_۲۵

عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کیساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔ اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ تفقہ اور علم دین کی سمجھ ایسی عظیم بھلائی ہے کہ یہ نعمت ہر ایک کو نہیں ملتی بلکہ رب تعالیٰ اپنے فضل سے جسے چاہے عطا فرما دیتا ہے گویا علماء، فقہاء رب کے چنے ہوئے بندے ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ کے اُن منتخب بندوں سے بغاوت اور بغض و عناد رکھنا در حقیقت رب تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے۔

عابد پر عالم کی فضیلت

حضرات!...... عالم کو اتنی بڑی فضیلت حاصل ہے کہ وہ عابد بھی اس فضیلت کو نہیں پاسکتا...جو دن رات عبادت و ریاضت میں لگا رہتا ہو...آئیے حدیث پاک سماعت کیجئے۔

مشکوہ شریف جلد اول کتاب العلم فصل ثانی حدیث نمبر۲۔ صفحہ ۳۴ سطر نمبر ۶۔۷۔۸۔۹۔۱۰۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنٰکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی الْحُوْتِ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ. حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ایک ان میں سے عابد تھا اور دوسرا عالم تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر...... پھر آقا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے فرشتے نیز آسمان و زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں" سبحان اللہ" حدیث شریف میں یہ بھی ہے۔ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ یعنی ایک عالم شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ میرے دوستو! اور بزرگو! عالم کی فوقیت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چمکتے ہوئے چاند کی فوقیت ستاروں پر۔ عالم عابد پر ستر درجے فضیلت رکھتا ہے جبکہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے نبی کی فضیلت امت پر...... عالم کی دو رکعتیں غیر عالم کی ستر رکعات سے افضل ہوتی ہیں...... عالم کا گھڑی بھر کیلئے اپنے بستر سے ٹیک لگا کر علم میں غور و فکر کرنا عابد کی ستر سالہ نفلی عبادات سے بہتر ہے...... جو شخص اللہ کی معرفت رکھتا ہو...... اس کی ایک رکعت جاہل کی ایک ہزار رکعتوں سے افضل ہے...... میرے محترم یہ سب علم کی برکتیں ہیں۔ بلاشبہ علم اسلام کی زندگی ہے...... علم اسلام کی بقا ہے...... علم دین کا ستون ہے...... علم مومن کا جگری دوست ہے...... علم عبادت سے افضل ہے...... علم رسول کی میراث ہے...... علم مال سے بہتر ہے...... علم لازوال

دولت ہے...... علم دین اسلام کا خزانہ ہے...... علم گناہوں کا کفارہ ہے...... علم دخول جنت کا ذریعہ ہے...... علم حصول مراتب کا آئینہ ہے...... علم شیطان سے بچنے کا آلہ ہے علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک جاہل عابد کو شیطان بہکا سکتا ہے مگر ایک صحیح عالم دین شیطان کے فریب میں ہرگز نہیں آسکتا۔ آیئے دیکھئے کہ علم کس طرح شیطان کے مکر و فریب سے بچاتا ہے...... علم کس طرح عقیدہ و ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔......

پانی پر ابلیس کا تخت

کہتے ہیں کہ ہر روز سطح سمندر پر ابلیس کا تخت بچھتا ہے اور شیاطین کے تمام کارگذاریوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ بعد نماز عصر تمام شیاطین ابلیس کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے اپنے کارناموں کو پیش کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو شراب پلادیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں سے زنا کرادیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو سود کھلادیا، کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو فلاں سے لڑادیا، کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو بیوی سے الگ کرادیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو روزے سے روک دیا۔ کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو نماز پڑھنے سے روک دیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کے درمیان نفاق ڈال دیا، مگر ابلیس کسی کے کارنامے کو نہیں سراہتا اور نہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے مگر جب ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں طالب علم کو مدرسہ جانے سے روک دیا!! اتنا سنتے ہی ابلیس لعین اچھل پڑتا ہے اور بے پناہ خوشیوں کا اظہار کرتا ہے، ابلیس لعین بڑھ کر اس شیطان کو سینے سے لگاتا ہے اور کہتا ہے انت! انت! ہاں ہاں سب سے بڑا کارنامہ تو نے انجام دیا اور تم نے بنیادی کام کیا ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک علم دین سے روکنا، شراب پلانے سے بہتر ہے، میرے نزدیک علم سے روکنا سود کھلانے سے بہتر ہے، میرے نزدیک علم دین سے روکنا نفاق ڈالنے سے بہتر ہے، میرے نزدیک علم دین سے روکنا زنا کرانے سے بہتر ہے،

میرے نزدیک علم سے روکنا قتل کرانے سے بہتر ہے، میرے نزدیک علم سے روکنا میاں بیوی میں جھگڑا کرانے سے بہتر ہے، یہ سن کر سارے شیاطین مایوس ہو جاتے ہیں اور جل بھن کر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے، پھر بھی ہم لوگوں کیلئے شاباشی اور پذیرائی نہیں اور اس نے صرف ایک طالب علم کو مدرسہ جانے سے روک دیا، تو اتنی بڑی شاباشی دی جا رہی ہے؟ ابلیس نے تمام شیاطین سے کہا...... تمہیں معلوم نہیں کہ تم لوگوں نے جن گناہوں سے روکا ہے وہ عدم علم ہی کی وجہ سے سرزد ہوئے ہیں اور یہ سارے گناہ محرومی علم ہی کا نتیجہ ہے..... اگر اس کے پاس علم دین ہوتا تو شراب نہ پیتا...... اگر علم دین ہوتا تو زنا نہ کرتا...... اگر علم دین ہوتا تو سود نہ لیتا..... اگر علم دین ہوتا تو جھوٹ نہ بولتا...... اگر علم دین ہوتا تو کسی کی غیبت نہ کرتا...... اگر علم دین ہوتا تو خدا کی نافرمانی نہ کرتا..... اگر علم دین ہوتا تو ہمارے جال میں نہ پھنستا...... میرے شاگردو! تمہیں کیا پتہ کہ ایک طالب علم کو حصول علم سے روک دینا کتنا بڑا کمال ہے اس لئے کہ اگر وہ طالب علم علم حاصل کرتا۔ اور عالم بنتا۔ تو اُس کی وجہ سے ہزاروں چراغ علم جلتے اور لاکھوں اُن سے فیضیاب ہوتے۔ لہٰذا یہ ایک طالب علم کو نہیں روکا گیا ہے بلکہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کے لئے علم کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور میرے چیلو! یہ تم نے جاہلوں کو بڑی آسانی سے گناہ کرنے پر آمادہ کر دیا اگر تم کسی عالم کو راہ حق سے بھٹکا دو تو جانیں؟.... پھر ابلیس نے کہا کہ بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں کوئی بڑا عابد رہتا ہو مگر وہ عالم دین نہ ہو... اور ایسی جگہ بھی بتاؤ جہاں صرف عالم دین رہتا ہو...... اگرچہ عبادت و ریاضت میں مشہور نہ ہو... شیاطین نے ایک جگہ کا نام لیا۔ ابلیس لعین صبح سویرے طلوع آفتاب سے قبل شیاطین کو لیکر اسی مقام پر پہنچ گیا... تمام شیاطین چھپے رہے..... ابلیس لعین انسان کی شکل میں ایک راستہ پر کھڑا ہو گیا.... اسی راستے سے ایک عابد صاحب روزانہ تہجد کی نماز پڑھ کر فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد تشریف لایا کرتے تھے... حسب معمول وہ عابد مسجد تشریف لا رہے تھے..... ابلیس لعین تو پہلے ہی سے انتظار میں تھا..... جیسے ہی اُس عابد سے ملاقات ہوئی۔ ابلیس لعین نے کہا السلام علیکم

..... عابد نے جواباً وعلیکم السلام کہا....... ابلیس لعین نے بڑے ادب سے کہا حضور! آپ سے ایک ضروری مسئلہ پوچھنا ہے.... وہ مسئلہ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے.... اگر آپ بتا دیجئے تو بڑا کرم ہوتا...... عابد نے کہا جلدی پوچھو نماز پڑھنی ہے..... ابلیس لعین نے فوراً اپنے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور کہا جی حضور! کیا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان آسمانوں اور زمینوں کو اس چھوٹی سی شیشی میں ڈال دے، عابد نے کچھ دیر سوچا اور کہا! کہاں اتنا بڑا آسمان و زمین اور کہاں چھوٹی سی یہ شیشی۔ بھلا اس چھوٹی سی شیشی میں اتنے بڑے آسمان و زمین کو کیسے اللہ تعالیٰ ڈال سکے گا۔ یعنی اس عابد نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کر دیا اور دم زدن میں کافر و مرتد ہو گیا۔ (معاذ اللہ) ابلیس لعین نے کہا بس حضور! آپ سے اتنی ہی بات پوچھنی تھی، اب آپ نماز کے لئے تشریف لے جائیے..... ابلیس لعین نے شیاطین سے کہا دیکھا! میں نے کس طرح اس کی راہ ماردی اور کتنی جلد اس کو گمراہ کر دیا۔ کہ جب اسکو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی پر ایمان و اعتماد نہیں تو اسکی عبادت و ریاضت اور تقویٰ و پرہیزگاری کس کام کی؟؟؟...... پھر ابلیس لعین دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت شیاطین کو لیکر ایک عالم دین کی بارگاہ میں پہنچا اور اُن سے بھی وہی سوال کیا جو عابد سے کر چکا تھا۔ وہ عالم صاحب جلدی جلدی نماز پڑھنے تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا اے ملعون تو ابلیس اور بہت بڑا مردود معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں خدا کی قدرت پر یقین نہیں؟... رب کائنات تو ایسا قادر مطلق ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ چاہے تو سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی سوراخ ہو تو اس قسم کے لاکھوں آسمان و زمین کو داخل فرما دے..... یہ فرمایا اور نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ ادھر ابلیس لعین نے شیاطین سے کہا دیکھا! یہ ہے علم کی برکت... کہ علم نے انہیں گمراہی سے بچالیا۔

اسی لئے تو میرے آقا رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ یعنی ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

عابد اور شیطان کی لڑائی

حضرات!..... موضوع کے تناسب سے ایک بہت ہی دلچسپ اور بصیرت افروز واقعہ پیش کرنے جا رہا ہوں تاکہ علم کی اہمیت سمجھ میں آجائے اور یہ بھی سمجھ میں آجائے کہ علم شیطان مردود سے بچنے کے لئے کتنا بڑا ہتھیار ہے اور بغیر علم دین کے شیطان سے بچنا بہت مشکل ہے۔

ایک گاؤں میں کچھ لوگ شیطان کے بہکانے پر ایک درخت کی پوجا کرنے لگے اتفاقاً اس گاؤں میں ایک بہت بڑا عابد وزاہد رہتا تھا..... اس عابد نے جب گاؤں والوں کو پوجا کرتے دیکھا..... تو جلال میں آگیا..... غصے سے آنکھیں لال ہوگئیں ..... اور کلہاڑی لیکر درخت کو کاٹنے چلے کہ نہ درخت رہیگا نہ لوگ اسکی پوجا کریں گے ..... راستے میں شیطان آگیا اور اُس عابد سے لڑنے جھگڑنے لگا اور کہا میں ہرگز اس درخت کو کاٹنے نہیں دونگا..... عابد صاحب جوش وجذبہ میں کلہاڑی لیکر آگے بڑھ رہے ہیں اور شیطان اُسے روک رہا ہے..... یہاں تک کہ دونوں میں کشتی ہونے لگی اور عابد نے شیطان کو اٹھا کر پٹخ دیا..... پھر بھی شیطان درخت کو کاٹنے سے روکتا رہا یہاں تک کہ عابد نے کئی مرتبہ شیطان کو پچھاڑا..... آخرکار شیطان عاجز ہو کر بڑی نرمی کے ساتھ کہنے لگا..... حضرت! آپ کیوں اس درخت کو کاٹنے کے پیچھے پڑے ہیں..... اگر آپ کاٹ بھی دیں گے تو یہ لوگ دوسرے درخت کی پوجا کرنے لگیں گے..... ایسا کیجئے آپ اپنے عبادت خانہ میں تشریف لے جایئے..... میں روزانہ آپ کے جائے نماز کے نیچے ایک اشرفی رکھ دیا کروں گا..... اسی پیسے سے اپنے کھانے پینے کا بھی انتظام کر لیجئے اور غریبوں میں خیرات بھی کرتے رہیے..... تاکہ عبادت کا ثواب الگ ملے اور خیرات کا ثواب الگ..... عابد شیطان کے جال میں پھنس گیا اور کہا یہ ٹھیک ہی تو کہتا ہے اگر میں نے اُس درخت کو کاٹ بھی دیا تو یہ لوگ دوسرے درخت کو پوجنے لگیں گے..... چنانچہ کلہاڑی اٹھائی اور واپس گھر آگیا..... صبح مصلیٰ اٹھایا تو دیکھا کہ واقعی ایک اشرفی رکھی ہوئی ہے۔

عابد بہت خوش ہوا۔ اسی طرح کچھ دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہا روز مصلیٰ اٹھاتا اور اشرفی موجود ملتی۔ مگر کچھ دنوں بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ ایک ہفتہ تک عابد صاحب مصلیٰ پچھاڑتے رہے مگر اشرفی نہ ملی۔ پھر جلال میں آئے۔ کلہاڑی اٹھائی اور درخت کاٹنے چل دیئے..... راستے میں پھر وہی شیطان ملا..... کہا عابد صاحب! کہاں چلے؟..... عابد نے کہا میں اُس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا درخت کاٹنے نہیں دوں گا۔ عابد اور بھی غصہ میں آیا اور کہا دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں کاٹنے دیتے ہو..... پھر دونوں کی کشتی شروع ہوگئی۔ شیطان نے عابد کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ عابد اٹھا اور پھر زور لگایا مگر شیطان نے دوبارہ پچھاڑ دیا۔ یہاں تک کہ عابد صاحب کی حالت خراب ہوگئی..... طاقت جواب دینے لگی..... شیطان نے کہا حضرت! خیریت چاہتے ہیں تو واپس چلے جایئے..... پہلی مرتبہ آپکو مجھ پر جو کامیابی ملی وہ صرف آپ کے اخلاص اور للّٰہیت کی بنا پر..... کہ محض رضائے الٰہی کیلئے آپ درخت کاٹنے جا رہے تھے..... مگر اب تمہارے اندر **اخلاص** نہ رہا۔ اور للّٰہیت باقی نہ رہی بلکہ اشرفی کی لالچ میں وہ درخت کاٹنے جا رہے ہو۔ اس لئے تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

دیکھا آپ نے علم نہ ہونے کی وجہ سے شیطان نے عابد کو کس طرح گمراہ کر دیا۔

حدیث شریف میں ہے اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ الْفِقْهِ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ۔ یعنی بغیر علم کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا۔

علم دین مال سے افضل

باب العلم، مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا حضور علم اور دولت میں کیا فرق ہے تو مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم اور دولت میں سات وجوہ فرق بتایا جس کو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر کے جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۷۷ پر بیان فرمایا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۱) اَلْعِلْمُ مِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَالُ مِیْرَاثُ الْفَرَاعِنَۃِ . علم انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی میراث ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔

۲) اَلْعِلْمُ لَایَنْقُصُ بِالنَّفَقَۃِ وَالْمَالُ یَنْقُصُ ۔علم خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں۔ اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔

۳) یَحْتَاجُ الْمَالُ اِلَی الْحَافِظِ وَالْعِلْمُ یَحْفَظُ صَاحِبَہٗ ۔مال حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اور علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے۔

۴) اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ یَبْقٰی مَالُہٗ وَالْعِلْمُ یَدْخُلُ مَعَ صَاحِبِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ ۔ جب آدمی مرجاتا ہے اسکا مال دنیا ہی میں رہ جاتا ہے اور علم اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔

۵) اَلْمَالُ یَحْصُلُ لِلْمُؤْمِنِ وَالْکَافِرِ وَالْعِلْمُ لَایَحْصُلُ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ مال مومن اور کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے۔اور علم دین صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے۔

۶) جَمِیْعُ النَّاسِ یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی صَاحِبِ الْعِلْمِ فِیْ اَمْرِ دِیْنِہِمْ وَلَا یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی صَاحِبِ الْمَالِ سب لوگ اپنے دینی معاملہ میں عالم کے محتاج ہیں جب کہ مالداروں کے محتاج نہیں۔

۷) اَلْعِلْمُ یُقَوِّی الرَّجُلَ عَلَی الْمُرُوْرِ عَلَی الصِّرَاطِ وَالْمَالُ یَمْنَعُہٗ علم سے پلصراط پر گذرنے کی طاقت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کریگا۔

علم سے مراد علم دین ہے

مشکوۃ شریف جلد اول کتاب العلم حدیث نمبر ۶ صفحہ ۳۴ سطر ۱۵۔۱۶ رسول کریم ﷺ نے فرمایا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

حضرات.....سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حدیث مبارکہ میں جو علم کا ذکر

کیا گیا ہے اس علم سے کونسا علم مراد ہے۔ تو شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ حدیث مبارکہ میں جو علم سیکھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔اور جس علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس علم سے مراد علم دین ہے مذہبی علم ہے جس کا سیکھنا اور حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔تاکہ علم دین سے خدائے تعالی کی معرفت حاصل کی جائے ۔ اور انبیائے کرام کی رسالت ونبوت کو پہچانا جائے۔اور مسائل شرعیہ سے واقفیت حاصل ہو۔

آج کچھ لوگ.......علم دنیا ہی کو علم دین سمجھ بیٹھے ہیں.....اور دنیاوی علوم کو علوم دینیہ پر ترجیح دے رہے ہیں.......حالانکہ ان نادانوں کو کیا معلوم کہ علم دین تو انبیائے کرام کی میراث ہے جو لافانی دولت ہے.....اور علم دنیا تو فرعون کی میراث ہے.......نمرود کی میراث ہے.... ہامان کی میراث ہے.....شداد کی میراث ہے.....جو عنقریب فنا ہو جانے والی ہے.....آج لوگوں کا رجحان عصری تعلیم کی طرف زیادہ ہے.......اور لوگ انگریزی تعلیم کے دلدادہ ہوتے چلے جارہے ہیں.......اور اس علم کی حصولیابی کیلئے ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کررہے ہیں ...... اور علم دین کیطرف سے لوگوں کی توجہ ہٹتی جارہی ہے......آج مدرسے کا جائزہ لیا جائے اور اسکول وکالج کا بھی جائزہ لیا جائے.........تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کتنے طلبہ مدرسے میں پڑھ رہے ہیں اور کتنے طلبہ اسکول وکالج میں.....اسکول وکالج کا حال یہ ہے کہ جہاں ڈونیشن وماہانہ فیس بھی بھاری مقدار میں دینی پڑتی ہے.......کتب ویونیفارم میں بھی ہزاروں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں......پھر بھی اسکول وکالج بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ڈاکٹر اقبال کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔---

آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

بزرگوں کا عمل لائق تقلید

حضرات......! کسی نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے عرض کیا کہ حضور! آپ

اپنی عطیات صرف علماء ہی کو دیتے ہیں۔ اسے عام کیوں نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی کیوں نہیں دیتے؟۔ تو آپ نے فرمایا کہ مرتبۂ نبوت کے بعد مرتبۂ علماء سے افضل کوئی مرتبہ نہیں۔ اگر ان میں سے کسی کا دل ضرورتوں کی طرف متوجہ ہو جائے تو ان کے علمی مشغلے میں خلل پڑ جائے گا۔ پھر وہ تعلیم و تعلم میں کماحقہٗ توجہ نہیں دے پائیں گے۔ اسلئے حصول علم کی راہوں کو آسان کرنا افضل و اعلیٰ ہے۔ یہ ہے ہمارے بزرگوں کی سوچ و فکر۔ لہٰذا آج بھی برادران اسلام پر لازم ہے کہ علمائے دین کی ضرورتوں کا خیال رکھیں اور انہیں بہتر سے بہتر اُنکی دینی خدمات پر وظیفے پیش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں علماء کرام اور فقہائے عظام کا جو مقام و مرتبہ اور عظمت و شان ہے وہ کسی بادشاہ کا بھی نہیں (بشرطیکہ وہ عالم باعمل ہو) اب غور کریں کہ علماء کی دینی حیثیت بادشاہوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر ان کی تنخواہیں اور ان کے وظیفے عام مزدوروں سے بھی کم ہیں۔ مگر پھر بھی میں یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ آج علمائے دین جیسی زندگی کوئی اور نہیں گذار سکتا۔ اس لئے کہ روایتوں میں آیا ہے کہ علمائے دین کو وہیں سے رزق دیا جاتا ہے جہاں سے انبیاء کرام کو ملتا تھا۔

علم والوں کی شان و شوکت

علم دین حاصل کرنے والوں کی کیا شان ہے! آیئے اس حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ۳۴۔ عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کیلئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں......

اور کنز العمال جلد اول صفحہ نمبر ۷۵ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے فرماتے ہیں۔ طَلَبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَالْحَجِّ۔ علم حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز، روزہ اور حج سے بھی افضل ہے۔ اللہ اکبر۔

علم حاصل کرنے والوں کا کتنا بڑا مقام ہے آیئے ایک حدیث اور سماعت کیجئے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم صفحہ نمبر ۳۲ میں ہے۔ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنْ عِنْدَہٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھتی پڑھاتی ہے تو ان پر خدا کی تسکین نازل ہوتی ہے اور خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔

کنز العمال جلد اول صفحہ ۷۹ پر ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین جانا پڑے......... میرے دوستو! ان احادیث کریمہ سے علم دین کی فضیلت اور حصول علم کی کتنی اہمیت و عظمت ثابت ہوتی ہے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس دور میں..... دور دراز جا کر علم حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی کیوں کہ اس زمانے میں آمد و رفت کی کوئی سہولتیں نہ تھیں۔ دور دراز کا سفر پیدل یا پھر اونٹوں سے کیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں نہ کاریں تھی نہ موٹریں، نہ ہوائی جہاز۔ آج دور دراز کا سفر بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ آج سینکڑوں قسم کی سواریاں مہیا ہو گئی ہیں۔ اور مہینوں کا سفر گھنٹوں میں ہو رہا ہے۔

اور دونوں کا سفر منٹوں میں ہو رہا ہے۔ پھر بھی آقا ﷺ کے ارشاد پر عمل پیرا نہ ہونا اور علم دین سے محروم رہ جانا بہت بڑی حرماں نصیبی کی بات ہے۔

آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ کُنْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا بِهٖ اَوْ مُحِبًّا لَهٗ وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عالم دین ہو۔ یا طالب علم ہو، عالم دین کی بات سننے والا ہو یا اُن سے محبت کرنے والا ہو اور پانچواں مت ہو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۸۲۔)

امام شافعی کی خداداد ذہانت

حضرات!......... سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ ائمہ مجتہدین میں بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ رب کائنات نے انہیں بے مثال ذہانت عطا فرمائی تھی۔ اُن کی عظمت علم کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ بچپن میں...... میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے تو کون ہے؟.. میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں سے ہوں...... رسول کائنات ﷺ نے فرمایا قریب آ...... میں آپ کے نزدیک گیا تو آپ نے اپنے دہن مبارک سے لعاب مبارک میرے منہ میں ڈال کر فرمایا...... کہ اب جاؤ خدا تعالیٰ تجھ پر فضل فرمائے پھر اس کے بعد مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ نے اپنی انگشتری انگلی سے اتاری اور میری انگلی میں پہنا دی۔
(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۵۵)

انہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خلیفہ ہارون رشید اور اُن کی بیوی زبیدہ کا عجیب و غریب مقدمہ ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک رات ہارون رشید اور انکی بیوی زبیدہ میں بحث و مباحثہ ہو گئی۔ اتفاقاً زبیدہ کے منہ سے نکل گیا۔ اے جہنمی! ہارون رشید نے زبیدہ کی بات کو سن کر کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تجھے طلاق!۔ اور دونوں اُسی وقت الگ ہو گئے۔ لیکن

چونکہ ہارون رشید کو زبیدہ سے بے پناہ محبت تھی۔ اس لئے خلیفہ اس کی جدائی سے بہت پریشان ہوئے...... اور بے قراری محسوس کرنے لگے..... ہارون رشید نے سوچا کہ علمائے کرام اور مفتیان عظام کو اکٹھا کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے..... علمائے کرام جمع ہوئے مگر کسی نے اس مسئلہ کا تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ بلکہ سبھوں نے متفقہ طور پر کہا کہ اس بات کا علم خدا ہی کو ہے کہ ہارون رشید جہنمی ہے یا جنتی...... اتنے میں ایک کم عمر کا لڑکا علمائے کرام کی جماعت سے کھڑا ہوا...... اور کہنے لگا اگر اجازت ہو تو میں اسکا جواب دوں!......

سب لوگ اس بچے کو دیکھ کر حیران رہ گئے...... کہ اتنے بڑے بڑے علمائے کرام جب اس مسئلے کا جواب نہیں دے پا رہے ہیں تو یہ بچہ اسکا کیا جواب دیگا...... ہارون رشید نے اس لڑکے کو اپنے قریب بلایا اور کہا ٹھیک ہے تم ہی جواب دے دو۔ لڑکے نے بادشاہ ہارون رشید سے کہا۔ آپ یہ بتائیے کہ آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی؟...... ہارون رشید نے کہا کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے!...... یہ سن کر اس لڑکے نے کہا کہ پھر آپ تخت سے نیچے اتر جائیے...... اور مجھے تخت پر بیٹھ کر جواب دینے کا موقع دیجئے...... اس لئے کہ علم والوں کا مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے...... ہارون رشید نے کہا ٹھیک ہے...... میں تخت سے نیچے اتر آتا ہوں اور آپ تخت پر بیٹھ جائیے...... چنانچہ وہ لڑکا تخت پر بیٹھ گیا اور ہارون رشید سے مخاطب ہوا اور کہا پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیجئے...... ہارون رشید نے کہا ٹھیک ہے۔ لڑکے نے پوچھا کہ آپ کبھی کسی گناہ سے قدرت کے باوجود محض خوف خدا کی وجہ سے باز رہے ہیں یا نہیں؟...... ہارون رشید نے کہا ہاں خدا کی قسم باوجود قدرت رکھنے کے صرف خوف خدا کی بنیاد پر کئی گناہ کرنے سے باز رہا ہوں...... یہ سن کر لڑکے نے کہا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ آپ جنتی ہیں۔ لہذا آپ کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی!!!...... علمائے کرام نے فرمایا اے لڑکے آپ نے یہ کس دلیل کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہے؟؟ آپ نے جواب دیا کلام الٰہی کی بنیاد پر۔ اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى. یعنی جس شخص نے گناہ کا قصد کیا

اور پھر خدا کے خوف سے اُس سے باز رہا، پس اس کی جگہ جنت ہے..... علمائے کرام اُن کی دلیل سُن کر آپ کی ذہانت پر حیران رہ گئے اور آپ کو داد و تحسین سے نوازنے لگے۔ اور فرمانے لگے کہ جب بچپنے کا یہ عالم ہے۔ تو بڑے ہو کس درجے کا عالم ہوگا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

بنی آدم از علم یابد کمال ۔۔۔ نہ از حشمت و جاہ مال و منال
بے علم چوں شمع باید گداخت ۔۔۔ کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
خرد مند باشد طلبگار علم ۔۔۔ کہ گرم است پیوستہ بازار علم
کسے راکہ شد در ازل بخت یار ۔۔۔ طلب کردن علم کرد اختیار
طلب کردن علم شد بر تو فرض ۔۔۔ دگر واجب است از پئش قطع ارض
برو دامن علم گیر استوار ۔۔۔ کہ علمت رساند بد ار القرار
میا سوزجز علم گر عاقلی ۔۔۔ کہ بے علم بودن بود جاہلی

علم و فضل کے درخشندہ ستارے

حضرات محترم!..... صحابۂ کرام سے لیکر دور حاضر تک جتنے بھی علماء، فقہا، اولیاء، غوث، قطب، ابدال ہوئے سب علم دین ہی کی برکت سے آفتاب و مہتاب بن کر چمک رہے ہیں۔ علم دین ہی کی وجہ سے وہ لوگ اس مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے ہیں۔ جیسا کہ رب کائنات نے ارشاد۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰت یعنی اللہ تعالیٰ علم والوں کو درجوں بلند فرماتا ہے۔ اسلئے مجھے کہنے دیجئے کہ علم ہی نے۔

حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی کو، پاسبان ملت اور خطیب مشرق بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ ارشد القادری کو رئیس القلم اور مناظر اہلسنت بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ عبدالعزیز کو جلالۃ العلم اور حافظ ملت بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ مختار اشرف کو پیر و مرشد اور سرکار کلاں بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ حبیب الرحمٰن کو ولی کامل اور مجاہد ملت بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ امجد علی کو فقیہ اعظم اور صدر الشریعہ بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ ظفر الدین بہاری کو ماہر علم و فن اور ملک العلماء بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علامہ مصطفےٰ رضا کو تاجدار اہلسنت اور مفتی اعظم ہند بنادیا۔

علم ہی نے...... امام احمد رضا اعلیٰ حضرت اور مجدد اعظم بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت خواجہ معین الدین کو سلطان الہند اور عطائے رسول بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو سید الاولیاء اور غوث اعظم بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت نعمان بن ثابت کو امام الائمہ، کاشف الغمہ بلکہ امام اعظم بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت علی حیدر کرار کو باب العلم اور مولائے کائنات بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت عثمان غنی کو کان حیا اور جامع القرآن بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت عمر بن خطاب کو پیکر عدل اور فاروق اعظم بنادیا۔

علم ہی نے...... حضرت ابوبکر کو تاجدار صداقت اور یار غار مصطفےٰ بنادیا۔

علماء آخرت میں بھی کام آئیں گے

حضرات...... علمائے کرام جس طرح دنیاوی زندگی میں آپ کے کام آرہے ہیں اسی طرح انشاء اللہ آخرت میں بھی کام آئیں گے۔ چنانچہ کنز العمال جلد اول صفحہ ۷۸ پر یہ حدیث پاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ بِعِبَادَتِكَ وَقِيْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هٰنَا وَاشْفَعْ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ لَا تَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا شُفِّعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَاءِ۔ یعنی جب عابد اور عالم پل صراط پر جمع ہوں گے...... تو عابد سے کہا جائیگا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اپنی عبادت کے سبب ناز و نعمت میں رہو اور عالم سے کہا جائیگا یہاں ٹھہرو اور اپنے محبوبین کی شفاعت کرو اس لئے کہ آج تم جس کے لئے بھی شفاعت

کرو گے میں قبول فرماؤں گا۔ تو وہ علماء انبیاء کے مقام پر کھڑے ہوں گے۔ دیکھا آپ نے یہ ہے علمائے کرام کا مقام و منصب.... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنتی جنت میں علمائے کرام کے محتاج ہوں گے اور وہ اس لئے کہ لوگ ہر جمعہ کو اللہ کے دیدار سے سرفراز ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان سے فرمائے گا جس چیز کی چاہو تمنا کرو.... تو وہ لوگ علمائے کرام کے پاس جائیں گے... اور ان سے پوچھیں گے کہ ہم کس چیز کی تمنا کریں؟... علماء کہیں گے کہ تم رب تبارک و تعالیٰ سے ایسی ایسی تمنا کرو گویا کہ جنتی جنت میں بھی عالموں کے محتاج ہوں گے جس طرح وہ دنیا میں محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو علمائے کرام کے ادب و احترام اور تعظیم و تکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انکے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

☆☆☆

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

وما علینا الا البلاغ

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام

اے شہنشاہ مدینہ الصلوۃ والسلام
زینت عرش معلی الصلوۃ والسلام

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوۃ والسلام

روشنی میں آمنہ نے جن کو دیکھا ملک شام
واہ وا کیا چاند نکلا الصلوۃ والسلام

دست بستہ ہر فرشتے نے پڑھا اُن پر درود
کیوں نہ ہو پھر ورد اپنا الصلوۃ والسلام

سر جھکا کر با ادب عشق رسول اللہ میں
کہہ رہا تھا ہر ستارہ الصلوۃ والسلام

خود خدائے پاک بھی حب حبیب پاک میں
کہہ رہا ہے یہ ازل سے الصلوۃ والسلام

بت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بت گر پڑے
جھوم کے کہتا تھا کعبہ الصلوۃ والسلام

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوۃ والسلام

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا
ہو زباں پر پیارے آقا الصلوۃ والسلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

تقویٰ عاشقانِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْاَمِيْنُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نوجوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر بھیک دینے والے آقا وداتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار، شہنشاہ ذی وقار رحمۃ للعالمین، طٰہٰ ویٰسین انیس بیکساں، چارہ ساز درد منداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی

گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کرلیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔

تیری الفت میں مرنا شہادت اس کو کہتے ہیں
تیرے کوچے میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے
تجھی کو دیکھنا تیرا ہی سننا تجھ میں گم ہونا
حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں
کتاب وسنت کی راہ دنیا کے ہر مسلماں پہ کردی روشن
وہ مشعل علم مصطفیٰ ہیں امام اعظم ابو حنیفہ
ادھر طریقت کے پیر پیراں اور میر میراں ہیں غوث اعظم
ادھر شریعت کے مقتداء ہیں امام اعظم ابو حنیفہ
خاصان خدا ، خدا نباشد
لیکن زخدا جدا نہ باشد
ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہے
جو ان کے منہ سے نکلے ہیں فرمان الٰہی ہے

حضرات!......... جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے۔اس آیت مقدسہ میں پروردگار عالم نے اپنے محبوب بندوں اور پیارے ولیوں کی صفت بیان فرمائی ہے اور اُن کی شان کا اظہار فرمایا ہے۔رب کائنات ارشاد فرماتا ہے" کہ میرے محبوب بندوں کے

امتیازی اوصاف یہ ہیں کہ وہ اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں" گویا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری اولیائے کرام کے خصوصی اوصاف ہیں اور محبوبان بارگاہ الٰہی کے یہی اوصاف اُن کو دوسرے بندوں سے ممتاز کرتے ہیں۔قرآن عظیم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ اولیاء تو پرہیزگاری ہوتے ہیں ......یعنی اُن کا ظاہر بھی پاک ہوتا ہے اور اُن کا باطن بھی پاک ہوتا ہے۔آیئے ہم سب سے پہلے آپ کے سامنے ولی کی تعریف پیش کریں کہ ولی کس کو کہتے ہیں۔

حضرات......صوفیائے کرام ولی کی تعریف کرتے ہیں کہ ولی وہ مرد مومن ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور طاعت الٰہی میں مشغول رہے۔اُن کا دل نور الٰہی سے جگمگائے اور اُن کی آنکھیں دلائل قدرت کا مشاہدہ کرتی رہیں۔وہ ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہیں اور اُن کی ہر ہر ادا میں سنت رسول کا جلوہ نظر آئے۔بعض لوگ ولی کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ ولی وہ ہے جن کو دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اُن کا ہر کام شریعت طاہرہ کے مطابق اور سنت مصطفیٰ کے موافق ہو یعنی اُن کا گفتار سنت مصطفیٰ کے مطابق ہو،اُن کا کردار سنت مصطفیٰ کے مطابق ہو،اُن کا چلنا اُن کا پھرنا،اُن کا اٹھنا،اُن کا بیٹھنا،اُن کا سونا،اُن کا جاگنا،سب ادائے مصطفیٰ کے طابق ہو۔اور ایسے ہی بندوں کے لئے اللہ ناصر ومددگار ہوجاتا ہے اور خوشخبری سناتا ہے نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ہم تمہارے دنیا وآخرت میں مددگار ہیں اور ایسے ہی متقی اور پرہیزگار بندوں کے لئے رب کا ارشاد ہے۔وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

حضرات!.......آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں یہ اعلان فرمارہا ہو کہ جس نے تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کی میں دنیا وآخرت میں اسکا مددگار ہوں اور خود پروردگار جس کا مددگار ہوجائے اسکو دنیا میں کسی چیز کا خوف اور غم کیسے ہوسکتا ہے۔اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔یعنی اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔ حضرات ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنے

والا بندہ اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا، روزہ نہ رکھنے والا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا، داڑھی منڈانے والا اللہ کا محبوب نہیں ہو سکتا، شریعت کے خلاف کام کرنے والا کبھی اللہ کا پیارا نہیں ہو سکتا کیونکہ ولی ہونے کے لئے جہاں مومن و مسلم ہونا شرط ہے وہاں متقی اور پرہیزگار ہونا بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اِذَا رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَى الْمَاءِ وَيَطِيْرُ فِي الْهَوَاءِ وَتَرَكَ سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ فَاضْرِبْ بِالنَّعْلَيْنِ اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو پانی پر دوڑتا ہو اور ہوا میں اڑتا ہو اور میری سنتوں میں سے کسی سنت کو چھوڑتا ہو تو اس کو جوتوں سے مارو۔ کیونکہ ایسا شخص ولی نہیں ہو سکتا۔ ولی کے لئے متقی اور پرہیزگار ہونا شرط ہے، سنت مصطفےٰ کا عامل ہونا ضروری ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک تقویٰ اور پرہیزگاری کی اہمیت ہے اور درحقیقت یہی تقویٰ مدار ولایت ہے۔ کرامت مدار ولایت نہیں اگر کوئی شریعت طاہرہ کا پابند ہے اور سنت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا پیکر ہے وہ ولی ہے خواہ اس سے کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا چرچہ سن کر ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا اور طے کیا کہ اگر حضرت سے کوئی کرامت دیکھ لوں تو ان کا مرید ہو جاؤں گا۔ یہ شخص مسلسل تیس سال تک حضرت کی خدمت میں رہا مگر اتفاق دیکھئے کہ اتنے عرصے میں اس شخص نے حضرت سے کوئی کرامت ظاہر ہوتے نہیں دیکھا۔ خیال کیا کہ شاید میری تمنا تشنۂ تکمیل رہ جائے گی اور میری آرزو پوری نہ ہو سکے گی۔ مایوسی کے عالم میں ایک دن اپنا بوریہ بستر باندھنے لگا اور واپس جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا سوچا کہ حضرت کی بارگاہ میں جا کر اجازت ہی لے لی جائے اس شخص نے حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا! حضور میں واپس جانا چاہتا ہوں ۔حضرت نے فرمایا ابھی تم اتنے دنوں یہاں رہے مگر آنے کا مقصد کبھی نہیں بتایا کہ کیوں آئے اور اب کیوں جا رہے ہو؟؟ اس نے عرض کیا حضور! آپ کی ولایت و کرامت کا شہرہ سن کر میں آپ کی خدمت میں آیا تھا کہ اگر میں آپ کی کرامت خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تو میں آپ سے مرید ہو جاؤں مگر افسوس تیس سال آپ کی خدمت میں بیت گئے مگر آپ کی کوئی کرامت میں نے نہیں دیکھی اس لئے مایوس ہو کر میں نے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اسلئے حضور مجھے اجازت

دیجئے تاکہ کسی اور آستانے کی تلاش کروں جہاں میری مراد پوری ہو سکے۔ حضرت نے فرمایا پیارے ایک بات ہے کہ تم نے میری کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ مجھے ہواؤں میں اڑتے تم نے نہیں دیکھا، سطح دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا، کسی مردہ کو زندہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا کسی اندھے کو بینا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مگر سچ بتاؤ کہ کبھی تم نے مجھے ایسا کام کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے، جو شریعت کے خلاف ہو، کیا تم نے میرے کسی عمل کو خلاف سنت بھی دیکھا ہے۔ ؟ کبھی تم نے میری زبان سے خلاف شریعت کچھ بولتے بھی سنا ہے۔ تیس سالوں تک تم نے سنت و شریعت کے خلاف مجھے ایک قدم بھی اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے؟ عرض کیا ہاں حضور یہ بات تو ضرور ہے کہ ہم نے اتنے سالوں میں کبھی آپ کا کوئی عمل شریعت کے خلاف نہیں دیکھا اور کوئی ادا سنت کے خلاف دیکھی۔ فوراً دل کی دنیا بدل گئی۔ آنکھوں سے آنسو کے قطرے ساون بھادو کی طرح برسنے لگے۔ فوراً قدموں میں گرا اور کہا حضور مجھے اپنے غلاموں میں شامل کر لیجئے۔ اور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔

حضرات دیکھا آپ نے جو اللہ کا ولی ہوتا ہے وہ احکام شریعت کا پابند ہوتا ہے۔ نبی کی سنتوں کا پیکر ہوتا ہے۔ اگرچہ اس سے کرامت کا اظہار نہ ہو۔

تیری الفت میں مرنا شہادت اس کو کہتے ہیں
تیرے کوچے میں ہو دفن جنت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے
تجھی کو دیکھنا تیرا ہی سننا تجھ میں گم ہونا
حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں

ولی اللہ مظہر شان الٰہی ہیں

حدیث قدسی سماعت کیجئے۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول باب ذکر اللہ عزوجل۔ ص

۱۹۷سطر نمبر ۱-۲-۳-۴-۵۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالٰی قال من عادٰی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرے کسی بندے کا بمقابلہ فرائض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔

خاصان خدا ، خدا نباشد
لیکن زخدا جدا نہ باشد
ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہے
جو ان کے منھ سے نکلے عین فرمان الٰہی ہے

اس حدیث قدسی سے معلوم ہو گیا کہ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت کا مظہر ہوتے ہیں۔ اس لئے اولیاء اللہ کو کبھی کمزور وناتواں تصور نہیں کرنا چاہیے اور نہ اولیاء اللہ کو بے بس سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میں جس سے محبت کرتا ہوں اسکا کان بن جاتا ہوں.......... میں جس کو چاہتا ہوں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں اگر وہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے تو میں فوراً پورا کر دیتا ہوں۔

امام اعظم کا تقویٰ و پرہیزگاری

حضرات اب آیئے میں اپنے عنوان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میرا عنوان ہے تقویٰ عاشقان مصطفےٰ یعنی رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں اور عاشقوں نے اپنے محبوب ﷺ کی شریعت وسنت کی کس طرح پاسداری کی اور اپنی مقدس زندگیوں کو اپنے محبوب کی اداؤں سے کیسا سنوارا۔ مثلاً کروڑوں مسلمانوں کے امام، امام الائمہ، کاشف الغمہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرائض وواجبات کے پابند تو تھے ہی آپ کے نوافل کا یہ عالم تھا کہ ہر رات تین سو رکعات اور ایک دوسری روایت کے مطابق پانچ سو رکعات نوافل ادا فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا یہ وہ امام ہیں جو روزانہ آدھی رات تک عبادت کرتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جب ان لوگوں کی باتیں سنیں فوراً آپ نے ارادہ فرمالیا کہ انشاء اللہ آج سے آدھی رات تک عبادت کروں گا۔ تاکہ ان لوگوں کا گمان ہمارے تعلق سے غلط نہ ہو جائے۔ پھر ایک دن آپ کے شاگردوں نے آپ سے کہا کہ حضور آپ کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ایسے امام ہیں جو رات بھر عبادت میں مشغول رہتے ہیں، پوری رات شب بیداری فرماتے ہیں۔ آپ نے سننے کے بعد فرمایا انشاء اللہ آج سے میں ایسا ہی کروں گا اس کے بعد آپ نے چالیس سال تک مسلسل عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اللہ اکبر۔ یہ ہے اللہ والوں کا تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ یعنی یہی وہ میرے بندے ہیں جو ایمان والے اور تقویٰ والے ہیں۔

یہی وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے تقویٰ کے تعلق سے ایک حیرت انگیز واقعہ کتابوں میں ملتا ہے۔ جیسا کہ تذکرۃ الاولیا صفحہ ۲۲۸ پر ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے۔ دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ دار جگہ بھی نہ تھی۔ سامنے ایک شخص کا مکان تھا اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے

حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور آپ اس سایہ میں بیٹھ جائیں کیوں کہ دھوپ بہت سخت ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں آپ کی بات درست ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور میں نے اسکی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ کے نزدیک میں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے چنانچہ آپ دھوپ ہی میں کھڑے رہے لیکن مکان کے سائے میں نہ گئے۔ اللہ اکبر یہ ہے ہمارے بزرگوں کا تقویٰ۔

آپ کی حیات طیبہ کا یہ عمل بھی کتابوں میں مرقوم ہے کہ آپ ہر رمضان المبارک میں اکسٹھ قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، دن میں ایک ختم، رات میں ایک ختم اور تراویح میں ایک ختم فرمایا کرتے تھے۔ گویا کہ رمضان المبارک میں 61 قرآن پاک ختم فرمایا کرتے تھے، رمضان المبارک کے علاوہ بھی آپ کثرت سے تلاوت کلام پاک فرماتے تھے چنانچہ جہاں آپنے انتقال فرمایا اس مقام پر سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کر چکے تھے۔

کتاب و سنت کی راہ دنیا کے ہر مسلماں پہ کردی روشن
وہ مشعل علم مصطفیٰ ہیں امام اعظم ابو حنیفہ
ادھر طریقت کے پیر پیراں اور میر میراں ہیں غوث اعظم
ادھر شریعت کے مقتداء ہیں امام اعظم ابو حنیفہ

سنی حنفی جنتی مسلمانو ہم جس امام کی تقلید کرتے ہیں، ہم جس امام کی پیروی کرتے ہیں، ہمارے اُس امام کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا بلکہ زندگی کا ہر عمل سنت مصطفیٰ کا آئینہ دار تھا۔ اور آپ تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے۔ لہٰذا تمام سنی حنفی مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ ان کا اٹھنا، بیٹھنا بھی سنت مصطفیٰ کے مطابق ہو، کھانا پینا بھی سنت مصطفیٰ کے مطابق ہو، غرض کہ زندگی کا ہر عمل اور کردار سنت مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو اور بندہ جب اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَحْنُ اَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ہم تمہارے دنیا میں بھی مددگار ہیں اور

آخرت میں بھی مددگار ہیں۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔

غوث اعظم کا تقویٰ و پرہیزگاری

ابھی تک آپ امام المسلمین امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و پرہیزگاری کے واقعات سماعت فرما رہے تھے۔ اب آیئے حضور پُرنور محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر دستگیر، روشن ضمیر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و پرہیزگاری کا بیان سنئے۔ حضور بڑے پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی زہد وعبادت اور ریاضت ومجاہدہ میں گذاردی۔ دور طالب علمی سے لیکر ختم جوانی تک آپ نے ایسے ایسے زبر دست مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں کہ جن کے تصور سے ہی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صاحب قلادۃ الجواہر شیخ عبدالقادر نجار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھ سے اپنے واقعات اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ میں نے جس قدر مشقتیں برداشت کی ہیں اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔ جب وہ مشقتیں میری قوت برداشت سے باہر ہو جاتیں تو میں زمین سے لپٹ جاتا فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا یعنی ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے اور ہر سختی کے ساتھ فراخی ہے۔ بلاشبہ آپ ریاضت ومجاہدہ میں یکتائے روزگار اور وحید عصر تھے......سیرت وسوانح کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے تقریباً 25 سال عراق کے جنگلوں میں ایسے گذارے ہیں کہ نہ آپ کو کوئی جانتا اور نہ آپ کسی کو پہچانتے تھے اس دوران صرف جناتوں اور رجال الغیب سے ہی آپ کی ملاقات تھی بس وہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معرفت خداوندی کا درس لیا کرتے تھے......حضرت عبدالوہاب شعرانی تحریر فرماتے تھے كَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيُّ يَقُوْلُ اَقَمْتُ فِيْ صَحْرَاءِ الْعِرَاقِ وَخَرَائِبِهٖ خَمْسَ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً سَائِحًا لَا اَعْرِفُ الْخَلْقَ وَلَا يَعْرِفُوْنِيْ۔ یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عراق کے جنگل وبیابان میں پچیس سال تک صحرا نوردی کرتا رہا نہ میں

کسی کو جانتا نہ لوگ مجھے پہچانتے۔ اس پچیس سال کی مدت میں آپ نے کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کی اپنی خواہشات نفس کا گلا گھونٹتے ہوئے مدائن کے ویران جنگلوں میں صحرا نوردی کرتے رہے روایتوں میں ملتا ہے کہ آپ نے ایک سال تو گری پڑی چیزیں کھا کر زندگی بسر کی اور دوسرے سال صرف پانی پر ہی اکتفا کیا اور پھر تیسرے سال کچھ نہ کھایا اور نہ ہی پیا چالیس سال مسلسل آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد قرآن مجید اس طرح تلاوت فرماتے کہ صرف ایک پاؤں پر کھڑے رہتے اور ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتے تمام رات اسی حالت میں گذر جاتی یہاں تک کہ صبح کے وقت قرآن کی تلاوت مکمل ہو جاتی اور بسا اوقات تو ایسا بھی ہوا کہ نہ آپ نے کھایا اور نہ پانی پیا اور نہ ہی رات میں سوئے اور چالیس دن تک یہی کیفیت رہی۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آپ گوشۂ عزلت میں چلے جاتے اور عبادت خدا میں مستغرق ہو جاتے اس دوران کسی کو آپ سے ملنے کی اجازت نہ ہوتی طلوع فجر کے بعد ہی خلوت سے جلوت میں آتے اور لوگوں سے ملاقاتیں کرتے۔ حضرت عبدالوہاب شعرانی کا بیان ہے کہ رات کے وقت ایک مرتبہ کسی کو آپ سے ملنے کی حاجت درپیش آئی وہ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور ملاقات کی تمنا ظاہر کی مگر ہزاروں کوششوں کے باوجود اس شخص کو مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی اور طلوع فجر تک انتظار کرنا پڑا آپ نے جو عبادت و ریاضت میں مشقتیں اٹھائی ہیں اس کو مختصر وقت میں بیان نہیں کیا جا سکتا ہے صرف ایک واقعہ سماعت فرمایئے حضرت نور الدین شطنوفی نے اپنی مستند کتاب بہجۃ الاسرار میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت سیدنا شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ کے دوران میں جنگل و بیابان میں تھا وہاں اقامت پذیر ہوئے ایک زمانہ گذر گیا مگر پانی کا کہیں نام و نشان نہ تھا شدت پیاس سے زبان سوکھ کر کانٹا ہو چکی تھی اسی شدت پیاس کے عالم میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے افق پر چھا گیا اور اس میں سے کچھ ہلکی سی پھوار پڑی جس سے ایک گونہ سکون ہوا

پھر ایک روشنی چمکی جس سے پورا افق روشن ہو گیا اسی روشنی میں ایک صورت یہ آواز دیتی ہوئی نمودار ہوئی کہ اے عبدالقادر میں تمہارا پروردگار ہوں اور میں نے تمہارے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا ہے میں نے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر کہا دور ہو جا اے ابلیس لعین۔ اتنا کہتے ہی وہ روشنی تاریکی میں بدل گئی اور وہ صورت دھواں ہو گئی پھر اس میں سے ایک آواز آئی اے عبدالقادر تم اپنے علم اور آگاہی کے سبب جو تمہیں اپنی منازلات کے احوال کی نسبت حاصل ہے اپنے پروردگار کے حکم سے بچ گئے۔ ستر اہل طریقت کو اسی طرح میں یہاں گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا یہ سب اللہ تبارک وتعالی ہی کا فضل ہے اور وہی نگہبان ہے جب لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے تو آپ نے فرمایا اس کے اس قول قَدْ حَلَلْتُ لَکَ الْمُحَرَّمَاتِ سے میں نے سمجھ لیا یہ بولی صاحب قرآن کی نہیں شیطان کی ہی ہو سکتی ہے۔

بہجۃ الاسرار للعلامۃ ابی الحسن شطنوفی ص ۵۰ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں اَقْرَبُ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی لُزُوْمُ قَانُوْنِ الْعُبُوْدِیَۃِ وَالْاِسْتِمْسَاکُ بِعُرْوَۃِ الشَّرِیْعَۃِ اللہ عزوجل کی طرف سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے ہر متقی و پرہیزگار درجۂ ولایت پر فائز ہوتا ہے۔

غریب نواز کا تقوی و پرہیزگاری

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جب ظاہری علوم سے مالا مال ہو گئے تو باطنی علوم سے شرفیابی کیلئے قطب الاقطاب خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس وقت میرے علاوہ اور بھی بہت سارے درویش حاضر خدمت تھے میرے دل میں بیعت کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے حضرت کے دامن سے وابستہ ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں اے معین الدین پہلے وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو میں نے حکم کی تکمیل کی پھر فرمایا قبلہ رخ ہو کر سورہ بقرہ کی تلاوت کرو میں نے سورہ بقرہ کی تلاوت کی پھر حکم ہوا اکیس مرتبہ درود شریف پڑھو میں نے درود شریف پڑھا حکم ہوا اب آسمان کی طرف نگاہ کرو میں نے آسمان کیطرف نگاہ کیا پھر پیر و مرشد نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

ترا بخدا رسانیدم

بعدہ سر پہ ٹوپی رکھی اور چادر خاص سے نوازا اور حکم فرمایا ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو میں نے ہزار مرتبہ سورہ اخلاص بھی پڑھا پھر حکم ہوا دن رات مجاہدہ میں مصروف ہو جاؤ دن رات یاد الٰہی میں گذارو میں نے دن اور رات اللہ کی یاد میں گذاری پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا فرمایا یہ بتاؤ اب تم کہاں تک دیکھ سکتے ہو تیری نظر کہاں تک پہنچتی ہے میں نے کہا عرش معلی تک دیکھ رہا ہوں پھر پیر و مرشد نے فرمایا اب نیچے دیکھو تیری نظر کہاں تک جاری ہے میں نے کہا میری نظر تحت الثریٰ تک جاری ہے پھر پیر و مرشد نے فرمایا ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو میں نے ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی پھر پیر و مرشد نے فرمایا آنکھیں بند کر لو میں نے آنکھیں بند کر لی پھر فرمایا آنکھیں کھولو میں نے آنکھیں کھولی پھر فرمایا میری دو انگلیوں کے درمیان دیکھو اور یہ بتاؤ کہ تم کیا دیکھ رہے ہو جب میں نے دونوں انگلیوں کے درمیان دیکھا تو عرض کیا حضور اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں یہ سن کر آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا بیٹے اب تمہارا کام ہو گیا.......... پھر بھی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں لگے رہے اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے یہاں تک کہ تیس سال کا عرصہ خدمت پیر میں گذار دئے آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ شب و روز مجاہدات میں گذار دیتے۔ خدا اور رسول کی یاد میں گذارتے........ اور یہی تو اللہ والوں کی پہچان ہے رب فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ اللہ کا ولی مومن بھی ہوتا ہے اور متقی و پرہیزگار بھی ہوتا ہے۔

اللہ کے ولی زندہ ہوتے ہیں

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام اولیاء کاملین اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور دوسروں کے اندر بھی زندگی پیدا کر رہے ہیں۔ مثلاً خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا چھوڑے تقریباً 800 برس ہو گئے مگر آج بھی خواجہ غریب نواز کا نام زندہ ہے اور اپنے مزار میں وہ خود بھی زندہ ہیں۔ جب تک دنیا میں رہے تبلیغ اسلام کا کام کرتے رہے اور آج اپنے مزار میں رہ کر بھی اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اگر کسی کو میرے خواجہ کی زندگی دیکھنا ہو تو عرس کے ایام میں اجمیر چلے جاؤ اور خواجہ کے آستانے پر جا کے دیکھو کہ ساری دنیا سے لوگ کس طرح کھینچے چلے آ رہے ہیں۔ یہ میرے خواجہ کی زندگی ہی تو ہے کہ لاکھوں زندوں کو اپنی بارگاہ میں بلا رہے ہیں۔ یہ میرے خواجہ کی کرامت ہی تو ہے کہ اُن کے در پر بے شمار عاشقوں کا میلا لگا ہوا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میرے خواجہ خود بھی زندہ ہیں اور زندوں کی رہنمائی کر رہے ہیں، کیونکہ اگر میرے خواجہ زندہ نہ ہوتے تو عاشقوں کی یہ بھیڑ نہ ہوتی، دیوانوں کا یہ ہجوم نہ ہوتا۔ اگر اُن بدعقیدوں کے مطابق اولیاء اللہ مر کر مٹی میں مل گئے ہوتے تو اُن کے آستانوں پر زندوں کا یہ ہجوم کیوں ہوتا۔ اس لئے ہمیں کہہ لینے دیجئے کہ جس طرح ہمارے نبی زندہ ہیں اُسی طرح ہمارے ولی بھی زندہ ہیں۔ ہمارے خواجہ زندہ ہیں۔

اشرف علی تھانوی مردہ ہے اسلئے اسکے پاس کوئی نہیں جاتا، محمود الحسن مردہ ہے اس لئے اس کے پاس کوئی نہیں جاتا، رشید احمد گنگوہی مردہ ہے اس لئے اسکے پاس کوئی جاتا نہیں، قاسم نانوتوی مردہ ہے اس لئے اس کے پاس کوئی نہیں جاتا، خلیل احمد انبیٹھی مردہ ہے اسلئے اس کے پاس کوئی نہیں جاتا، ہم اپنے نبی کو زندہ مانتے ہیں اس لئے اسکے روضے پر جاتے ہیں، صحابہ کو زندہ مانتے ہیں اس لئے انکی قبروں پر جاتے ہیں، شہداء کرام کو زندہ مانتے ہیں اس لئے اسکے آستانوں پر جاتے ہیں، غوث پاک کو زندہ مانتے ہیں اس لئے انکی

بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں، خواجہ غریب نواز کو زندہ مانتے ہیں اس لئے انکے دربار پر
جاتے ہیں، امام احمد رضا کو زندہ مانتے ہیں اس لئے انکی چوکھٹ پر جاتے ہیں، تمام اولیا کو
زندہ مانتے ہیں اس لئے انکے روضوں پر حاضری دیتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرات!...... یہاں میں ایک ضروری بات کی وضاحت کردینا چاہتا ہوں کہ اس
زمانے میں کچھ لوگ ولایت کے دعوے دار ہیں جب کہ انھیں ولایت سے کوئی نسبت ہی
نہیں ہے۔ نہ اس کے ظاہری اعمال شریعت کے مطابق ہیں اور نہ اُن کے باطنی اعمال اس
لائق ہیں کہ انہیں ولی کہا جائے، انھیں پیر کہا جائے اور پیری مریدی کا حال تو اتنا خراب
ہوگیا ہے کہ جس کو بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ آج جعلی اور ڈھونگی پیروں سے قوم کو جو نقصان
پہنچ رہا ہے اُس سے اللہ کی پناہ۔ جس آبادی میں دیکھو کوئی نہ کوئی ڈھونگی پیر اپنی دوکان
کھولے ہوا ہے۔ سر پہ دیکھو شریعت کے خلاف بال رکھے ہوا ہے، انگلیوں میں دیکھو چار
چار، آٹھ آٹھ انگوٹھیاں پہنے ہوا ہے، جب کہ شریعت طاہرہ کے مطابق صرف ایک انگوٹھی
جائز ہے جو چار ماشہ سے زائد نہ ہو۔ مگر مت پوچھئے ان پیروں کا حال کہ شریعت وسنت کی
کھلی خلاف ورزی کے باوجود اپنے آپ کو ولی کامل اور پیر مغاں سمجھے ہوئے ہیں اور پیری
مریدی کی جال بچھا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں اور ہماری قوم کا بھی
حال مت پوچھئے جس کے سر پر عمامہ دیکھا، ہاتھوں میں تسبیح دیکھی، انگلیوں میں دس دس
انگوٹھیاں دیکھی، گلے میں بڑے بڑے دانوں کا مالا دیکھا اور آنکھوں کو لال دیکھا بس سمجھ لیا
کہ ہم نے پیر کامل پالیا۔ جھٹ مرید ہوئے اور آؤ بھگت شروع کردی۔ یہ نہیں دیکھا کہ ہم
نے جس کا دامن تھاما ہے اُس کے اعمال شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں۔ وہ روزہ ونماز کا
پابند بھی ہے یا نہیں۔ وہ تقویٰ وطہارت کا پیکر ہے یا نہیں، اُن میں شرائط پیر پائے جاتے
ہیں یا نہیں۔ یاد رکھے کہ پیر ہونے کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں کہ اگر وہ شرطیں نہ پائی گئیں تو

وہ پیر نہیں ہوسکتا خواہ وہ ہوا میں کیوں نہ اڑے اور سطح سمندر پر کیوں نہ دوڑے، اعلیٰ حضرت
عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے
پیر ہونے کے چار شرائط تحریر فرمائے ہیں۔

آپ سماعت فرمایئے اور اپنے آپ کو ایمان وعمل کے ڈاکوؤں سے بچانے کی
کوشش کیجئے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شرط اول۔ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدعقیدہ نہ ہو ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے چلا جائے گا۔

شرط دوم۔ اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے معلوم کرلے
کیونکہ جاہل ہونے کی وجہ سے حرام وحلال، جائز وناجائز کا فرق نہ کرسکے گا۔

شرط سوم۔ فاسق معلن (یعنی کھلم کھلا گناہ کرنے والا نہ ہو) کہ فاسق کی توہین
واجب ہے۔ اور پیر کی تعظیم ضروری۔

شرط چہارم۔ اسکا سلسلہ نبی اکرم ﷺ تک متصل ہو ورنہ اوپر سے فیض نہ پہونچے
گا اگر پیر کے اندر شرائط مذکورہ پائی جاتی ہیں تو ایسے پیر سے مرید ہونا جائز ہے اور اگر ان
شرطوں میں سے کوئی بھی شرط فوت ہوجائے تو ایسے پیر سے مرید ہونا جائز نہیں اور نہ اُس
سے کوئی فیض مل سکتا ہے۔

لہٰذا مجھے کہنے دیجئے کہ آپ پیر ضرور تلاش کریں مگر ایسا پیر نہ تلاش کریں جو خود گمراہ
ہو اور آپ کو بھی گمراہ کردے بلکہ پیر ہی تلاش کرنا ہے تو ایسا پیر تلاش کیجئے، جو خود بھی شریعت
کا پابند ہو اور آپ کو بھی شریعت کا پابند بنادے۔ خود نمازی ہو اور آپ کو نمازی بنادے۔ جو
خود تقویٰ والا ہو اور آپ کو بھی متقی اور پرہیزگار بنادے یعنی آپ کا پیر غوث اعظم جیسا ہو
آپ کا پیر خواجہ غریب نواز جیسا ہو، آپ کا پیر محبوب الٰہی جیسا ہو، آپ کا پیر مخدوم سمنانی
جیسا ہو، آپ کا پیر مخدوم بہاری جیسا ہو، آپ کا پیر بندہ نواز گیسو دراز جیسا ہو، آپ کا پیر شاہ
علیم دیوان جیسا ہو، آپ کا پیر آل رسول مارہروی جیسا ہو، آپ کا پیر اعلیٰحضرت امام احمد رضا
جیسا ہو، آپ کا پیر مفتی اعظم جیسا ہو، آپ کا پیر مجاہد ملت جیسا ہو، آپ کا پیر حافظ ملت

جیسا ہو، آپ کا پیر صدر الشریعہ جیسا ہو، آپ کا پیر سرکار کلاں جیسا ہو، (رضوان اللہ علیہم اجمعین) آپ کا پیر مجمع الفضائل و کمالات، سرچشمۂ فیوض و برکات، منبع علم و حکمت، مصدر فیض و برکت، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، قاضی القضاۃ فی الہند، علامہ اختر رضا خان جیسا ہو۔ خدا کی قسم یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو خود بھی اللہ والے ہیں اور جن پہ نگاہ ڈال دی انہیں بھی اللہ والا بنا دیا۔ یہ وہ پیران عظام ہیں جو خود تقویٰ شعار ہیں اور جن کو دامن میں لیا انہیں بھی تقویٰ والا بنا دیا۔

اسی لئے تو استاذ زمن فرماتے ہیں۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

اعلیٰحضرت کا تقویٰ و پرہیزگاری

عاشق رسول، امام عشق و محبت، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کا نام پاک سنتے ہی اہل عقیدت شہر بریلی کو پیار و محبت کے ساتھ یاد کرتے ہیں، کیوں اس لئے کہ اس شہر میں ہمارا محبوب مدفون ہے، اس شہر میں ہمارے دلوں کی دھڑکن اور ہماری آنکھوں کا نور جلوہ فرما ہے، اس شہر میں ہماری تمناؤں کا مرکز اور ہماری آرزوؤں کا قبلہ ہے، اس شہر میں ہمارے ارمانوں کا کعبہ ہے، اس شہر میں ہمارے ایمانوں کا محافظ ہے۔ وہ کونسا شہر ہے؟ وہ شہر بریلی ہے!... وہ بریلی جہاں سے عشق مصطفیٰ کا چراغ روشن ہے، وہ بریلی جہاں سے صدیقی صداقت کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں، وہ بریلی جہاں سے فاروقی تلوار غداران رسول کے لئے ہمہ وقت میان سے باہر ہے، وہ بریلی جہاں سے شب و روز عثمانی سخاوت کا باڑا بٹ رہا ہے، وہ بریلی جہاں سے صبح و شام علوی شجاعت کے جوہر دکھائے جا رہے ہیں، وہ بریلی جہاں سے حسنی حلم و بردباری کا پیغام دیا جا رہا ہے، وہ بریلوی جہاں سے حسینی شہادت اور سجدۂ شبیری کی ترغیب دی جا رہی ہے، وہ بریلی جہاں سے عباس

علمبردار کے کٹے ہوئے بازوؤں کو سلام پیش کیا جا رہا ہے، وہ بریلی جہاں سے عشق بلالی کا درس دیا جا رہا ہے، وہ بریلی جہاں سے دین و سنیت کی حفاظت کیلئے سپاہی پیدا کئے جا رہے ہیں، وہ بریلی جہاں سے ہر دل کو محبت رسول کا مدینہ بنایا جا رہا ہے، وہ بریلی جہاں لوگوں کو عشق رسول کا جام پلایا جا رہا ہے، وہ بریلی جہاں سے شریعت کا فتویٰ جاری کیا جا رہا ہے، وہ بریلی جہاں سے تقویٰ کا درس دیا جا رہا ہے۔

حضرات!...... اسی شہر بریلی میں علم و حکمت کے وہ تاجدار پیدا ہوئے جنہیں دنیائے اسلام نے اعلیٰ حضرت کہا، جنہیں علمائے حق نے مجدد دین و ملت کہا اور جنہیں عاشقوں نے امام عشق و محبت کہا۔ ہمارے اعلیٰ حضرت ایسے عاشق رسول تھے، جنہوں نے زندگی بھر اپنے آپ کو فخریہ عبد المصطفیٰ کہا، ہمارے اعلیٰ حضرت زہد و تقویٰ کے ایسے پیکر تھے، جنہوں نے فرائض تو فرائض، واجبات تو واجبات، سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑیں اور نہ مستحبات ترک فرمائے اور تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

اعلیٰ حضرت کے تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ تندرست ہوں یا بیمار، ہر حال میں پانچوں وقت با جماعت مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو بھی بار بار تاکید فرماتے رہتے تھے، آپ موسم گرما میں نماز دیر سے پڑھتے تھے مگر ایسا نہیں کہ مکروہ وقت آجائے۔ نماز ادا فرماتے وقت، رکوع، سجود، قومہ، قعدہ اور جلسہ کی صحیح ادائیگی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب ظہر کی سنتیں پڑھ رہا تھا اور اعلیٰ حضرت انکی نماز دیکھ رہے تھے۔ جب وہ شخص اپنی سنتوں سے فارغ ہوا تو اعلیٰ حضرت نے انکو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ آپ کی ایک رکعت بھی صحیح نہیں ہوئی، کیونکہ سجدہ کرتے وقت تمہاری ناک زمین سے علیحدہ رہی اور پیروں کی انگلیوں میں سے کسی انگلی کا پیٹ زمین سے نہ لگا۔ لہذا آپ پھر سے سنتیں پڑھئے اور ہمیشہ ان چیزوں کا خیال رکھئے کہ سجدہ کرتے وقت ناک کی ہڈی اور

پیروں کی کم از کم ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا رہے ورنہ اگر کوئی شخص نوح علیہ السلام کے برابر بھی عمر پائے اور اسی طرح نماز پڑھتا رہے تو اسکی ساری نمازیں بیکار ہو جائیں گی۔

اعلیٰ حضرت نماز میں ہمیشہ سر پر عمامہ باندھتے تھے فرض نماز کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ کبھی بھی بغیر عمامہ کے نماز نہ پڑھی۔ اعلیٰ حضرت سخت بیمار ہوتے اٹھنے بیٹھنے کی بالکل طاقت نہ رہتی پھر بھی فرض نماز باجماعت مسجد میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت آداب مسجد کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ کیونکہ مسجد اللہ کا گھر اور شعائر اللہ ہے اور شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم تقویٰ و پرہیزگاری کی نشانی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی بلکہ زندگی کا لمحہ لمحہ بڑا قیمتی تھا کیونکہ ہمہ وقت تصنیف و تالیف، فتویٰ نویسی اور کتب بینی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی خوراک بہت مختصر تھی۔ ایک پیالی شوربا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ تناول فرماتے وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ اس میں بھی ناغہ ہو جاتا تھا۔ اگر اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے کتنا عظیم مجاہدہ کیا ہے، پوری زندگی خدمت دین میں گذاری، پوری زندگی محبت رسول میں گذاری، پوری زندگی عشق رسول میں گذاری، پوری زندگی خوف خدا میں گذاری، پوری زندگی سنت مصطفےٰ میں گذاری، پوری زندگی شریعت مصطفےٰ بتانے میں گذاری، پوری زندگی مخالفین کی گالیاں سننے میں گذاری، اس سے بڑھ کر اور کیا مجاہدہ ہو سکتا ہے۔ اسی لئے آپ کے پیر و مرشد نے کسی اور ریاضت میں آپ کو نہ لگایا اور خلافت و اجازت کے ساتھ تمغۂ امتیاز بھی بخش دیا اور فرمایا اگر بروز قیامت احکم الحاکمین فرمائے گا اے آل رسول تم نے میرے لئے کیا لایا ہے تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا۔ یعنی احمد رضا کو لایا ہوں۔

علم و فضل کے شہرۂ آفاق

حضرات!......ہمارے اعلیٰ حضرت علم و فضل کے تاجدار اور تفقہ و تدبر میں شہرہ آفاق تھے، شریعت و طریقت کے سنگم اور زہد و تقویٰ کے شاہکار تھے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت

کشور شعر و ادب کے شہریار اور سلوک و تصوف میں یگانۂ روزگار تھے، بلکہ یہ کہہ لیجئے ہمارے امام سرمایہ افتخار تھے، سنیت کے علمبردار تھے اور اسلاف کی مقدس یادگار تھے۔ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ رضائے مولیٰ کے حصول اور اسلام کی سربلندی کیلئے وقف کر دیا تھا۔ آپ کی زندگی اسلاف کی زندگی کا نمونہ تھی، اعلیٰ حضرت کی زندگی میں اسلاف کی زندگی کا عکس نظر آتا تھا، کون اعلیٰ حضرت؟ وہ اعلیٰ حضرت جو حفظ حدیث میں امام بخاری کا پرتو تھے، کون اعلیٰ حضرت؟، وہ اعلیٰ حضرت جن کے فتویٰ میں امام اعظم کی جھلک نظر آتی تھی، کون اعلیٰ حضرت؟، وہ اعلیٰ حضرت جنکے تقویٰ میں امام شافعی کی شان نظر آتی تھی، کون اعلیٰ حضرت؟ وہ اعلیٰ حضرت جن کے قول و فعل میں امام احمد بن حنبل کا استدلال نظر آتا تھا، کون اعلیٰحضرت؟، وہ اعلیٰ حضرت جنکی ہدایت و اصلاح میں غوث اعظم کا پیغام نظر آتا تھا، کون اعلیٰحضرت؟، وہ اعلیٰ حضرت جن کے فقر و فاقہ میں خواجہ غریب نواز کی تصویر نظر آتی تھی، کون اعلیٰحضرت؟، وہ اعلیٰ حضرت جن کے اخلاق و کردار سے اولیاء کرام کی جھلک نظر آتی تھی۔ الغرض اعلیٰ حضرت کے دل میں عشق مولیٰ اور محبت محبوب اس طرح رچ بس گئی تھی کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کو دو ٹکڑے کیا جائے تو ایک ٹکڑے پہ لا الہ الا اللہ لکھا ہوگا اور دوسرے پہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا۔

ولی اللہ کو دنیا بھلا نہیں سکتی

حضرات اس دنیائے بسیط میں آنے والے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ ہیں جو نفس امارہ کے غلام ہوتے ہیں، شیطان کے پیروکار ہوتے ہیں، عبادات الٰہیہ سے غافل ہوتے ہیں، اپنے مقصد تخلیق کو بھول جاتے ہیں اور پوری زندگی فسق و فجور میں گذار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناصح کی نصیحت بھی اثر نہیں کرتی ہے، ایسے لوگ جب مر جاتے ہیں تو بیگانے تو بیگانے اپنے بھی انکو بھول جاتے ہیں اور دنیا انکو فراموش کر جاتی ہے۔

دوسرے وہ ہیں جو عنفوان شباب سے ہی ان میں عبادت و ریاضت کا شوق

ہوتا ہے، تقویٰ وطہارت کا جذبہ ہوتا ہے، خدا ترسی اور بندہ دوری انکا وطیرہ ہوتا ہے، پوری زندگی یاد الٰہی میں گذرتی ہے۔ پوری زندگی عشق نبوی میں بسر ہوتی ہے خدمت خلق اُن کا پیشہ ہوتا ہے، ذکر الٰہی انکا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے، ایسے لوگ جب دنیا چھوڑتے ہیں تو انکی ادائیں باقی رہ جاتی ہیں، انکے اوصاف مبارکہ باقی رہ جاتے ہیں، اہل دنیا اگر بھلانا بھی چاہیں تو انہیں بھلانہیں سکتے .... غوث پاک رضی اللہ دنیا میں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... خواجہ غریب نواز دنیا میں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... قطب الاقطاب خواجہ عثمانی ہارونی دنیا میں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... خواجہ بندہ نواز دنیا میں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... محبوب الٰہی نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... مخدوم سمناں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... سرکار اعلیٰحضرت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... مفتی اعظم دنیا میں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... شہباز عرش پرواز نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور محدث اعظم نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور سرکار کلاں نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضرت غالب شاہ بابا نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور مجاہد ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور حافظ ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور شاہ علیم دیوان نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور درویش بابا نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور قاسم بابا نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور بدرالدین شاہ قادری نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور مقبول شاہ قادری نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور صدر الشریعہ نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور برھان ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور شیر بیشۂ اہلسنت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی .... حضور ملک العلماء نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی حضور مفتی کان پور نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور عبد المصطفیٰ اعظمی نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی حضور فقیہ ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور شمس العلماء نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی حضور رئیس اعظم نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، پاسبان ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور تحسین ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور منور شاہ کٹوروی نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور عبد المصطفےٰ

ازہروی نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور قمر ملت نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، حضور بحر العلوم نہ رہے مگر دنیا بھلانہ سکی، اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو علم میں بھی بے مثال تھے اور تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی لاجواب تھے۔ جب تک دنیا میں رہے زندہ رہے، جب دنیا سے گئے تو اپنے اپنے مزارات میں بھی زندہ ہیں، اسی لئے تو شاعر فرماتے ہیں............

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

مفتی اعظم ہند کا تقویٰ و پرہیزگاری

حضرات اب آیئے شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر خیر ہو جائے۔ آپ کی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ جس وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت آپ کے والد محترم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ مارہرہ شریف میں جلوہ افروز تھے وہیں رات میں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ آپ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے تو آپ نے خواب ہی میں اسکا نام آل رحمٰن رکھ دیا۔ بعد میں مصطفےٰ رضا خان اور مفتی اعظم ہند سے مشہور و معروف ہوئے۔ شاہ ابوالحسن نوری میاں صاحب کو جب اس بچے کی خبر ہوئی تو آپ نے ابوالبرکات محی الدین جیلانی نام تجویز فرمایا اور اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا کیوں کہ یہ بچہ بہت ہی مبارک بچہ ہے چنانچہ جب آپ کی تشریف آوری بریلی شریف میں ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر شریف 6 رماہ کی ہو چکی تھی بچہ کو دیکھتے ہی خوشی کا اظہار فرمایا اور اس نعمت کے حصول پر اعلیٰ حضرت کو مبارک بادی پیش کی اور فرمایا یہ بچہ دین وملت کی خدمت کریگا، یہ بچہ دین وسنیت کا کام کریگا، اس بچے سے مخلوق خدا کو فیض پہونچے گا، یہ بچہ ولی کامل ہے یہ اپنے فیض کا دریا بہائے گا، اسکی نگاہ فیض سے لاکھوں گمراہ راہ راست پر قائم ہوں گے۔ بعدہٗ نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مقدس انگلی آپ کے منہ میں ڈالی اور اسی وقت اپنا

مرید کرلیا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت بھی عطا فرمادی گویا کہ آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب بچپن کا حال یہ ہے تو جوانی کا حال کیا ہوگا۔

حضرات...... میری کیا بساط اور میری کیا حیثیت، اکابر علماء نے فرمایا کہ حضور مفتی اعظم ہند، آفتاب علم معرفت تھے، حضور مفتی اعظم ہند ماہتاب رشد وہدایت تھے، حضور مفتی اعظم ہند واقف اسرار شریعت تھے، حضور مفتی اعظم ہند دانائے رموز حقیقت تھے، حضور مفتی اعظم ہند تاجدار اہلسنت تھے، حضور مفتی اعظم ہند جامع معقولات ومنقولات تھے، حضور مفتی اعظم ہند حاوی فروع واصول تھے، حضور مفتی اعظم ہند شمس العارفین تھے، حضور مفتی اعظم زبدۃ العارفین تھے، حضور مفتی اعظم ہند محدث اکمل تھے، حضور مفتی اعظم ہند فقیہ اجل تھے، حضور مفتی اعظم ہند مقتدائے عالم تھے، حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ مجدد اعظم تھے، حضور مفتی اعظم ہند مفتی اعظم عالم تھے، آپ شریعت کے ایسے پیکر اور ایسے پابند تھے، کہ ہر مسلمان کو ظاہر وباطن دونوں حالتوں میں مسلمان دیکھنا چاہتے تھے، اس کی تہذیب بھی اسلامی ہو اور تمدن میں بھی اسلامی ہو۔

الغرض ہمیشہ اسلامی کردار اور ایمانی شعار اپنانے کی تعلیم دیتے رہے، خود آپ کا تقویٰ اتنا بلند بے مثال تھا کہ اگر داڑھی مونڈھوں کو دیکھ لیتے تو بیزاری کا اظہار فرماتے، انگریزی لباس میں ملبوس دیکھ لیتے تو چہرے پر شکن آجاتی، کسی کو ننگے سر دیکھ لیتے تو ٹوک دیتے، ٹائی باندھنے والے کو دیکھ لیتے تو جلال میں آجاتے اور لاحول پڑھنے لگتے۔ اگر کوئی گورنمنٹ کو سرکار کہہ دیتا تو بہت خفا ہوتے، اور فرماتے کہ سرکار تو صرف مدینہ کی سرکار ہے، اگر کوئی کورٹ کو عدالت کہہ دیتا تو بہت برہم ہوتے اور ناراض ہوتے اور فرماتے کہ آج کی کچہریوں میں عدالت کہاں۔ تو آپ غور کرسکتے ہیں، سوچ سکتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم تقویٰ وپرہیزگاری کے کس معیار پر فائز تھے۔ چنانچہ آپ کے دیکھنے والوں نے بتایا کہ نماز کے ایسے پابند تھے کہ کبھی بھی نماز قضا نہیں ہونے دیتے اور ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے، سفر ہو یا حضر حتی الامکان آپ کی یہی کوشش رہتی کہ جماعت چھوٹنے نہ پائے۔ آپ کے

وضو کا یہ حال تھا کہ کوئی بھی سنت چھوٹنے نہ پاتی۔ اعضائے وضو سنتوں کے مطابق دھوتے اور دعائے ماثورہ کی تلاوت فرماتے رہتے۔ اندازہ لگایئے کہ جب آپ کے وضو کا اتنا اہتمام تھا تو ارکان نماز کی ادائیگی کا کتنا خیال رکھتے ہوں گے، جب آپ نماز پڑھتے تو خشوع وخضوع کا یہ عالم ہوتا کہ پوری نماز میں آپ کے وجود پر عبودیت کی شان اور بندگی کا جمال طاری رہتا اور وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کی مکمل تصویر نظر آتے۔

ایک بار ناگپور سے تشریف لارہے تھے، کہ راستے میں مغرب کا وقت ہوگیا، آپ فوراً گاڑی سے اتر پڑے لوگوں نے کہا حضور گاڑی اب چلنے والی ہے مگر حضرت کو گاڑی جانے کی فکر نہ تھی بلکہ نماز کی فکر تھی حضرت گاڑی سے اتر گئے آپ کے ماننے والے بھی اتر پڑے وضو کرکے ابھی نماز کی نیت ہی باندھے تھے کہ گاڑی چل پڑی، حضرت اور ان کے ساتھیوں کا سارا سامان ٹرین ہی میں رہ گیا۔ ٹرین کے چلتے ہی کچھ بدعقیدوں کو موقع ملا اور مذاق اڑانے کی غرض سے کہنے لگے کہ میاں کی گاڑی گئی لیکن حضور مفتی اعظم ہند کو گاڑی جانے کی کچھ بھی فکر نہیں نماز میں مصروف ہیں، نماز اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کررہے ہیں، نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کررہے ہیں۔ نماز سے جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ پلیٹ فارم خالی ہے گاڑی جاچکی ہے اور آپ کے ساتھی سامان جانے کی وجہ سے پریشان ہیں مگر حضور مفتی اعظم ہند ہیں کہ مطمئن نظر آرہے ہیں گاڑی کے چلے جانے کا کوئی غم نہیں ہے، سامان جانے کی کوئی فکر نہیں ہے ابھی سب سوچ ہی رہے تھے کہ اب سامان کا کیا ہوگا اتنے میں گارڈ بھاگا بھاگا چلا آرہا ہے اور اسکے پیچھے لوگوں کا ہجوم ہے گارڈ نے کہا حضور گاڑی رک گئی ہے انجن خراب ہوگیا ہے پھر حضور مفتی اعظم ہند ڈبہ میں تشریف فرما ہوئے ادھر انجن بدلا گیا پھر گاڑی چلنے لگی۔

اسی لئے تو کسی نے خوب کہا ہے۔

مانگنے والا سب کچھ پائے روتا آئے ہنستا جائے
یہ ہے انکی ادنیٰ کرامت مفتی اعظم زندہ باد

مفتی اعظم ہند کا فتویٰ

پاکستان میں رویت ہلال کے تعلق سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کے عہدیداران عیدین کے موقع پر خاص طور سے مشرقی ومغربی پاکستان میں بذریعہ جہاز چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے ایک مرتبہ عید کے موقع پر ۲۹ رمضان کا چاند نظر نہ آیا کمیٹی کے افراد نے سوچا چاند تو نظر نہ آیا اسلئے جہاز کے ذریعے چاند کو دیکھا جائے اسی غرض سے جہاز کو اڑایا اور مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان جاتے ہوئے انہیں چاند نظر آ گیا۔ ان لوگوں نے چاند دیکھنے کی اطلاع حکومت پاکستان کو دے دی پھر حکومت کی جانب سے رویت کا اعلان کرا دیا گیا۔ مگر وہاں کے سنی علماء نے اس چیز کو ماننے سے انکار کر دیا تو رویت ہلال کمیٹی کے لوگوں نے دنیا کے تمام اسلامی ممالک کے مفتیان کرام سے اس سلسلہ میں فتویٰ مانگا اور ایک استفتاء بریلی شریف بھی روانہ کر دیا۔ دنیا کے سبھی مفتیان کرام نے رویت ہلال کی تصدیق کر دی۔ مگر علم وفضل کے تاجدار، سنیت کے علمبردار، حضور مفتی اعظم ہند نے اسے ماننے سے انکار کر دیا.........اور فتویٰ تحریر فرمایا جس کا مضمون اسطرح ہے۔

چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرع حکم دیگا ۔ چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے کہ جو زمین سے ملی ہوئی ہو وہاں سے دیکھنا چاہئے رہا جہاز سے چاند دیکھنا یہ غلط ہے کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا اس لئے کہیں ۲۹ رکو اور کہیں ۳۰ رکو نظر آتا ہے اور اگر جہاز اڑا کر چاند دیکھنا شرط ہے تو بلندی پر جانے کے بعد ستائیس اور اٹھائیس تاریخ کو بھی چاند نظر آسکتا ہے تو کیا ستائیس اور اٹھائیس تاریخ کو بھی چاند کا حکم دیا جائے گا اور نہ ہی کوئی عاقل اس کا اعتبار کرے گا ایسی حالت میں

جہاز سے ۲۹ رکو چاند دیکھنا کب معتبر ہوگا۔

اس جواب کو پاکستان کے ہر اخباروں میں جلی حرفوں میں شائع کیا گیا اور اس فتویٰ کی تصدیق کیلئے پاکستان میں اگلے مہینہ ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو حکومت کی جانب سے جہاز اڑا کر تصدیق کرائی گئی تو حقیقت میں بلندی پر چاند نظر آیا پھر حکومت پاکستان نے فتویٰ مفتی اعظم کو تسلیم کر لیا اور ہلال کمیٹی توڑ دی گئی اور دنیا کے تمام مفتیان کرام نے آپ کے علم وفضل کا لوہا مان لیا۔ تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم عالم تھے۔

درویش بابا کا تقویٰ و پرہیزگاری

شیموگہ جو صوبہ کرناٹک کا مشہور ومعروف شہر ہے اسی شہر کے محلہ آزاد نگر میں عارف باللہ حضور درویش بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس ہے۔

درویش بابا رحمۃ اللہ علیہ شریعت مصطفےٰ کے ایسے پابند تھے کہ جن کے ہر قول وفعل سے پابندی شریعت کی جھلک نظر آتی تھی، پوری زندگی آپ نے شریعت مصطفےٰ کی پابندی میں گذاری، آپ کا کوئی بھی قول وفعل شریعت مصطفےٰ کے مخالف نہ تھا اور یہی اللہ کے ولی کی نشانی ہے، یہی اللہ کے پیاروں کی دلیل ہے اور یہی اللہ کے محبوب کی پہچان ہے۔ اللہ کا فرمان اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ یعنی اللہ کا ولی مومن بھی ہوتے ہیں اور متقی وپرہیزگار بھی۔ درویش بابا رحمۃ اللہ علیہ آیت ربانی وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کی تفسیر تھے۔ یعنی آپ کا دن بھی یاد الٰہی میں گذرتا اور رات بھی ذکر الٰہی میں گذرتی، آپ نماز پنجگانہ کے ایسے پابند تھے کہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا کسی حال میں بھی نماز قضا نہیں ہوتی جب کوئی آپ سے ملاقات کیلئے آتا تو پہلے آپ اس سے پوچھتے کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے اگر وہ ہاں کہتا تو خوش ہو جاتے اور اپنے قریب بٹھاتے اور اگر کہتا کہ میں نماز نہیں پڑھا ہوں تو اپنی بارگاہ سے بھگا دیتے۔ دن کا اکثر حصہ تسبیح وتہلیل اور عبادت وریاضت میں گذار

تے اور پوری رات نوافل میں مشغول رہتے، آپ سنتوں پر ایسے عامل تھے کہ آپ کا کوئی بھی کام سنت مصطفیٰ کے خلاف نہ ہوتا، گویا کہ آپ کا چلنا پھرنا، آپ کا سونا جاگنا، آپ کا اٹھنا بیٹھنا سنت مصطفیٰ کے مطابق ہوتا تھا اور آپ کی ہر ادا طریقۂ محبوب کے موافق تھی۔
جب آپ کہیں تشریف لے جاتے تو راستہ چلتے اپنی نظروں کو جھکا لیتے تا کہ کسی غیر محرم پر نظر نہ پڑ جائے حتی کہ خود اپنا چہرہ بھی چھپائے رہتے تا کہ کسی غیر محرم کی نگاہ آپ پر نہ پڑ جائے۔
یہ ہے اللہ والوں کا تقویٰ اور یہ ہے اللہ والوں کی شان۔

آج کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ کسی کو دیکھنے سے کیا ہوتا ہے۔ صرف دیکھا ہی تو ہے کوئی غلط کام تو نہیں کیا۔ تو میرے بھائیو صرف دیکھنے سے کیا ہوتا ہے میری اس مثال سے سمجھئے۔

۱) شیر اگر کسی کے سامنے آجائے اور انسان صرف اسے دیکھ لے تو دیکھنے والوں کے جسم و جان پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔
۲) بچہ ماں کو صرف دیکھتا ہی تو ہے مگر اسکی محبت و چاہت کے جذبات کیا ہوتے ہیں آپ نے محسوس کیا ہوگا۔
۳) باغ میں پھولوں کو صرف دیکھا جاتا ہے مگر محض دیکھنے ہی سے دل مسرور ہو جاتا ہے۔
۴) کسی کو مصیبت میں دیکھتے ہی دل بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔
۵) کسی حسینہ کو دیکھ کر ہی لوگ اپنا دل و جان نچھاور کر دیتے ہیں۔
اسی لئے اسلام نے نگاہوں کی حفاظت کی تاکید فرمائی ہے۔
حضرات!.....حدیث پاک میں ہے اِذَا مَشٰی کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ جَمِیْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهٗ اِلَی الْاَرْضِ اَکْثَرُ مِنْ نَظَرِهٖ اِلَی السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَه. (شمائل ترمذی) آقا ﷺ نیچی نگاہ والے تھے اور آسمان کے بجائے زمین کی طرف زیادہ نظر رکھتے۔

الغرض حضرت درویش بابا رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تقویٰ و طہارت سے لبریز تھی اور عشق مصطفیٰ آپ کے رگ و ریشہ میں اس قدر رچا بسا تھا کہ جب رسول کے چاہنے والوں کو دیکھ لیتے تو آپ کا چہرہ مثل گلاب کھل جاتا اور اگر غدار رسول کو دیکھ لیتے گستاخ رسول کو دیکھ لیتے دشمنان رسول کو دیکھ لیتے تو فوراً چہرہ پھیر لیتے اور پوری زندگی لوگوں کو یہی تعلیم دیتے رہے۔ کہ

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا غم
چھوٹنے نہ پائے مگر ہاتھ سے دامان مصطفیٰ ﷺ

الحمد اللہ آپ نے اپنی زندگی میں سنیت کا زبردست کام کیا ہے۔ اپنی ذاتی رقم سے کئی مساجد تعمیر کئے ہیں جہاں مسجد کی ضرورت تھی اور گاؤں والوں کی اتنی طاقت نہیں تھی کہ مسجد بنا سکے۔ مثلاً ابھد راوتی میں آپ نے مسجد بنوائی، ردانی بنور میں آپ نے مسجد کی تعمیر کرائی، مادی پالیہ میں آپ نے مینارے بنوائے، آزاد نگر میں نورانی مسجد آپ ہی نے تعمیر کرائی ہنگرے کٹہ میں آپ نے مسجد بنوائی۔ اسی طرح اللہ والوں سے بھی آپ بے پناہ محبت کرتے تھے اور جہاں مزارات کی تعمیر کی ضرورت محسوس کرتے اپنے ذاتی صرفہ سے بنواتے مثلاً۔ حضرت قاسم شاہ بابا کے مزار کی تعمیر آپ نے کرائی، حضرت سید سادات کے مزار کی تعمیر آپ ہی نے کروائی اور کئی بزرگوں کے مزارات کی تعمیر آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔
رب کریم ہم تمام سنی مسلمانوں کو اولیائے کرام کی زندگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین۔

اے گردش زمانہ کبھی رائیگاں نہ کرنا
ہیں بہت لطیف و نازک غم دل کی واردات

وما علینا الا البلاغ

لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور
بھیجے سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود
گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

صاحب رجعت شمس و شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیر لوا آدم و من سوا
اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

غوث وخواجہ رضا حامد ومصطفےٰ
پنج گنج ولایت پہ لاکھوں سلام

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفےٰ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

شہادتِ غلامانِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْعَالَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْنِبِيْنَ شَفِيْعًا فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ هُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِيٌّ لَدَيْهِ صَلٰوةً تَبْقٰى وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ...... فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ " بَلْ اَحْيَآءٌ " وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ
الْاَمِيْنُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو.........شمع رسالت کے پروانو.........غوث وخواجہ کے

دیوانو.........اولیائے کرام کے جاں نثارو.....آیئے ہم اور آپ سب سے پہلے آقائے کائنات جانِ عالمین.........انیس الغریبین، مراد المشتاقین...شفیع المذنبین.........اکرم الاولین، افضل الآخرین......طٰہٰ ویٰسین.....رحمۃ للعالمین، مصباح المقربین.........سراج السالکین، شمس العارفین.....راحت العاشقین، محبوب رب العالمین.........خاتم النبیین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود وسلام کا تحفہ پیش کیجئے اور بلند آواز سے پڑھیے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

نظر کے سامنے آتا ہے نقشہ اُن دلیروں کا
کہ جنکا نام سن کر دل دہل جاتا ہے شیروں کا
فسانے زندہ ہوجاتے ہیں اُن شمشیر گیروں کا
جو محسن تھے شریفوں کے جو قاتل تھے شریروں کے
وہی اللہ کے بندے جو زاہد تھے نمازی تھے
مگر وہ شہادت میں مجاہد اور غازی تھے
حریفوں کے لئے شمشیر جوہر دار رکھتے تھے
حلیفوں کیلئے دامانِ گوہر بار رکھتے تھے
امامت قوم کی وقت عبادت اُن کا حصہ تھا
بوقت جنگ فوجوں کی قیادت اُن کا حصہ تھا

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن شہدائے کرام کی زندگی کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے اپنی پیاری جانوں کوراہ خدا میں قربان کر کے شجر اسلام کی آبیاری کی ہے۔

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ " بَلْ اَحْیَآءٌ" وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ..... یعنی وہ لوگ جو میرے راستے میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم انکی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔

حضرات:۔ پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں شہیدوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے اور کہنے کا تعلق صرف زبان سے ہوتا ہے تو احتمال تھا کہ کوئی ارشاد خداوندی کے لحاظ میں شہیدان عشق ووفا کو مردہ نہ کہتے مگر کیا گیا رنج ہے کہ شہیدوں کو دل سے مردہ سمجھے بھی نہیں۔ ممکن تھا کہ کچھ بدعقیدے انہیں مردہ تو نہ کہتے مگر اپنے دلوں میں مردہ سمجھتے۔ اس لئے پروردگار عالم نے ہمیشہ کے لئے ان کے قلب وجگر پر مہر لگادی کہ خبردار..... خبردار... ان قتیلان تیغ وفا اور شہیدان راہ خدا کو مردہ کہنا تو بڑی بات انہیں دل سے مردہ سمجھنا بھی نہیں رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ" عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ یعنی وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس انہیں رزق ملتا ہے۔

ان آیات کریمہ سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ شہداء کرام مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں کیونکہ ان کے زندہ ہونے کا اعلان خود رب تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

حق آیا باطل مٹ گیا

حضرات!..... ہر دور میں حق وباطل، ایمان وکفر، نور وظلمت کا مقابلہ ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ مگر فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے اور باطل کو منہ چھپانا پڑا ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

جب کبھی بھی باطل فرقوں نے سر ابھارا ہے اور اسلام وسنیت کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کی ہیں تو ہر دور میں مجاہدین اسلام اپنے سر پر کفن باندھ کر اور اپنی پیاری جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر سر کا سودہ کیا ہے اور اسلام کو بچایا ہے اور دین کے جیالوں نے ہر میدان میں یہ آواز دیا کہ.....

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

دور حاضر میں بھی بدعقیدے ناموس رسول ﷺ کو تار تار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور نام نہاد مولوی سیدھے سادے بھولے بھالے سنی بھائیوں کو محبت رسول کے بجائے عداوت رسول میں مبتلا کرنے کی بے جا کوشش کر رہے ہیں۔ بدعقیدگی کی بھٹی میں مسلمانوں کو جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کرتے پھر رہے ہیں کہ نبی مر کے مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ)

مرتبۂ نبوت مرتبۂ شہادت سے اعلیٰ

آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ جب مرتبۂ نبوت، مرتبۂ شہادت سے اعلیٰ ہے، مرتبۂ رسالت، مرتبۂ شہادت سے افضل ہے تو مرتبۂ شہادت پانے والے جب زندہ ہیں تو مرتبۂ نبوت ورسالت پر جو فائز ہیں وہ مردہ کیسے ہوسکتے ہیں۔ اور پھر جو نبیوں کے نبی ہوں تمام رسولوں میں افضل ہوں وہ مر کر مٹی میں کیسے مل سکتے ہیں، جب شہداء کا یہ مقام ومرتبہ ہے کہ قرآن انکے زندۂ جاوید ہونے کی گواہی دے رہا ہے تو جو شہداء سے بھی اعلیٰ وافضل ہو اس کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا؟

جبھی تو سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

حیات النبی ﷺ کی بات آگئی ہے تو اس موضوع پر تھوڑی سی روشنی ڈال دوں تا کہ آپ کے ایمان وعقیدہ پر کوئی بدعقیدہ حملہ نہ کر سکے اور کوئی بدمذہب شب خون نہ مار سکے ۔آیت ربانی اسی فرق مراتب کی طرف اشارہ فرما رہی ہے کہ دنیا کے اندر زندہ رہنے میں تو سب برابر ہیں مگر ہر ایک کی طرز زندگی جدا جدا ہے اسی طرح موت تو سب کو آئے گی مگر سب کی موت برابر نہیں اور جو حالات مرنے کے بعد پیش آئیں گے اُن میں بھی بڑا فرق ہوگا۔ عام لوگوں کی بات اور ہوگی اللہ کے محبوبوں کی بات اور ہوگی، عام انسانوں کا معاملہ اور ہوگا اور راہ خدا میں قربان ہونے والے شہیدوں کی شان اور ہوگی۔ اللہ کے محبوبوں اور شہیدوں کی شان یہ ہوگی کہ صرف وعدۂ الٰہیہ پورا ہونے کیلئے ان پر موت طاری ہوگی پھر اس موت کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے زندۂ جاوید ہو جائیں گے اور اُن کے لئے حیات ہی حیات ہوگی .... زندگی ہی زندگی ہوگی .... بلکہ انکی برزخی حیات دنیاوی حیات سے بڑھ جائے گی اور انکی روحانی قوت کا حال یہ ہوگا کہ وہ جنت کی سیر و تفریح کریں گے اور دنیا والوں کی امداد و نصرت بھی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔ شہداء کی زندگی کے تعلق سے اہلسنت وجماعت کا عقیدہ وایمان ہے کہ شہدا کی برزخی زندگی جسمانی ہے کیوں کہ روح تو ہر مومن وکافر، مشرک اور ہر گنہگار و پرہیزگار کی زندہ رہا کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ کہنے بلکہ مردہ خیال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور انہیں رزق دیئے جانے کا بھی اعلان فرمایا ہے ۔تو فرمان خدا سے ثابت ہو گیا کہ شہداء کی زندگی جسمانی زندگی ہے۔ تو بلا تمثیل یہ کہہ لینے

دیا جائے کہ جب شہداء کی یہ شان ہے تو انبیاء کرام کی کیا شان ہوگی۔ جب انبیاء کرام کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء کی کیا شان ہوگی۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ انکا
جسم پُرنور بھی روحانی ہے
یہ ہیں حیِّ ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

انبیائے کرام زندہ ہیں

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۲۰۹ پر حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ اَحْیَآءٌ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۶ پر ہے اَلْاَنْبِیَآءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ حَیَاۃً حَقِیْقِیَّۃً۔ یعنی انبیاء کرام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

الحمد للہ ...... ہم اہلسنت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے روضوں میں حقیقی جسمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، اور اپنی اپنی قبروں میں اللہ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور فریاد کرنے والوں کی فریاد بھی سنتے ہیں، اپنے عاشقوں اور غلاموں کو دیکھتے اور پہچانتے بھی ہیں، کلام فرماتے ہیں، سلام کرنے والوں کا

جواب بھی دیتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضورﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیوں کہ تمہارا درود مجھ تک پہونچایا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہﷺ جب تک آپ زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں ہمارا درود پیش کیا جاتا ہے لیکن یارسول اللہ جب آپ انتقال فرمائیں گے اور قبر میں آپکا جسم مقدس بوسیدہ ہوجائے گا تو اس وقت کس طرح ہمارا درود آپ تک پہونچے گا۔ یہ سن کر سرکار مدینہﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے زمین پر کہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے..... اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔"

اَنْبَاءُ الْاَذْکِیَا" میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور وہاں نمازیں پڑھتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ سرور کائناتﷺ شب معراج موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو وہ اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھ رہے تھے۔

تو میرے بھائیو!....... اس سے بڑھ کر ان کے زندہ ہونے کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے..... اب ان تصریحات کے باوجود بھی اگر کوئی ہٹ دھرمی کرے اور انبیائے کرام علیھم السلام کی حیات مبارکہ کا انکار کرے تو صرف یہی کہا جاسکتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

عیسائیوں کے ناپاک ارادے

راحت القلوب صفحہ نمبر ۲۷ پر یہ واقعہ مرقوم ہے..... دل لگا کر سنئے اور اپنے آقا ومولیٰﷺ کی حیات مبارکہ کے جلوؤں سے اپنے دیدہ و دل کو منور مجلیٰ کیجئے۔

۵۵۷ھ میں سلطان نورالدین زنگی نے ایک شب میں تین مرتبہ مصطفیٰ جان رحمتﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آقاﷺ دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں۔

کہ جلد آؤ اور ان دونوں کے فتنے سے مجھے بچاؤ۔ سلطان نے اپنی دانائی سے سمجھ لیا کہ یقیناً مدینہ طیبہ میں کوئی عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا ہے..... لہٰذا مجھے فوراً وہاں پہنچنا چاہیے۔ چنانچہ اسی وقت رات کے آخری حصے میں تیز رفتار سواری پر سوار ہوکر اپنے بیس خاص آدمیوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے۔ اور اپنے ساتھ کافی درہم ودینار بھی لیکر آئے لگاتار سفر کرکے سولہویں دن ملک شام سے مدینہ طیبہ پہنچے اور وہاں آپ نے حالات کا جائزہ لیا مگر کوئی بات آپ کو سمجھ میں نہیں آسکی بالآخر آپ نے ان دونوں ملعونوں کو حاضر کرنے کی ایک تدبیر نکالی اور اعلان کروایا کہ مدینہ طیبہ کا ایک ایک باشندہ سلطان کے دربار میں حاضر ہوکر سلطان کے جود وکرم سے حصہ لے جائے۔ ہر شخص باری باری سلطان سے ملتا اور مالا مال ہوکر رخصت ہوتا۔ مگر آنے والوں میں بھی وہ ملعون نظر نہیں آئے جن کو سرکار نے خواب میں دکھایا تھا بادشاہ نورالدین نے کہا کہ کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو باقی رہ گیا ہو اور حاضر نہ ہوا ہو حاضرین نے عرض کیا کہ مدینے کے باشندوں میں تو کوئی باقی نہ رہا۔ ہاں دو مغربی عابد وزاہد ہیں جو رات دن عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کسی سے بات چیت بھی نہیں کرتے اور نہ کسی کے یہاں آنا جانا کرتے ہیں اور نہ کسی سے کچھ لیتے ہیں۔ بلکہ وہ دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ انکو دنیا اور اسکے ساز وسامان سے کوئی تعلق نہیں اس لئے اب تک وہ حاضر نہیں ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی لایا جائے جب وہ دونوں سامنے آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہ دونوں وہی مردود ملعون ہیں جنکی طرف آقاﷺ نے اشارہ فرمایا تھا..... بادشاہ نے دریافت کیا تم دونوں کہاں رہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سرکار دو عالمﷺ کے حجرہ شریف کے پچھلی جانب رہتے ہیں۔ جب سلطان نے اتنا معلوم کرلیا تو ان کو اسی جگہ چھوڑ اور خود اس مکان میں پہونچے جس میں یہ دونوں مقیم تھے، دیکھا کہ دو مصلے بچھے ہوئے ہیں اور طاق میں قرآن عظیم اور پند ونصیحت کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک طرف غرباء ومساکین کو دینے کیلئے کچھ غلہ رکھا ہوا ہے۔ اول نظر میں بادشاہ کو کچھ قابل اعتراض چیز تو نظر نہیں آئی مگر ان کے سونے کی

جگہ پر ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی۔ سلطان نے چٹائی اُٹھائی تو وہاں پر ایک گہرا سرنگ نظر آیا جو سرکار کی خواب گاہ کی طرف کھدا ہوا تھا۔ اور قبر انور تک جا پہنچا تھا۔ کمرے کے ایک گوشے میں چمڑے کے دو تھیلے رکھے ہوئے تھے جس میں رات کو مٹی بھر کر بقیع کے اطراف میں ڈال آیا کرتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سلطان نور الدین زنگی کانپ اٹھے اور ان دونوں کو بلا کر دریافت کیا کہ تم دونوں نے ایسی نازیبا حرکت کیوں کی؟ آخر کار اُن دونوں نابکاروں نے اقرار کیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں۔ ہم کو عیسائیوں نے مغربی حاجیوں کے لباس میں کافی مال و دولت دیکر یہاں بھیجا تھا۔ کہ کسی حیلہ سے روضہ شریف میں داخل ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کے جسد اطہر کو یہاں سے لے جائیں۔ جس رات کو یہ بدنصیب اس نقب کو قبر تک پہنچانے والے تھے کثرت سے ابر آیا بارش ہونے لگی اور گرج چمک نے زور باندھا اور زلزلۂ عظیم پیدا ہوا جس سے وہ اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے اور صبح کو سلطان نور الدین زنگی مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر سلطان نور الدین زار و قطار رونے لگے اور غیظ و غضب میں ڈوب کر ان دونوں ناپاکوں کی گردنیں ماردی اور ان کے ناپاک جسموں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر روضہ پاک کے چاروں طرف اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی نکل آیا اور سیسہ پگھلا کر اس میں بھر وادیا تا کہ روضہ انور تک کسی کا بھی پہونچنا دشوار ہو جائے۔

حضرات...... اس واقعہ سے پتہ چلا کہ میرے آقا و مولیٰ ﷺ آج بھی اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی میرے آقا کی عظمت و شان کو نہیں گھٹا سکتا اور شان و وقار مصطفےٰ گھٹانے کا اُس کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
خدا کا نور بجھا ہے نہ بجھ سکے گا کبھی
بجھانے والے خود بجھ گئے بجھا نہ سکے

حضرات...... یہودی ہو یا عیسائی یہ لوگ ہمارے آقا کا نام لینے والے نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہمارے نبی کا کلمہ پڑھنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ لوگ تو ہمارے آقا کے سخت دشمن تھے اور ہیں۔ یہ لوگ دین اسلام کے سخت دشمن تھے اور آج بھی ہیں۔ اتنی دشمنی کے باوجود انہیں یقین تھا۔ کہ مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ تبھی تو ان لوگوں نے سرنگ کھود کر روضہ رسول ﷺ تک جانے کی کوشش کی۔ مگر یہ بدعقیدہ وہابی تبلیغی وغیرہ تو یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ کہ یہ نبی کا کلمہ پڑھنے کے باوجود اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ "نبی مر کر مٹی میں مل گئے"۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اسی لئے تو استاذ زمن فرماتے ہیں

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

اور سنیوں کے امام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ حیاۃ النبی ﷺ کا عقیدہ رکھ کر قسم کے ساتھ فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

شہید کی چھ خصلتیں

بارگاہ رب العزت میں شہدائے کرام کا کیا مقام و مرتبہ ہے حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔ ترمذی شریف جلد اول کتاب الجہاد ص ۲۹۵ میں ہے۔ عَنْ المقدام بن معد یکرب قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَ يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَ يُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَ يُزَوَّجُ اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنْ

الْمَحْوَرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقَارِبِهٖ ۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں شہید کی چھ فضیلتیں ہیں۔ ۱۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسکی بخشش ہو جاتی ہے۔ ۲۔ موت سے پہلے جنت میں وہ اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ ۳۔ عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ۴۔ بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت میں وہ محفوظ و مامون ہوگا۔ ۵۔ اسکے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائیگا جسکا ایک یاقوت دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔ ۶۔ بڑی آنکھوں والی بہتر حوریں اسکے نکاح میں دی جائیں گی اور اس کے ستر رشتے داروں کے معاملے میں اسکی سفارش قبول کی جائیگی۔

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی
شہادت پاکے ہستی زندہ جاوید ہوتی ہے
یہ رنگیں شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے

سبحان اللہ..... جام شہادت نوش فرمانے کے بعد خون کا ہر ایک قطرہ جہنم کے دہکتے شعلوں سے بچاتا ہے، دخول جنت کا ذریعہ بنتا ہے، عذاب قبر سے کوسوں دور رکھتا ہے، تخفیف وگھبراہٹ کا نام ونشان مٹاتا ہے۔ علاوہ ازیں اُخروی زندگی کی بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے۔

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

جذبۂ جام شہادت

میرے دوستو!... میدان کارزار میں باطل کے سامنے سینہ سپر ہونا ہر کس وناکس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ وہ میدان ہے جہاں اچھے اچھوں کے کس کے بل نکل جاتے ہیں، بڑے بڑے بہادروں کی بہادری دم توڑنے لگتی ہے، طاقت ور نوجوانوں کا پتہ پانی ہو جا

تا ہے، میدان جنگ کا نقشہ دیکھ کر جسم میں کپکپی طاری ہونے لگتی ہے، مگر وہ مجاہد جن کے سینے میں حقیقی معنوں میں اللہ ورسول کی محبت کی تڑپ ہوتی ہے جن کی پیشانی میں سجدوں کی چمک ہوتی ہے، جن آنکھوں میں محبت رسول کا نور ہوتا ہے، جن کے سینے میں اسلام کے تحفظ کا درد ہوتا ہے، جن کے قلب میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقش ہوتا ہے، وہ باطل قوتوں سے ٹکرانے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے اور جنگ کے دہکتے شعلوں میں کودنے کی آرزو رکھتا ہے، کانٹوں کے بستروں پر سونے کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ایک جان کیا ایسی ہزار جانیں ہوتیں تو راہ خدا میں ایک ایک کر کے قربان کرتا چلا جاتا۔

الغرض ان ہی وفا شعاروں نے عظمت اسلام کی پاسبانی کی اور شمع اسلام کو کفر وشرک کی آندھیوں سے بچا کر ایمان کا اُجالا عطا کیا۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

میدان جنگ میں شہید کو ہر طرح کے مصائب وآلام سے گذرنا پڑتا ہے، کبھی چمکتی تلوار کی دھاروں سے ہاتھوں کو کاٹا جاتا ہے، تو کبھی چھاتیوں کو نیزے اور بھالے سے چھلنی چھلنی کر دیا جاتا ہے، تو کبھی پاؤں کو کاٹ کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے، تو کبھی گردن کاٹ کرتن سے جدا کر دی جاتی ہے، تو کبھی زمین پر گھسیٹ کر خاک وخون میں تڑپایا جاتا ہے، تو کبھی جسم کو خون سے لہولہان کیا جاتا ہے، تو کبھی جسم کو گھوڑے کے ٹاپ سے روندا جاتا ہے، الغرض سخت سے سخت تکالیف اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

محترم دوستو........اور بزرگو!......ہمارا اور آپ کا یہ عالم ہے کہ اگر جسم کا کوئی اعضاء زخمی ہو جائے یا کٹ جائے تو ہم برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ بلکہ درد سے پورا جسم بے قرار ہو جاتا ہے، بے چینی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر شہید کی روح زخم کھا کے بھی

مسکراتی ہے اور گردن کٹا کر بھی لذت محسوس کرتی ہے۔

جسکی ترجمانی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے یوں فرمائی ہے۔

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مجاہدین اسلام کی کامیابی

بارگاہ رب ذوالجلال میں مجاہدین اسلام کی عظمت و رفعت کیا ہے حدیث کی روشنی میں سماعت فرمایئے۔ترمذی شریف جلد اول ابواب فضائل الجہاد ص ۲۹۱ سطر نمبر ۲۳۔۲۴۔۔۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ الْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِیْ هُوَ عَلَیَّ ضَمَانٌ اِنْ قَبَضْتُهٗ اَوْرَثْتُهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ رَجَعْتُهٗ رَجَعْتُهٗ بِاَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص میرے راستے میں جہاد کرتا ہے میں اس کا ضامن ہوں اگر میں اسکی روح قبض کرتا ہوں تو اسے جنت کا وارث بناتا ہوں اور اگر واپس گھر لوٹاتا ہوں تو ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹاتا ہوں۔

اللہ اکبر! یہ ہے مجاہدین اسلام کی شان کہ جسکی ضمانت خود پروردگار عالم نے لے لی ہے، اسکی شان بے مثالی کا کیا کہنا، کہ اگر میدان جہاد میں کام آجائے تو شہید ہے اور واپس آجائے تو غازی ہے گویا کہ اُن کے دونوں ہاتھوں میں خزانہ ہے، اور دونوں جہاں میں اُن کے لئے فلاح ہی فلاح ہے کامیابی ہی کامیابی ہے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر شخص کے نصیب میں دار و رسن کہاں
آواز آرہی ہے شہیدوں کی خاک سے
مر کر ملی ہے زندگی جاوداں ہمیں

تیری جنت میں مزا نہیں

حضرات!......وہ کون شخص ہے جو جنت کا متمنی نہ ہو، وہ کون شخص ہے جو جنت کے محلات میں آسودگی کی زندگی گذارنے کا خواہشمند نہ ہو، وہ کون شخص ہے جو جنت کے پر بہار فضاؤں میں سانس لینا پسند نہ کرے۔ وہ کون شخص ہے جسکو جنت کی خوشبوؤں سے معطر ہونے کا شوق نہ ہو، وہ کون شخص ہے جس کو جنت کی دائمی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی خواہش نہ ہو۔ مگر شہیدوں کی جماعت وہ جماعت ہوگی جو دخول جنت کے بعد بھی اور جنت کی ساری نعمتوں کو پانے کے باوجود بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گی یا اللہ مجھے تیری جنت میں مزہ نہیں آرہا ہے، اس لئے مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے، دنیا کی طرف واپس کردے۔ تاکہ میں پھر میدان جہاد میں قتل کیا جاؤں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

جنت کس چیز سے بنی ہے

حضرات آخر کیا وجہ ہے کہ شہیدوں کو جنت میں مزہ نہیں آئے گا جب کہ حدیث پاک میں جنت کے ایسے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ آپ سن کر حیران رہ جائیں گے اور جنت میں جانے کے لئے بے قرار ہو جائیں گے۔ چنانچہ حدیث پاک کی ایک بلند پایہ کتاب ترمذی شریف ہے۔ آیئے اُس کے حوالے سے کچھ حدیثیں آپ کو سناؤں۔ ترمذی شریف جلد ثانی باب صفۃ الجنۃ ص ۷۹ سطر نمبر ۵۔۶۔۷

قُلْتُ الْجَنَّةُ مَا بِنَاءُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاءُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ وَيَخْلُدُ لَا يَمُوْتُ وَلَا تَبْلٰی ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰی شَبَابُهُمْ ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جنت کس چیز سے بنی ہے آپ نے فرمایا کہ جنت کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی ہے۔

اسکا گارہ نہایت خوشبودار مشک کا ہے۔اس کے کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں۔اور اس کی مٹی زعفران کی ہے جو اس میں داخل ہوگا نعمتوں میں ہی رہیگا کبھی مایوس نہ ہوگا۔ ہمیشہ رہیگا کبھی اسے موت نہیں آئے گی۔ نہ ان کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ہی انکی جوانی ختم ہوگی۔

اور اسی ترمذی شریف جلد ثانی ابواب صفۃ الجنۃ ص ۸۰ سطر ۱۶۔۱۷۔۱۸ میں ہے۔ قَالَ لَوْاَنَّ مَایَقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِی الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَ خْرَفَتْ لَهُ مَابَیْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنت کی ناخن بھر چیز بھی دنیا میں ظاہر ہو جائے تو پوری دنیا جگمگا اٹھے اور اگر کوئی جنتی زمین کیطرف جھانک لے اور اسکے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی اس طرح ماند پڑ جائے جس طرح سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

اور جب جنت کے اوصاف کی بات آگئی تو ایک حدیث پاک اور ملاحظہ فرمایئے اسی ترمذی شریف جلد ثانی ابواب صفۃ الجنۃ ص ۸۰ سطر نمبر ۴۔۵۔۶ میں ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِیَةُ عَلٰی مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّیٍّ فِی السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰی كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً یُرٰی مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتی ہوگی دوسرا گروہ آسمان کے نہایت روشن ستارے کی مانند ہوگا، ان میں سے ہر مرد کے لئے دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی پر ستر جوڑے ہوں گے جن کے باہر سے پنڈلیوں کا مغز نظر آئے گا۔

اسی ترمذی شریف جلد ثانی ابواب صفۃ الجنۃ ص ۸۷ سطر نمبر ۲۸۔۲۹ پر یہ حدیث پاک بھی ہے۔ قَالَ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ یَسِیْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایے میں ایک

سوار سو سال چلتا رہیگا لیکن اُس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔اور روح البیان جلد دوم ص ۸۲ پر یہ حدیث مذکور ہے کہ سرکار اقدس ﷺ جنت کے باغوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن جب جنت میں داخل ہوگا تو وہ ستر ہزار ایسے باغات دیکھے گا کہ ہر باغ میں ستر ہزار درخت ہوں گے اور ہر درخت کے ستر ہزار پتے ہوں گے اور ہر پتے پر لکھا ہوگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اور ہر پتے کی چوڑائی مشرق سے مغرب کے برابر ہوگی۔

حضرات!.....ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ جنت میں رب تبارک وتعالیٰ نے کسی چیز کی کمی نہیں رکھی ہے اور ہمارے وہم وگمان سے بھی بڑھ کر وہاں نعمتیں موجود ہیں ۔بلکہ حدیث پاک میں ہے کہ جنت میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی کے ذہن وفکر میں اس کا تصور آیا ہوگا۔مگر شہید جب جنت میں داخل ہوگا جنت کے باغ وبہار کا نظارہ کرے گا۔جنتی درختوں کے میووں اور پھلوں سے لذت اندوز ہوگا اور وہاں کے نہروں سے سیراب ہوگا غرض کہ جنت کی ہر نعمتوں سے مستفیض ہوگا پھر بھی بارگاہ رب العزت میں عرض کریگا اے مولیٰ تیری جنت میں مجھے مزہ نہیں آیا۔رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے میری راہ میں جان قربان کرنے والے مجاہدو!......میری جنت میں کس چیز کی کمی ہے۔ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْ اَنْفُسُكُمْ تم جو بھی خواہش کروگے وہ تمہارے لئے یہاں موجود ہے۔شہید عرض کریگا۔کیا عرض کرے گا آیئے بخاری شریف کی روشنی میں سماعت فرمایئے۔بخاری شریف جلد اول کتاب الجہاد میں ہے۔ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْكَرَامَةِ. یعنی نبی کریم ﷺ نے فرماتے ہیں کہ شہید تمنا کرے گا کہ اے مولیٰ پھر مجھے دنیا کی طرف بھیج دے۔ تیری راہ میں پھر میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اس لئے کہ شہید شہادت کا مزہ پاچکا ہے۔

وقت شہادت دیدار الٰہی

حضرات.... میں کوئی من گھڑت کہانی یا قصہ نہیں سنا رہا ہوں کہ آپ سوچیں گے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کا جنت میں دل نہ لگے۔ بلکہ حقیقت کی روشنی میں قرآن وحدیث کے آئینے میں دلائل وبراہین کیساتھ عرض کر رہا ہوں کہ شہید کہے گا یا اللہ مجھے تیری جنت میں لذت نہ ملی، جو لذت میدان جہاد میں ملی تھی۔ تیری جنت میں وہ مزہ نہیں ملا جو میدان کارزار میں گردن کٹانے میں ملی تھی۔ دشمنان اسلام کی تلواروں کے سائے میں ملی تھی۔ اس لئے اے اللہ میری تمنا ہے کہ پھر مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ میدان جہاد ہو دشمن کی تلوار ہو اور میری گردن ہو، میرے اعضائے جسم کٹ گئے ہوں، تپتی زمین پر میرا جسم خاک وخون میں تڑپ رہا ہو۔ دشمن کے گھوڑے میرے جسم کو اپنے ٹاپوں سے روندر ہے ہوں، پھر راہ خدا میں قتل کیا جاؤں ثم اقتل پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں ثم اقتل پھر قتل کیا جاؤں ثم اُحیٰی پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں مولیٰ یہ عمل مجھے تیری جنت سے بھی زیادہ پیارا ہے....

میرے محترم دوستو! آپ کو معلوم ہے کہ شہید یہ خواہش کیوں کرتا ہے؟ وہ اس لئے کہ جس وقت دشمن کی تلوار گردن پر چلتی ہے اس وقت اللہ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے اور اللہ کے دیدار سے بڑھ کر کائنات میں کوئی لذت نہیں۔ یہی وجہ ہیکہ شہید کو نہ تو اس وقت تکلیف ہوتی ہے نہ پریشانی لاحق ہوتی ہے۔

جہاد کی فضیلت

حضرات...... اب آیئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت سماعت فرمایئے۔ بخاری شریف جلد اول کتاب الجہاد باب فضل الجہاد پارہ "11" حدیث نمبر ص ۳۹۰ سطر نمبر ۱۹۔۲۰۔۲۱ عن عَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ سَاَلۡتُ رَسُوۡلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الۡعَمَلِ اَفۡضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مِیۡقَاتِہَا قُلۡتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الۡوَالِدَیۡنِ قُلۡتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ الۡجِہَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَسَکَتُّ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَلَوِ اسۡتَزَدۡتُّہٗ لَزَادَنِیۡ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ ارشاد فرمایا نماز اسکے وقتوں پر ادا کرنا پھر عرض کیا پھر کون؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ ارشاد فرمایا اللہ کے راہ میں جہاد کرنا اگر رسول اللہ ﷺ سے مزید دریافت کرتا تو آپ ﷺ اور امور بھی بیان فرماتے۔

جہاد کے تعلق سے ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ ترمذی شریف جلد اول کتاب الجہاد باب ما جاء ای الناس افضل حدیث نمبر ص ۲۹۵ سطر نمبر ۲۵۔ عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدِ الۡخُدۡرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَفۡضَلُ قَالَ رَجُلٌ یُّجَاہِدُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ قَالُوۡا ثُمَّ مَنۡ قَالَ ثُمَّ مُؤۡمِنٌ فِیۡ شِعۡبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَتَّقِیۡ رَبَّہٗ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنۡ شَرِّہٖ یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں پوچھا گیا کون سا آدمی افضل ہے۔ آپ نے فرمایا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے پھر پوچھا کون؟ آپ نے فرمایا وہ مومن جو کسی گھاٹی میں سکونت پذیر ہو اور اپنے رب سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

اور ترمذی شریف جلد اول ابواب فضائل الجہاد ص ۲۹۲ سطر ۱۔۲ پر یہ حدیث موجود ہے۔ عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ صَامَ یَوۡمًا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ زَحۡزَحَہُ اللّٰہُ عَنِ النَّارِ سَبۡعِیۡنَ خَرِیۡفًا اَحَدُھُمَا یَقُوۡلُ سَبۡعِیۡنَ وَالۡاٰخَرُ یَقُوۡلُ اَرۡبَعِیۡنَ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص میدان جہاد میں ایک روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ستر سال جہنم سے دور فرمادے گا۔ اس میں راویوں کا اختلاف ہے۔ ایک کے نزدیک ستر سال دوسرے کے نزدیک چالیس سال۔

اللہ اللہ مجاہدین اسلام کا کیا مقام ومرتبہ ہے حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ

فرمائے۔بخاری شریف جلد اول کتاب الجهاد حدیث نمبر ۱ پارہ ۱۱ ص ۳۹۵ سطر
نمبر ۲۰۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ
ظِلَالِ السُّيُوْفِ ۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک جنت تلواروں کے سائے میں ہے
یعنی میدان جہاد میں تلواروں سے شہید ہونے والا مجاہد مستحق جنت ہے۔رب قدیر ان
شہیدان تیغ وفا کو اپنے فضل وکرم سے یقیناً جنت کی بہاریں عطا فرمائے گا۔لیجئے ایک
حدیث اور ذہن میں آئی۔مشکوٰۃ شریف جلد ثانی کتاب الجهاد فصل اول حدیث نمبر ۱ ص
۳۲۹ سطر نمبر ۲۴۔۲۵۔۲۶۔ عَنْ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزٰى وَ مَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ
اَهْلِهٖ فَقَدْ غَزٰى ۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے
والے کو سامان جنگ مہیا کیا وہ بھی مجاہد ہے اور جس نے کسی غازی کے گھر کی حفاظت کی گویا
کہ وہ بھی شریک جہاد ہوا۔

جہاد فروغ اسلام کا ذریعہ

آفتاب رسالت ماہتاب نبوت ﷺ کے فرمان عالی شان سے پتہ چلا کہ جہاد
رضائے الٰہی ہے، جہاد کمال ایمان ہے، جہاد رحمت عالم ﷺ کی سنت ہے، جہاد جنت کی
ضمانت ہے، جہاد قبر کی تاریکیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، جہاد نیکیوں کا خزانہ ہے، جہاد فروغ
اسلام کا ذریعہ ہے، جہاد اسلام کی لہلہاتی ہوئی فصل بہار ہے، جہاد باغ فردوس کی کلی ہے،
جہاد دیدار الٰہی کا سبب ہے۔

تاریخ شاہد ہے خود ہمارے آقا مولیٰ ﷺ میدان جہاد میں تشریف لے جاتے
تھے، چاہے میدان احد ہو، چاہے میدان بدر، چاہے میدان حنین ہو، ہر جگہ میرے آقا کی
جلوہ گری ہوتی تھی۔صحابہ تعداد میں اگرچہ کم ہوتے تھے مگر سرکار کی موجودگی میں جوش
وجذبے سے سرشار رہا کرتے تھے۔صحابہ جدھر رخ کرتے تھے فتح وکامرانی جھک کر سلام

کرتی تھی اور فرشتے فتح ونصرت کی مژدہ جانفزا سناتے تھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑے بڑے معرکے
سر کئے ہیں اور کفار ومشرکین کے بڑے بڑے قلعے فتح کرلئے ہیں جیسا کہ حضرت علی شیر
خدا رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کو فتح کیا، حضرت خالد سیف اللہ نے ملک شام کو فتح کیا اور
صرف ساٹھ مجاہدین کو لیکر ساٹھ ہزار چیدہ عرب عیسائی سپاہیوں کی صفیں الٹ دیں، جنگ
قادسیہ کے موقع پر حضرت سعد بن وقاص نے اپنی قیادت میں اسلامی لشکر کو گھوڑوں سمیت
دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔تاریخ کے یہ تمام محیر العقول کارنامے پیارے آقا ﷺ کے
صدقہ وطفیل انجام پاتے تھے۔اور اللہ ورسول کی غیبی حمایت ونصرت کی برکت سے ان حق
پرستوں نے پہاڑ کی چھاتیوں کو بھی روند ڈالا تھا، نصرت خداوندی کے بل بوتے دریاؤں
میں کود پڑتے تھے، بجلیاں چمکتیں تو مسکرادیتے، بادل گرجتے تو قہقہوں سے جواب دیتے،
طوفان آتا تو اپنے حوصلوں سے اسکا رخ موڑ دیتے اور آنے والی نسلوں کو یہ پیغام دیتے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

فتح کا جھنڈا لہرایا

آیئے میں اسلام کے ایک عظیم مجاہد اور لشکر اسلامی کے سپہ سالار فاتح اسپین
حضرت طارق بن زیاد کے عظیم کارناموں کو آپ کے سامنے پیش کروں۔اس عظیم مجاہد کے
کارنامے آب زر سے بھی لکھا جائے تو کم ہے، یہ اسلام کا سچا مجاہد فروغ اسلام کیلئے اپنے
وطن کو خیر آباد کہتے ہوئے اور سمندر کے سینے کو چیرتے ہوئے، لشکر اسلام کی کشتیاں اندلس
کے ساحل پر اتار دیں اور ساری کشتیوں میں آگ لگوادی اور کہا اے مجاہدو، اب وطن واپسی
کا ارادہ ختم کردو اور اپنے دلوں میں یہ عزم وارادہ کرلو کہ یا تو ہمیں اندلس حاصل کرنا ہے یا
پھر اسی سرزمین پر اپنی جانیں جان آفریں کو سپرد کردینا ہے۔اور یہ حوصلہ لیکر آگے بڑھو کہ

اسپین ہمارا ہے اندلس ہمارا ہے یہ ہمارے خدا کا ملک ہے یہاں کافروں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے چلو میرے دوستو ان کفار و مشرکین سے خدا کے اس ملک کو آزاد کرائیں اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی روح پاک کو خوش کریں۔

گویا کہ طارق ابن زیاد اپنے سپاہیوں کو ذہن دیتے ہیں کہ صرف ارض پیدائش ہی اس کا وطن نہیں ہوتا بلکہ دنیا کا سارا ملک ہمارا ہی ملک ہے کیونکہ ہر ملک ہمارے پروردگار کا ہے۔ لہٰذا اسکو اولوالعزمی کے ساتھ حاصل کرو اور فتح کا پرچم لہراؤ اور دل و دماغ سے آبائی وطن کی محبت نکال دو اور یہیں سکونت اختیار کرلو۔ طارق ابن زیاد کی اس تقریر سے مجاہدین اسلام کو یقین کامل ہو گیا کہ اب باطل سے مقابلہ کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہے اور پھر مجاہدوں نے شجاعت و بہادری کا ایسا جوہر دکھلایا کہ آن کی آن میں پورا اندلس فتح ہو گیا اور اندلس کے کونے کونے میں پرچم اسلام لہرانے لگا۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

خالد بن ولید کے کارنامے

بخاری شریف جلد اول کتاب الجہاد تمنی الشہادۃ حدیث نمبر ۱ پارہ صفحہ نمبر ۳۹۲ سطر نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ وَقَالَ مَا يَسُرُّنَا اَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ اَيُّوْبُ اَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ اَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے (غزوہ موتہ) کے روز فرمایا لشکر اسلام کا جھنڈا زید نے سنبھالا تو انہیں شہید کر دیا گیا پھر جعفر ابن ابی طالب نے سنبھالا تو انہیں شہید کر دیا گیا پھر عبداللہ بن رواحہ نے سنبھالا تو انہیں بھی شہید کر دیا گیا پھر ان کے بعد خالد بن ولید نے بغیر اس کے کہ انہیں امیر لشکر بنایا جاتا جھنڈا سنبھال لیا تو وہ فتح سے نوازے گئے۔

حضرات! اس حدیث مقدسہ میں سرکار اقدس ﷺ نے ان پاک ہستیوں کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے یکے بعد دیگرے علم اسلام اپنے اپنے ہاتھوں میں لیا اور جوش و خروش کے ساتھ لاکھوں دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مردانہ وار اپنی جان دے دی۔ اور پرچم اسلام کو گرنے نہ دیا۔

واقعہ یوں ہے کہ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور دشمنوں کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی اور کہا اے مجاہدو!......ہم لوگ ذوق شہادت لیکر گھر سے نکلے ہیں مانا کہ ہمارے مقابل دشمنوں کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے مگر ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے کیونکہ ہمارے دلوں میں ایمان کی حرارت ہے اور ہمارے بازوؤں میں ایمانی قوت ہے خدا کی قسم ہماری طاقت کے آگے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹک سکتی اس لئے کہ یہ ہماری طاقت اسلام کی طاقت ہے، ایمان کی طاقت ہے اور اسی ایمانی قوت کے صدقے میں اللہ رب العزت نے ہمیشہ فتح و نصرت سے نوازا ہے۔ لہٰذا اے مجاہدو! سینہ سپر ہو کر، کفر کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ اور کافروں پر یہ ثابت کر دکھاؤ کہ ہم جان تو دے سکتے ہیں ایمان نہیں دے سکتے۔
حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اسلام کے یہ مجاہدین شعلۂ جوالا بن کر لشکر اعدا پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے امیر لشکر حضرت زید ابن حارثہ نے اپنے ہاتھوں میں علم لیا اور پوری جوانمردی کے ساتھ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ جیسے ہی حضرت زید ابن حارثہ کی شہادت ہوئی فوراً جھنڈا حضرت جعفر بن

ابوطالب نے تھام لیا اور دشمنوں پر قہر خداوندی کی بجلی بن کر گرے اور دشمنوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کیا۔ مگر ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ آپ کا گھوڑا زخمی ہو گیا اور آپ کا ایک بازو کٹ گیا۔ فوراً آپ نے دوسرے بازو سے جھنڈے کو سنبھال لیا اور لڑتے رہے دشمنوں نے دوسرے بازو کو بھی کاٹ دیا جھنڈا ڈگمگانے لگا تو آپ نے اپنے کٹے ہوئے دونوں بازؤوں سے علم اسلام کو اپنے سینے سے لگا لیا اور علم کو گرنے نہ دیا آخر کار آپ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ ابن رواحہ نے آگے بڑھ کر علم اسلام کو سنبھالا اور لشکر اعداء پر ٹوٹ پڑے اب اور پوری جوانمردی کا ثبوت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ دیکھ کر علم حضرت ثابت بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھوں میں لیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تم کسی کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لو اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے جن لوگوں کو یکے بعد دیگرے امیر لشکر بنایا تھا وہ سب کے سب شہید ہو گئے اب تمہارا کوئی امیر نہیں چنانچہ لوگوں نے حضرت خالد ابن ولید کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لیا اور جہاد جاری رکھا۔

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ اپنے سپاہیوں کو لیکر آگے بڑھے اور شیر کی طرح دشمنوں پر حملہ آور ہوئے کہتے ہیں کہ اس جنگ میں آپ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں بالآخر بڑی حکمت عملی کے ساتھ آپ نے اپنی پوری فوج کو دشمنوں کے نرغے سے بحفاظت نکال لائے۔ حضرت خالد بن ولید وہ صحابی رسول تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔

میرے دوستو!... آج مسلمان انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہے، ہر چہار جانب سے دشمنان اسلام کے خطرناک حملے ہو رہے ہیں اور ہمارے عقیدہ و ایمان پر شب خون مارنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کبھی یہودیت ہم پر حملہ آور ہوتی ہے۔ کبھی نصرانیت کے طوفان آتے ہیں۔ کبھی وہابیت و نجدیت کی تیز ہوائیں ہمیں اکھاڑنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور کبھی ظاہری فتنے کے شعلے ہمیں جھلسانے میں لگے ہیں۔ الغرض آج مسلمانوں کو ہر طرف سے خطرہ ہی خطرہ نظر آ رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم عمل کے میدان میں بھی پیچھے

نظر آ رہے ہیں۔ ہر طرف بدعملی کا دور دورہ نظر آ رہا ہے روزہ و نماز کے ہم پابند نہیں، حج و زکوۃ سے ہمیں سروکار نہیں، دینی تعلیم سے ہمیں دلچسپی اور رغبت نہیں، مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ہمدردی نہیں اس لئے آج ہم ہر محاذ پر اغیار کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور ہر موڑ پر ذلت و رسوائی کا سامنا کر رہے ہیں پسپائی اور ہزیمت ہماری تقدیر بن چکی ہے۔ ہمارا جاہ و جلال رخصت ہو رہا ہے اور ہماری عزت و عظمت خاک میں مل رہی ہے۔

مسلمانو!.........دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سوچو کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟۔ تو خدا کی قسم میں کہوں گا کہ اسکی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے دلوں سے خوف خدا کو نکال دیا ہے اور اپنے سینوں سے عشق مصطفیٰ کو دور کر دیا ہے، ہم نے قرآن و احادیث کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے، اور اسلامی تعلیم سے ہم غافل ہو گئے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

حضرات.........جب تک ہمارے دلوں میں خدا کا خوف اور ہمارے سینوں میں مصطفیٰ کا عشق تھا، جب تک ہم احکام شریعت پر عمل پیرا تھے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات پر ہمارا عمل تھا۔ جب تک ہم صوم و صلوۃ کے پابند تھے اور ہم میں حلال و حرام کی تمیز تھی ہم غرور و تکبر سے دور تھے، ہم میں بزرگوں کا ادب و احترام تھا، ہمارے اندر ماں باپ کی قدر و منزلت کا احساس تھا، شراب و شباب سے اجتناب تھا اور گناہوں سے نفرت تھی تو خدا کی قسم اغیار ہمارے نام سے بھی کانپتے تھے اور دشمنوں پر لرزہ طاری رہتا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ مدینہ کی ٹوٹی چٹائی پر بیٹھنے والے۔ اپنے کرتے پر درجنوں پیوند لگانے والے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سے اس دور کے سوپر پاور شہنشاہ قیصر و کسریٰ پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ باب العلم شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے کفرستان میں زلزلہ آ جاتا

تھا۔ حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کو دیکھ کر عیسائیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ جاتی تھی۔ سعد بن وقاص کی سپہ سالاری دیکھ کر کفر کے قدم ڈگمگانے لگتے تھے۔ یہ سب اُسی ایمان واسلام کی طاقت وقوت تھی اور اُسی جہد مسلسل اور عمل پیہم کا نتیجہ تھا۔

مسلمانو!........غزوۂ بدر کی تاریخ کا مطالعہ کرو کہ اس جنگ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسی عظیم الشان فتح عطا فرمایا تھا حالانکہ مسلمان تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھے اور اسلحہ کے اعتبار سے بھی بڑے کمزور تھے مگر ان کے دلوں میں ایمان کی حرارت تھی اور اُن کے سینوں میں عشق مصطفےٰ کا چراغ روشن تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن بے سروسامان مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتار دیا تھا قرآن مقدس کے سورہ آل عمران وانفال میں ذکر ہے کہ پہلے ایک ہزار فرشتے آئے اور پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی گئی۔ جب کہ حق وباطل کا معرکہ گرم تھا اور گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ فرشتے کسی کو نظر نہیں آتے تھے مگر خدا کی قسم اُن کی مدد کا ہمیں بھرپور احساس ہوتا تھا۔ ہم جس کو قتل کرنا چاہتے تھے تو خدا کی قسم ہمارے قتل کرنے سے پہلے ہی وہ مقتول ہو جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدس فرشتوں کے ذریعہ ہم لوگوں کو فتح عطا فرمائی۔

یہی نصر من اللہ کا اصول جاودانی ہے
یہی اسلام کی شرط حصول کامرانی ہے

ایک نوعمر بچے کا جذبۂ شہادت

آیئے اُسی غزوۂ بدر کے تعلق سے ایک نوعمر بچے کا جذبۂ شہادت ملاحظہ فرمایئے کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت عمیر رضی اللہ عنہ لوگوں سے چھپتے پھرتے تھے کبھی ادھر تو کبھی ادھر۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے پوچھا اے میرے بھائی عمیر۔ آخر کیا بات ہے کہ تم چھپتے پھرتے نظر

آتے ہو۔ حضرت عمیر نے عرض کیا بھائی جان! آپ کو معلوم ہے کہ میری عمر کم ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کم عمروں کو جنگ میں شریک نہیں ہونے دیتے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری کم عمری کی وجہ سے رسول کریم ﷺ جنگ میں جانے سے روک دیں، لڑائی میں حصہ لینے سے منع فرمادیں، میرے بھائی! میری دلی تمنا ہے کہ میں دشمنوں کے مقابلہ میں لڑوں شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی جام شہادت عطا فرمادے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو حقیقت میں جس چیز کا خدشہ تھا وہی ہوا۔ حضور انور ﷺ نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو کم عمری کی وجہ سے واپسی کا حکم دے دیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ رحمت عالم ﷺ کو پیار آ گیا اور لڑائی میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔

اجازت ملتے ہی خوشی کی انتہا نہ رہی فوراً تلوار اپنے ہاتھوں میں لی اور میدان جنگ میں کود پڑے اور مردانہ وار لڑائی لڑتے رہے حتی کہ قریش کے ایک نامور پہلوان عمرو ابن عبد ود کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے بھائی حضرت عمیر سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اپنی نظروں کے سامنے انہیں شہید ہوتے دیکھ کر تڑپ گئے مگر صبر واستقامت کا پیکر بن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن کہہ کر خاموش ہو گئے۔

ابوجہل کی ذلت ورسوائی

حضرات.....آیئے میدان بدری کا ایک اور دل گداز منظر پیش کروں اور دو نوعمر بچوں کا جذبۂ جہاد بیان کروں تا کہ حق وباطل کا مکمل نقشہ آپ کی نگاہوں کے سامنے آجائے۔ غزوۂ بدر کے اُسی ہولناک ماحول میں دو ننھے مجاہد حضرت معاذ اور حضرت معوذ بھی شریک تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے اُس گھمسان اور بھیانک ماحول میں دو ننھے مجاہد معاذ اور معوذ میرے سامنے آگئے میں نے دیکھا اُن کے ننھے ننھے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی تلواریں تھیں اور غصے کی حالت میں دونوں ابوجہل کو تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا

بھتیجے تمہیں ابوجہل سے کیا کام؟ اُن دو ننھے بچوں نے جواب دیا۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے محبوب باری کو

بچوں نے کہا چچا جان! ہم نے سنا ہے کہ ابوجہل ہمارے آقا ﷺ کو گالیاں دیتا ہے اور ان کی شان اقدس میں گستاخیاں کرتا ہے۔ خدا کی قسم ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ آج میں ابوجہل کو ضرور مارڈالوں گا ورنہ اپنی جان دے دوں گا۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں بچو! تم اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ بچوں نے عرض کیا چچا جان! آپ کا بڑا اکرم ہوگا کہ آپ صرف یہ بتا دیجئے کہ ابوجہل کون ہے۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ اتفاق سے ابوجہل سامنے سے گذر رہا تھا میں نے کہا بچو اُدھر دیکھو۔ یہ سیاہ گھوڑے پر جو سوار جا رہا ہے وہی ابوجہل ہے۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اُن بچوں نے جیسے ہی ابوجہل کو دیکھا تو غیظ و غضب میں ڈوب گئے اور یکبارگی دونوں ابوجہل پر ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ ابوجہل کے گھوڑے کی ٹانگیں کٹ گئیں اور ابوجہل زمین پر گر گیا۔ بچوں نے موقع کو غنیمت جانا اور پلٹ پلٹ کر حملہ کیا حتیٰ کہ ابوجہل بے حس و حرکت ہوگیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے اپنے باپ کو مرتا دیکھا تو دوڑ کر اُن میں سے ایک بچے کو تلوار ماری اور بازو کاٹ دیا۔ مگر قربان جاؤ اس بچے کی ہمت پر کہ کٹا ہوا بازو لٹکتا رہا اور وہ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ کٹا ہوا بازو لڑنے میں رکاوٹ بنا تو اسے پاؤں کے نیچے رکھا اور طاقت سے کھینچ کر الگ کر دیا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موئے مبارک کی برکت

حضرات!... جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو کارنامے انجام دیئے ہیں۔ وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ خالد بن ولید کا دشمنوں سے سخت مقابلہ ہے مگر آپ چٹان کی طرح ثابت قدم ہیں، دوران لڑائی ایک عجیب و غریب

واقعہ پیش آگیا۔ حضرت خالد ابن ولید پریشانی کے عالم میں کچھ ڈھونڈتے پھر رہے تھے جنگ کے تعلق سے اُن کے چہرے پر اضطراب تو رہتا ہی تھا مگر کبھی بھی بہت زیادہ حیران و پریشان نہیں دیکھے گئے مگر اس روز اُن کی حیرانی و پریشانی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ لوگوں نے پوچھا اے سپہ سالار لشکر! آج تک آپ کے چہرے پر اس قدر اضطراب نہیں دیکھا گیا۔ مگر آج کیا وجہ ہے کہ آپ بے حد حیران و پریشان نظر آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! میری لال رنگ کی ٹوپی کہیں گر گئی ہے میں اُسے ہی ڈھونڈ رہا ہوں لوگوں نے کہا حضرت! یہ عجیب و غریب بات ہے کہ اس قدر گھمسان کے جنگ میں آپ کو اپنی ٹوپی کی پڑی ہے جب کہ دشمن اپنے سروں کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور چاروں طرف جنگ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ حضرت خالد ابن ولید نے فرمایا اے میرے دوستو! اس ٹوپی کی قدر و قیمت صرف میں ہی جانتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع سے رسول اکرم ﷺ نے اپنے سر اقدس کے بال منڈھوائے تھے اور صحابہ کرام کے درمیان تقسیم فرمائے تھے۔ میں نے بھی کچھ موئے مبارک حاصل کر لئے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے پوچھا تھا اے خالد! ان بالوں کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا تھا یا رسول اللہ میں انہیں اپنے پاس رکھوں گا۔ کفار کے خلاف لڑتے وقت یہ موئے مبارک میرے حوصلوں کو مضبوط رکھیں گے اور مجھے کامیابی نصیب ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا تھا اے خالد! یہ بال تیرے پاس رہیں گے اور میری دعائیں بھی تیرے ساتھ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ تجھے ہر میدان میں فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ میں نے یہ بال اپنی ٹوپی میں اچھی طرح سے سی لئے ہیں۔ خدا کی قسم میں اُس ٹوپی سے جدا نہیں ہوسکتا آج اسی کی برکت سے میری طاقت اور میری ہمت قائم ہے۔

حضرات! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جذبہ محبت پر سو جان قربان اور اُن کے جوش عقیدت کو لاکھوں سلام۔ خدا کی قسم کیا جذبہ تھا! کیسی محبت تھی! کہ رسول کریم ﷺ کے موئے مبارک کے خاطر انہوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور موئے مبارک کی تلاش میں دیوانوں کی طرح میدان جنگ میں گھوم رہے ہیں چنانچہ اسی اثنا میں آپ کی وہ

مقدس ٹوپی مل گئی۔ فوراً آپ نے جھک کر ٹوپی اُٹھائی اور اپنے سر پر ڈال لی اور پھر دشمنوں پر اس زور سے حملہ آور ہوئے کہ دم زدن میں میدان جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ خدا قسم کی مجھے کہہ لینے دیجئے کہ یہ اسی موئے پاک مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی برکت وعظمت تھی۔

غلامان مصطفےٰ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے
جو جان مانگو تو جان دیں گے مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہرگز نہ ہوگا کہ نبی کا جاہ وجلال دیں گے

عمرو بن جموح کی شہادت

معزز بزرگو اور دوستو!... جذبۂ شہادت سے سرشار ایک اور صحابیِ رسول حضرت عمرو ابن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل افروز واقعہ آپ کے گوش گذار کروں۔ جنگ اُحد کے دن حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اپنے فرزندوں کے ساتھ جہاد کے لئے آئے۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے ان کے لنگڑے ہونے کی وجہ سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہ دی۔ آپ بارگاہ مصطفےٰ ﷺ میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھے لڑنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کیونکہ میری تمنا ہے کہ میں لنگڑاتا ہوا جنت میں جاؤں حضرت عمرو ابن جموح کی بے قراری اور گریہ وزاری کو دیکھ کر رحمت عالم ﷺ کا قلب منور انتہائی متاثر ہوا اور آپ نے ان کو میدان میں جانے کی اجازت دے دی۔ اجازت ملتے ہی حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ خوشی سے اچھل پڑے اور کافروں کے ہجوم میں گھس کر دلیرانہ جنگ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ معرکۂ احد ختم ہوجانے کے بعد جب حضرت عمرو بن جموح کی زوجہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا میدان جنگ میں گئیں اور ان کے نعش مبارک کو اونٹ پر لاد کر دفن کرنے کے لئے مدینہ منورہ لانا چاہا مگر ہزاروں کوششوں کے باوجود اونٹ مدینہ کی طرف نہیں چلا۔ بلکہ وہ میدان جنگ ہی کی

طرف بھاگ بھاگ کر جاتا رہا۔ یہ ماجرا دیکھ کر حضرت ہند رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں پہنچی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے شوہر حضرت عمرو ابن جموح شہید ہوگئے ہیں میں ان کی نعش کو مدینہ لے جانا چاہتی ہوں مگر اونٹ کسی قیمت مدینہ کی طرف جانے کو تیار نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا عمرو بن جموح نے گھر سے نکلتے وقت کچھ کہا تھا؟۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ ﷺ وہ یہ کہہ کر نکلے تھے اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ یعنی اے اللہ تو مجھے میدان جنگ سے میری اہل کی طرف واپس نہ کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ منورہ کی طرف نہیں جارہا ہے۔ لہٰذا تم ان کو مدینہ لے جانے کی کوشش مت کرو بلکہ احد ہی میں دفن کردو۔ (مدارج النبوت)

مسلمانو! حضرت عمرو بن جموح کے واقعہ سے نصیحت حاصل کرو کہ وہ پاؤں سے معذور ہونے کے باوجود جنگ احد میں شامل ہونے کیلئے کس طرح بے قرار تھے۔ دور حاضر میں مسلمانوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ سر میں درد ہوجائے تو نماز سے چھٹی، پیٹ میں درد ہوجائے تو روزہ غائب، اور ذرا سی کوئی تکلیف ہوجائے تو اپنے آپ کو معذور سمجھنے لگتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیں کیا ایسے مسلمان میدان جنگ میں اپنی جان کی قربانی پیش کرسکیں گے؟ ہرگز نہیں خدا کی قسم ایسے بے عمل مسلمانوں سے دین کی کسی خدمت کی امید نہیں کی جاسکتی ہے لہٰذا آپ عہد کیجئے کہ انشاء اللہ العزیز ہم لوگ حضرت عمرو بن جموح کے نقش قدم پر عمل کریں گے۔ پروردگار عالم ہم سب کو اسلاف کے کردار وعمل اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی راہ میں شہادت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ابھی اور زندگی دے دے کہ ہے داستاں ادھوری
میری موت سے نہ ہوگی کبھی داستاں پوری

وما علینا الا البلاغ

کروڑوں درود

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافع روز جزا تم تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا پہ کروڑوں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفےٰ تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود
کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

☆☆☆☆

علاماتِ گستاخانِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْاَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْعَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ..............

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نوجوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر

بھیک دینے والے آقا و داتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک و مختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار شہنشاہ ذی وقار رحمۃ اللعالمین مطہ وحسین انیس بیکساں، چارہ ساز دردمنداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کریں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ.

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے
ذکر اُن کا چھیڑئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کی عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہو نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں ہو تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے
یارسول اللہ دہائی آپ کی
گوشمالی اہل بدعت کیجئے

حضرات!........آج میری تقریر کا عنوان ہے علامات گستاخان مصطفےٰ۔ انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ میں آپ کو اس موضوع کے مطابق کچھ ضروری پیغام قرآن واحادیث کی روشنی میں آپ تک پہنچاؤں۔ پروردگار عالم قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ۔ (پارہ ۲۸، رکوع ۳ سورہ المجادلہ) تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کرے اُن سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نقش فرمادیا۔ (کنزالایمان) اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ" جولوگ اللہ اور اسکے رسول اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی دشمنان خدا اور دشمنان رسول سے محبت نہیں رکھیں گے خواہ وہ اسکے کتنوں ہی قریبی رشتے دار ہوں کیونکہ مومن کی پہچان یہی ہے وہ اُسی سے محبت وتعلق رکھیں گے جو حقیقت میں اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتے ہیں اور جو اللہ اور اسکے رسول کے دشمن ہیں اس سے بھی دشمنی رکھیں گے۔

دوسری جگہ قرآن عظیم میں اللہ رب العزت کا ارشاد عظیم ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پارہ ۶۔ رکوع ۱۱ آیت نمبر ۵۰ سورہ مائدہ۔ ترجمہ! اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنزالایمان)

حضرات!۔ اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی سے فرمایا کہ یہود

میرے دوست ہیں جو بڑی شان وشوکت والے ہیں لیکن اب میں انکی دوستی سے بیزار ہوں اور رسول کے سوا میرے دل میں کسی کی محبت کی گنجائش نہیں ہے عبداللہ بن ابی نے کہا میں تو یہودی کی دوستی ختم نہیں کرسکتا اسلئے کہ مجھے پیش آنے والے حوادثات کا اندیشہ ہے مجھے ان کے ساتھ رسم وراہ ضروری ہے تاکہ وقت آنے پر وہ ہماری مدد کریں گے۔ تو حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہودی کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا یہ کام نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرماکر بتادیا کہ یہود ونصاریٰ سے دوستی قائم رکھنا مسلمانوں کی شان نہیں۔ (تفسیر صاوی جلداول ص ۲۵۱)

حضرات!.......اس آیت کریمہ اور اُس کے شان نزول سے ثابت ہوا کہ کسی بھی دور میں اسلام دشمن اور باطل فرقوں کے ساتھ اتحاد واتفاق، الفت ومحبت کا اظہار کرنا جائز نہیں۔ دور حاضر میں کچھ مسلمان ایسے ہیں جو سنی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور عبداللہ بن ابی کا منافقانہ رول بھی ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ بددینوں، بدمذہبوں ودیگر باطل فرقوں سے دوستی قائم نہ رکھیں گے تو ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے اور ہماری کامیابی وکامرانی میں رکاوٹ آجائے گی۔ مگر یہ عذران کے نفس کا دھوکہ ہے اور ایمان کے کمزور ہونے کی پہچان ہے ایسے لوگوں کو رسول پاک ﷺ کی تعلیمات واحکامات اور صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ کامیابی وکامرانی کا دار ومدار قلت وکثرت پر موقوف نہیں ہے۔ اور نہ ہی فرقہائے باطلہ سے دوستی کرنے میں ہے۔ رب کا فرمان ہے۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ ترجمہ۔ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے (کنزالایمان) بلکہ مومن کی شان یہ ہے کہ ہمہ وقت دشمنان خدا اور رسول اور دشمنان اولیاء سے دور رہیں اور ان سے کسی طرح کا کوئی راہ ورسم نہ رکھیں خواہ اُن سے آپ کا خونی رشتہ ہی کیوں نہ ہو اسی میں مومن کی کامیابی ہے۔ اور اسی میں اسلام کی سربلندی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہی مدار ایمان ہے اور دشمنان

خدا اور رسول سے قطع تعلق تقاضۂ محبت ہے۔ مثلاً آپ کو کسی سے محبت ہے تو ضروری ہے کہ جو
اس کے دوست ہوں وہ آپ کے بھی دوست ہوں اور جو اس کے دشمن ہیں وہ آپ کے بھی
دشمن ہیں۔ یہ محبت ہے ہی نہیں کہ آپ کسی کو پسند کریں اور اُن کے دشمن سے بھی آپ کا تعلق
ہو۔ لہٰذا اگر آپ کو رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے اور آپ اُن کی محبت کے دعوے دار ہیں تو
ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جتنے دشمن اور گستاخ ہیں اُن سے آپ کا رشتہ منقطع ہو۔
اس لئے کہ......

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرات آج دنیا میں متعدد باطل فرقوں نے جنم لے لیا ہے اور ہر ایک فرقہ ایمان
کا دعویدار ہے اور ہر ایک اپنے آپ کو ایمان والا اور جنتی سمجھ رہا ہے۔ حالانکہ میرے آقا
ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں
گے مگر ایک ہی جنتی ہوگا چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الایمان باب
الاعتصام ص ۳۰ سطر ۱۵۔۱۶۔ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً
وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ
ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک
بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔
اور ایک فرقہ کے سوا سبھی جہنم میں جائیں گے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ
ایک فرقہ کون ہوگا جو جنت میں جائیگا میرے آقا ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ جو میرے اور
میرے صحابہ کے عقیدے و طریقے پر رہے گا۔

حضرات کیا سمجھا آپ نے؟ اس حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے یہ واضح
فرمادیا کہ فرقے تو بہت ہوں گے مگر جنتی فرقہ ایک ہی ہوگا مگر آج کچھ سرپھرے ایسے بھی
ملیں گے جو شریعت کے بجائے طبیعت کے تابع ہیں اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے

بجائے اپنی من مانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی کو بھی برا نہیں کہنا چاہیے۔ کسی بھی
جماعت کو خراب نہیں کہنا چاہیے۔ اب آپ خود ہی بتایئے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کے
علاوہ سب کو جہنمی کہا اور یہ ایک سے زیادہ فرقوں کو صحیح سمجھ رہے ہیں تو یہ رسول اللہ ﷺ کی
صریح خلاف ورزی ہوئی یا نہیں۔ آپ ذرا غور و فکر سے کام لیجئے تو انشاء اللہ سارا جھگڑا ہی ختم
ہوجائے گا۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اِخْتِلَافٌ وَّ فُرْقَۃٌ یعنی
میری امت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے اب آپ خود سوچ سکتے ہیں
جب امت میں اختلاف کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے تو اب اس کون روک سکتا ہے۔ کون
اس کو بدل سکتا ہے اور یہ لڑائی کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ جب کہ خود میرے آقا ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔

حضرات...... آج کچھ لوگ مغالطے میں پڑے ہوئے ہیں اور دو کشتیوں پر پاؤں
رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی اس کشتی پہ پاؤں رکھتے ہیں کبھی اُس کشتی پہ مگر یاد رکھئے کہ دو کشتیوں
کا سوار کبھی ساحل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح دو فرقوں یا دو جماعتوں کو حق کہنے والا بھی
ساحل نجات کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور ان لوگوں کا حال یہ ہو جائے گا کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

الحمد للہ اہل سنت و جماعت کا راستہ وہی راستہ ہے جو صحابہ کرام کا راستہ تھا جو
خلفائے راشدین کا راستہ تھا، جو بزرگان دین کا راستہ تھا۔ اہلسنت و جماعت کی حقانیت
اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ جماعت کسی دوسری جماعت سے کٹ کر نہیں بنی ہے بلکہ
صحابہ کرام کے زمانے سے یہ جماعت قائم ہے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک قائم رہے گی مگر
دوسری جماعتوں پر آپ نظر دوڑائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ ساری جماعتیں
اہلسنت و جماعت سے کٹ کر بنی ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے راستے خود سے الگ کر لئے
ہیں۔ تو آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں جو جماعت حق والوں سے کٹ کر تیار ہوئی ہو وہ حق

جماعت کیسے ہو سکتی ہے۔ حق سے الگ ہونا ہی باطل ہونے کی پہچان ہے لہٰذا آپ کو ماننا پڑیگا کہ اہلسنت وجماعت کے علاوہ جتنے فرقے ہیں حدیث رسول کے مطابق سب کے سب جہنمی ہیں سب کے سب گمراہ ہیں، بددین اور بدمذہب ہیں اُن میں سے کسی کے لئے نورونجات نہیں۔

اہل ایمان کی پہچان

حضور ﷺ نے ایمان والوں کی نشان دہی کردی ہے کہ ایمان والے کون ہیں آیئے حدیث کی روشنی میں سماعت کیجئے۔ بخاری شریف جلد اول بِکتَابُ الْاِیْمَان صفحہ نمبر ۷ سطر نمبر ۵۔۶۔۔۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اور اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

آج کل یہ وبا عام ہو چکی ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہتے ہیں اور بدعقیدوں سے بھی رشتہ قائم کئے ہوئے ہیں اگر اُن کے رشتے داروں میں کوئی بدعقیدہ، بدمذہب اور گستاخ رسول ہے پھر بھی ان سے رشتے داری توڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کے لئے امیر المومنین امام المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ درس عبرت ہے۔ ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرمارہے تھے دوران گفتگو جنگ بدر کی بات آگئی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے والد گرامی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا ابا جان بدر میں جب جنگ زوروں پر تھی تلواریں چل رہی تھیں، نیزے برس رہے تھے، آدمی کٹ رہے تھے ایسے عالم میں آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آگئے لیکن میں نے آپ پر وار نہ کیا کیونکہ محبت پدری نے اجازت نہ دی کہ میں آپ پر وار کروں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے اگر تو میری زد میں آجاتا تو

خدا کی قسم میں تیرا لحاظ نہ کرتا میں تجھے قتل کردیتا۔ اے میرے بیٹے میں یہ نہیں دیکھتا کہ تو میرا بیٹا ہے بلکہ یہ دیکھتا کہ تو دشمن رسول ہے۔

ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

اب چند احادیث کریمہ بھی پیش کردی جاتی ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ بدمذہبوں کیساتھ مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَام. (مشکوۃ شریف) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی تواس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی۔ اسی تعلق سے ایک اور حدیث سماعت کرلیجئے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِذَا رَأَیْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَاکْفَهِرُّوْا فِیْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ کُلَّ مُبْتَدِعٍ. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَھْلُ الْبِدَعِ کِلَابُ اَھْلِ النَّارِ۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بدمذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔

رافضی سے کلام نہ فرمایا

سرکار اعلیٰحضرت کی ذات اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ کی زندہ تصویر تھی یہی وجہ ہے کہ اللہ ورسول سے محبت رکھنے والے کو اپنا عزیز سمجھتے اور اللہ ورسول کے دشمنوں کو اپنا دشمن جانتے۔ اپنے مخالف سے کبھی کج خلقی سے پیش نہ آئے مگر دین کے دشمنوں سے کبھی نرمی نہ برتی۔ چنانچہ ایک مرتبہ مولانا محمد رضا عرف ننھے میاں مصری کی نماز

کے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! حیدرآباد دکن سے ایک رافضی آنے والا ہے جو آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہے تھوڑی ہی دیر میں حاضر خدمت ہونے والا ہے۔ تالیف قلبی کیلئے اس سے بات چیت کر لیجئے گا۔ ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہ رافضی آگیا۔ حاضرین مجلس کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ ننھے میاں نے اس رافضی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا اعلیٰحضرت ان سے گفتگو تو دور کی بات اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ رافضی کو بھی بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ننھے میاں نے عرض کیا۔ حضور اتنی دور سے وہ صرف آپ سے ملاقات کیلئے آیا تھا اخلاقاً بات کرنے میں کیا حرج تھا؟

اعلیٰحضرت جلال میں آئے اور فرمایا میرے اکابر پیشواؤں نے مجھے یہی اخلاق بتایا ہے۔ پھر آپ نے بیان فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک مسافر ملا اور سوال کیا کہ میں بھوکا ہوں۔ آپ نے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ شخص پیچھے پیچھے آپ کے کاشانہ اقدس پر پہونچا۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ خادم نے کھانا پیش کیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اُس شخص کے ساتھ کھانے لگے۔ کھانے کے دوران اس مسافر سے بدمذہبی کے کچھ الفاظ زبان سے نکل گئے۔ فوراً امیر المومنین نے خادم کو حکم دیا کہ کھانا اس کے سامنے سے اٹھاؤ اور اسکا کان پکڑ کر باہر کردو۔ خادم نے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے کھانے سے اٹھا کر گھر سے باہر کر دیا۔ اسی لئے تو اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

ایمان کے ڈاکوؤں سے ہوشیار

میرے نوجوان بھائیو! آج کے اس پرآشوب دور میں ایمان بچانا بڑا مشکل ہو گیا

ہے۔ ایمان کے لٹیرے ہر طرف دندناتے پھر رہے ہیں اور ہمارے دلوں سے عقیدہ و ایمان کی دولت چھیننے کی کوششیں کر رہے ہیں اور ہمارے سینوں سے عشق رسول نکالنے کی سازشیں کی جا رہی ہیں اور اس سلسلے میں ہر طرح کے حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اور ہمارے بھولے بھالے مسلمان بھائی اُن بہروپیا ملاؤں اور مصنوعی حقیقتوں کے دام فریب میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ اور انکے بناوٹی حلیے کو دیکھ کر بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ پرلے درجے کے مکار و عیار اور بڑے شاطر ہوتے ہیں۔ جنکو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب تبلیغی جماعت کسی گاؤں یا محلے میں آجاتی ہے تو انکی سادگی دیکھ کر گاؤں کے سادے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور اس کے ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ گاؤں والوں کے سامنے اپنی عبادت و ریاضت، تسبیح و تہلیل، تقویٰ و پرہیزگاری کی ایسی نمائش کرتے ہیں جیسے دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی پرہیزگاری نہ ہو اور نہ دنیا میں ایسا کوئی نمازی اور اخلاق و محبت کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ان جیسا کوئی پیکر اخلاق و محبت ہی نہیں اور گفتگو تو ایسی پیاری ہوتی ہے کہ آدمی خواہ مخواہ اس کے دام فریب میں آجائے۔

تو میرے دینی بھائیو، ہرگز ہر نمازی کو اپنا دوست نہ سمجھنا، ہر داڑھی والے کو مسلمان نہ سمجھنا، ہر تسبیح والے کو پرہیزگار نہ سمجھنا، ہر جبہ و دستار والوں کو عالم و فاضل نہ سمجھنا، بلکہ کبھی کبھی دوست کے بھیس میں دشمن بھی ہوتا ہے اس لئے ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ خود بھی اپنے ایمان کی حفاظت کرسکو اور دوسروں کے ایمان کو بھی بچا سکو۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایمان کے ان ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

نہ جا ظاہر پرستی اگر کچھ عقل و دانش ہے
چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا
جینا ہے دنیا میں تو کچھ پہچان پیدا کر
یاں لباس خضر میں کچھ رہزن بھی رہتے ہیں

اور استاذ زمن فرماتے ہیں۔

نجد یہ سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
ادعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری
ان کے اعمال پہ رشک آئے مسلمان کو
اس سے شاد تو ہوگی طبیعت تیری

بدعقیدوں کی نشاندہی

حضرات...... آج سے چودہ سو سال پہلے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے ان باطل جماعتوں اور بدمذہبوں کے بارے میں پیشن گوئی کر دی تھی اور فرمایا تھا کہ آخر زمانے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بظاہر تم سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوں گے۔ اچھی اچھی باتیں کریں گے مگر وہ پکے بے دین اور بدمذہب ہوں گے۔

آیئے صحاح ستہ کی سب سے مشہور و معروف کتاب بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۱۰۲۴ پارہ ۲۸ سطر نمبر ۹،۱۰،۱۱ کے حوالے سے ان مرتدین، وہابین کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم نکلے گی جو نوعمر اور عقل کے اندھے ہوں گے وہ سرکار دو عالم ﷺ کی حدیثیں بیان کریں گے لیکن ایمان ان کے حلق کے نیچے نہ اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الحدود صفحہ ۳۰۸ سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔ میں ہے۔ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَكُوْنُ فِي اُمَّتِي اِخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهٖ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوْا مِنَّا فِي شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ پس اس سلسلے میں ایک گروہ نکلے گا جس کی باتیں بظاہر دلفریب و خوشنما ہوں گی لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا یہاں تک کہ تیر کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔ جو ان سے جنگ کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی خاص پہچان کیا ہوگی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اَلتَّحْلِيْقُ" اکی پہچان سر منڈانا ہوگی۔

اسی لئے تو استاذ زمن فرماتے ہیں۔

سر منڈے ہوں گے تو پاجامے گھٹنے ہوں گے
سر سے پا تک یہی پوری ہے شباہت تیری
واقف غیب کا ارشاد سناؤں جس نے
کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

حضرات! نبی کریم ﷺ نے جتنی باتیں اُن گمراہ جماعت کے تعلق سے بتائی زیادہ ساری باتیں ان وہابیوں اور تبلیغیوں میں پائی جا رہی ہیں۔ اب اس کے باوجود اصلی

اور نقلی کی پہچان نہ کر سکیں تو اس سے بڑھ کر حرماں نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ بد نصیبی کیا ہو گی۔

اور اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ اصل حدیث کو بیان کرنے سے پہلے اس حدیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم خدا کی آسمان سے زمین پر گر پڑنا میرے لئے آسان ہے لیکن حضور کی طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کرنا بہت مشکل ہے۔ پھر آپ نے اس حدیث کو بیان فرمایا۔

میرے جنتی بھائیو اور بزرگو!.....اُن ناپاک جماعتوں کے راز کھولنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ حضرات ان کے چکر میں نہ آئیں اور ان کے شکار نہ بنیں۔ اور اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کریں۔

ناپاک جماعت کے ڈھول کا پول

آج کچھ لوگ سخت دھوکے میں ہیں اور کہتے ہیں کہ جماعت والے تو اچھا کام کر رہے ہیں۔ خود نماز روزے کے پابند ہیں اور دوسروں کو بھی پابند بنا رہے ہیں۔ لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے ہیں اور دین کی پیاری پیاری باتیں بتاتے ہیں پھر نہ جانے اُسے گمراہ اور بددین کیوں کہا جاتا ہے۔ تو میرے بھائیو! اس کا جواب یہ ہے کہ ہم لوگ جو انہیں گمراہ، کافر اور بدمذہب کہتے ہیں تو اس کے روزہ و نماز پڑھنے کی بنیاد پہ نہیں کہتے ہیں اس کی تلاوت اور اُس کی تسبیح وتہلیل کی بنا پر نہیں کہتے بلکہ وہ جہاں نمازی ہیں، جہاں روزے دار ہیں وہیں بہت بڑے گستاخ رسول بھی ہیں اور انہیں انہی گستاخیوں کی بنیاد پر کافر و مرتد اور بددین و بدمذہب کہا جاتا ہے۔ مثلاً بدمذہبوں کے گندے عقائد درج ذیل ہیں۔

☆ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ (مسئلہ امکان کذب) براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی جہد المقل مصنفہ مولوی محمود حسن۔

☆ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے علم غیب دریافت کرلے۔ کسی ولی، نبی، جن

فرشتے، بھوت کو اللہ نے یہ طاقت نہیں بخشی (تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

☆ خدا تعالیٰ کو جگہ اور زمانہ اور مرکب ہونے اور ماہیت سے پاک ماننا بدعت ہے۔ ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی۔

☆ خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی۔ جب بندے اچھے یا برے کام کر لیتے ہیں تب اس کو معلوم ہوتا ہے۔ بلغۃ الحیران صفحہ ۱۵۷ مولوی حسن علی بچھرانوالہ شاگرد مولوی رشید احمد۔

☆ خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہٰذا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور بھی نبی آجائیں تو بھی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند

☆ اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔
(تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند)

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثل ونظیر ممکن ہے۔ (یکروزی مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔
(براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد وتقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

☆ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے۔
(براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد)

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آیا۔ (براہین قاطعہ)

مگر آج قوم کا یہ حال ہے کہ انہیں جتنا بھی سمجھایا جائے بات اُن کے سمجھ میں نہیں آتی اور وہ ایک ہی رٹ لگائے رہتے ہیں کہ بھائی وہ بھی تو نمازی اور روزے دار ہے، وہ ایسا لوگ بھی تو قرآن وحدیث پڑھتے ہیں تو مجھے یہاں کرناٹک کا ایک مقولہ یاد آگیا۔

کرناٹک میں بولا جاتا ہے "رات بھر انڈا پکایا۔ پھر بھی کچا کا کچا ہی رہا"۔ یہ مقولہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کو کوئی بات سمجھائی جاتی ہے اور اس کو سمجھ میں نہیں آتا۔ بس یہی حال آج ہماری قوم کا ہوگیا ہے کہ انہیں لاکھ بدمذہبوں اور بدعقیدوں کے تعلق سے بتایا اور سمجھایا جائے۔ لیکن ان کے سمجھ میں بات ہی نہیں آتی۔

دورنگی چھوڑ دے ایک رنگ ہو جا
سراسر موم یا سنگ ہو جا

کمال ایمان کی دلیل

حضرات یاد رکھئے میں اپنی طرف سے کسی کو برا بھلا نہیں کہتا، میں اپنی طرف سے کسی جماعت کو خراب نہیں کہتا، اپنی طرف سے کسی کو بے ایمان نہیں کہتا بلکہ قرآن وحدیث نے جس کو برا کہنے کا حکم دیا ہے اسی کو برا کہتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس جماعت کو گمراہ کہا ہے اسی کو گمراہ کہتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس سے الگ رہنے کو کہا ہے اسی سے الگ رہتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس کو سلام کرنے کو کہا ہے اسکو سلام کرتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس کی عیادت کرنے کا حکم دیا ہے اسکی عیادت کرتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس کا جنازہ پڑھانے کا حکم دیا ہے اسکا جنازہ پڑھاتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس کا جنازہ پڑھانے سے منع کیا ہے اس سے رک جاتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس سے رشتے داری کا حکم دیا ہے اس سے رشتے داری کرتا ہوں، قرآن وحدیث نے جس سے رشتے داری توڑنے کا حکم دیا ہے اس سے توڑ لیتا ہوں، گویا کہ ہماری زندگی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی شاہراہ پر چل رہی ہے۔

صلح کلیت کا انجام

حضرات...... یہاں پر ایک عقلی دلیل پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ صلح کلیت کا مزاج

رکھنے والوں کے عقل و دماغ سے غفلت کا پردہ اٹھ جائے اور فوراً توبہ کرکے اہلسنت وجماعت میں داخل ہو جائے اور اپنے قلب وجگر سے بدعقیدگی کی غلاظت کو دور کرکے خوش عقیدگی کا ماحول پیدا کرلے۔

ہندوستان ایک ایسا جمہوری ملک ہے جسکی جمہوریت کا چرچہ پوری دنیا میں مشہور ہے یہاں حکومت سازی کیلئے مختلف ناموں سے موسوم مختلف پارٹیاں موجود ہیں اور ہر پارٹی کا الگ الگ نشان ہے مثلاً کانگریس کا نشان ہاتھ کا پنجہ، بی جے پی کا نشان کنول کا پھول ہے، جنتا دل کا نشان چاک ہے، R,J,D کا نشان لالٹین، B.S.P کا نشان سائیکل ہے۔ اس طرح اور بھی کئی پارٹیاں ہیں جن کے نشانات الگ الگ ہیں۔ الیکشن کے موقع پر آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر پارٹی والے مائک، بینرس، پوسٹرس وغیرہ کے ذریعے اپنے اپنے حلقے اور اپنے اپنے چھتر کے لوگوں کو بیدار کرتے رہتے ہیں اور ووٹ مانگتے ہیں۔ اور جب ووٹنگ کا نام آتا ہے تو ساری پارٹیوں کے نشانات ایک پیپر میں موجود رہتے ہیں۔ وہاں سرکاری ورکروں کی ڈیوٹیاں لگادی جاتی ہیں تاکہ کسی طرح کی دھاندلی نہ ہوسکے اب ہر ایک ووٹر اپنا شناختی کارڈ لیکر جاتا ہے اور اپنے پسندیدہ پارٹی کے نشان پر مہر لگا دیتا ہے۔ اب کسی ووٹر کے دل میں یہ خیال آیا کہ کسی پارٹی کو برا نہیں کہنا چاہئے اور نہ کسی کا دل دکھانا چاہیے۔ اور یہی فکر لیکر اپنا حق ووٹ دینے کیلئے گیا۔ اس نے دیکھا کہ سامنے الیکٹرانک ووٹر مشین ہے ووٹ ایک ہے پارٹیاں مختلف ہیں، ووٹ ایک ہے نشانات الگ الگ ہیں، اس نے ہر ایک پارٹی کے نشان پر بٹن دبانا شروع کردیا، ایک بٹن ہاتھ پر دبایا، ایک بٹن کنول پر دبایا، ایک بٹن چاک پر دبایا، ایک بٹن سائیکل پر، ایک بٹن لالٹین پر۔ الغرض ہر نشان پر اپنا حق ووٹ استعمال کیا پھر واپس ہوگیا۔ ووٹنگ کے بعد اعلان کیا گیا کہ ووٹنگ کی گنتی فلاں تاریخ کو ہوگی، وقت مقررہ پر گنتی کرنے والے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے، ووٹر لسٹ جن پر نشان لگائے گئے تھے، مہر لگائی گئی تھی۔ ہر پارٹی کے ووٹوں کو الگ الگ کیا جاتا ہے کانگریس پارٹی کا الگ، بی جے پی کا الگ، جنتا دل کا الگ، آر۔

ہے۔ ڈی کا الگ، سائیکل کا الگ، اس میں ایک پیپر ایسا ملا جس میں ہر ایک نشان پر مہر لگی ہوئی تھی، اب آپ ہی بتایئے کہ یہ پیپر کسی کام کا ہے؟ اس کی ووٹ کسی کام کی ہے؟ آپ بلاشبہ کہیں گے کہ ہاں اُس کا پیپر بیکار ہے اور اُس کی ووٹ بے قیمت ہے۔ اس کی ووٹ کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلا تمثیل ایسی فکر رکھنے والے انسان کا بھی وہی حال ہوگا کہ کل میدان محشر میں جب اُس کے عقیدہ وایمان کا جانچ کیا جائیگا تو وہ کسی جماعت کا قرار نہیں دیا جائے گا اور اُس کا ایمان وعقیدہ اس کے منہ پہ مار دیا جائیگا اور انہیں اوندھے منہ جہنم کے گڈھے میں ڈال دیا جائیگا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

گستاخ رسول کی پہچان

مشکوٰۃ شریف جلد ثانی باب المعجزات ص ۵۳۴ کا سطر نمبر ۲۵، ۲۶، ۲۷۔ ص ۵۳۵ کا سطر نمبر ۱، ۲

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ بَیْنَهُمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقْسِمُ قَسْماً اَتَاهُ ذُوالْخُوَیْصَرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَیْلَکَ فَمَنْ یَعْدِلُ اِذَالَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَکُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِیْ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ اِنَّ لَهٗ اَصْحَاباً یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَایُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ نام کا ایک شخص آیا جو بنی تمیم میں سے تھا۔ بولا یا رسول اللہ انصاف کیجئے حضور ﷺ نے فرمایا افسوس تیری جسارت

پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر کون کرے گا! اگر میں انصاف نہ کروں تو تم خائب وخاسر ہو جاؤ گے۔ یہ سنکر حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں اسکی گردن ماردوں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نمازیں انکی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانے گا وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا اور دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

استاذ زمن اس کی ترجمانی یوں کرتے ہیں۔

ادعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری
ان کے اعمال پہ رشک آئے گا مسلماں کو
اس سے تو شاد ہوگی جماعت تیری
لیکن اترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری

حضرات!...... حضور ﷺ نے اس حدیث پاک میں اُن بدعقیدوں کی یہ پہچان بتائی کہ وہ کثرت کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ کثرت سے روزے رکھیں گے۔ اور عبادت وریاضت میں اس قدر مصروف ہوں گے کہ عام لوگ اُنہیں دیکھ کر رشک کریں گے۔ اب اس حدیث پاک کی روشنی میں دیکھئے تو اُن کا سارا حلیہ سمجھ میں آجائیگا۔ اُن کی نماز کا حال مت پوچھئے، ڈگر ڈگر، نگر نگر، شہر شہر، قریہ قریہ اور نہ جانے کہاں کہاں اپنی نمازوں کی نمائش کرتے پھرتے ہیں اور ہاتھ میں گز بھری تسبیح لیکر لوگوں کو پھانسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور واقعی اُن بدعقیدوں کے مقابل اہل حق اپنی عبادتیں کم سمجھتے ہیں جیسا کہ خود نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر تم اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے سامنے اور اپنی عبادتوں کو اُن کی عبادتوں کے سامنے ہیچ سمجھو گے۔ لیکن اُنہیں دین سے کوئی تعلق نہ

ہوگا۔قرآن کی تلاوتیں کریں گے مگر یہ قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان نکل جاتا ہے۔

ایک شخص حضورﷺ کی خدمت میں آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں گال پھولے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا اس نے زبان طعن دراز کی اے محمد اللہ سے ڈرو حضورﷺ نے فرمایا میں ہی نافرمان ہو جاؤں گا تو اللہ کی فرمابرداری کون کریگا اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔اسی درمیان میں ایک صحابی نے اسکے قتل کی اجازت چاہی حضورﷺ نے اسے روک دیا۔جب وہ شخص چلا گیا تو فرمایا کہ اسکی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

میرے بھائیو.........ان بدعقیدوں کے بارے میں حضورﷺ کی کئی حدیثیں بیان کردی گئیں۔تاکہ آپ حضرات کو اُن کے پہنچاننے میں دشواری نہ ہو۔ان کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا جائے۔

ہمیں منظور ہے اس بزم میں اصلاح مفاسد
نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

آج عوام کا مزاج بن چکا ہے کہ بات بات پر قرآن وحدیث کا حوالہ مانگتے ہیں بات بات پر قرآن وحدیث سے ثبوت چاہتے ہیں یہ اچھی بات ہے ہونا بھی یہی چاہئے ہم بھی اس کے قائل ہیں مگر قرآن وحدیث کا حوالہ دینے کے بعد دل وجان سے اس کو قبول کرلینا چاہئے۔ہم نے عوام کے مزاج کا خیال رکھتے ہوئے قرآن واحادیث کے حوالے صفحہ وسطر کی قید کے ساتھ بڑی ذمہ داری سے پیش کردیئے ہیں۔تاکہ آپ کسی قسم کے الجھن کا شکار نہ ہو جائیں۔اور کوئی آپ کو دھوکہ نہ دے سکے۔اللہ تعالیٰ ہم سنیوں کو ان بدعقیدوں کے دجل وفریب سے محفوظ ومامون رکھے۔

کافر دو طرح کے ہوتے ہیں

حضرات.........اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۱ ر سورہ بقرہ آیت نمبر ۷) ترجمہ۔اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں۔وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ یعنی یہ مومن نہیں ہیں، یہ مسلمان نہیں ہیں۔کتنے افسوس کی بات ہے کہ کلمہ پڑھتے ہیں مگر مسلمان نہیں، نماز پڑھتے ہیں مگر مسلمان نہیں، روزہ رکھتے ہیں مگر مسلمان نہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں مگر مسلمان نہیں، حج کرتے ہیں مگر مسلمان نہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں مگر مسلمان نہیں، تسبیح ہلاتے ہیں مگر مسلمان نہیں، مسلمانوں جیسا عمل دکھاتے ہیں مگر مسلمان نہیں، گھر گھر جاکر تبلیغ کرتے ہیں مگر مسلمان نہیں، داڑھی رکھتے ہیں مگر مسلمان نہیں۔ اوران کے مسلمان نہ ہونے کی گواہی کوئی اور نہیں دے رہا ہے بلکہ خود قرآن دے رہا ہے اور خدائے تعالیٰ انہیں خود بے ایمان کہہ رہا ہے۔وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ یہ مومن نہیں ہیں، مسلمان نہیں۔یہ آیت کریمہ مدینہ کے اُن منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اور سرکار اقدسﷺ کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے تھے۔رحمت عالمﷺ کے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے پھر بھی قرآن نے اور پروردگار عالم نے انہیں مومن نہیں کہا کیوں؟صرف اس لئے کہ ان منافقوں کے دلوں میں رسول اللہﷺ کی محبت نہیں تھی اور ان کے سینے عشق رسول سے خالی تھے۔یہ بظاہر نمازی، غازی اور مجاہد تھے مگر اندر سے پکے منافق اور کافر تھے۔تو معلوم ہوا کہ صرف کلمہ اور نمازی ایمان کی دلیل نہیں ہے بلکہ ایمان کی سب سے بڑی دلیل عشق رسول اور محبت پیغمبر ہے(ﷺ)۔

میرے جنتی بھائیو! خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو اور حق وباطل کے درمیان فرق پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کرو، ایمان والوں اور بے ایمانوں کو پہچانو۔

غور کیجئے کافر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک کافر وہ ہے جو کھلا ہوا ہے اور دوسرا

کافر وہ ہے جو چھپا ہوا ہے۔ دونوں ایک ہی ہیں اور دونوں کا حکم بھی یکساں ہے فرق صرف کھلا اور چھپا کا ہے۔ اب وہ کافر جو کھلا ہوا ہے اسکا پہچاننا تو بہت آسان ہے۔ لیکن وہ کافر جو چھپا ہوا ہے اس کا پہچاننا بہت مشکل ہے۔ کھلے کافر سے آپ بچ سکتے ہیں مگر چھپے کافر سے بچنا بڑا دشوار ہے۔ آج اہل سنت وجماعت کو کھلے کافروں سے اتنا خطرہ نہیں اور اتنا نقصان نہیں جتنا خطرہ اور نقصان چھپے کافروں یعنی منافقوں سے ہے۔ اس لئے پروردگار عالم نے ان چھپے کافروں اور منافقوں کی پہچان بتادی کہ یہ نمازیں بھی پڑھیں گے روزے بھی رکھیں گے پھر بھی یہ لوگ مومن نہیں تم اُن کی روزہ ونماز پہ دھوکہ نہ کھا جانا۔ میرے دوستو! آج دور حاضر کہ ان منافقوں پر نگاہ دوڑاؤ تو خدا کی قسم مدینہ کے منافقوں اور آج کے منافقوں میں ذرا برابر فرق نہ پاؤ گے۔ یہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں، یہ بھی روزے رکھتے ہیں اور یہ بھی تلاوتیں کرتے اور ہم سے بڑھ کر کرتے ہیں مگر خدا کی قسم ان لوگوں کا حال بھی وہی ہے جو مدینہ کے منافقوں کا تھا۔ یعنی ان کے دل محبت رسول سے خالی ہیں اور ان کے سینے عشق مصطفےٰ سے محروم ہیں۔

اسی لئے میں اکثر کہا کرتا ہوں۔

دورنگی چھوڑ دے اک رنگ ہوجا
سراسر موم یا سنگ ہو جا

منافقوں کو مسجد سے نکالنا سنت

قرآن پاک پارہ ۴ رکوع ۸ آیت نمبر ۱۷۸/ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے (کنزالایمان) اس آیت مقدسہ سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ مومنوں کو منافقوں کے ساتھ مل جل کر رہنا اللہ کو پسند نہیں ہے۔

حضرات! جمعہ کا مقدس دن تھا نماز جمعہ ادا کرنے والوں سے مسجد نبوی بھری ہوئی تھی۔ مگر ان نمازیوں میں سب کے سب عاشق رسول ہی نہیں تھے بلکہ اُن میں کچھ منافقین بھی تھے جو بظاہر رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے تھے اور درحقیقت حضور سے بغض رکھتے تھے، حضور ﷺ جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا منافقو! آج تم میری مسجد سے نکل جاؤ۔ پھر ارشاد فرمایا، منافقو! مسجد سے نکل جاؤ۔ ورنہ تم سب کا نام لے لے کر مسجد سے نکالوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب منافقین مسجد سے نہ نکلے تو حضور ﷺ ان لوگوں کا نام لیکر فرمانے لگے اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ (تفسیر کبیر) اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے، اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے، اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جن منافق مردوں اور عورتوں کو نکالا تھا مردوں کی تعداد تین سو تھی اور عورتوں کی تعداد ستر تھی۔ یہیں سے سنیوں کو دلیل مل گئی کہ بدعقیدوں کو مسجد سے بھگانا نبی کی سنت ہے۔ منافقوں کو مسجد سے نکالنا رسول اللہ کا طریقہ ہے، تو آج ہم جو اُن بدعقیدوں اور منافقوں کو مسجدوں سے بھگاتے ہیں تو حقیقت میں یہ رسول اللہ کی پیروی اور انہیں کی سنت ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

آخر اس سنت پہ عمل کیوں نہیں

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تمسك بسنتى عند فساد امتى فله اجر مائة شهيد (مشکوٰۃ شریف)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اسکو سو شہیدوں کا ثواب

ملے گا۔ حضرات اس حدیث مبارکہ کو پیش کرنے کا خاص مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی سنت ہے جس کا زندہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ مثلاً ہم داڑھی رکھتے ہیں اس لئے کہ رسول کی سنت ہے، بسم اللہ پڑھ کے کھانا کھاتے ہیں اسلئے کہ یہ رسول کی سنت ہے، سر پر عمامہ باندھتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، تہبند پہنتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، عطر لگاتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، حلوہ کھاتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے شہد کو پسند کرتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، کدو شوق سے کھاتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، جمعہ کے دن غسل کرتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، شب برات میں قبرستان جاتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، عیدین میں غسل کرتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، مصافحہ کرتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے، حج کے دنوں میں منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں کہ یہ رسول کی سنت ہے۔ جب ہم یہ ساری سنتیں ادا کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کوئی سنت ہم سے چھوٹنے نہ پائے تو پھر ایک سنت سے ہم کیوں محروم رہیں وہ یہ کہ ان بدعقیدوں کو مسجد سے نکالنا بھی سنت ہے، منافقوں کو مسجد سے نکالنا بھی نبی کی سنت ہے، لہٰذا جہاں ہم ان سنتوں کا خیال رکھتے ہیں وہیں اس سنت کا بھی خیال رکھنا چاہئے تاکہ ہماری مسجد بھی ان بدعقیدوں سے بچی رہے اور ہمارا ایمان بھی ان منافقوں سے بچا رہے ہمیں امید ہے کہ اب ضرور اس سنت پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

بدعقیدوں کے اعمال مردود ہیں

اللہ تعالیٰ کسی بھی بدمذہب، بدعقیدہ کے نماز، روزہ کو قبول نہیں فرماتا ہے کسی بھی عمل کو قبول نہیں فرماتا ہے۔ آئیے حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔ ابن ماجہ۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا

یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدائے تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض بدمذہب دین اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ اور آئیے ایک ایسی حدیث سناؤں کہ سرور دو عالم ﷺ نے ان بدعقیدوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم وان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم ولا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم ولا تناکحوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم۔

سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بدمذہب سے دور رہو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، انکے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ انکے ساتھ نماز پڑھو۔

حضرات...... دیکھا آپ نے کہ حضور ﷺ نے بدمذہبوں کیساتھ کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے ہر طرح کے راہ و رسم رکھنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا دیا ہے یہاں تک کہ شادی بیاہ کرنے، جنازہ میں جانے، نماز جنازہ پڑھنے، سلام، کلام، عیادت ہر چیز سے منع فرمادیا ہے مگر آج کچھ لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی محض رشتے داری کا خیال کرتے ہوئے ان بدوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ ایسے لوگ دوسروں کا کیا بگاڑیں گے، خود اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں۔ اپنی عاقبت کو تباہ کررہے ہیں۔

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

حضرات شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ بدعقیدوں کے یہاں شادی بیاہ کرنا حرام ہے اور خالص زنا ہے۔ لہٰذا اپنے بچوں کی شادیاں ہرگز ہرگز بدعقیدہ کے یہاں نہ کریں ورنہ قیامت کے دن آپ سے باز پرس ہوگی اور آپ کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔

نام نہاد مسلمانوں کا انجام

رسول اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں ایک مسلمان کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوگیا ان دونوں نے اپنے معاملہ پیکر عدل وانصاف مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا حضور ﷺ نے دونوں فریق کا بیان سنا اور یہودی کے حق فیصلہ فرمادیا مگر اس نام نہاد مسلمان نے رسول اکرم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور یہودی سے کہا چلو حضرت فاروق اعظم سے اس کا فیصلہ کروائیں۔ یہودی وہاں بھی جانے کیلئے تیار ہوگیا اور دونوں بارگاہ فاروق میں پہنچے۔ مسلمان کو معلوم تھا کہ حضرت عمر یہودی کو دیکھنا نہیں چاہتے ہیں فورا میرے حق میں فیصلہ دے دیں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہیں یہ مقدمہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے جانا تھا یہاں کیسے آگئے؟ یہودی بول اٹھا حضور یہ معاملہ پہلے آپ کے پیغمبر ﷺ ہی کی بارگاہ میں پہونچا تھا اور حضور ﷺ نے فیصلہ میرے حق میں فرمادیا ہے۔ مگر یہ نہیں مانتا اور آپ کی بارگاہ میں لیکر آیا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے چہرہ سرخ ہوگیا تیور بدل گیا اور کہا بیٹھو ابھی میں فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد باہر آئے تو ہاتھ میں تلوار تھی۔ فوراً آپ نے اس نام نہاد مسلمان کا سر قلم کردیا اور فرمایا جو میرے رسول کے فیصلہ کو نہ مانے اسکا فیصلہ یہی ہے۔ پورے شہر میں ہنگامہ برپا ہوگیا کہ عمر نے ایک مسلمان کا قتل کردیا ہے یہاں تک کہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہونچائی گئی کہ حضرت عمر نے ایک مسلمان کو قتل کردیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اے عمر کیا تم نے ایک مسلمان کو قتل کردیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ عمر نے کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا

ہے بلکہ ایک منافق کو قتل کیا ہے۔ یارسول اللہ وہ شخص کیسے مسلمان ہوسکتا ہے جو آپکے فیصلے کو تسلیم نہ کرے۔ ادھر یہ باتیں ہورہی تھیں اُدھر پروردگار عالم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے محبوب پر یہ وحی نازل فرمائی۔ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔۔۔۔ (پارہ ۵ سورہ نساء آیت نمبر ۶۳)

اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)۔

میرے دوستو اور بزرگو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی اصل ایمان ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر مدار نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ گستاخان نبوت سے ہم سب کے عقیدہ وایمان کو بچائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور حسن خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ تو اپنا اپنا ہے حوصلہ یہ تو اپنی اڑان ہے
کوئی اڑ کے رہ گیا بام تک کوئی کہکشاں سے گذر گیا

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام

اے شہنشاہ مدینہ الصلوۃ والسلام
زینت عرش معلی الصلوۃ والسلام

رب حب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوۃ والسلام

روشنی میں آمنہ نے جن کو دیکھا ملک شام
واہ وا کیا چاند نکلا الصلوۃ والسلام

دست بستہ ہر فرشتے نے پڑھا اُن پر درود
کیوں نہ ہو پھر ورد اپنا الصلوۃ والسلام

سر جھکا کر با ادب عشق رسول اللہ میں
کہہ رہا تھا ہر ستارہ الصلوۃ والسلام

خود خدائے پاک بھی حب حبیب پاک میں
کہہ رہا ہے یہ ازل سے الصلوۃ والسلام

بت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بت گر پڑے
جھوم کے کہتا تھا کعبہ الصلوۃ والسلام

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوۃ والسلام

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا
ہو زباں پر پیارے آقا الصلوۃ والسلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

بارہویں تقریر

حالات برزخ

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے

حالات برزخ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا
مُحَمَّدًا ﷺ عَلَی الْعَالَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ
الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعًا فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ہُوَ
مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ
بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ
الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ...... فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ صَدَقَ اللّٰہُ
مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ
الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاہِدِیْنَ
وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو......شمع رسالت کے پروانو......غوث وخواجہ کے دیوانو اولیائے کرام کے جاں نثارو.....آیئے ہم اور آپ سب سے پہلے آقائے کائنات

جان عالمین......انیس الغریبین، مراد المشتاقین......شفیع المذنبین....اکرم الاولین افضل الآخرین......طٰہٰ ویٰسین.....رحمۃ للعالمین، مصباح المقربین......سراج السالکین، شمس العارفین......راحت العاشقین محبوب رب العالمین......خاتم النبیین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود وسلام کا تحفہ پیش کیجئے اور بلند آواز سے پڑھئے۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ.

ہوتی ہے ابتدا عالم کی انتہا کے لئے
بنایا رب نے جسے بس وہ ہے فنا کے لئے
جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں انگار ہے کیا ہونا ہے
نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں
یہ عبث بیکار ہے کیا ہونا ہے
اسکا غم ہے کہ ہر اک کی صورت
گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

حضرات گرامی!......آج میں آپ کی اس بزم محبت میں موت کے تعلق سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں رب کریم کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہم سب کو زندگی عطا فرمائی۔

دنیا میں بھیجا اور اپنا عرفان عطا فرمایا پھر وہی رب کائنات ایک دن ہم سب کو یہاں سے اپنی بارگاہ میں بلالے گا۔ اسی مفہوم کو رب کائنات نے قرآن عظیم میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر نفس کو (ایک دن) موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حضرات.....موت کوئی آسان لفظ نہیں ہے، بلکہ موت ایک بھیانک لفظ ہے۔ اور دل کو ہلادینے والا لفظ ہے۔ موت کا لفظ سنتے ہی اچھے اچھوں کے جسم میں کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور دل کا چین وسکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ موت کا تصور رستم زماں کا ہوش اڑا دیتا ہے اور بڑے بڑے مغرور و متکبر بادشاہوں کو بھی لرزہ براندام کردیتا ہے۔ حضرات موت نہ کسی کے بڑھاپے کو دیکھتی ہے اور نہ کسی کی جوانی کو۔ موت یہ نہیں دیکھتی کہ کس کا بچہ یتیم ہو رہا ہے۔ موت یہ نہیں دیکھتی کہ کس کی بیوی بیوہ ہو رہی ہے، موت یہ نہیں دیکھتی کہ کس کا سہاگ اُجڑ رہا ہے، موت یہ نہیں دیکھتی کہ کس کا گھر برباد ہو رہا ہے، موت یہ نہیں دیکھتی کہ کس کا گلشن اُجڑے گا اور نہ موت یہ دیکھتی ہے کہ کس کا نشیمن تباہ ہوگا۔ بلکہ جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ کسی کو بھی ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں دیتی۔ اور اُس کے جسم سے اُس کی روح کو الگ کردیتی ہے۔

ہوتی ہے ابتداء عالم کی انتہا کے لئے
بنایا رب نے جسے بس وہ ہے فنا کے لئے

حضرات آپ نے دیکھا ہوگا کہ انسان جب کسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مصیبتوں سے دوچار ہوتا ہے تو بار بار اپنی زبان پر لفظ موت کو لاتا ہے۔ اور کہتا ہے اے اللہ تو مجھے موت دے دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ ساری پریشانیاں ہی ختم ہو جاتیں، شب وروز کی مصیبتوں سے چھٹکارا مل جاتا۔ اور میرا خیال ہے کہ اس میں ہماری ماں بہنیں آگے ہیں کیونکہ جب انہیں غصہ آتا ہے تو ڈر، خوف سب بھول جاتی ہیں اور منہ میں جو آتا ہے بولنا شروع کردیتی ہیں۔ چنانچہ اسی طرح کی ایک بڑھیا تھی جو جنگل جایا کرتی تھی اور لکڑیوں کا گٹھر سر پہ لاد کے واپس گھر آیا کرتی تھی۔ اُس کے ہر روز کا یہی معمول تھا اور وہ کافی

پریشانی اٹھا رہی تھی۔ چنانچہ ایک دن لکڑی لیکر آرہی تھی کہ راستے میں لکڑی کا گٹھر گر گیا اور کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ بڑھیا بار بار گٹھر اٹھانے کی کوشش کرتی مگر اٹھا نہ پاتی۔ پریشان ہو کر کہنے لگی اے میری موت تو کہاں ہے۔ اگر تو آجاتی تو روز روز کی مصیبت سے مجھے آزادی مل جاتی روز روز کی تکلیف سے چھٹکارا مل جاتا۔ بڑھیا بڑبڑاتی رہی اور ایک درخت کے نیچے آرام کی نیت سے بیٹھ گئی۔ اچانک ایک شخص انسانی شکل میں نمودار ہوا اور بڑھیا کے قریب پہنچا۔ بڑھیا نے کہا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا اے بڑھیا تم مجھے نہیں پہچانتی میں وہی ملک الموت ہوں جس کو تم ابھی بلا رہی تھی۔ میرا ہی نام عزرائیل ہے۔ بڑھیا ملک الموت کا نام سنتے ہی لرزہ براندام ہوگئی۔ پیشانی سے پسینہ چھوٹنے لگا۔ اور بڑھیا نے تیور بدل کر کہا کہ ہاں میں نے آپ کو بلائی تو ضرور تھی مگر اس لئے کہ یہ گٹھر اٹھا کر میرے سر پر رکھ دیں۔ دیکھا آپ نے موت کو یاد کرنے والی بڑھیا کا حال؟ معلوم ہوا کہ موت کے تصور سے پہلوانوں کا بھی پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ موت ہر حال میں آنی ہے چاہے آپ اُسے پسند کریں یا نہ کریں۔
اسی لئے شاعر نے کہا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

ہر وجود کے لئے عدم ضروری

میرے سنی اسلامی بھائیو!.....اور عزیز دوستو! اس دنیا میں ہر وجود کیلئے عدم اور ہر زندگی کو نیستی یقینی ہے۔ یعنی جسے حیات ملی اسے مرنا ضروری ہے اور اُسے موت کا مزہ چکھنا لازمی ہے۔ یوں تو زندگی سب نے پائی ہے لیکن ہمارا اور آپ کا مشاہدہ ہے کہ ہر ایک کی زندگی برابر نہیں بلکہ زندگی گذارنے میں بڑا فرق ہے۔ ایک شخص کی زندگی اسطرح گذرتی ہے کہ رات کو کھایا تو دن کا ٹھکانہ نہیں اور کسی نے دن کو کھایا تو رات کا انتظام نہیں۔ کسی کے

پاس لاکھوں کا سرمایہ ہے اور کوئی نان شبینہ کا محتاج۔ کوئی بڑی بڑی بلڈنگوں میں اترا رہا ہے تو کسی کو جھونپڑی بھی نصیب نہیں۔ کوئی تخت وتاج کا مالک ہے تو کوئی گداگر۔ غرض کہ دنیا وی زندگی میں آپ کو بڑا تفاوت ملے گا۔ بڑا فرق محسوس ہوگا۔ ٹھیک یہی حال عملی دنیا کا بھی ہے۔ کوئی ایک معبود حقیقی پر ایمان رکھتا ہے تو کوئی ہزاروں معبودان باطل کا ماننے والا ہے۔ کسی کی پیشانی بارگاہ الٰہی میں جھک رہی ہے تو کوئی بتوں کے آگے سجدہ ریز ہے۔ کوئی نماز پنجگانہ کا پابند ہے تو کوئی فسق وفجور میں ڈوبا ہوا۔ کسی کو نیکیوں سے رغبت ہے تو کوئی گناہوں کا دلدادہ، کسی کا چہرہ نور عبادت سے جگمگا رہا ہے تو کسی کی پیشانی پر بدبختی کی سیاہی کا گمنڈ۔

حضرات.....! زندگی کا یہ تفاوت تو ہم شب وروز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسانی زندگی میں نہ تو دنیوی اعتبار سے برابری ہے نہ مذہبی حیثیت سے۔ تو کیا ہر ایک کی موت برابر ہوگی اور کیا بعد موت سب کا حال یکساں ہوگا؟ ہرگز نہیں یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ارشاد خداوندی ہے۔ الدنیا مزرع الآخرۃ اور کھیت میں جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ یعنی جیسا عمل کرے گا اسی اعتبار سے وہ جزا کا مستحق ہوگا۔

ایک صحابی نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے بہترین شخص کون ہے۔ آپ نے فرمایا مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ جسکی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو، پھر عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ سب سے بُرا کون ہے تو آپ نے فرمایا مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَسَاءَ عَمَلُہٗ جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بُرا ہو۔ حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ جو اچھا عمل کریگا بارگاہ خدا اور بارگاہ رسول میں مقبول ومحبوب ہوگا اور جس کا عمل اچھا نہیں ہوگا وہ بارگاہ خدا اور رسول میں مردود ومطرود ہوگا۔

گناہوں میں کیوں ملوث ہو سوچو تو اے لوگو
لحد میں سرور کون ومکاں کا سامنا ہوگا
حدیث معتبر الفقر فخری جو یاد رکھے
وہ احساس غریبی میں ہرگز نہ مبتلا ہوگا

موت کی یاد باعث نجات

حضرات!.....موت آخرت کو یاد دلانے والی چیز ہے۔ موت دنیاوی لذتوں کو ختم کردینے والی چیز ہے جیسا کہ سرور کائنات روحی فدا جناب محمد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا کی لذتوں کو ختم کردینے والی چیز موت کو اکثر وبیشتر یاد کرو۔

چنانچہ نسائی شریف جلد اول کتاب الجنائز باب ذکر الموت صفحہ ۲۰۲، سطر نمبر ۱۲ میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لذتوں کو ختم کردینے والی چیز موت کو اکثر وبیشتر یاد کیا کرو۔

حضرات.....اس حدیث پاک میں موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ موت کی تمنا کرے، مرنے کی دعا کرے کیونکہ رسول پاک ﷺ نے مرنے کی تمنا کرنے اور موت کی دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ نسائی شریف جلد اول کتاب الجنائز باب تمنی الموت میں ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَلٰکِنْ لِیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی دنیاوی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے ہرگز موت کی تمنا نہ کرے بلکہ اسطرح دعا کرے اے اللہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب موت بہتر ہو تو موت دے دے۔

میرے دوستو!.......جو موت کو یاد کرتا ہے وہ دنیا کی خواہشوں سے دور رہتا ہے جو موت کو یاد کرتا ہے وہ برائیوں سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے۔ جو موت کو یاد کرتا ہے وہ حرام چیزوں سے اجتناب کرتا ہے۔ جو موت کو یاد کرتا ہے وہ سودی لین دین سے

کوسوں دور رہتا ہے۔ جو موت کو یاد کرتا ہے اسکا دل خوف خدا سے لرزتا رہتا ہے جو موت کو یاد کرتا ہے وہ نماز پنجگانہ کی پابندی کرتا ہے۔ جو موت کو یاد کرتا ہے وہ حرام وحلال کا خاص خیال رکھتا ہے، جو موت کو یاد کرتا ہے وہ احکام اسلام کا پابند ہوتا ہے، جو موت کو یاد کرتا ہے وہ شریعت مصطفیٰ کا پابند ہوتا ہے، جو موت کو یاد کرتا ہے وہ اتباع رسول کا پابند ہوتا ہے۔ جو موت کو یاد کرتا ہے وہ چھوٹے بڑے ہر گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو موت کو یاد کرتا ہے اسکا دل نور ایمان سے جگمگاتا رہتا ہے۔

موت کے ڈر سے بھاگنا نادانی ہے

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار عالی میں ایک آدمی گھبرایا ہوا حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ حضور ہوا کو حکم دیجئے۔ کہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچادے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ بات کیا ہوئی۔ یہاں سے کیوں جانا چاہتے ہو وہ کہنے لگا۔ حضور ابھی ابھی میں نے ملک الموت کو دیکھا ہے جو مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ وہ دیکھئے وہ مجھے گھور رہا ہے۔ حضور میری خیر نہیں مجھے ابھی ہندوستان پہنچادیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا۔ تو ہوا فوراً اس کو ہندوستان چھوڑ آئی۔ حضرت ملک الموت پھر جب سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا اے ملک الموت تم فلاں کو کیوں گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ ملک الموت نے کہا حضور اخدا کا مجھے حکم تھا کہ اس شخص کی جان سرزمین ہند میں قبض کروں۔ میں حیران تھا کہ اس کی جان ہند میں قبض کرنے کو فرمایا گیا ہے اور یہ یہاں آپ کے پاس کھڑا ہے۔ میں اسی حیرانی میں اسے دیکھ رہا تھا کہ خود ہی اس نے ہند جانے کی تمنا ظاہر کردی۔ چنانچہ ادھر آپ نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اسے اڑا کر ہند لے گئی اور ادھر میں اس کے پیچھے گیا اور جس وقت وہ سرزمین ہند پر اترا۔ اس کا وقت آچکا تھا اسی وقت میں نے وہاں اس کی جان قبض کرلی۔

۲)۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کی قوم کا ایک اور عبرتناک واقعہ سماعت کیجئے جس کا ذکر قرآن مقدس کی سورہ بقرہ میں بھی ہے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ ہیں جو منصب نبوت سے سرفراز کیئے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اقدس کے بعد آپ کے پہلے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہوئے جو نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ ان کے بعد حضرت کالب بن یوحنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلافت سے سرفراز ہو کر مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے۔ پھر ان کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین اور نبی بنائے گئے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کا لقب ابن العجوز (بڑھیا کے بیٹے) ہے۔ اور آپ ذوالکفل بھی کہلاتے ہیں۔ ابن العجوز کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس وقت پیدا ہوئے تھے جبکہ ان کی والدہ ماجدہ بہت بوڑھی ہوچکی تھیں اور آپ کا لقب ذوالکفل اس لئے ہوا کہ آپ نے اپنی کفالت میں لیکر ستر انبیاء کرام کو قتل سے بچالیا تھا۔ جن کے قتل پر یہودی قوم آمادہ ہوگئی تھی۔ پھر یہ خود بھی خدا کے فضل وکرم سے یہودیوں کی تلوار سے بچ گئے اور برسوں زندہ رہ کر ہدایت کرتے رہے۔

ستر ہزار مردوں کے زندہ ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت جو حضرت حزقیل علیہ السلام کے شہر میں رہتی تھی۔ شہر میں طاعون کی وبا پھیل جانے سے ان لوگوں پر موت کا خوف سوار ہوگیا اور یہ لوگ موت کے ڈر سے سب کے سب شہر چھوڑ کر ایک جنگل میں بھاگ گئے اور وہیں رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی یہ حرکت بہت زیادہ ناپسند ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک عذاب کے فرشتے کو اس جنگل میں بھیج دیا جس نے ایک پہاڑ کی آڑ میں چھپ کر اور چیخ مار کر بلند آواز سے یہ کہہ دیا "موتو" یعنی تم سب مرجاؤ۔ اس مہیب اور خوفناک چیخ کو سن کر بغیر کسی بیماری کے بالکل اچانک یہ سب کے سب مرگئے جن کی تعداد ستر ہزار تھی۔ ان مردوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ لوگ ان کے کفن دفن کا کوئی انتظام نہیں کرسکے۔ اور ان مردوں کی لاشیں کھلے میدان میں بے گوروکفن آٹھ

دن تک پڑی پڑی سڑنے لگیں اور بے انتہا تعفن سے پورے جنگل بلکہ اس کے اطراف میں بدبو پیدا ہوگئی۔ کچھ لوگوں نے ان کی لاشوں پر رحم کھا کر چاروں طرف سے دیوار اٹھادی تاکہ یہ لاشیں درندوں سے محفوظ رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کا اس جنگل میں ان لاشوں کے حظیرہ کے پاس گزر ہوا تو اپنی قوم کے ستر ہزار انسانوں کی اس موت ناگہانی اور بے گوروکفن لاشوں کی فراوانی دیکھ کر رنج و غم سے ان کا دل بھر آیا۔ آبدیدہ ہوگئے اور باری تعالیٰ کے دربار میں دکھ بھرے دل سے گڑگڑا کر عرض کرنے لگے کہ یااللہ یہ میری قوم کے افراد تھے جو اپنی نادانی سے یہ غلطی کر بیٹھے کہ موت کے ڈر سے شہر چھوڑ کر جنگل میں آگئے۔ یہ سب میرے شہر کے باشندے ہیں۔ یہ سب میرے ساتھ بودوباش رکھتے تھے۔ ان لوگوں سے مجھے انس حاصل تھا۔ اور یہ لوگ میرے دکھ سکھ میں شریک رہتے تھے۔ افسوس کہ میری پوری قوم ہلاک ہوگئی اور میں بالکل اکیلا رہ گیا۔ اے میرے رب یہ وہ قوم تھی جو تیری حمد کرتی تھی اور تیری توحید کا اعلان کرتی تھی اور تیری کبریائی کا خطبہ پڑھتی تھی۔ آپ یہ عرض کرکے تعجب کے ساتھ سوچ میں پڑ گئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی نازل فرمائی کہ اے میرے پیارے پیغمبر حزقیل! آپ ان بکھری ہوئی ہڈیوں سے فرمادیجئے کہ اے ہڈیو! بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اکٹھا ہوجاؤ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تو یہ سن کر بکھری ہوئی ہڈیاں جمع ہوکر ہڈیوں کے ڈھانچے بن گئے۔ پھر یہ وحی اتری کہ اے حزقیل! آپ یہ کہہ دیجئے کہ اے ہڈیو! تم کو اللہ کا یہ حکم ہے کہ تم گوشت پہن لو۔ لہٰذا آپ نے یہ فرمادیا اور آپ کا یہ کلام سنتے ہی فوراً ہڈیوں کے ڈھانچوں پر گوشت پوست چڑھ گئے پھر تیسری بار یہ وحی آئی کہ اے حزقیل! اب کہہ دو کہ اے لاشو! تم سب اٹھ کھڑے ہوجاؤ چنانچہ آپ نے یہ فرمادیا تو آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی ستر ہزار لاشیں دم زدن میں ناگہاں یہ پڑھتے ہوئے کھڑی ہوگئیں" سبحانک اللھم وبحمدک ولاالہ الاانت" پھر یہ لوگ جنگل سے روانہ ہوکر اپنے شہر میں آکر دوبارہ آباد ہوگئے اور اپنی عمروں کی مدت بھر زندہ رہے۔ لیکن ان لوگوں پر اس موت کا اتنا نشان باقی رہ گیا کہ ان کے

اور ان کی اولاد کے جسموں سے سڑی ہوئی لاش کی بدبو برابر آتی رہی اور یہ لوگ جو کپڑا بھی پہنتے تھے۔ وہ کفن کی صورت میں ہوجاتا تھا اور قبر میں جس طرح کفن میلا ہوجاتا ہے ایسا ہی میلا پن ان کے کپڑوں پر نمودار ہونے لگتا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں اثرات آج تک ان یہودیوں میں پائے جاتے ہیں جو ان لوگوں کی نسل سے باقی رہ گئے ہیں۔

(تفسیر صاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

محترم حضرات!........ بنی اسرائیل کے اس محیر العقول واقعہ سے معلوم ہوا کہ آدمی موت کے ڈر سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا۔ لہٰذا موت سے بھاگنا بالکل بیکار ہے۔ اللہ نے جو موت مقدر فرمادی ہے وہ اپنے وقت پر ضرور پہونچے گی۔ نہ ایک سکنڈ اپنے وقت سے پہلے آئے گی نہ ایک سکنڈ بعد آئے گی۔ لہٰذا بندے کو لازم ہے کہ رضائے الٰہی پر راضی رہ کر صابروشاکر رہے اور خواہ کتنی ہی بڑی وبا پھیلے یا گھمسان کا رن پڑے اطمینان وسکون کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور یہ یقین رکھے کہ جب تک میری موت نہ آئے گی میں ہرگز ہرگز نہیں مرسکتا اور جب میری موت آجائے گی تو میں کچھ بھی کروں۔ کہیں بھی چلا جاؤں۔ بھاگ جاؤں۔ یا ڈٹ کر کھڑا رہوں کسی حال میں بچ نہیں سکتا۔

حضرت شبلی کی حکایت

یہاں میں مشہور ومعروف ولی حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دلدوز حکایت پیش کروں انشاءاللہ اس واقعہ سے آپ کی زندگیوں میں انقلاب آجائیگا۔ کہتے ہیں کہ دو اہل دل حضرت شبلی رضی اللہ عنہ سے بغرض ملاقات دور دراز سے آرہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر پہونچے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس مقصد کیلئے ہم لوگ اتنی دور سے چلے تھے وہ پورا نہ ہوسکا کیونکہ آج حضرت شبلی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ دوسرے اہل دل نے کہا...... تمھیں انکی وفات کا کیسے علم ہوا تو انہوں نے کہا میں نے دو بلبلوں کو آپس میں بات کرتے ہوئے سنا ہے وہ کہہ رہی تھی کہ افسوس......! حضرت

شبلی نہ رہے۔ افسوس حضرت شبلی آج کی رات وفات پا گئے ہیں پھر ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب دور سے سفر کر کے آئے ہیں اور اتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے تو کم از کم انکے جنازہ میں تو شریک ہو جانا چاہئے پھر دونوں اہل دل حضرت شبلی رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ حضرت شبلی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں دونوں حضرات حضرت شبلی کو زندہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور حضرت شبلی سے عرض گذار ہوئے حضور راستے میں ہم نے دو بلیوں کو گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ آج کی رات آپ انتقال کر گئے ہیں مگر یہاں آپ کو زندہ پا رہے ہیں۔ حضرت شبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلیوں نے سچ کہا کیونکہ آج کی رات میری تہجد کی نماز قضا ہو گئی ہے۔ اس لئے آسمانوں میں میرے مرنے کی خبر مشتہر کر دی گئی ہے۔ اللہ اکبر۔

حضرات!......... ذرا اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کے سوچئے کہ حضرت شبلی رضی اللہ عنہ اللہ کے ولی ہیں، اللہ کے محبوب ہیں، اللہ کے بڑے پیارے اور نیک بندے ہیں، متقی اور بڑے پرہیزگار ہیں لیکن صرف اُن کی ایک رات کی تہجد قضا ہو جانے سے آسمانوں میں اُنھیں مردہ قرار دے دیا گیا تو پھر سوچئے کہ ہم گنہگاروں کا کیا حال ہوگا، ہم خطاکاروں کا کیا حال ہوگا، ہم سیاہ کاروں کا کیا حال ہوگا کہ تہجد تو دور کی بات ہم سے نماز پنجگانہ بھی روزانہ چھوٹ رہی ہیں۔ فرائض وواجبات تک کا ہمیں خیال نہیں۔ اور کچھ لوگ تو جمعہ تک بھی نہیں پڑھتے۔ اب آپ خود ہی بتائیے کہ ایسے لوگ مردہ ہیں یا زندہ اور ایسے لوگوں کو مردہ کہا جائے یا زندہ۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

جیسی روح ویسے فرشتے

حضرات۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ

السلام میں بڑا دوستانہ تھا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اکثر و بیشتر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پروردگار عالم نے جب مرتبۂ خلت سے نوازا، تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام مبارک بادی پیش کرنے کے لئے آپ کی بارگاہ میں آئے اور آپ کو مبارک بادی پیش کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ اے ملک الموت مجھے وہ اپنی صورت دکھاؤ جس میں تم کفار کی روح قبض کرتے ہو۔ ملک الموت نے عرض کیا۔ آپ اسے دیکھنے کی تاب نہ لا سکیں گے فرمایا تاب کیوں نہ لا سکوں گا ملک الموت نے کہا اچھا تو آپ منہ پھیر لیں جب آپ نے دوبارہ ادھر کو منہ کر کے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت ہی سیاہ اور بد صورت آدمی ہے جس کا سر آسمان تک پہونچا ہوا ہے اور اس کے منہ سے آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں اور آدمی کے جسم کے برابر اس کے بدن پر بال ہیں اور ہر بال کی جڑ سے آگ کی شعائیں نکل رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی۔ جب آپ سنبھلے تو ملک الموت اپنی حالت میں آچکے تھے۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت اگر کافر کو مرتے وقت کوئی اور تکلیف و مصیبت نہ ہو جب بھی انکی گھبراہٹ اور پریشانی کے لئے تمہاری یہ ہیبت ناک اور ڈراونی صورت ہی کافی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنی وہ صورت دکھاؤ جسمیں تم مومنوں کی روح قبض کرتے ہو۔ ملک الموت نے کہا آپ منہ پھیر لیجئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ انکی طرف منہ کیا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی حسین وجمیل خوبصورت نوجوان آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس کے جسم سے خوشبو پھوٹ رہی ہے، نہایت ہی عمدہ اور قیمتی کپڑا زیب تن کئے ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت! اگر مومن مرتے وقت کوئی بزرگی اور کرامت نہ بھی دیکھے تو صرف تمہاری یہ نورانی صورت کا دیکھنا اسکے سکون واطمینان کے لئے کافی ہوگا۔

حضرات معلوم ہوا کہ ہر انسان کی موت برابر نہیں ہوتی ہے۔ ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ نیکوکار بندۂ مومن کی روح اس طرح قبض کی جاتی ہے جیسے گوندھے ہوئے

آٹے سے بال نکال لیا جائے۔ اور کافروں کی موت ایسی ہوتی ہے کہ ببول کے کانٹے پر
بھیگا ہوا باریک کپڑا رکھ کر پوری طاقت سے کھینچ لیا جائے کہ جس سے کپڑے کا تار تار الگ
ہو جائے۔ افسوس آج انسان دنیاوی لطف ولذت میں ایسا غرق ہو گیا ہے۔ اور آخرت کی
فکر ایسا بھلا بیٹھا ہے کہ اُسے موت کا خیال تک نہیں آتا۔ اور اپنی بداعمالیوں میں ایسا منہمک
ہے کہ اُسے عذاب وثواب کا تصور تک نہیں، نہ اُس کے دل میں خدا کا خوف باقی رہ گیا ہے
اور نہ اچھے برے کی پہچان رہ گئی ہے۔ اے لوگو! خدا کی قسم تمہیں ایک دن مرنا ہے۔ اور اس
دن دنیا کی یہ ساری لذتیں یک لخت فنا ہو جائیگی۔ نہ تمہاری دولت باقی رہ جائیگی نہ تمہارا
سرمایہ باقی رہ جائیگا اور میدان محشر میں نہ تمہاری ثروت کام آئے گی اور نہ جھوٹی شان۔ بلکہ
قبر سے لیکر حشر تک صرف اور صرف تمہارے نیک عمل کام آئیں گے۔ تمہاری نمازیں کام
آئیں گی۔ تمہارے روزے کام آئیں گے۔ اور مصطفےٰ پیارے ﷺ کی محبت وعقیدت کام
آئے گی۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے

قبر آخرت کی پہلی منزل

اب ذہن کو قریب کیجئے اور اور سماعت فرمایئے کہ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جیسا
کہ۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی حدیث نمبر ۳۔ ص ۲۶۔ سطر
نمبر ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰی قَبْرٍ بَکٰی حَتّٰی یُبَلَّ
لِحْیَتَهٗ فَقِیْلَ لَهٗ تَذْکُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْکِیْ وَتَبْکِیْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ
نَجٰی مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَیْسَرُ وَاِنْ لَّمْ یَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَارَاَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو
رو پڑتے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی عرض کیا گیا کہ آپ جنت ودوزخ کا
ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے ہیں مگر قبر دیکھ کر رو پڑتے ہیں آپ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ
نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو
اس کے بعد کا معاملہ آسان ہو جاتا ہے اور اگر اس منزل سے ہی نجات نہ ملی تو اس کے بعد کا
مرحلہ اس سے کہیں سخت تر ہوگا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا
کہ اور میں کوئی منظر نہیں دیکھا مگر قبر اس سے بھی زیادہ گھبرا دینے والا منظر ہے۔

حضرات...... حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہو گیا کہ قبر کا منظر کتنا بھیانک اور
گھبرا دینے والا ہوگا، جبھی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر پر تشریف لے جاتے، کسی
قبر پر کھڑے ہوتے، تو اس قدر روتے کہ چشمان مبارک سے اس قدر آنسو گرتے کہ آپ
کی داڑھی تر ہو جاتی کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے
یہاں جو پاس ہو گیا وہ آنے والی منزلوں میں بھی پاس ہو جائے گا اور یہاں جو نجات پا گیا
آنے والی منزلوں میں بھی نجات پا جائے گا۔ اور پھر یہ کتنی بڑی بات ہے کہ آقا ﷺ
فرماتے ہیں کہ میں نے قبر سے بڑھ کر کوئی بھیانک اور دردناک منظر نہیں دیکھا۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

ہمارا احساس مر چکا ہے

حضرات آج ہمارا احساس کتنا مر چکا ہے اور ہمارا دل کتنا مردہ ہو چکا ہے کہ آئے
دن ہم دیکھ رہے ہیں کہ کسی نہ کسی کا انتقال ہوتا رہتا ہے۔ اور ہم اس کی نعش قبر میں دفن
کرتے رہتے ہیں۔ پھر بھی ہمیں موت کا ڈر نہیں۔ آخرت کا خوف نہیں۔ قیامت کا احساس
نہیں اور ایمان کا پاس نہیں۔ صرف مکان، دوکان، جائداد کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ بال

بچے عزیز واقارب کے لئے بے چین و بے قرار رہتے ہیں مگر یاد رکھیے یہ سب دنیا ہی میں رہ جائیں گے گھر بھی یہیں رہ جائے گا، مکان بھی یہیں رہ جائے گا، دوکان بھی یہیں رہ جائے گی، غرض کہ ساری جائیداد یہیں رہ جائیں گی، خالی ہاتھ سب کچھ چھوڑ کر جانا ہوگا۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

میرے دوستو ارشاد خداوندی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے تحت ہم سب کو مرنا ہی ہے ایک دن ہم سب نہلائے جائیں گے، کفن بھی پہنائے جائیں گے اور دوسروں کے کاندھوں کے سہارے قبرستان تک جائیں گے۔ پھر ہمیں قبر میں اتار دیا جائے گا اور سپرد خاک کر دیا جائے گا۔

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلا ہے پانی کا

قبر زبانِ حال سے کہتی ہے

آیئے..... پھر میں قبر کے تعلق سے ایک لمبی حدیث پیش کرنے جا رہا ہوں تاکہ آپ برائیوں سے کنارہ کش ہو کر، دنیا کی لذتوں سے منہ موڑ کر، خواہشات نفسانی سے الگ ہو کر، اُخروی زندگی کو سنوارنے اور آراستہ کرنے میں لگ جائیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاهُ فَرَاٰى نَاسًا كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى فَاَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَ اَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا

اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ فَيَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے مصلیٰ پر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا گویا کہ لوگ ہنس رہے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیزوں کو یاد کرتے رہتے تو تمہیں اس بات کی فرصت نہ ملتی جو میں دیکھ رہا ہوں لذتوں کو قطع کرنے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو کیونکہ جب بندہ قبر میں جاتا ہے تو یہ زبان حال سے کہتی ہے میں مسافرت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں میں، مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں، اور جب مومن بندہ دفنایا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہو تو اپنے ہی گھر آیا میری پیٹھ پہ چلنے والوں میں تم مجھے زیادہ محبوب تھے لیکن آج جب تم میرے سپرد کیے گئے ہو...... میرے پاس آئے ہو تم عنقریب دیکھو گے میں تمہارے ساتھ کیا اچھا سلوک کرتی ہوں چنانچہ...... اس کے لئے قبر حد نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهٗ وَيَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ.

اور جب گنہگار یا کافر آدمی دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے نہ تو تم مجھے مبارک ہو اور نہ ہی یہ تیرا گھر ہے میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے میرے نزدیک تو سب سے زیادہ برا

ہے اور آج جب تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور تو میرے پاس آیا ہے تو عنقریب تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں یہ کہہ کر قبر سمٹ جائے گی یہاں تک کہ مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی۔ راوی کہتے ہیں یہ بات نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری انگلیوں میں ڈال کر فرمایا اور یہ بھی فرمایا اس کے لئے ایسے ستر اژدھے مسلط کیے جائیں گے کہ اگر ان میں سے ایک زمین میں پھونک مار دے تو رہتی دنیا تک اس میں کچھ نہ اگے گا وہ اژدہائے ڈستے اور نوچتے رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

زمین کے اوپر کام

استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ محدث مبارکپوری یعنی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا بہت ہی پُر معنی مقولہ یاد آ گیا ہے۔ جس کو بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ آپ کو کام آئے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ''زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام''۔

اب میں اس جملے کی تھوڑی سی توضیح کروں۔ دیکھئے اللہ اور اسکے حبیب نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کرنے کا نام کام ہے۔ اور جن چیزوں سے رکنے کا حکم دیا ہے اُن چیزوں سے رک جانے کا نام بھی کام ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا حکم

فرمایا ہے تو ان چیزوں کے ادا کرنے کا نام کام ہے۔ مسجد و مدرسے کی تعمیر یہ زمین کے اوپر کام ہے، غریبوں کی مدد کرنا یہ زمین کے اوپر کام ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تقریباً چودہ سو کتابیں تصنیف فرمائیں یہ زمین کے اوپر کام ہے اور خود حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی زندگی میں الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر فرمائی یہ زمین کے اوپر کام ہے۔ مخدوم المشائخ سرکار کلاں، حضور پرنور سیدی و مرشدی حضرت شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو ہدایت کی راہ دکھائی یہ زمین کے اوپر کام ہے۔ پاسبان ملت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی میں دارالعلوم غریب نواز قائم فرمایا یہ زمین کے اوپر کام ہے۔ رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے بدمذہبوں اور بدعقیدوں سے مناظرہ کر کے دین سنیت کو چمکایا یہ زمین کے اوپر کام ہے۔

میرے بھائیو۔ ایسے ہی لوگ جب دنیا کو چھوڑ جاتے ہیں، تو انکے لئے زمین کے نیچے آرام ہی آرام ہے اور ایسے ہی نفوس قدسیہ کے لئے آقا ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے۔ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔ یعنی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرات...... آج ہم جس دور سے گذر رہے ہیں بڑا ہی پرفتن اور پر آشوب دور ہے۔ مسلمانوں میں جہاں دین سے بے توجہی اور بے رغبتی ہے وہیں طرح طرح کی بد عمالیوں نے بھی جنم لے لیا ہے۔ آج قوم مسلم میں مغربی تقلید کی ایک عام وبا پھیلی ہوئی ہے۔ جس نے ہمارے نوجوان مردوں اور عورتوں میں ایسی ایسی بے حیائیاں پیدا کر دی ہیں کہ شیطان بھی جن سے پناہ مانگتا ہوگا۔ ہمیں کہنے دیجئے کہ ہمارے جن نوجوانوں کو دین کا مجاہد بننا تھا وہ فلم کا ایکٹر نظر آ رہا ہے۔ ہمارے جن نوجوانوں کو مسجد کا نمازی بننا تھا کہ وہ میدان کا کھلاڑی نظر آ رہا ہے، ہمارے جن نوجوانوں کو حمد الٰہی اور نعت رسول پڑھنا تھا وہ گانے اور بجانے میں لگا ہوا ہے۔ ہماری جن ماں بہنوں کو حضرت عائشہ اور فاطمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کا کردار اپنانا تھا وہ فلم کی ہیروئن بن کر بے حیائیوں اور عیاشیوں کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔آج جدھر دیکھو بے پردگی عام نظر آ رہی ہے۔ہماری ماں بہنوں کی آنکھوں سے حیا کا پانی اتر چکا ہے۔کل کی عورتیں جب باکردار اور حیادار ہوتی تھیں تو اُن کے شکم سے ولی ،غوث ،قطب ،ابدال اور غازی و مجاہد پیدا ہوتے تھے اور آج کریم ،پوڈر اور لپ اسٹک لگا کر سر بازار پھرنے والی اور سینما ہالوں کا چکر لگانے والی عورتوں سے اوباش ، بے حیا اور بے دین جنم لے رہے ہیں۔آج انکی گود میں پلنے والا بچہ نہ غوث ہوتا ہے نہ قطب ہوتا ہے نہ ابدال ہوتا ہے نہ ولی ہوتا ہے نہ مجاہد ہوتا ہے نہ نمازی ہوتا ہے نہ غازی ہوتا ہے بلکہ اس کی گود میں پرورش پانے والا بچہ کسی فلم کا ایکٹر بنتا ہے۔کسی فلم کا ہیرو بنتا ہے،میدان کا کپتان بنتا ہے۔اور ان کی بیٹیاں کنیز عائشہ ،کنیز فاطمہ اور کنیز خدیجہ بننے کے بجائے فلموں کی ہیروئن اور بیئر باروں کی ڈانسر بنتی ہیں۔افسوس صد افسوس۔اس قوم نے اپنی ساری اسلامی تہذیب کو مغربی بازار میں نیلام کر دیا ہے،اور مغربی تہذیب کے اثر کا یہ حال ہے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق اور امتیاز کرنا دشوار ہو گیا ہے۔دونوں کے چہرے صاف ، دونوں کے ناخنوں میں پالش کی سرخی ،دونوں کوٹ اور پتلون میں ملبوس ،کندھے سے کندھا ملا کر بے حیائی و آوارگی کا مظاہرہ کئے چلے جا رہے ہیں۔

نئی تہذیب کا نقشہ عیاں ہے
میاں بیوی ہے اور بیوی میاں ہے
شباب آور ہے سرخی اور پوڈر
کہ ستر سال کی بڈھیا جواں ہے

میرے دوستو!ہماری ماں بہنیں جو اخلاص و اخلاق کی پیکر تھیں ،شرم و حیا جنکا زیور تھا۔عفت و عصمت جس کی پہچان تھی ،عبادت و ریاضت جس کی فطرت تھی ،قرآن پڑھنا جس کا مشغلہ تھا۔آج وہ وحشی جانوروں کیطرح شہروں اور بازاروں میں گھومتی پھرتی نظر آ رہی ہیں۔اور ہمارے نوجوان کم بگڑے ہوئے نہیں ہیں یہ مساجد و مدارس سے کوسوں دور

ہو گئے ہیں۔ان کی نظروں میں اسلامی اصول و قوانین کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ انگریزوں کی نقالی میں پتلوں اور ٹائی میں مست ہیں اگر راستہ میں چلتے چلتے پیشاب کی حاجت ہو گئی تو پتلوں کا بٹن کھول کر جانوروں کی طرح کھڑے کھڑے مُوت لیتے ہیں۔اور بٹن چڑھا کر آگے بڑھ جاتے ہیں پیشاب کے قطرے ٹپک ٹپک کر پتلون میں جذب ہوتے رہتے ہیں۔ نہ انہیں کپڑے خراب ہونے کا احساس اور نہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا خیال۔آیئے میں آپ کو ایک ایسی حدیث سناؤں جس میں پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے والوں کے لئے زبردست وعید آئی ہے۔بخاری شریف جلد اول کِتَابُ الْوُضُوءِ بَابُ مَاجَاءَ فِي غَسْلِ الْبَوْلِ.. پارہ۲ حدیث نمبر۳ صفحہ ۳۵ سطر نمبر ۷۔۸۔۹۔۱۰۔ عن ابن عباس قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَايُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَايَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَا فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا دو قبروں پر گذر ہوا آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں پر عذاب ہو رہا ہے لیکن کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر رکھ دیئے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ سوکھیں گے نہیں اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہیگی۔

تو میرے بھائیو......ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے......ابھی ہمارے لئے وقت ہے ،لہٰذا موجودہ روش کو بدل ڈالو ،مغربی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب کے دامن میں آ جاؤ ،اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو ،اپنی صورتوں کو اسلامی صورت بناؤ ، انشاء اللہ خدا کی مہربانیاں تمہاری دستگیری کریں گی۔اور نصرت خداوندی تمہارے

ساتھ ہوگی، رحمت الٰہی تمہارے ساتھ ہوگی اور تم سرفراز و سربلند ہو جاؤ گے۔

طریق مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

قبر میں منکر نکیر کے سوالات

حضرات۔ اب میں قبر میں سوال و جواب کے تعلق سے ایک لمبی حدیث پیش کرنے جا رہا ہوں لیکن اس سے پیشتر منکر نکیر کے تعلق سے کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

روایتوں میں آیا ہے کہ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے یعنی منکر اور نکیر اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں جو نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک شکل والے ہوتے ہیں انکا جسم سیاہ اور آنکھیں چمکیلیں۔ سر کا بال پاؤں تک لٹکا ہوا۔ انکے دانت کی ہاتھ لمبے ہوتے ہیں۔ جس سے زمین کو چیرتے ہوئے میت کے پاس آتے ہیں اور میت کو جھنجھوڑتے اور ڈانٹتے ہوئے، نہایت سختی کے ساتھ ڈراؤنی آواز میں سوال کرتے ہیں۔ چنانچہ مشکوۃ شریف جلد اول بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ فصل ثانی حدیث نمبر ۲ صفحہ ۲۵ کا سطر نمبر ۲۲۔۲۳۔۲۴۔۲۵۔۲۶۔۲۷۔ صفحہ نمبر ۲۶ کا سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَايُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ. فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَةَ. فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ

فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لَهٗ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے میت جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس سے دوسرا سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر دریافت کرتے ہیں یہ شخص جو تم میں مبعوث ہوئے تھے کون ہے؟۔ میت جواب دیتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں فرشتے پوچھتے ہیں تجھے اس کا علم کیسے ہوا وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ تو یہی ہے اللہ تعالیٰ کا قول یثبت اللہ الی الآخرہ۔

تو آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو۔ اور اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو حضور ﷺ نے فرمایا تو اسے جنت کی راحت اور اسکی خوشبو پہنچنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس کی قبر حد نگاہ تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ عَلَيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى وَاَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ

لیکن کافر تو اسکی موت کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسکی روح اس کے جسم میں

واپس لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں پھر اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے ہائے افسوس مجھے تو کچھ پتہ نہیں پھر اس سے سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا پھر اس سے سوال کرتے ہیں یہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوئے وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا اس کے لئے آگ کا فرش بچھا دو اور اسے دوزخ کا لباس پہنا دو۔ اور اس کے لئے آتش دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے آگ کی تپش اور زہریلی اور گرم ہوا پہنچنا شروع ہو جاتی ہے اور اس کی قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اسکی ایک طرف کی ہڈیاں دوسری طرف کی ہڈیوں میں پھنس جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے اسکے پاس لوہے کا دوّان ہوتا ہے اگر اس سے پہاڑ کو مارا جائے تو ٹوٹ پھوٹ کر مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتہ اس دوّان سے اسے مارتا ہے کہ انسانوں اور جنوں کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان والے اسکی چیخ و پکار سنتے ہیں وہ اس مار کے ساتھ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں
یہ عبث بیکار ہے کیا ہونا ہے
اسکا غم ہے کہ ہر اک کی صورت
گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

غرور و تکبر کا انجام

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا اس نے کہیں

جانے کا ارادہ بنایا تو اپنے غلاموں سے کہا جاؤ پہلے کپڑے لاؤ تا کہ زیب تن کیا جائے ایک سے ایک قیمتی جوڑا لایا گیا اور وہ ناپسند کرتا گیا اخیر میں سب سے عمدہ لباس پہنا۔ اسکے بعد سواری کے جانور لانے کا حکم دیا۔ اچھے سے اچھے جانور بھی پیش کیے گئے۔ بہت چھان بین کے بعد سب سے عمدہ گھوڑا کا انتخاب کیا بڑی شان و شوکت کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر مغرورانہ انداز میں روانہ ہوا۔ غرور و تکبر کا ایسا پتلا بن گیا کہ کسی کی طرف نظر اٹھانا بھی پسند نہ کرتا۔ اتنے میں ایک شخص پرانی وضع اور معمولی صورت کا آیا اور اس نے بادشاہ کو سلام کیا متکبر بادشاہ نے اسکا جواب نہ دیا اس شخص نے بادشاہ کے گھوڑے کی باگ پکڑی بادشاہ اس شخص کی حرکت پر غیظ و غضب میں ڈوب گیا اور غصہ و جلال میں بولا تو نے بڑی گستاخی کی ہے تیری اتنی ہمت کے تو نے میری سواری کی باگ پکڑلی فوراً باگ چھوڑ دے۔ اس نے کہا بادشاہ مجھے تم سے کچھ کام ہے بادشاہ نے کہا اچھا ٹھہرو میں گھوڑے سے نیچے اُتر جاؤں اس نے کہا نہیں اسی وقت تم سے ضرورت ہے۔ اور لگام کو خوب مضبوطی سے تھام لیا بادشاہ نے کہا اچھا کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا راز کی بات ہے آہستہ آہستہ کان میں کہونگا۔ بادشاہ نے سر جھکا دیا اس شخص نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ اتنا سننا تھا کہ بادشاہ کا رنگ فق ہو گیا........ ہوش اڑ گیا، قدم ڈگمگانے لگا، زبان لڑکھڑانے لگی، جسم تھرتھرانے لگا، دھیمی آواز میں کہا ٹھیک ہے اتنی مہلت دی جائے کہ میں اپنے گھر جا کر اپنی حاجت پوری کرلوں گھر والوں سے رخصت ہولوں۔ اس نے کہا نہیں اب تمہیں مہلت نہیں ملے گی اب گھر اور مال و اسباب کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا یہ کہکر اس کی روح قبض کر لی اور بادشاہ گھوڑے کی پشت سے لکڑی کے کندھے کی طرح زمین پر گر پڑا۔

اسی لئے تو کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلا ہے پانی کا

حضرات...... دیکھا آپ نے دنیا پرست بادشاہ کا کیا حال ہوا۔ غرور و تکبر نے

اسے کہاں تک پہونچایا۔ آقا ﷺ نے دنیا کے بارے میں فرمایا۔ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا۔ یعنی کان کھول کر سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں۔ اسی طرح آقا ﷺ نے ظلم کے بارے میں فرمایا ہے اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ ۔ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔ آقا ﷺ نے غرور وتکبر کے بارے میں بھی فرمایا ہے۔ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَّفِیْ نَفْسِهٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی فَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ ۔ اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کردیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار رہتا ہے۔ اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔

پرہیزگار شب بیدار کی شان

اب آیئے....... ایک ایماندار، پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار کا بھی حال سنئے ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک ایماندار شخص کے پاس آتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں عابد نے سلام کا جواب دیا، ملک الموت نے عابد سے کہا میں تمہارے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں عابد نے کہا کوئی بات نہیں فرمایئے۔ ملک الموت نے آہستہ سے کان میں کہا میں ملک الموت ہوں عابد نے کہا آپ کی تشریف آوری مبارک ہو میں تو مدت سے آپ کا منتظر تھا۔ مجھے تو آپ کی ملاقات کی تمنا تھی۔ ملک الموت نے کہا جس چیز کی ضرورت کیلئے گھر سے نکلے ہو اپنی ضرورت پوری کرلو اس نے کہا مجھے اللہ رب العزت سے ملنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ملک الموت نے کہا اے شخص اپنی جان نکلنے کی کوئی حالت پسند کرتے ہو تو پسند کرلو تاکہ میں اسی حالت میں تیری جان قبض کرلوں۔ عابد نے کہا اس چیز کی مہلت ہے۔ ملک الموت نے کہا مجھ کو حکم خدا یہی ہے نیک بندے نے کہا اچھا تو مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں اور جب سجدے میں جاؤں تو اس

وقت میری جان نکال لینا۔ چنانچہ ملک الموت نے ایسا ہی کیا یعنی حالت سجدہ میں اُس عابد کی روح نکال لی۔

حضرات......... دنیا دار اور دین دار میں کتنا بڑا فرق ہے۔ دنیا دار جب دنیا چھوڑتا ہے تو اسے بیوی کی یاد آتی ہے، کبھی اولاد کی یاد آتی ہے، کبھی جائیداد کی یاد آتی ہے، کبھی ماں کی یاد آتی ہے، کبھی دولت وثروت کی یاد آتی ہے، کبھی تاج وتخت کی یاد آتی ہے اور ان چیزوں کو چھوڑنے کا اسے احساس ہوتا ہے۔ مگر قربان جاؤ..... اللہ کے نیک بندوں پر اللہ کے محبوب بندوں پر کہ وہ جب دنیا سے سفر کرتے ہیں، دنیا کو خیرباد کہتے ہیں، دنیا سے جاتے ہیں تو انہیں دنیا چھوڑنے کا غم نہیں ہوتا، دنیا چھوڑنے کی فکر نہیں ہوتی، صرف یہی فکر ہوتی ہے کہ جان نکلے تو ذکر الٰہی میں، روح نکلے تو یاد الٰہی میں، مروں تو حالت سجدہ میں، دنیا سے جاؤں تو ایمان کے ساتھ، جان نکلے تو محبت رسول میں، جان نکلے تو درود مصطفےٰ پڑھتے ہوئے، جان نکلے تو کلمہ کا ورد کرتے ہوئے۔

عشق سرکار میں جینا مجھے مرنا دیدے
دینے والے تو غم ہجر مدینہ دے دے
دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دے دے
اپنے محبوب کی یادوں میں تڑپنا دے دے
پُرفتن دور ہے ایماں کو بچانا یارب
مجھ کو اسلاف کے جیسا ہی عقیدہ دے دے

شیطان کی تدبیریں فیل

حضرات........ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ میرے فلاں بندے کے پاس اور اسکی روح میرے پاس لاؤ تاکہ میں اسے راحت وآرام دوں کیونکہ میرے امتحان وآزمائش میں وہ

پورا اترا۔ اور جس قدر اطاعت و فرمانبرداری وہ کر چکا ہے میرے انعام و اکرام کے لیے کافی ہے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کا لشکر لیکر اس بندے کے پاس آتے ہیں اور ہر فرشتے کے پاس پھول کی چھڑی اور زعفران کی شاخ ہوتی ہے۔ جب اس بندۂ مومن کے پاس یہ لشکر پہنچتا ہے تو دو صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں شیطان مردود اس بندہ مومن کا یہ شاندار استقبال دیکھ کر سر پر ہاتھ رکھ کر چیختا اور دھاڑیں مارتا ہوا مایوس ہو کر راہ فرار اختیار کرتا ہے اور اپنے لشکریوں سے کہتا ہے تم کیا جھک مارتے رہے؟؟ اسکی خبر نہ لیا دیکھو آج اس بندے کو کتنا عظیم مرتبہ حاصل ہوا اور تم کچھ نہ کر سکے ابلیس کے متبعین کہتے ہیں کہ ہم نے تو بہت کچھ ہاتھ پیر مارا کتنی تدبیریں کیں۔ لیکن اس بندۂ مومن کو بہکانے میں ناکام رہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایماندار بندے کو سوائے دیدار الٰہی کے راحت اور چین نہیں ملتا۔ لہذا موت کا دن اسکے واسطے مسرت و شادمانی کا دن ہوتا ہے جسکے لئے وہ ہمہ وقت تیار رہتا ہے اور خندہ پیشانی سے موت کا استقبال کرتا ہے۔

عروسی بود نوبت ماتمت
اگر نیست روزی بود خاتمت

میت پر نوحہ کرنا جائز نہیں

حضرات......دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کے گھر میں میت ہو جاتی ہے تو مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بچی میت کے اوصاف مبالغہ کیساتھ بیان کرتے ہوئے بلند آواز سے رونا چلانا شروع کر دیتا ہے۔ بالخصوص عورتیں اس جرم کے زیادہ مرتکب ہیں کبھی گریبان پھاڑنا، کبھی منہ نوچنا، کبھی سینہ کوٹنا، کبھی چھاتی پیٹنا، کبھی زمین پر لوٹنا، وغیرہ وغیرہ یہ سب کام یقیناً ناجائز و گناہ ہیں۔ تو آیئے سمجھئے کہ ایسے عالم میں کیا کرنا چاہئے۔

ترمذی شریف اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ فَضْلِ الْمُصِیْبَةِ صفحہ نمبر ۱۹۸ سطر نمبر ۱۱۔۱۲۔۱۳۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مر جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی۔ تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تم نے اسکے دل کے میوہ کو توڑ لیا، تو عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اس مصیبت پر میرے بندہ نے کیا کہا، تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اسکا نام بیت الحمد رکھو۔

بیٹے اور شوہر کی موت پر صبر

حضرات آیئے......اب میں ایک ایسی حکایت پیش کرنے جا رہا ہوں جس کو سن کر کلیجہ پھٹ جائیگا اور دل کی دھڑکن بند ہو جائیگی۔

بصرہ کی ایک عورت کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا تیرے چہرے پر عجیب رونق ہے، تیرا چہرہ چمک رہا ہے شاید تجھے کوئی غم نہیں پہونچا ہے، غموں کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے، تو اس عورت نے کہا غم تو مجھے ایسا پہنچا ہے کہ شاید بہت کم لوگ ملیں گے جسے ایسا غم پہنچا ہو۔ سنو غور سے سنو۔ میرے دو نہایت ہی خوبصورت بچے تھے جو ہر وقت میرے سامنے کھیلتے رہتے تھے۔ بقر عید کے دن میرے شوہر نے ایک بکری قربانی کی جسکو میرے بڑے لڑکے نے دیکھ لیا اور اس نے میرے چھوٹے لڑکے سے کہا کہ آؤ میں تجھے دکھلاؤں کہ کس طرح ابا جان نے بکری ذبح کی تھی یہ کہا اور چھری لیکر اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر دیا پھر وہ ڈر سے پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں بھیڑیا رہا کرتا تھا بھیڑیے نے بچے پر حملہ کیا اور کھا گیا۔ پھر میرا شوہر اس بچے کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھا۔ اور پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکا اور وہ بھی

مر گیا۔ اے شخص ایک ہی دن میں دونوں بیٹے اور شوہر کی موت کا غم مجھ پر پڑ گیا اب میں اس دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق عطا فرمائی ہے میں نے بھی اپنی مصیبت پر گریہ وزاری کر کے نہ ماتم کیا اور نہ ناشکری کے الفاظ زبان سے نکالے۔

اللہ کا فرمان ہے۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔ اللہ صابروں سے محبت فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ آیئے ایک حدیث اور سماعت کر لیجئے اور دیکھئے کہ عند اللہ مقام صبر کیا ہے اور اللہ کے نزدیک اس کا اجر وثواب کیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُسْلِمِیْنَ یَتَوَفّٰی لَھُمَا ثَلَاثَۃٌ اِلَّا اَدْخَلَھُمَا اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ اِیَّاھُمَا فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوِ اثْنَانِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّہٗ بِسَرَرِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ اِذَا احْتَسَبَتْہُ ...

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جن دو مسلمان یعنی میاں بیوی کے تین بچے مر جائیں تو خدائے تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل ورحمت سے جنت میں داخل فرمائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر دو بچے انتقال کر جائیں تو حضور نے فرمایا دو کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ایک فوت ہو جائے تو حضور نے فرمایا ایک کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ خام حمل جو ساقط ہو جاتا ہے اپنی ماں کو آنول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا جبکہ ماں (اس تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوئی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور حسن خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

کہتے ہی کہتے عمر گذر جائیگی میری
ان کا بیان ہے یہ کوئی داستاں نہیں

وما علینا الا البلاغ

یٰسین وطٰہٰ تیرا ہی نام

خیر البشر پہ لاکھوں سلام — لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
جن و ملائک تیرے غلام — سب سے سوا ہے تیرا مقام
یٰسین طٰہٰ تیرا ہی نام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
اعلیٰ سے اعلیٰ تیرا مقام — سب انبیاء کا تو ہے امام
کل اولیاء ہیں تیرے غلام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
عرش بریں تک چرچہ تیرا — شمس وقمر ہے صدقہ تیرا
یہ ماہ کامل حسن تمام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
سب کو میسر ہو یہ مقام — پہنچے مدینہ بن کر غلام
پڑھتے درود اور پڑھتے سلام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
اتنا کرم تو فرمائیے — روضہ پہ سب کو بلوائیے
حاضر یہاں ہیں جتنے غلام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام
تیری ثنا ہے میرا نصیب — قربان تجھ پہ جان ادیب
تجھ پہ تصدق عالم تمام — خیر البشر پہ لاکھوں سلام

اصلاح معاشرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْ مِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْاَمِيْنُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسٹیج پر رونق افروز علمائے کرام ومشائخ عظام بزرگو اور دوستو، نوجوان ساتھیو، پیارے بچو، پردہ نشیں میری ماں اور بہنو!

آیئے سب سے پہلے انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر بھیک دینے والے آقا و داتا مدینے کے تاجدار دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار سید ابرار واخیار آقائے نامدار، شہنشاہ ذی وقار رحمۃ اللعالمین، طٰہٰ ویٰسین انیس بیکساں، چارہ ساز دردمنداں کونین میں سب سے انوکھے اور سب سے نرالے دائی حلیمہ کی

گود کے پالے سیدہ آمنہ کے راج دلارے حضرت عبداللہ کے جگر پارے یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود شریف پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ .

طریق مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی
نئی تہذیب کا نقشہ عیاں ہے
میاں بیوی ہے اور بیوی میاں ہے
شباب آور ہے سرخی اور پوڈر
کہ ستر سال کی بڈھیا جواں ہے
گناہوں میں کیوں ملوث ہو سوچو تو اے لوگو
لحد میں سرور کون ومکاں کا سامنا ہوگا
حدیث معتبر الفقر فخری جو یاد رکھے
وہ احساس غریبی میں ہرگز نہ مبتلا ہوگا

حضرات...... ہم سب مذہب اسلام کے ماننے والے ہیں اور ہمارا یہ عظیم مذہب آفاقی اور خدائے تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں دینی، دنیاوی، سماجی، معاشی، عائلی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اور یہ مذہب زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی اور رہبری کرتا ہے۔ اس مذہب کا مقصد انسانی معاشرہ کی اصلاح اور

بندے کو خدا تک پہنچانا ہے اور دینی و دنیاوی کامیابی و کامرانی کی راہوں پر چلانا ہے۔
اسلام کا مقصد انسانوں کو مفید تعلیمات وہدایت سے مزین کرنا ہے۔ اسلام کا مقصد بگڑے ہوئے ماحول کو درست اور پاکیزہ بنانا ہے۔ اسلام کا مقصد انسان کے دلوں سے ہوا وہوس کے گرد وغبار کو دور کرنا ہے۔ اسلام کا منشا انسانوں کو بے راہ روی کی گندگیوں سے بچانا ہے۔
اسلام کا مقصد انسانوں کو شراب نوشی، جوا بازی جیسی قبیح حرکتوں سے نجات دلانا ہے۔
اسلام کا مقصد انسانوں کو سود خوری اور رشوت ستانی کی لعنتوں سے نفرت دلانا ہے۔ اسلام کا مقصد انسان کو پستی سے بلندی کی طرف لے جانا ہے۔ اور اسلام کا مقصد بگڑی ہوئی سماج کو راہ راست دکھانا ہے۔ الغرض اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جو نظام ہائے زندگی عطا کیا ہے۔ جو قانون حیات دیا ہے وہ ایسا آفاقی نظام اور ایسا آفاقی قانون ہے جو مہد سے لیکر لحد تک اور روز آفرینش سے صبح قیامت تک فرزندان اسلام کی رہبری ورہنمائی کرتا نظر آرہا ہے۔ مجھے کہہ لینے دیجئے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ جس کی کوئی نظیر نہیں اور جس کی کوئی مثال نہیں۔

اسی لئے تو کسی شاعر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

اسلام جیسا مذہب ہے دوسرا تو لاؤ
یہ میرے مصطفےٰ کا فرمان بولتا ہے

مذہب اسلام کی حقانیت

حضرات............ یہاں پر ایک عیسائی کرنل ہالرائڈ محکمۂ تعلیمات پنجاب کی ایک پیاری بات یاد آگئی جس کو بیان کردینا میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کرنل صاحب نے ایک بار اپنے دوست شیخ عزیز الدین صاحب سے پوچھا کہ جناب! تمہارے پاس اسلام کے سچا مذہب ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ عزیز الدین صاحب تو کوئی عالم یا مولوی نہ تھے کہ اُسے دلائل وبراہین سے مطمئن کرسکتے مگر پھر بھی اُن سے جو ہوسکا اسلام کی حقانیت وصداقت پر

دلیلیں پیش کیں۔ مگر ہارلائڈ نے کہا آپ نے جو باتیں کہیں وہ ٹھیک ہیں مگر آیئے آپ کے اسلام کی حقانیت میں بتاتا ہوں۔ ہمارے ملک انگلستان میں پارلیمنٹ سازی کیلئے تقریباً سو ممبران کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو بڑے مدبر، لائق وفائق، تجربہ کار اور قابل ہوتے ہیں وہ اگر ملک کی فلاح وبہبودی کیلئے کوئی قانون بناتے ہیں تو پہلے اپنے فہم وادراک اور تفکر وتدبر کے ذریعہ قانون سازی کا لائحہ عمل تیار کرتے ہیں پھر اسے حتمی شکل دیتے ہوئے پورے ملک میں نافذ کردیتے ہیں مگر اس قانون کے نفاذ ہوتے ہی اعتراضات کے سینکڑوں دروازے کھل جاتے ہیں اور مکمل ایک سال بھی پورا نہیں گزرتا ہے کہ اُس میں غلطیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ جس کے سبب ممبران پارلیمنٹ کو اس قانون میں ترمیم وتبدیلی کرنی پڑتی ہے، قانون منسوخ کرنا پڑتا ہے اور اتنے بڑے بڑے دانشمندوں کا بنایا ہوا قانون ایک سال بھی نہیں چل پاتا......... مگر تمہارے پیغمبر خاتم النبیین ﷺ نے عرب کے ریگستان میں بیٹھ کر جو قانون اور دستور بنایا تھا اُس قانون کو بنائے ہوئے تقریباً چودہ صدیاں گذر گئیں مگر آج تک کوئی قانون مصطفےٰ پر انگشت نمائی نہ کرسکا اور نہ اسلام کے اصولوں کو کسی نے غلط ثابت کیا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ صبح قیامت تک قوانین اسلام میں نہ کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت پیش آئیگی۔ یہی مذہب اسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ میرے دوستو یہ کسی مسلمان کا قول نہیں بلکہ ایک عیسائی دانشور کا خیال ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے "الفضل ما شهدت به الاعداء" سب سے بڑی خوبی یہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے۔ اور خود قرآن عظیم میں رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔ "ان الدین عند الله الاسلام" بے شک پسندیدہ دین اللہ کے نزدیک مذہب اسلام ہے۔

میرے بھائیو......... اسلام ہمیشہ اپنے ماننے والے کو ایک پاکیزہ اور ستھرا معاشرہ عطا کرتا ہے، اسلام ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ سوسائٹی میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام فحاشی، عریانیت، عصمت دری، شراب نوشی، زنا کاری، سود خوری، بدکاری جیسے افعال قبیحہ رذیلہ سے انسانیت کو دور رکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے انہیں باطنی پاکیزگی کا حکم دیتا ہے

اور ظاہری پاکیزگی کا بھی درس دیتا ہے۔ اسلام اپنے چاہنے والوں کی زندگی میں قبیح وشنیع افعال دیکھنا نہیں چاہتا۔ اور کیوں نہ ہو کہ اسلام کا مقصد ہی انسان کے سر پر تاج کرامت رکھنا ہے، اسلام کا مقصد ہی انسان کو عظمت وسربلندی عطا کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

۱)۔ جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولو۔ ۲) جب تجھے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرو۔ ۳) جب وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔ ۴) اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو۔ ۵) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ ۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

معاشرہ برائیوں کے دلدل میں

حضرات......... آج لوگ فرامین اسلام پر عمل کرنے کے بجائے، انگریزی کلچر اور مغربی تہذیب کے دلدل میں پھنستے جارہے ہیں۔ آج ہم یہود ونصاریٰ کے اتباع میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ غور کیجئے کہ آج وہ کونسی برائیاں ہیں جو مسلم معاشرے میں پروان نہ چڑھ رہی ہوں، وہ کونسی خرابیاں ہیں جو مسلم معاشرے میں موجود نہ ہو۔ جوابازی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، شراب نوشی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، سود خوری اور رشوت دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، زنا کاری کی گرم بازاری دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، غداری اور دھوکہ بازی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، عہد شکنی اور بیوفائی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، عیاری اور مکاری دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، وعدہ خلافی اور کذب بیانی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، غیبت اور چغل خوری دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، بغض وحسد دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، ظلم وستم دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، فلم بینی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، عریانیت اور بے حیائی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، فحاشی اور بے پردگی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں،

غرور وتکبر دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، بے ادبی اور گستاخی دیکھو تو ہمارے معاشرے میں
، جہیز کی لعنت دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، طلاق وخلع کی کثرت دیکھو تو ہمارے
معاشرے میں، ٹی وی کی نحوست دیکھو تو ہمارے معاشرے میں، ماں باپ کی نافرمانی دیکھو
تو ہمارے معاشرے میں، میاں بیوی میں نا اتفاقی اور جھگڑا دیکھو تو ہمارے معاشرے میں۔
غرض کہ آج ساری برائیاں اور بداعمالیاں ہمارے معاشرے میں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔

حضرات..... کبھی آپ نے سوچا کہ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے، غیبت کرنا
کتنا بڑا گناہ ہے، چغلی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے، ظلم کرنا کتنا بڑا گناہ ہے، شراب پینا کتنا بڑا گناہ
ہے، جوا بازی اور زنا کاری کتنا بڑا گناہ ہے، سود کھانا کتنا بڑا گناہ ہے، چوری کرنا کتنا بڑا گناہ
ہے، دھوکہ دینا کتنا بڑا گناہ ہے، جہیز کے نام پر مال لینا کتنا بڑا گناہ ہے، ماں باپ کو ستانا
کتنا بڑا گناہ ہے، شوہر کی نافرمانی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے.......... تو آیئے ان گناہوں کی
سزا اور عذاب حدیث پاک کی روشنی میں سماعت کیجئے۔

جھوٹ کے تعلق سے ہم سب کے آقا و مولیٰ ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ الْكِذْبَ
فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ جھوٹ فسق وفجور ہے اور فسق وفجور دوزخ میں
لے جانے والا عمل ہے۔ (مسلم شریف)۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ
نَتْنِ مَاجَاءَ بِهٖ۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اسکی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور بھاگ جاتا ہے۔ (مشکوۃ
شریف جلد اول صفحہ ۴۱۳)

جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے اس حدیث پاک سے بھی آپ اندازہ لگائیں کہ
حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا کیا کوئی مومن بزدل ہوسکتا ہے
قَالَ نَعَمْ فرمایا ہاں بزدل ہوسکتا ہے پھر عرض کیا گیا اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا کیا مومن
بخیل ہوسکتا ہے قَالَ نَعَمْ ہاں بخیل ہوسکتا ہے فَقِيْلَ لَهٗ پھر عرض کیا گیا اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ

كَذَّابًا کیا مومن کذاب (یعنی جھوٹا ہوسکتا ہے) قَالَ لَا فرمایا نہیں۔ (مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۴۱۳)

حضرات اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا یعنی جھوٹ
نہیں بول سکتا اور جھوٹ بولنا مومن کی شان نہیں ہے۔ اب دیکھئے کہ غیبت اور چغلی کتنا بڑا
گناہ ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
قَتَّاتٌ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے
سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

دوسری حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ
بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ۔ خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں
میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔ (احمد بیہقی)

ایک تیسری حدیث بھی سماعت فرمایئے آقا ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ صَاحِبَ
الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ یعنی غیبت کرنے والے کو اللہ معاف نہیں
فرماتا جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا
جسکی بہن مدینہ کے نواح میں رہتی تھی وہ بیمار ہوگئی تو یہ شخص تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مرگئی
تو اس شخص نے اسکی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا آخر جب دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ
وہ رقم کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے اس نے اپنے دوست سے مدد طلب کی۔ اور دونوں قبر
تک پہنچے اس نے دوست سے کہا ذرا ہٹ میں دیکھوں تو سہی میری بہن کس حال میں ہے
؟۔ اس نے لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہ آگ سے بھڑک رہی تھی۔ واپس چپ چاپ چلا
آیا اور ماں سے پوچھا امی جان میری بہن میں کیا کوئی خراب عادت تھی؟۔ ماں نے کہا
تیری بہن کی عادت تھی کہ وہ ہمسایوں کے دروازوں سے کان لگا کر انکی باتیں سنتی تھی اور
چغلخوری کیا کرتی تھی پس اس شخص کو معلوم ہوگیا کہ عذاب کا سبب کیا ہے، لہذا جو شخص

عذاب قبر سے بچنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ غیبت اور چغلخوری سے پرہیز کرے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ یعنی حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (ابوداؤد)

۱)۔ بغض وکینہ کتنا بڑا گناہ ہے.................. رسول کریم ﷺ نے فرمایا تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا یعنی بندوں کے اعمال ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیش کئے جاتے ہیں پیر اور جمعرات کو پر ہر بندہ کی مغفرت ہو جاتی ہے سوا اس بندے کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھتا ہے اسکے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو۔ یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آ جائیں۔ (مسلم شریف)

۲)۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْیَلْقَهٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَکَا فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوتاً چھوڑے رکھے اگر تین دن گذر جائیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار رہا اور سلام کرنے والا ترک تعلقات کے گناہ سے آزاد ہو گیا۔ (مشکوٰۃ و ابوداؤد)

ظلم کا انجام تباہی

ظلم وستم کتنا بڑا گناہ۔ سرکار اقدس ﷺ فرماتے ہیں اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟۔ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ زکوٰۃ لیکر آئے اس حال میں کہ وہ کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھایا ہو کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب انہیں راضی کرنے کے لئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پس اسکی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حقداروں کے گناہ لاد دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اُسے دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔

حکایت:۔ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی ظالم بادشاہ نے شاندار محل بنوایا۔ ایک مفلس بڑھیا کی کٹیا نظر آئی، اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا کہ یہ ایک بڑھیا کی ہے اور وہ اس میں رہتی ہے چنانچہ سنتے ہی ظالم بادشاہ نے گرا دینے کا حکم دیا، حکم ملتے ہی اسے گرا دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب بڑھیا واپس آئی تو اس نے اپنی منہدم کٹیا دیکھ کر پوچھا کہ اسے کس نے گرا دیا ہے؟ لوگوں نے کہا بادشاہ نے دیکھا اور گرا دیا۔ تب بوڑھیا نے آسمان کیطرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ اگرچہ میں نے گراتے نہیں دیکھا مگر تو نے تو دیکھا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ اللہ رب العزت نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا محل کو اس کے رہنے والوں پر الٹ دو۔ اور ایسا ہی کیا..................

حکایت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین حبشہ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس لوٹ کر آ گئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے حبشہ میں کوئی عجیب

بات دیکھی ہو تو بتلاؤ، حضرت قتیبہ رضی اللہ عنہ انہیں مہاجرین میں سے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری طرف توجہ فرمایئے میں بتلاتا ہوں۔ ہم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ حبشہ کی ایک بوڑھی عورت سر پر پانی کا ایک برتن رکھے جا رہی تھی جب وہ حبشی جوان کے قریب سے گذری تو اس نے کھڑے ہو کر بڑھیا کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دیا جس سے بڑھیا گھٹنوں کے بل جا گری اور اسکا مٹکا ٹوٹ گیا وہ اٹھی اور جوان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی اے غدار! تو عنقریب جان لیگا جبکہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف فرمائے گا اور پہلے پچھلے سب لوگوں کو جمع کرے گا اور وہاں ہاتھ پاؤں آدمی کے اعمال کی گواہی دیں گے اللہ کے ہاں تو اپنا اور میرا فیصلہ سن لیگا۔

اب آیئے میں شراب کے متعلق بتاؤں کہ شراب نوشی کتنا عظیم گناہ ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِیْ جُرْعَةً مِنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنَ الصَّدِیْدِ مِثْلَهَا وَلَا یَتْرُکُهَا مِنْ مَخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیے گا میں اسکو اسی کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دیگا میں اسکو مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲)۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔ والدین کی نافرمانی کرنے والا، جوا کھیلنے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں نہ جائیگا۔

۳) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ جو شراب پیے اُسے دُرّے مارو اور جو چوتھی مرتبہ شراب پیے اسے قتل کر دو۔ (ترمذی شریف)

ہاروت و ماروت کا قصہ:۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت ابن عباس و علی مرتضیٰ و عبداللہ ابن مجاہد رضی اللہ عنھم اجمعین سے روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے

زمانے میں انسان بہت بدعمل ہو گئے۔ فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مولیٰ انسان بہت بدکار ہے۔ خیال رہے کہ فرشتوں نے پیدائش آدم علیہ السلام سے پہلے اپنا استحقاق خلافت بیان کیا۔ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ۔ اس موقع پر انسان کی نااہلیت کا اظہار مقصود ہے یعنی یہ خلافت کے لائق نہیں انہیں معزول کر دیا جائے یا کم از کم خلیفہ یہ ہیں اور وزیر ہم تاکہ ہم ان کے بگڑے کام سنبھال لیں کچھ بھی ہو رب تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اس کو غضہ اور شہوت دیا گیا ہے جس سے گناہ زیادہ کرتا ہے۔ اگر یہ چیزیں تم کو ملیں تو تم بھی گناہ کرنے لگو۔ فرشتے بولے کہ مولیٰ کریم ہم تو گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے۔ خواہ کتنا ہی غصہ اور شہوت ہو۔ حکم ربی ہوا کہ اچھا تم اپنی جماعت میں سے اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار فرشتے چھانٹ لو ان کو غصہ اور شہوت دے دیتے ہیں۔ پھر امتحان ہو جاوے گا۔ چنانچہ ہاروت و ماروت جو بڑے ہی عبادت گذار فرشتے تھے انتخاب میں آ گئے۔ حق تعالیٰ نے ان کو یہ چیزیں یعنی غصہ اور شہوت دے کر شہر بابل میں اتار دیا اور فرمایا کہ تم قاضی بن کر لوگوں کا فیصلہ کیا کرو اور روزانہ اسم اعظم کے ذریعہ شام کو آسمان پر آ جایا کرو یہ دونوں ایک مہینہ تک ایسے ہی آتے جاتے رہے اتنے عرصہ میں ان کے عدل و انصاف کا عام چرچہ ہو گیا اور بہت مقدمے ان کے پاس آنے لگے۔ ایک روز ایک نہایت حسین و جمیل عورت نے جس کا نام زہرہ تھا یہ ملک فارس کی رہنے والی تھی۔ حضرت علی کی روایت میں ہے کہ اس کا نام بیدخت تھا زہرہ لقب تھا۔ اپنے خاوند کے خلاف مقدمہ دائر کیا یہ دونوں اسے دیکھتے ہی عاشق زار ہو گئے اور اس سے برے کام کی خواہش کی۔ اس نے کہا کہ میرا دین کچھ اور تمہارا دین کچھ اور اختلاف دین ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا۔ نیز میرا شوہر بہت غیرت مند ہے۔ اگر اسے خبر لگ گئی تو مجھے قتل کر دے گا۔ لہٰذا پہلے تو آپ میرے بت کو سجدہ کرو اور پھر میرے شوہر کو قتل کرو پھر میں تمہاری اور تم میرے۔ فرشتوں نے انکار کیا وہ چلی گئی۔ مگر فرشتوں کے دل میں اس کے عشق کی آگ بھڑک گئی۔ آخر اسے پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر آنا چاہتے ہیں۔ وہ بولی سر اور آنکھوں پر۔ یہ دونوں اسکے گھر پہنچے اس نے اپنے آپ کو آراستہ کر کے ان سے

ملی اور بولی کہ یا تو آپ لوگ مجھے اسم اعظم سکھادیں یا بت کو سجدہ کریں یا میرے شوہر کو قتل کریں یا شراب پی لیں۔انہوں نے سوچا کہ اسم اعظم اسرار الٰہی ہے اس کو ظاہر کرنا بہت ظلم ہے۔بت پرستی کرنا شرک ہے اور قتل کرنا حق العباد میں گرفتار ہونا ہے۔لاؤ شراب ہی پی لیں۔چنانچہ شراب پی لی۔جب شراب پی کر مست ہوگئے تو اس نے ان سے بت کو سجدہ بھی کرالیا۔اپنے شوہر کو قتل بھی کرالیا اور اسم اعظم بھی پوچھ لیا۔اور وہ اسم اعظم پڑھ کر صورت بدل کر آسمان پر پہنچ گئی۔حق تعالیٰ نے اس کی روح کو زہرہ ستارہ سے متصل کردیا اور اس کی شکل زہرہ ستارے کی طرح ہوگئی۔جب ان فرشتوں کا نشہ اترا تو یہ اسم اعظم بھول چکے تھے اور اپنے کیے پر نادم و شرمندہ تھے۔حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان میری تجلی سے دور رہتا ہے اور یہ دونوں شام کو حاضر بارگاہ ہوتے تھے پھر بھی شہوت سے مغلوب ہوکر سب کچھ کر بیٹھے اگر انسانوں سے گناہ سرزد ہو تو کیا تعجب ہے۔تمام فرشتوں نے اپنی خطا کا اقرار کیے اور زمین والوں پر بجائے لعن طعن کرنے کے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگے۔پھر یہ دونوں حضرت ادریس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شفاعت کے طالب ہوئے آپ نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔بہت روز کے بعد حکم الٰہی آیا کہ ان کو اختیار دیجئے کہ یہ یا تو دنیاوی عذاب قبول کرلیں یا آخرت کا۔حضرت ادریس علیہ السلام نے انہیں حکم الٰہی پہنچایا کہ ان کو اختیار دیا گیا ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ دنیا کا عذاب فانی اور آخرت کا عذاب ابدالآباد تک باقی رہے گا۔لہٰذا ہم کو دنیاوی عذاب منظور ہے۔چنانچہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان دونوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر بابل کے کنویں میں اوندھا لٹکادیں۔اس کنویں میں آگ بھڑک رہی ہے اور یہ لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے باری باری سے ہر وقت ان کو کوڑے مارتے ہیں۔سخت پیاس سے ان کی زبانیں باہر لٹکی ہوئی ہیں۔یہ قصہ سنن بیہقی،مسند امام احمد اور دیگر کتب احادیث میں بہ اسناد صحیح مروی ہے اور بعض لوگوں نے ہاروت و ماروت کو اس حالت میں دیکھا بھی ہے۔

حضرات دیکھا آپ نے یہ ہے شراب نوشی کی نحوست کہ فرشتوں کو بھی گناہ کرنے

پر مجبور کردیا۔لہٰذا میرے دوستو! حتی الامکان شراب نوشی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اب دیکھئے زنا کتنا بڑا گناہ ہے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں رہتا یعنی مومن کی صفات سے محروم ہوجاتا ہے۔(بخاری شریف)

۲)۔مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے فرمایا۔مَامِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیْهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ۔جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قوم قحط سالی میں ضرور مبتلا کی جاتی ہے۔

۳)۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّ رَجُلًا زَنٰی بِامْرَاَةٍ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّهٗ مُحْصَنٌ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ۔ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو حضور ﷺ نے اُسے کوڑے لگوائے پھر خبر دی گئی وہ محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو حضور ﷺ نے اُسے سنگسار کرادیا یعنی لوگوں نے پتھروں سے مار مار کر اسے ہلاک کردیا۔(ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا جو شخص زنا کرتا ہے اسے اثام میں ڈالا جائیگا۔اثام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے بعض علماء نے کہا کہ وہ جہنم کا ایک غار ہے۔جب اس کا منہ کھولا جائیگا تو اس کی شدید بدبو سے جہنمی چیخ اٹھیں گے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ زنا سے بچو کیوں کہ اس میں چھ مصیبتیں ہیں۔تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا تعلق آخرت سے۔۱)۔دنیا میں رزق کم ہوجاتا ہے۔۲)۔زندگی مختصر ہوجاتی ہے۔۳)۔چہرہ مسخ ہوجاتا ہے۔۴)۔آخرت میں خدا کی ناراضگی ملتی ہے۔۵)۔حساب و کتاب میں سختی ہوگی۔۶)۔زانی جہنم میں داخل ہوگا۔

موسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں زانی کی سزا کے بارے میں پوچھا تو رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میں اسے آگ کی زرہ پہناؤں گا۔وہ ایسی وزنی ہے کہ اگر بہت بڑے پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہوجائے۔

اب آیئے سود کے تعلق سے بھی سن لیجئے کہ سود کھانا کتنا بڑا گناہ ہے۔عَنْ عَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ حَنْظَلَۃَ غَسِیْلِ الْمَلَائِکَۃِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دِرْھَمُ رِبٰوا یَاکُلُہُ الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّثَلٰثِیْنَ زِنْیَۃً ۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھائے اسکا گناہ ۳۶ بار زنا کرنے سے زیادہ ہے۔

۲)۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَ مُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

۳)۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود کا گناہ ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ابن ماجہ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کی سیر کرائی گئی اور ہم ساتویں آسمان پر پہونچے تو میں نے اوپر دیکھا تو مجھے بجلی کی کڑک اور چمک نظر آئی پھر میں نے ایسی قوم کو دیکھا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اور باہر سے ان کے پیٹوں میں چلتے پھرتے سانپ نظر آرہے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ یہ سود خور لوگ ہیں۔

اب آیئے چوری کرنا کتنا بڑا گناہ ہے سماعت فرمایئے۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲)۔عَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ یَدُہٗ ثُمَّ اَمَرَ بِھَا فَعُلِّقَتْ فِیْ عُنُقِہٖ ۔(ترمذی شریف)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا وہ کٹا ہوا ہاتھ اسکی گردن میں لٹکا دیا جائے۔اللہ اکبر

میرے دوستو یہ ہے چوری کی سزا۔روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا سبب کسی کو رسوا نہیں فرماتا بلکہ بار بار اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور جب اُس کا جرم حد سے سوا ہو جاتا ہے تو پھر پروردگار عالم خود ہی اس کا پردہ فاش کر دیتا ہے۔چنانچہ اس سلسلہ میں ایک روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک چور لایا گیا۔حضرت فاروق اعظم نے اسلامی حد کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا۔اُس چور نے رونا گڑگڑانا شروع کیا اور کہا حضور یہ میرا پہلا جرم ہے لہذا معاف کر دیا جائے انشاءاللہ پھر کبھی یہ جرم مجھ سے نہیں ہوگا۔مگر فاروق اعظم جو عدالت کے پیکر تھے اس بات پر قائم رہے کہ تمہارا ہاتھ ضرور کٹے گا۔اتفاقاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔آپ نے فرمایا کہ تم یہ غلط کہتے ہو کہ یہ تمہاری پہلی چوری ہے اور یہ پہلا جرم ہے خدا کی قسم رب کائنات اسی کو رسوا فرماتا ہے جس کے گناہ حد سے سوا ہو جائیں چنانچہ اس چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا ہاتھ کٹ جانے کے بعد وہ شخص گھر چلا گیا۔حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس چور سے ملاقات کی اور فرمایا کہ اب تو تمہارے ہاتھ کٹ ہی گئے ہیں سچ بتاؤ کہ واقعی یہ تمہارا پہلا جرم تھا۔یا اس سے پہلے بھی تم نے یہ حرکت کی تھی۔اُس چور نے کہا کہ حضور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ میں نے ۲۱ ویں بار چوری کی ہے۔مولیٰ علی پکار اٹھے صدق اللہ ورسولہ جل وعلا ﷺ۔

حضرات اب غصہ کے تعلق سے بھی کچھ روایتیں سماعت کیجئے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ غصہ ایمان کو ایسا برباد کر دیتا ہے۔جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔(بیہقی)

۲) دوسری حدیث میں رسول اکرم ﷺ فرمایا لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا

اَلشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ بہادر وہ نہیں ہے جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (بخاری ومسلم)

کبر وغرور بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّنَعْلُہٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ جس شخص کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، اور اسکا جوتا اچھا ہو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے اسلئے آرائش وجمال کی خواہش تکبر نہیں ہاں تکبر یہ ہے کہ حق کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو حقیر وذلیل سمجھے۔

۳) رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَّفِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی فَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار رہتا ہے اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن وہ لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

اور ریاکاری کے تعلق سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِہٖ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ اَسَامِعَ خَلْقِہٖ وَحَقَّرَہٗ وَصَغَّرَہٗ۔ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کریگا تو خدائے تعالیٰ اسکی ریاکاری کو لوگوں میں مشہور کردیگا اور اسکو ذلیل ورسوا کرے گا۔

۲)۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ۔ جس شخص نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا تو اس نے

شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔ (مشکوٰۃ)

تصویر سازی بھی بہت بڑا گناہ ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْرُ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہو تو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری ومسلم)

۲)۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائیگا جو جاندار کی تصویریں بناتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً فَاِنَّ اللّٰہَ مُعَذِّبُہٗ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْہِ الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْھَا اَبَدًا۔ جو شخص جاندار کی تصویر بنائے گا تو خدائے تعالیٰ بالیقین اسے عذاب دیگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈال دے اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس میں کبھی جان نہیں ڈال سکے گا۔ اس لئے عذاب کا مستحق ہونا یقینی ہے۔ (بخاری شریف)

حضرات جہاں برائی سے رکنا ضروری ہے وہیں دوسروں کو برائیوں سے روکنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ رب تبارک وتعالیٰ نے اس قوم کی وجہ فضیلت یہی بیان فرمائی ہے کہ تم اس لئے سب سے بہترین امت ہو کہ تم دوسروں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ قدرت وطاقت کے باوجود کسی کو برائیوں سے نہ روکنا بھی گناہ کا سبب ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْہُ یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِہٖ۔ لوگ جب کوئی بات خلاف شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کردے گا۔ (ابوداؤد)

دوسری حدیث پاک میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا فَقَالَ یَارَبِّ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّ

وَجْهَهُ لَمْ يَتَغَيَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے۔ تو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ مکرر حکم دیتا ہوں کہ اس پر اور کل باشندوں پر شہر الٹ دو۔ اس لئے کہ اسکا چہرہ گناہوں کو دیکھ میری خوشنودی کیلئے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں ہوا۔

میرے دوستو غور کریں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو خود تو گناہ نہیں کرتا مگر دوسروں کو گناہ کرتے دیکھ کر نہیں روکتا اور نہ گناہ دیکھ کر اس کے چہرے کی کیفیت بدلتی ہے ۔وہ بھی بڑا مجرم ہے۔

آج ہمارے سماج میں پردہ کا رواج اُٹھتا جا رہا ہے اور بے پردگی عام ہوتی جا رہی ہے۔ غیر محرموں سے اجتناب اور پردہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ آیئے دیکھیں اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے حدیث پاک میں ہے۔ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے یعنی کسی اجنبی عورت کو دیکھنا شیطانی فعل ہے۔ (ترمذی شریف)

۲)۔ ایک اور حدیث سنئے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ وَمَيْمُوْنَةُ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ایک نابینا صحابی یعنی حضرت عبد اللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سامنے سے حضور کی خدمت میں آرہے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ہم دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرلو۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟۔ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں

بھی نابینا ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی۔

اب آیئے ماں باپ کو ستانے اور اُن کو تکلیف دینے کا کیا عذاب حدیث کی روشنی میں سماعت فرمایئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ اسکی ناک غبار آلود ہو، اسکی ناک غبار آلود ہو، اسکی ناک غبار آلود ہو۔ یعنی ذلیل ورسوا ہو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون؟ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ماں باپ یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا پھر بھی انکی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

۲)۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

۳)۔ روایتوں میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ ۔ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں یعنی جو لوگ اس کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو انکو ناراض رکھیں گے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

حضرات...... معاشرے کو پاکیزہ اور خوشگوار بنانے کیلئے مذکورہ احادیث کریمہ پر ہر ایک کو عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم نے ان احادیث کریمہ پر عمل کرلیا تو انشاء اللہ ہمارا معاشرہ خود بخود سدھر جائے گا اور ہماری تہذیب و تمدن میں چار چاند لگ جائیں گے۔

میرے دینی بھائیو اور دوستو.......... میرے ذہن میں یہ بات بھی بار بار گشت کرتی ہے کہ آج قوم مسلم کا ہر فرد اپنے آپ کو پارسا اور پاکیزہ سمجھتا ہے۔ صبح و شام ہزاروں گناہ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو طیب و طاہر اور بے گناہ سمجھتا ہے، اپنے آپ کو محترم و معظم سمجھتا ہے پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ خرابیاں کہاں سے

آئیں۔ عریانیت کیوں آئی؟ بے پردگی کیوں بڑھی۔ تو اس جگہ سہیل احمد خان غزالی مشورہ کے طور پر ایک بات پیش کرنا چاہتا ہے...... اگر آپ حضرات ہماری باتوں پر عمل کریں گے تو انشاءاللہ قوم مسلم کا ہر فرد راہ راست پر آسکتا ہے اور ہمارا معاشرہ خوشگوار ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنا محاسبہ خود کرے اور اپنے گھر کا جائزہ لے اپنے بال بچوں کی تعلیم وتربیت پر گہری نظر رکھے اور گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنانے کی کوشش کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہر آدمی ان باتوں پر توجہ کرے تو انشاءاللہ ہمارا معاشرہ درست ہو جائے گا اور ہمارے سماج سے ساری برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور ہر گھر امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔

راستہ اپنے بزرگوں کا نظر میں رکھنا
ورنہ منزل کے نشانوں کو ترس جاؤ گے

آج مسلم معاشرہ میں بے حیائیوں کا بازار زوروں پر ہے، کبھی آپ نے غور کیا کہ آخر یہ بے حیائیاں کہاں سے آئیں اور ان برائیوں کو کس نے جنم دیا اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو کہنا پڑیگا کہ ان خرابیوں اور بے اعتدالیوں کو جنم دینے والی شئی ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے، ٹی وی پر دکھائی جانے والی عریاں تصویریں اور گندے مناظر ہیں، فحاشی اور شہوانی کیفیتیں پیدا کرنے والی فلمیں ہیں، اور انٹرنیٹ نے تو ساری کسر پوری کر دی ہے ۔ جہاں ایک مرد بے حیائی اور برائی میں آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے، وہیں یہ عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہنا چاہتیں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی بھرپور کوشش کرتی ہیں۔ الغرض ساری برائیوں اور بے حیائیوں کی جڑ یہ گندے پروگرام ہیں جو آئے دن ٹی وی پر نشر کئے جا رہے ہیں۔ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بچے بوڑھا ہو یا بوڑھیا ان پروگرام کو بڑے شوق اور دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔ سب سے بڑا المیہ تو یہ ہے کہ ہمارے کم عمر بچے اور بچیاں بھی اس برے اور زہریلے اثرات سے متاثر ہو رہے ہیں۔ کل تک بچے ٹی وی اور فلمیں اپنے والدین اور سرپرستوں سے چھپ کر دیکھا کرتے تھے مگر مغربی کلچر اور یورپی تہذیب نے ہماری غیرت کو اس درجہ نیلام کر دیا ہے کہ آج باپ بیٹی بھائی بہن ماں

بیٹے، ساس بہو سب مل کر ٹی وی اور انٹرنیٹ کے گندے مناظر دیکھ رہے ہیں۔ نہ باپ کو بیٹی سے غیرت ہے نہ بیٹی کو باپ سے شرم۔ نہ بھائی کو بہن کی پرواہ ہے نہ بہن کو بھائی کا احترام۔ یہ نئی تہذیب کے دلدادہ انسان اور دین سے غافل بے حیا قوم برسرعام گناہوں پر دلیر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ شرم وحیا کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے، آنکھوں سے غیرت وحمیت کا پانی اترتا جا رہا ہے، چھوٹے بڑے کا ادب ختم ہوتا جا رہا ہے۔ برا ہو مغربی تہذیب کا اور لعنت ہو انگریزی کلچر پر جس نے مسلمانوں سے اسلامی کردار کو چھین لیا ہے اور ہمارے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔ ہائے افسوس کل تک جو ہم میں بچی کچھی شرم وحیا تھی اس نئی تہذیب نے اُسے بھی نہ چھوڑا اب تو ایک ہی کمرے میں ماں، باپ، بیٹا، بیٹی اور بھائی، بہن، فحش اور گندی گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں اور شرمندہ ہونے کے بجائے خوشیوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال زار پر رحم فرمائے میرے دوستو اور بزرگو! یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے محض اسلامی تہذیب کو چھوڑنے اور مغربی کلچر کو اپنانے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اسلام تو وہ پاکیزہ مذہب ہے جس میں بے شرمی اور بے حیائی تو بڑی بات ہے نگاہوں کو بھی نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ کیوں کہ اس میں بے شمار حکمتیں مضمر ہیں۔ مثلاً نگاہوں کی حفاظت نہ کی جائے تو اس کے نتائج بڑے بھیانک صورت میں سامنے آتے ہیں۔ اور انسان اپنی تباہی وبربادی کا سامان خود اپنے ہاتھوں سے کر لیتا ہے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے صالح اور نیک کردار اور بچیاں عفت مآب اور عصمت شعار رہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں اسلامی تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں اور دینی تہذیب وتمدن سے روشناس کرائیں۔

جہنم کا دردناک عذاب

اے فانی دنیا میں مگن اور فریب خوردہ غافل انسانو!...... اس دار فانی میں غور وفکر نہ کرو بلکہ اس منزل کی فکر کرو جس کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ وہ تمام انسانوں کا پڑاؤ

ہے۔ تیرے رب کا حتمی وعدہ ہے کہ ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گرا ہوا چھوڑیں گے وہاں پر تیرا اترنا یقینی اور تیری نجات مشکوک ہے۔ لہٰذا دل کو اس جگہ سے خوف زدہ کر شاید کہ تو اس طرح نجات کا راستہ پالے اور مخلوقات کے حالت کے متعلق سوچ جب وہ قیامت کی سختیوں کے متعلق اندازہ لگا رہے ہوں گے اور اس دکھ اور دہشت میں مبتلا ہوں گے اور نظریں اُٹھا کر اپنے نامہ اعمال کی حقیقت کے اظہار کا انتظار کر رہے ہوں گے اور کسی شفاعت کرنے والے کے منتظر ہوں گے کہ اچانک ایک ہولناک اندھیرا مجرموں کو گھیر لے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ ان پر سایہ فگن ہوگی اور اسکی شدت غضب سے وہ مکروہ آوازیں اور چیخ و پکار سنیں گے اس دم وہ اپنی ہلاکت کا یقین کر لینگے۔ لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اس وقت نیک لوگ بھی اپنے انجام سے خوفزدہ ہوں گے جس وقت عذاب کا فرشتہ پکارے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے جو خود کو دنیا میں طول امل سے تسلیاں دیا کرتا تھا اور اپنی زندگی کو برے اعمال میں تج دیا تھا۔ پس عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز لے کر بڑھیں گے اور اس کا بہت ہی بھیانک استقبال

کریں گے، یعنی اسے سخت عذاب کے لئے لے جائیں گے اور اُسے جہنم کے غار میں ڈال کر کہیں گے اب عذاب کا مزہ چکھو، تم تو بڑے بزرگ اور مہربان تھے، اور وہ اسے ایسی جگہ ٹھہرائیں گے جہاں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ مجرم اس میں ہمیشہ رہیگا۔ اس میں آگ بھڑکائی جائیگی اور انکا مشروب گرم پانی اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ عذاب کے فرشتے انہیں منتشر کریں گے اور جہنم میں انہیں جمع کریں گے وہ ہلاکت کے متمنی ہوں گے مگر انہیں موت نہیں آئے گی ان کے پاؤں پیشانیوں سے بندھے ہوں گے اور ان کے چہرے گناہوں کے سیاہی سے کالے ہوں گے وہ ہر چہار سو پکارتے پھریں گے اے مالک ہمارے لئے سزا کا وعدہ پورا ہو چکا ہے، اے مالک لوہا ہمیں فنا کر دے گا، ہماری کھالیں اتر گئیں، اے مالک ہمیں اس سے نکال، ہم دوبارہ برے اعمال نہیں کریں گے............ عذاب کے فرشتے جواب میں کہیں گے۔ اس وقت تمہیں تمہارا تاسف کوئی امن فراہم نہیں کریگا اور تم

اس ذلت کی جگہ سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔ اسی میں رہو اور کوئی دوسری بات نہ کرو۔ اگر تم اس سے نکال بھی دیئے گئے تو تم وہی کچھ کرو گے جو پہلے کیا کرتے تھے تب وہ ناامید ہو جائیں گے اور اپنے گناہوں پر اپنی

پشیمانی کا اظہار کریں گے مگر انہیں ندامت نہیں بچائیگی اور نہ ہی انکا عذاب اس کا افسوس دور کر سکے گا بلکہ وہ باندھ کر منہ کے بل نیچے ڈال دیئے جائیں گے اور ان کے اوپر نیچے دائیں بائیں آگ ہی آگ ہوگی اور وہ سراپا غرق آتش ہوں گے۔ انکا کھانا، پینا، بستر، لباس سب کچھ آگ کا ہوگا اور وہ آگ کے شعلوں میں لپٹے ہوں گے، جہنم کے قطران کا لباس اور لوہے کے ڈنڈے انکی سزا کے لئے ہوں گے اور زنجیروں کی گراں باری تنگی کی وجہ سے آواز پیدا کر رہی ہوگی، وہ جہنم کی گہرائیوں میں شکست خوردگی کے ساتھ سرگرداں ہوں گے اور انکی آگ میں سخت پریشان ہوں گے۔ آگ انہیں ایسا اُبال دے گی جیسے ہانڈیوں میں اُبال آتا ہے اور وہ گریہ وزاری کریں گے، موت کو بلائیں گے جو نہیں آئے گی، وہ ہلاکت کی تمنا کریں گے، ان کے سروں پر جہنم کا کھولتا پانی انڈیلا جائیگا جس سے انکی آنتیں اور چمڑا گل جائیگا اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے، جن سے انکی پیشانیوں کو توڑا جائیگا۔ ان کے منہ سے پیپ بہنے لگے گی اور پیاس سے ان کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے انکی آنکھوں کی پتلیاں ان کے رخساروں پر بہیں گی جس سے ان کے رخساروں کا گوشت ادھڑ جائیگا اور جب انکا چہرہ گل جائیگا تو دوسرا چمڑا پیدا ہو جائیگا، ان کی ہڈیاں گوشت سے خالی ہوں گی، انکی روح کا رشتہ لوگوں سے قائم ہوگا جو جسم سے لپٹی ہوئی ہوں گی وہ آگ کی گرمی سے بھونی ہوں گے اور وہ اس وقت موت کی تمنا کریں گے مگر انہیں موت نہیں آئیگی اگر تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو نظر آئیگا کہ ان کی شکلیں بہت زیادہ سیاہ ہیں۔ اُن کی آنکھیں اندھی، زبانیں گونگی، کمریں شکستہ، ہڈیاں ریزہ ریزہ، کان بہرے، چمڑہ چیتھڑوں کی طرح پارہ پارہ، ہاتھ گردنوں کے پیچھے بندھے ہوئے پیشانی اور پاؤں یکجا، منہ کے بل آگ پر چلتے ہوئے اپنی پلکوں سے گرم لوہا روندتے ہوئے ان کے تمام

اعضائے بدن میں بھڑکی ہوئی آگ ہوگی جہنم کے سانپ اور بچھوان کے جسم پر چمٹے ہوئے ہوں گے. کل نفس ذائقة الموت ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

خوف خدا کا ثمرہ

ظلم وعدوان کی تباہ کاریاں آپ نے مشاہدہ کرلیا اب خیر وفلاح کی آبادکاریاں بھی احادیث کریمہ کی روشنی میں ملاحظہ کرتے چلیں۔

بخاری شریف جلد اول کتاب الانبیاء باب حدیث الغار پارہ ۱۴ حدیث نمبر ا صفحہ ۴۹۳ سطر نمبر ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲۔۱۳۔۱۴۔

عَنْ بنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ اِذَا اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ يَا هٰؤُلَاءِ لَايُنْجِيْكُمْ اِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَ فِيْهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ اَجِيْرٌ عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرَقٍ مِنْ اَرُزٍّ فَذَهَبَ وَتَرَكَهٗ وَاَنِّيْ كُنْتُ عَمَدْتُ اِلٰى ذَالِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ فَصَارَ مِنْ اَمْرِهٖ اِنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَاَنَّهٗ اَتَانِيْ يَطْلُبُ اَجْرَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اِعْمِدْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِيْ اِنَّمَا لِيْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ اَرُزٍّ فَقُلْتُ لَهٗ اِعْمِدْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا مِنْ ذَالِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ

..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے اگلے لوگوں میں تین آدمی سفر کر رہے تھے کہ بارش آگئی وہ ایک غار میں داخل ہوگئے سوئے اتفاق کے غار کا منہ ایک پتھر سے بند ہوگیا وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے تمہیں اب سچائی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بچاسکتی۔ تم میں سے ہر ایک آدمی اس کام کو بیان کرکے دعا کرے جس میں وہ خود کو سچا سمجھتا ہے۔ پس ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تین صاع چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا وہ اپنے چاول میرے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کے چاول بو دیئے ان سے اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے کئی گائے خرید لیں پھر وہ اپنی مزدوری لینے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ گائیں تیری ہیں انہیں لے جا وہ کہنے لگا مجھے تو صرف تین صاع چاول لینے تھے میں نے اس سے کہا کہ یہ گائیں اسی تین صاع چاولوں سے خریدی ہوئی ہیں پس وہ انہیں ہانک کرلے گیا۔ اے اللہ اگر تو جانتا کہ یہ کام میں نے محض تیرے خوف سے کیا تھا تو ہمارا غم دور فرمادے پس وہ پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا۔

فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ اٰتِيْهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِيْ فَاَبْطَاْتُ عَنْهُمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ فَكُنْتُ لَا اَسْقِيْهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ اَبَوَايَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ اَنْ اَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوْا اِلَى السَّمَاءِ پھر دوسرا کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہونچے ہوئے تھے میں روزانہ رات کو انہیں بکریوں کا دودھ پلایا کرتا تھا ایک رات جب میں دودھ لیکر حاضر ہوا تو وہ دونوں سوچکے تھے اس وقت میرے اہل وعیال بھوک سے تڑپ رہے تھے میری عادت تھی کہ پہلے اپنے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا پھر اپنے بال بچوں کو میں نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور یہ بھی ناگوار ہوا کہ دودھ پلائے بغیر انہیں چھوڑ کر چلا جاؤں پس صبح تک ان کے انتظار میں وہیں کھڑا رہا۔ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیرے خوف سے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان فرمادے۔ پس پتھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا یہاں تک کہ انہیں آسمان نظر آنے لگا۔

فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاَنِّيْ رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَاَبَتْ اِلَّا اَنْ اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى قَدَرْتُ فَاَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهَا فَاَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ

رِجْلَيْهَا قَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللّٰهُ مِنْهَا فَخَرَجُوْا۔ تیسرا شخص کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جو مجھ کو سب سے پیاری تھی اور میں دل و جان سے اسے چاہتا تھا میری تمنا تھی کہ اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کروں۔ لیکن وہ سو دینار لئے بغیر رضامند نہیں ہوتی تھی میں نے تگ و دو کی تو مطلوبہ دینار حاصل ہو گئے تو میں نے اس کے سپرد کر دیے اس نے خود کو میرے سامنے پیش کر دیا۔ جب میں اسکی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو کہنے لگی خدا سے ڈرو اور شرعی حق کے بغیر مہر بکارت کو نہ توڑو میں اسی وقت اٹھ کھڑا ہو گیا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسا صرف تیرے خوف سے کیا تھا تو ہمیں راستہ عطا فرما دے پس اللہ تعالیٰ نے انھیں راستہ دے دیا اور وہ باہر نکل گئے۔

حضرات اس طویل حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں صرف ہماری نیکیاں ہی کام آنے والی ہیں اس لئے میرے دوستو اور بزرگو اللہ سے ڈرو۔ برے اعمال سے بچنے کی کوشش کرو اور نیک کردار اپنانے کی فکر کرو۔

آنکھیں کھلیں تو جاگ اٹھیں حسرتیں تمام
اس کو بھی کھو دیا جسے پایا تھا خواب میں

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆

سلام بحضور خیر الانام ﷺ

یا نبی سلام علیک — یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

آپ کا تشریف لانا — وقت بھی کتنا سہانا
جگمگا اٹھا زمانہ — حوریں گاتی تھیں ترانا

یا نبی سلام علیک — یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

تیری امت کو ستانا — کفر نے آسان جانا
سن کے مسلم کا ترانا — کانپ اٹھا سارا زمانہ

یا نبی سلام علیک — یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

جانکنی کے وقت آنا — چہرۂ انور دکھانا
کلمۂ طیب پڑھانا — اپنی کملی میں چھپانا

یا نبی سلام علیک — یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰت اللہ علیک

ارشادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوتے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر اور یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔ (تمہید الایمان) صفحہ نمبر ۶ ۔ مطبوعہ لاہور۔)

خطبہ کے ضروری احکام

مسئلہ: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لئے شرط ہے۔ یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد۔ اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔ اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا، یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا۔ اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا، یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں۔ یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحَانَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا، اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا۔ مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحَانَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا، تو فرض خطبہ ادا نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔

(درمختار)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں۔ اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں میں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا۔ کھڑا ہونا خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔ خطیب کا منبر پر ہونا، اور سامعین کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ

کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو، حاضرین کا متوجہ بامام ہونا۔ خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا۔ اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ الحمد للہ سے شروع کرنا۔ اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ حضور پر درود بھیجنا۔ کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔ دوسرے میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ دونوں خطبے ہلکے ہونا۔ دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو۔ اور خلفاء راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا زیادہ افضل ہے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔ خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے۔ جیسے نماز کے قعدہ میں بیٹھتے ہیں

(عالمگیری، غنیہ، درمختار وغیرہ)

مسئلہ: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو، حرام ہے۔ مثلاً مالک رقاب الامم، کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا، یا

اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر خطیب نے نیک کام کا حکم دیا یا بری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں (عالمگیری)

مسئلہ: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا، یا عربی کے ساتھ دوسری زبان میں خطبہ خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔

یوں ہی خطبہ میں اشعار بھی نہ پڑھنا چاہئے اگرچہ عربی ہی کے ہوں۔ ہاں دو ایک شعر عربی پند و نصائح کے پڑھ دیئے تو حرج نہیں۔

خطبہ وعظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ وَاَفْضَلُ

تمام تعریفیں اللہ کو جو تمام عالم کا پالنے والا ہے ہم اس کی تعریف کریں، تعریف شکر کرنے والوں کی فاضل تر

الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

درود اور کامل تر سلام رسولوں کے سردار پر

خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ. اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ قَائِدِ الْغُرِّ

انبیاء کے خاتم پر جو پہلے اور پچھلے سب میں زیادہ بزرگ چمکتی پیشانی چمکتے

الْمُحَجَّلِيْنَ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ. اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ سَيِّدِ

ہاتھ پاؤں والوں کے پیشوا دونوں حرم کے نبی دونوں قبلوں کے امام دونوں وجود

الْكَوْنَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ. صَاحِبِ قَابَ

کے سردار دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ قاب قوسین کے

قَوْسَيْنِ. الْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنٍ. الْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ

مالک ہر آرائش سے آراستہ ہر عیب سے پاک

شَيْنٍ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ. نَبِيِّ الْاَنْبِيَاءِ عَظِيْمٍ

حسن اور حسین کے پدر (نانا) تمام انبیاء کے پیغمبر

لہ خطبہ وعظ بھی متوجہ ہو کر خاموشی کے ساتھ سننا چاہیے۔ بوقت خطبہ بات کرنی یا کوئی منافی کام کرنا ممنوع ہے۔ ۱۲ (غلام یزدانی)

الرَّجَاءِ عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ مَاحِي الذُّنُوْبِ وَ

امید کے بڑے سخاوت و بخشش میں بھر پور گناہوں اور معصیت کے

وَالْخَطَاءِ شَفِيْعِنَا يَوْمَ الْجَزَاءِ. سِرِّ اللّٰهِ الْمَخْزُوْنِ

مٹانے والے فیصلہ کے دن ہماری شفاعت کرنیوالے اللہ کے پوشیدہ راز

دُرِّ اللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ

خدا کے مخفی روشن موتی جو ہوا اور جو ہو گا سب کو جاننے والے دلوں اور

وَالْعُيُوْنِ. سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ. سَيِّدِنَا وَ

آنکھوں کے نور غمگین دل کے سرور ہمارے سردار اور

مَوْلٰنَا وَحَبِيْبِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيْعِنَا وَوَكِيْلِنَا

ہمارے آقا اور ہمارے محبوب اور ہمارے رسول اور ہمیں بچانے والے اور ہمارے کام آنیوالے

وَكَفِيْلِنَا وَعَوْنِنَا وَمُعِيْنِنَا وَغَوْثِنَا وَ

اور ہماری ضمانت دینے والے اور ہمارے بڑے مددگار اور اعانت فرمانے والے اور ہمارے بڑے فریاد رس اور

مُغِيْثِنَا وَغَيْثِنَا وَغِيَاثِنَا سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

فریاد کے سننے والے اور ہم پر رحمت برسانیوالے اور ہمارے لئے فریاد چاہنے والے ہمارے سردار اور ہمارے آقا

مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو نبی بھیجے ہوئے تمام عالموں کے حق میں رحمت ہیں۔ اور آپ کی تمام

الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ. وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ

اولاد پر جو پاک اور ستھری ہیں۔ اور آپ کی پاکیزہ بیویوں پر

اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْنَ

جو تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں اور آپکے اصحاب پر جو بزرگ اور عظمت والے ہیں۔

وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ الْمَكِيْنِ مُحْيِ الْاِسْلَامِ وَ

اور آپ کے فرزند پر جو کرامت وامانت والے صاحب مرتبہ جلانے والے اسلام اور

الْحَقِّ وَالشَّرْعِ وَالْمِلَّةِ وَالْقُلُوْبِ وَالسُّنَّةِ

حق اور شریعت اور مذہب اور دلوں اور سنت

وَالطَّرِيْقَةِ وَالدِّيْنِ وَاهِبِ الْمُرَادِ قُطْبِ الْاِرْشَادِ

اور طریقت اور دین کے ہیں جو مراد پوری کرنے والے ہدایت کے قطب

فَرْدِ الْاَفْرَادِ سَيِّدِ الْاَسْيَادِ مُصْلِحِ

یگانوں کے یکتا سرداروں کے سردار آبادیوں میں اصلاح

الْبِلَادِ نَافِعِ الْعِبَادِ دَافِعِ الْفَسَادِ مَرْجِعِ

فرمانے والے بندوں کو نفع پہنچانے والے فساد کو دور فرمانے والے اولیاء صابرین

الْاَوْتَادِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَغَيْثِ الْكَوْنَيْنِ

کے مرجع انس وجن کے فریادرس۔ دونوں وجود میں باران رحمت دنیا و

وَغِيَاثِ الدَّارَيْنِ وَمُغِيْثِ الْمَلْوِيِّيْنَ

آخرت میں مدد فرمانے والے۔ دن رات مدد کو پہنچنے والے

اِمَامِ الْفَرِيْقَيْنِ[1] سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

دونوں گروہ کے امام ہمارے سردار اور ہمارے آقا

الْاِمَامِ اَبِىْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ

امام ابو محمد ہیں (جن کا اسم پاک) عبد القادر اور نسب طاہر حسنی

[1] فریقین، علم ظاہری (یعنی شریعت) اور علم باطنی (یعنی طریقت) کے حاملین ہیں۔ ۱۲ (غلام یزدانی)

الْحُسَيْنِيِّ الْجِيْلَانِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى

حسینی ہے (جو از روئے وطن) گیلانی صاحب کرامت ہیں اور درود نازل ہو آپ

سَائِرِ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْنَ

کی امت کے باقی اولیائے کاملین اہل معرفت پر

وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ

اور آپ کے علمائے ملت پر جو ہدایت یافتہ ہدایت کرنے والے ہیں

وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ

اور ہم سب پر (ان حضرات کے طفیل) اے سب مہربانوں سے

الرَّاحِمِيْنَ ۝

زیادہ مہربان!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[1]
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے!

خُطْبَۃُ اُوْلٰی جُمُعَہ
جمعہ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا
تمام تعریفیں اللہ کو جس نے تمام عالم پر ہمارے سردار اور ہمارے آقا

مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی
محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فضیلت بخشی اللہ تعالیٰ ان پر درود و

الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا۔ وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
سلام نازل فرمائے۔ اور انہیں روز قیامت استقامت بخشے۔

لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَاطِئِیْنَ الْھَالِکِیْنَ
دراں حالیکہ گنہگاروں (برائیوں سے) آلودہ ہونیوالوں سخت کاروں ہلاک ہونیوالوں کے لئے

شَفِیْعًا۔ فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ
شفاعت فرمانیوالے ہیں۔ ہمیں (ہماری درخواست کہ) اللہ تعالیٰ آپ پر درود سلام و برکات نازل فرمائے

وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَّدَیْہِ
اور ان سب پر جو آپ کے نزدیک اچھے اور پسندیدہ ہیں۔

صَلٰوۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ
وہ درود کہ باقی رہے بادشاہ حی وقیوم کے دوام کے ساتھ

[1] بسم اللہ شریف کو آہستہ پڑھے!

وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ[1] لَا شَرِیْکَ
اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی یگانگی کا اقرار کرتا ہوں

لَہٗ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا
اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ
اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں اس نے ان کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
ان پر اور ان کے جملہ اولاد و اصحاب پر اللہ تعالیٰ درود و برکت اور

اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَیَا اَیُّھَا
سلام نازل فرمائے لیکن اس کے بعد پس اے

الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ
ایمان والو ہم پر اور تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تم کو اور اپنے

وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ
نفس کو اللہ عزوجل کے لئے تنہائی اور لوگوں کے سامنے (ہر حال) پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں۔

فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ
اس لئے کہ پرہیزگاری ایمان کی انتہائے بلندی ہے۔ اور اللہ کو ہر درخت

عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا
اور ہر پتھر کے نزدیک یاد کرو۔ اور جانو بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ

[1] وحدہٗ کا معنی یگانگی ہے۔ بولا جاتا ہے رَاَیْتُہٗ وَحْدَہٗ یعنی میں نے اس کو یگانہ دیکھا وحدہ کا لفظ اہل کوفہ کے نزدیک ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے اور اہل بصرہ کے نزدیک مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے۔ ۱۲ مراح (غلام یزدانی)

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا

تم عمل کرتے ہو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس سے کہ تم عمل

تَعْمَلُوْنَ. وَاقْتَفُوْا[1] اٰثَارَ سُنَنِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

کرتے ہو۔ اور سید المرسلین (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کی سنتوں کی پیروی کرو

صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام ان پر اور ان سب پر (یعنی جملہ

اَجْمَعِيْنَ. فَاِنَّ السُّنَنَ هِيَ الْاَنْوَارُ وَزَيِّنُوْا

آل و اصحاب پر) اس لئے کہ سنتیں ہی انوار ہیں۔ اور مزین کرو

قُلُوْبَكُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى

اپنے دلوں کو اس بزرگ نبی کی محبت سے آپ پر اور آپ کی

اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ فَاِنَّ الْحُبَّ هُوَ

اولاد پر فاضل تر درود و سلام اس لئے کہ محبت ہی

الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مُحَبَّةَ لَهٗ

پورا ایمان ہے۔ آگاہ ہو جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں

اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مُحَبَّةَ لَهٗ اَلَا لَا اِيْمَانَ

خبردار ہو جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں سن لو جس کو محبت

لِمَنْ لَا مُحَبَّةَ لَهٗ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيَّاكُمْ

نہیں اس کا ایمان نہیں اللہ تعالیٰ اپنے اس حبیب نبی کریم کی محبت ہمیں اور

[1] بولتے ہیں اِقْتَفٰى اَثَرَهٗ اور مراد لیتے ہیں کہ میں نے اس کی پیروی کی۔ ۱۲ مراح

(غلام یزدانی عفی عنہ)

حُبَّ حَبِيْبِهٖ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَ

اور تمہیں نصیب فرمائے ان پر اور ان کی اولاد

اٰلِهٖ اَكْرَمُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ

پر بزرگ ترین درود و سلام جیسا کہ محبوب رکھتا ہے ہمارا رب

يَرْضٰى وَاسْتَعْمَلَنَا وَاِيَّاكُمْ بِسُنَّتِهٖ وَحَيَّانَا

اور راضی ہوتا ہے اور اپنی سنت کے مطابق ہم سے اور تم سے عمل لے اور ان کی محبت

وَاِيَّاكُمْ عَلٰى مُحَبَّتِهٖ وَتَوَفَّانَا وَاِيَّاكُمْ عَلٰى مِلَّتِهٖ

پر ہمیں اور تمہیں زندہ رکھے اور ان کے مذہب پر ہم کو اور تم کو وفات دے۔

وَحَشَرَنَا وَاِيَّاكُمْ فِيْ زُمْرَتِهٖ وَسَقَانَا وَاِيَّاكُمْ

اور ان کے گروہ میں ہمیں اور تمہیں اٹھائے۔ اور پلائے ہم کو اور تم کو

مِنْ شَرْبَتِهٖ. شَرَابًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا سَائِغًا لَا نَظْمَأُ

ان کے شربت سے وہ شربت کہ پسندیدہ اور گوارہ اور آسانی سے گلے سے فرو ہونے والا کہ

بَعْدَهٗ اَبَدًا. وَاَدْخَلَنَا وَاِيَّاكُمْ فِيْ جَنَّتِهٖ

نہیں پیاسے ہوں گے اس کے بعد کبھی اور داخل کرے ہم کو اور تم کو ان کی جنتوں میں

بِمَنِّهٖ وَرَحْمَتِهٖ وَكَرَمِهٖ وَرَاْفَتِهٖ. اِنَّهٗ هُوَ

اپنے احسان اور اپنی رحمت سے اور اپنے کرم سے اور اپنی مہربانی سے بیشک وہی

الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

مہربان اور رحمت والا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (مروی ہے)

وَسَلَّمَ اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسٰى وَالدَّيَّانُ لَا يَمُوْتُ

نیکی پرانی نہ ہوگی اور گناہ بھلایا نہ جائے گا۔ اور بدلہ دینے والا نہ مرے گا۔

اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

کر جو کچھ چاہے تو جیسا کرے گا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ کے ذریعہ پناہ

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

چاہتا ہوں شیطان سنگسار کیے ہوئے سے۔ پس جو شخص ایک ذرہ کے وزن

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا

برابر اچھا عمل کرے گا۔ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ کے وزن برابر برا عمل کرے گا وہ

يَّرَهٗ. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ

اس کو دیکھے گا۔ برکت دے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور تمہارے لئے عظمت والے

الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ

قرآن میں اور نفع دے ہم کو اور تم کو آیتوں اور حکمت والے

الْحَكِيْمِ. اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَّادٌ بَرٌّ

ذکر کے ذریعہ بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) عالی ذات والا بادشاہ غالب بخشش قبول کرنیوالا

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ

بڑا مہربان رحمت والا۔ کہتا ہوں اپنا یہ قول اور طلب مغفرت کرتا ہوں

اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اللہ تعالیٰ اپنے لئے اور تمہارے لئے اور باقی مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

بیشک وہی ہے بخشنے والا رحم فرمانے والا۔

خُطْبَۂ ثَانِیَہ

جمعہ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ

تمام تعریفیں اللہ کو ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے بخشش چاہتے ہیں۔

وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ

اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے

شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ

نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں سے جس کو ہدایت

يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا

دے اللہ تو اس کا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں اور جس کو راستے سے ہٹادے تو اس

هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

کا کوئی ہادی نہیں اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا

اس کا کوئی ساجھی نہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

علیہ وسلم) اسکے بندہ اور اس کے رسول ہیں اس نے ہدایت اور سچے دین کے ساتھ آپ

اَرْسَلَهٗ. صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے جملہ آل و اصحاب پر ہمیشہ

أَجْمَعِيْنَ. وَبَارِكْ وَسَلِّمْ أَبَدًا، لَاسِيَّمَا عَلٰى

درود و برکت وسلام نازل فرمائے۔ خاص کر ان پر جو ایمان لائے ہیں

أَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْقِ وَأَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ

سب سے اوّل اور عند التحقیق سب سے افضل

الْمَوْلٰى الْإِمَامِ الصِّدِّيْقِ. أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

آقا پیشوا ہمیشہ سچ بولنے والے ایمان والوں کے امیر

وَإِمَامِ الْمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. سَيِّدِنَا

اور رب العالمین کا دیدار کرنے والے (حضرات) کے قائد ہمارے سردار

وَمَوْلَانَا الْإِمَامِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اور ہمارے آقا مقتدا حضرت ابوبکر صدیق ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان

عَنْهُ وَعَلٰى أَعْدَلِ الْأَصْحَابِ. مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ

سے (ف)، اور (خاص کر) ان پر جو اصحاب میں عادل تر منبر و محراب کے

وَالْمِحْرَابِ. الْمُوَافِقِ رَأْيُهُ لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ

زینت بخش جن کی رائے وحی و کتاب کے موافق

سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَامِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہمارے سردار اور ہمارے آقا پیشوا مومنین کے امیر

ف۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جملہ دعائیہ ہے۔ لیکن ہم نے یہاں ماضی کا ترجمہ اس لئے کیا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی۔ اس کا ثبوت نص قطعی سے ظاہر خیال ہوا۔ کہ حضرت خطیب نے اس مقام پر شاید حکایت رضائے الٰہی کا ارادہ کیا ہے کیونکہ تبرائی کے حق میں یہ اغیظ ہے۔ ۱۲ غلام یزدانی عفی عنہ

وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْنَ. إِمَامِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ رَبِّ

اور منافقین کے لئے باعث غیظ[1] رب العالمین کی رضاجوئی میں جہاد کرنے والے حضرات

الْعٰلَمِيْنَ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ

کے قائد ابوحفص عمر بن خطاب ہیں اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ كَامِلِ

راضی ہوا ان سے اور (خاص کر) جامع قرآن پر جو سراپا

الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَانِ مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ

ایمان میں پورے خدا کی خوشنودی میں تنگی کے وقت

فِيْ رِضَى الرَّحْمٰنِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَامِ

لشکر کا سامان کرنے والے ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر

أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَصَدِّقِيْنَ لِرَبِّ

ایمان والوں کے امیر اور رب العالمین کے لئے خیرات کرنے والوں

الْعَالَمِيْنَ. أَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ

کے مقتدی ابو عمرو عثمان بن عفان ہیں اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى أَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ إِمَامِ

راضی ہوا ان سے اور (خاص کر) اللہ کے غالب شیر پر جو سارے

الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ حَلَّالِ الْمُشْكِلَاتِ

مشرق اور مغرب کے امام مشکلوں اور مصیبتوں کے

[1] غیظ پوشیدہ غصہ جو عجز کے سبب ظاہر نہ کیا جائے۔ یہاں مسبب بول کر اس کا سبب مراد لیا ہے یعنی منافقین کے سبب غیظ اور غیظ کے معنی صراح میں بخشم آوردن بھی لکھا ہے۔ اس صورت میں غیظ معنی میں اسم فاعل کے ہوگا۔ یعنی منافقین کو غصہ میں لانے والے ۱۲ (غلام یزدانی عفی عنہ)

وَالنَّوَائِبِ. دَفَّاعِ الْمُعْضِلَاتِ وَالْمَصَائِبِ

حل فرمانے والے۔ سختیوں اور پریشانیوں کے دفع فرمانے والے

أَخِي الرَّسُولِ. وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

برادر رسول اور شوہر بتول ہمارے سردار اور ہمارے آقا

الْإِمَامِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ إِلٰى

رہبر ایمان والوں کے امیر اور رب العالمین تک پہنچنے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

والوں کے مقتدیٰ ابو الحسن علی بن ابی طالب

كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ وَعَلٰى ابْنَيْهِ

اللہ تعالیٰ ان کے بزرگ چہرے کو (مزید) بزرگی دے اور (خاص کر) آپکے ہر دو پسر

الْكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ. الْقَمَرَيْنِ

پر جو سخی نیک بخت فائز بمرتبہ شہادت چمکتے چاند

الْمُنِيْرَيْنِ النَّيِّرَيْنِ الظَّاهِرَيْنِ الْبَاهِرَيْنِ

روشن سورج کھلے ہوئے دو پھول

الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنِ سَيِّدَيْنَا أَبِيْ مُحَمَّدٍ

صاف ذات پاکیزہ صفات ہمارے سردار ابو محمد

الْحَسَنِ وَأَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ

(امام) حسن و ابو عبد اللہ (امام) حسین اللہ تعالیٰ راضی

تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَلٰى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ

ہوا ان دونوں سے اور (خاص کر) ان کی مادر پاک پر جو جنت کی عورتوں

الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاءِ فَلْذَةِ كَبِدِ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ

کی سیدہ زاہدہ کریمہ افضل الانبیاء کی جگر پارہ ہیں

صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهُ عَلٰى أَبِيْهَا

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام ان کے پدر کریم

الْكَرِيْمِ. وَعَلَيْهَا وَعَلٰى بَعْلِهَا وَابْنَيْهِمَا. وَعَلٰى عَمَّيْهِ

پر اور ان پر اور ان کے شوہر اور دونوں پسر پر اور (خاص کر) آپکے

الشَّرِيْفَيْنِ الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْأَدْنَاسِ. سَيِّدَيْنَا

دو شریف چچا پر جو ہر میل سے پاک ہمارے سردار

أَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَأَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ

ابو عمارہ (حضرت) حمزہ اور ابو الفضل (حضرت) عباس ہیں

وَعَلٰى سَائِرِ فِرَقِ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ وَعَلَيْنَا

اور (خاص کر) انصار و مہاجرین کے تمام گروہوں پر اور ہم پر

مَعَهُمْ يَا أَهْلَ التَّقْوٰى وَأَهْلَ الْمَغْفِرَةِ

ان کے ساتھ اے صاحب پرہیز و صاحب مغفرت

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

اے اللہ اس کی مدد کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ

محمد (علیہ السلام) کے دین کی مدد کرے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے آل و اصحاب

أَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا

پر درود و برکت نازل فرمائے اے ہمارے رب اے ہمارے مولیٰ

وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ. وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ

اور ہمیں انہیں میں شامل کر اور اس کو غارت کر جو ہمارے آقا محمد

دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

(علیہ السلام) کے دین کو فراموش کرے اللہ تعالیٰ ان

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. رَبَّنَا يَا مَوْلٰنَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

درود و برکت و سلام نازل فرمائے۔ اے ہمارے رب اے ہمارے مولیٰ اور نہ کر ہم کو ان سے

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ. اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

اللہ کے بندو تم پر اللہ رحم فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ انصاف اور

وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ

احسان اور قرابت والوں کی امداد کا حکم فرماتا ہے اور منع کرتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ

بدکاری اور ممنوع اور ستم سے تم کو نصیحت کرتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى

تاکہ تم نصیحت پکڑو اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند

وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ

اور بہتر اور جلیل تر اور غالب تر اور زیادہ تام اور زیادہ اہمیت

وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ

رکھنے والا اور بزرگ و برتر ہے

خطبہ اولیٰ کے شروع کرنے سے پہلے امام منبر پر کھڑا ہوکر ۵ بار آہستہ اللہ اکبر کہے کہ یہی سنت ہے

خُطْبَهٔ اُوْلٰى عِيْدُ الْفِطْر

عید الفطر کا پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

تمام تعریفیں اللہ کو شکر کرنے والوں کی تعریف تمام تعریفیں اللہ کو

كَمَا نَقُوْلُ، وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

مثل اس کے کہ ہم کہیں اور بہتر اس سے کہ ہم کہیں اللہ کے لئے ثناء

قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ

ہر شے سے پہلے اللہ کے لئے ثناء ہر شے کے بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَيْءٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يَبْقٰى

اللہ کے لئے ثناء ہر شے کے ساتھ الحمد للہ باقی رہے گا

رَبُّنَا وَيَفْنٰى كُلُّ شَيْءٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا

ہمارا رب اور فنا ہوگی ہر شے اللہ کے لئے حمد مثل اس کے کہ

يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَظِيْمِ

اس کی غالب ذات کی عظمت کے لئے لائق ہے اور اس کی قدر

سُلْطَانِهِ الْقَدِيْرِ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا حَمِدَهُ
بادشاہی کے مناسب اور اللہ کے لیے حمد ویسی کہ تمام
الْأَنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلُوْنَ. وَالْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ
انبیاء اور تمام رسولوں اور تمام مقرب فرشتوں
وَعِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحُوْنَ. وَخَيْرًا مِّنْ كُلِّ
اور اللہ کے تمام نیک بندوں نے اسکی حمد کی اور بہتر ان تمام سے
ذٰلِكَ كَمَا حَمِدَ نَفْسَهُ فِيْ كِتَابِهِ
جیسا کہ اپنی محفوظ کتاب میں اس نے خود اپنی
الْمَكْنُوْنِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ.
حمد کی اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ.
اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے
وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَكْمَلُ
اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور اللہ کی فاضل تر درودیں اور اللہ
تَسْلِيْمَاتِ اللّٰهِ وَاَنْمٰى بَرَكَاتِ اللّٰهِ. وَاَزْكٰى
کے کامل تر سلام ! اور اللہ کی فزوں تر برکتیں اور اللہ کے
تَحِيَّاتِ اللّٰهِ. عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ وَسِرَاجِ
لائق تر تحفے بہترین خلق خدا پر اور افق الٰہی
اُفُقِ اللّٰهِ. وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰهِ. اَلْمَبْعُوْثِ
کے آفتاب پر اور اللہ کے رزق تقسیم کرنے والے جو مبعوث ہیں

بِتَيْسِيْرِ اللّٰهِ. وَرِفْقِ اللّٰهِ. اِمَامِ حَضْرَةِ اللّٰهِ
اللہ کے آسان اور نرم احکام کے ساتھ جو خدا کی درگاہ کے امام
وَزِيْنَةِ عَرْشِ اللّٰهِ. وَعَرُوْسِ مَمْلَكَةِ
اور عرش الٰہی کی زینت اور اللہ کی سلطنت کے دولہا
اللّٰهِ. نَبِيِّ الْاَنْبِيَآءِ. عَظِيْمِ الرَّجَآءِ. عَمِيْمِ
ہیں جو تمام انبیاء کے پیغمبر امید کے بڑے سخاوت
الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ. مَاحِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآءِ
و بخشش میں بھرپور سے گناہوں اور معصیت کے مٹانے والے
حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ. اَلَّذِيْ كَانَ
زمین و آسمان کے رب کے حبیب ہیں۔ جو اس وقت
نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَآءِ. نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ
نبی تھے کہ آدم (علیہ السلام) پانی اور مٹی کے درمیان تھے (اور) حرمین کے نبی
اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ. سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ. وَسِيْلَتِنَا
قبلتین کے امام کونین کے سردار اور دنیا و آخرت
فِي الدَّارَيْنِ. صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ
میں ہمارے وسیلہ قاب قوسین کے صاحب
اَلْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنٍ. اَلْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ
ہر آرائش سے آراستہ ہر عیب اور ہر نقصان
عَيْبٍ وَّشَيْنٍ. جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
سے منزہ حسن اور حسین کے نانا

دُرِّ اللهِ الْمَكْنُوْنِ. سِرِّ اللهِ الْمَخْزُوْنِ

اللہ کے مخفی روشن موتی اللہ کے محفوظ راز

نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْنِ. سُرُوْرِ الْقَلْبِ

دلوں اور آنکھوں کے نور غمگین دل کے

الْمَحْزُوْنِ. عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ

سرور جو ہوا اور جو ہوگا سب کچھ جاننے والے

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اَكْرَمِ

رسولوں کے سردار انبیاء کے خاتم پہلے اور

الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ. قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ

پچھلے سب میں اکرم چمکتی پیشانی اور چمکتے ہاتھ پاؤں والوں کے

مَعْدِنِ اَنْوَارِ اللهِ. وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللهِ.

پیشوا. اللہ کے انوار کے مرکز اور اللہ کے رازوں کے گنجینے

وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ اللهِ. وَمَوَائِدِ نِعْمَةِ اللهِ

اور اللہ کی رحمت کے خزانے. اور طالب نعمت الٰہی کے مطلوب و مسئول

نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَلِيْكِنَا

ہمارے نبی اور ہمارے حبیب اور ہمارے شفیع اور ہمارے بادشاہ

وَغَوْثِنَا وَغِيَاثِنَا وَمُغِيْثِنَا وَعَوْنِنَا وَ

اور ہماری فریاد اور ہماری بارش اور ہمارے لئے فریاد چاہنے والے اور ہمارے فریادرس

مُعِيْنِنَا وَوَكِيْلِنَا وَكَفِيْلِنَا سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

اور ہماری مدد فرمانے والے اور ہمارے وکیل اور ہمارے ضامن ہمارے سردار اور ہمارے آقا

وَمَلْجَانَا وَمَاوٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ

اور ہمارے ملجا اور جائے پناہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جو رب العالمین کے

الْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰٓى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ. وَاَصْحَابِهِ

رسول ہیں اور آپ کی اولاد پر جو طیب ہیں اور آپ کے صحابہ پر

الطَّاهِرِيْنَ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ

جو طاہر ہیں. اور آپ کی پاکیزہ بیویوں پر جو مومنین کی

الْمُؤْمِنِيْنَ وَعِتْرَتِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْنَ

مائیں ہیں اور آپ کی جملہ نسل پر جو بزرگ اور عظمت والی ہے

وَاَوْلِيَآءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْنَ

اور آپ کے اولیاء ملت پر جو کامل اور اہل معرفت ہیں

وَعُلَمَآءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ وَ

اور آپ کی امت کے علماء پر جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں اور

عَلَيْنَا مَعَهُمْ وَبِهِمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ

ہم پر ان حضرات کے ساتھ اور ان کے ذریعہ اور انکے لئے اور ان کے زمرے میں

يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ. وَاللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ. وَلِلّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے

الْحَمْدُ. وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ

لئے حمد ہے. اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اس کی یکتائی کا اقرار

لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا
اس کا کوئی ساجھی نہیں معبود یگانہ ایک بے نیاز

وِتْرًا حَيًّا قَيُّوْمًا مَلِكًا جَبَّارًا لِلذُّنُوْبِ
طاق حی قیوم بادشاہ شانِ جبروتیت والا گناہوں کا

غَفَّارًا. وَلِلْعُيُوْبِ سَتَّارًا. شَهَادَةً يُّحْيٰى بِهَا
بخشنے والا اور عیبوں کا چھپانے والا وہ شہادت کہ جس کے ذریعہ رحمٰن

وَجْهُ الرَّحْمٰنِ. وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا
کے دربار میں زندگی گزرنی باقی ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک ہمارے سردار اور ہمارے آقا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ آپ کو ہدایت اور دین حق کے

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى
ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپ کو تمام دین پر ظاہر اور مسلط کرے اور اللہ کافی ہے

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، شَهَادَةً نَّتَّقِيْ بِهَا اِنْشَاءَ اللّٰهُ
ہے گواہ وہ شہادت کہ بچیں گے ہم اس کے ذریعہ انشاء اللہ

تَعَالٰى مِنَ النِّيْرَانِ. وَنَدْخُلُ بِهَا مَعَ الرَّحِيْلِ
تعالیٰ دوزخ سے اور داخل ہوں گے اس کے ذریعہ اول کوچ

الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
کے ساتھ بہشت میں اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے

اَمَّا بَعْدُ فَيَا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ
لیکن پس کے بعد پس اے ایمان والو اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم

اللّٰهُ، اِعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ،
فرمائے جانو بیشک تمہارا یہ دن بڑا دن ہے۔

يَوْمٌ يَتَجَلّٰى فِيْهِ رَبُّكُمْ بِاسْمِهِ الْكَرِيْمِ،
ایسا دن کہ (اس میں) تمہارا رب اپنے اسم کریم کے ساتھ تجلی فرماتا ہے

وَيَغْفِرُ فِيْهِ لِلصَّائِمِيْنَ، اَلَا وَلِلصَّائِمِ
اور روزہ داروں کو اس میں بخشتا ہے۔ آگاہ ہو اور روزہ دار کے لئے

فَرْحَتَانِ. فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ
دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اور ایک فرحت

عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ. اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا
رحمٰن سے ملنے کے وقت خبردار ہو اور بیشک جنت میں ایک دروازہ ہے

يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ
اس کو ریان (سیراب کرنے والا) کہتے ہیں اسمیں نہیں داخل ہوں گے مگر وہ جو روزہ رکھتے ہیں

لِوَجْهِ الْكَرِيْمِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
(اللہ) غالب بادشاہ بدلہ دینے والے کی رضا کے لئے۔ اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَلَا وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے سن لو اور بیشک تمہارے نبی نے اللہ تعالیٰ ان پر درود و

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ اَوْجَبَ عَلَیْکُمْ فِیْ هٰذَا

سلام نازل فرمائے۔ بہ تحقیق واجب فرمایا ہے تم پر اس دن

اَلْیَوْمِ عَلٰی کُلِّ مَنْ یَّمْلِکُ النِّصَابَ فَاضِلًا

ہیں اور ہر شخص کے جو مالک ہو نصاب کا دراں حالیکہ

عَنِ الْحَاجَةِ الْاَصْلِیَّةِ عَنْ نَّفْسِهٖ وَعَنْ

فاضل ہو اصلی حاجت سے جانب سے اپنے نفس کے اور جانب

صِغَارِ الذُّرِّیَّةِ. صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ اَوْ

سے اپنی چھوٹی (نابالغ) اولاد کے ایک صاع چھوہارے یا جو سے یا

نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ زَبِیْبٍ، اَلَا وَاِنَّهَا

آدھا صاع گیہوں سے یا زبیب (منقی) سے متنبہ ہو جاؤ اور بیشک

طُهْرَةٌ لِّصِیَامِکُمْ عَنِ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ

وہ (صدقہ) البتہ پاکی ہے تمہارے روزوں کیلئے لغو اور بیہودہ گوئی سے

وَاِنَّ الصِّیَامَ مُعَلَّقَةٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور بیشک روزے زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں

حَتّٰی تُؤَدّٰی هٰذِهِ الصَّدَقَةُ فَاَدُّوْهَا طَیِّبَةً

یہاں تک کہ ادا کیا جائے یہ صدقہ بس ادا کرو اس کو دراں حالیکہ

بِهَا اَنْفُسُکُمْ تَقَبَّلَهَا اللهُ وَالصِّیَامَ مِنَّا وَ

خوش رہے اسکے ساتھ تمہارا نفس قبول فرمائے اللہ اس کو اور روزوں کو ہم سے اور

۱ یعنی اسی روپے کے سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ برابر۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا آخر قول بر بنائے احتیاط و تحقیق مزید یہی ہے۔ (غلام یزدانی)

مِنْکُمْ وَمِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ. اَللهُ اَکْبَرُ،

تم سے اور اہل اسلام سے اللہ عظمت والا ہے

اَللهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاللهُ اَکْبَرُ،

اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے

اَللهُ اَکْبَرُ. وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَلَا وَاِنَّ رَبَّکُمْ

اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے متوجہ ہو جاؤ اور بیشک تمہارے

فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تَتْرُکُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ

رب نے فرض کیا ہے فرائض کو تو ان کو نہ چھوڑو اور حرام کیا ہے حرام

فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا اَلَا وَاِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللهُ

اشیاء کو پس ان کو ہاتھ نہ لگاؤ دیکھو تو اور بیشک تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. سَنَّ لَکُمْ سُنَنَ الْهُدٰی

علیہ وسلم نے تمہارے لئے سنتیں ہدیٰ مقرر کی ہیں

فَاسْلُکُوْهَا، اَللهُ اَکْبَرُ، اَللهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ

پس انہیں پر چلو اللہ عظمت والا ہے۔ اللہ عظمت والا ہے۔ نہیں ہے

اِلَّا اللهُ، وَاللهُ اَکْبَرُ، اَللهُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

کوئی معبود سوا اللہ کے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے

اَمَّا بَعْدُ! فَیَا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَ

لیکن بعد اس کے پس اے ایمان والو ہم پر اور تم پر

رَحِمَکُمُ اللهُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ وَنَفْسِیْ

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تم کو اور اپنے نفس کو

بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي السِّرِّ وَالْإِعْلَانِ

اللہ عزوجل کے لئے تنہائی اور اعلان میں پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں

فَإِنَّ التَّقْوٰى سَنَامُ ذُرَى الْإِيْمَانِ. وَاذْكُرُوا

اس لئے کہ پرہیزگاری ایمان کی انتہائے بلندی ہے اور یاد کرو

اللهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ وَّاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ

اللہ کو ہر درخت اور پتھر کے نزدیک اور جانو بیشک اللہ دیکھتا

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ، وَأَنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيْسَ

ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ، وَاقْتَفُوْا اٰثَارَ سُنَنِ

اس سے کہ تم عمل کرتے ہو اور سید المرسلین (علیہ السلام) کی سنتوں کی

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهٗ

پیروی کرو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام

عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ. فَإِنَّ السُّنَنَ هِيَ

آپ پر اور ان سب (حضرات) پر ہو اس لئے کہ سنتیں ہی

الْأَنْوَارُ، وَزَيِّنُوْا قُلُوْبَكُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِيِّ

انوار ہیں۔ اور اس نبی کریم کی محبت سے اپنے دلوں کو

الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ

آراستہ کرو آپ پر اور آپ کی اولاد پر فاضل تر درود و سلام

فَإِنَّ الْحُبَّ هُوَ الْإِيْمَانُ كُلُّهٗ أَلَا لَا إِيْمَانَ

اس لئے کہ محبت ہی پورا ایمان ہے آگاہ ہو نہیں ہے ایمان

لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ، أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا

اس شخص کے لئے جس کے لئے محبت نہیں آگاہ ہو نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے جس

مَحَبَّةَ لَهٗ، أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ

کے لئے محبت نہیں۔ آگاہ ہو نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے جس کے لئے محبت

لَهٗ، رَزَقَنَا اللهُ تَعَالٰى وَإِيَّاكُمْ حُبَّ

نہیں۔ رزق دے اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اپنے حبیب

حَبِيْبِهٖ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى

کی محبت جو یہ نبی کریم ہیں آپ پر اور آپ کی

اٰلِهٖ أَكْرَمُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ. كَمَا يُحِبُّ

اولاد پر بزرگ ترین درود و سلام جیسا کہ محبوب

رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَاسْتَعْمَلَنَا وَإِيَّاكُمْ بِسُنَّتِهٖ،

رکھتا ہے ہمارا رب اور راضی ہوتا ہے اور استعمال کرے ہم کو اور تم کو ان کی سنت کے ساتھ

وَأَحْيَانَا وَإِيَّاكُمْ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ، وَتَوَفَّانَا

اور زندہ رکھے ہم کو اور تم کو ان کی محبت پر اور وفات دے ہمیں

وَإِيَّاكُمْ عَلٰى مِلَّتِهٖ، وَحَشَرَنَا وَإِيَّاكُمْ

اور تمہیں ان کے مذہب پر اور اٹھائے ہمیں اور تمہیں

فِيْ زُمْرَتِهٖ، وَسَقَانَا وَإِيَّاكُمْ مِنْ شَرْبَتِهٖ

ان کے گروہ میں اور پلائے ہمیں اور تمہیں ان کے شربت سے

شَرَابًا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا سَائِغًا لَا نَظْمَأُ بَعْدَهٗ أَبَدًا

وہ شربت کہ پسند اور گوارا آسانی گلے سے فرو ہونے والا ہے نہیں پیاسے ہوں گے اس کے بعد کبھی

وَاَدْخَلَنَا وَاِیَّاكُمْ فِیْ جَنَّتِهٖ بِمَنِّهٖ وَ

اور داخل فرمائے ہم کو اور تم کو اپنی جنت میں اپنے احسان اور

رَحْمَتِهٖ وَكَرَمِهٖ وَرَاْفَتِهٖ اِنَّهٗ هُوَ

اپنی رحمت سے اور اپنے کرم اور اپنی مہربانی سے بیشک وہی مہربان

الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اور رحمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسٰى وَ

مروی ہے۔ نیکی پرانی نہ ہوگی اور گناہ بھلایا نہ جائے گا اور

الدَّيَّانُ لَا يَمُوْتُ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا

بدلہ دینے والا نہ مرے گا۔ کر جو کچھ چاہے تو جیسا کریگا

تَدِيْنُ تُدَانُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں شیطان سنگسار کئے ہوئے سے

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ

پس جو شخص ذرہ کے وزن برابر اچھا عمل کرے گا اور جو ذرہ

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

کے وزن برابر برا عمل کرے گا وہ اس کو دیکھے گا۔ اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے برکت دے اللہ ہمارے اور تمہارے لئے قرآن عظیم میں

الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ

اور نفع دے ہم کو اور تم کو آیتوں اور حکمت والے ذکر

الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ

کے ذریعہ وہ بیشک وہ غالب ذات بادشاہ غالب سخی بڑا قبول کرنے والا

رَحِيْمٌ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

مہربان رحمت والا ہے کہتا ہوں اپنا یہ قول اور اللہ سے اپنے لئے اور

لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

تمہارے لئے اور باقی مومن مرد اور مومن عورتوں

وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّهٗ هُوَ

اور مسلم مرد اور مسلم عورتوں کے لئے طلب مغفرت کرتا ہوں بیشک وہی بخشنے والا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

رحم فرمانے والا اللہ عظمت والا ہے اللہ

اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے

خطبۂ ثانیہ کے شروع سے پہلے ۷ بار اور ختم پر ۱۴ بار امام منبر پر کھڑے کھڑے اللہ اکبر آہستہ کہے کہ یہی سنت ہے

خُطْبَۂ ثَانِیَہ برائے عِیْدُ الْفِطْر وَعِیْدُ اَضْحٰے،

عید الفطر و عید اضحٰے کے لئے دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ

تمام تعریفیں اللہ کو ہم اس کی شکر کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت کے طالب ہیں

وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ

اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ

مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں سے

مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ

جس کو اللہ ہدایت دے تو اس کا گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اور جس کو

یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ

راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، وَنَشْھَدُ

سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں ! اور ہم شہادت دیتے ہیں

اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ،

کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں

بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ ، صَلَّی اللّٰہُ

اس نے ہدایت اور سچے دین کے ساتھ آپ کو بھیجا اللہ تعالیٰ آپ پر اور

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

آپ کے جملہ آل و اصحاب پر ہمیشہ درود و سلام اور

وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَبَدًا ، لَاسِیَّمَا عَلٰٓی اَوَّلِھِمْ

برکت نازل فرمائے۔ خاص کر ان پر جو ایمان لانے میں

بِالتَّصْدِیْقِ وَاَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ . اَلْمَوْلٰی

سب سے اوّل اور عند التحقیق سب سے افضل ہیں آقا

الْاِمَامِ الصِّدِّیْقِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ . وَاِمَامِ

پیشوا ہمیشہ سچ بولنے والے ایمان والوں کے امیر اور

الْمُشَاھِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَ

رب العالمین کا دیدار کرنے والے (حضرات) کے قائد ہمارے سردار اور

مَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ[1]

ہمارے آقا امام (حضرت) ابوبکر صدیق ہیں راضی ہوا

تَعَالٰی عَنْہُ ، وَعَلٰٓی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ

اللہ تعالیٰ ان سے اور (خاص کر) ان پر جو اصحاب میں عادل تر ہیں۔

[1] غالب یہ ہے کہ حضرت خطیب قدس سرہ نے اس جملہ سے امر قطعی یقینی کی حکایت کی ہے اور کلام پاک کی مطابقت ملحوظ رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے کلام میں فرماتا ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (غلام یزدانی عفی عنہ)

مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ. اَلْمُوَافِقِ رَائُہٗ

منبر اور محراب کے زینت بخش جن کی رائے وحی

لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ

اور کتاب کے موافق ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر

اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَغَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَ. اِمَامِ

ایمان والوں کے امیر اور منافقین کے لئے باعث غیظ رب العالمین

الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اَبِیْ حَفْصٍ

کی رضا جوئی میں جہاد کرنے والوں کے قائد (حضرت) ابو حفص

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی

عمر بن خطاب ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور ناصر،

جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ

جامع قرآن پر جو حیا اور ایمان پورے

مُجَھِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ

خدا کی خوشنودی میں تنگی کے وقت لشکر کا انتظام کرنے والے

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر ایمان والوں کے امیر

وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَبِیْ عَمْرٍو

اور رب العالمین کے لئے خیرات کرنے والوں کے مقتدا (حضرت) ابو عمرو

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی

عثمان بن عفان ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور ناصر،

اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ

اللہ کے غالب شیر پر جو سارے مشرق و مغرب کے امام

حَلَّالِ الْمُشْکِلَاتِ وَالنَّوَائِبِ. دَفَّاعِ

مشکلوں اور مصیبتوں کے حل کرنے والے سختیوں اور

الْمُعْضِلَاتِ وَالْمَصَائِبِ. اَخِی الرَّسُوْلِ

پریشانیوں کو دفع کرنے والے برادر رسول

وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ

اور شوہر بتول ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر

اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ. وَاِمَامِ الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ

ایمان والوں کے امیر اور رب العالمین تک پہنچنے والوں

الْعٰلَمِیْنَ. اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

کے مقتدا (حضرت) ابوالحسن علی بن ابی طالب ہیں

کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَ. وَعَلَی ابْنَیْہِ

اللہ تعالیٰ ان کے بزرگ چہرے کو مزید بزرگی بخشے اور خاص کر آپ کے

الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ،

ہر دو پسر پر جو سخی نیک بخت فائز مرتبہ شہادت پر

الْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ النَّیِّرَیْنِ الزَّاھِرَیْنِ

چمکتے دو چاند روشن دو سورج کھلے ہوئے

الْبَاھِرَیْنِ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاھِرَیْنِ سَیِّدَیْنَا

دو پھول صاف ذات ، پاکیزہ صفات ہمارے سردار

ابی محمد الحسن وابی عبد اللہ

ابو محمد (امام) حسن اور ابو عبد اللہ (امام)

الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعلیٰ امہما

حسین ہیں راضی ہوا اللہ تعالیٰ ان دونوں سے اور (خاص کر) انکی ماں پاک

سیدۃ النساء ، البتول الزہراء ، فلذۃ

پر جو جنتی عورتوں کی سیدہ زاہدہ کریمہ افضل الانبیاء

کبد خیر الانبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و

کی جگر پارہ ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور

سلامہ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا وعلیٰ

اس کا سلام ان کے پدر کریم پر اور ان پر اور ان کے

بعلہا وابنیہا. وعلیٰ عمیہ الشریفین

شوہر پر اور دونوں پسر پر اور (خاص کر) آپ کے دو شریف چچا پر جو

المطہرین من الادناس. سیدینا ابی

ہر میل سے پاک ہمارے سردار ابو

عمارۃ حمزۃ وابی الفضل العباس رضی

عمارہ (حضرت) حمزہ اور ابو الفضل (حضرت) عباس ہیں راضی ہوا

اللہ تعالیٰ عنہما وعلیٰ سائر فرق الانصار

اللہ تعالیٰ ان دونوں سے اور (خاص کر) انصار و مہاجرین کے

والمہاجرۃ. وعلینا معہم یا اہل

تمام گروہوں پر اور ہم پر ان کے ساتھ اے صاحب تقویٰ

التقویٰ واہل المغفرۃ. اللہ اکبر ،

و صاحب مغفرت اللہ عظمت والا ہے

اللہ اکبر ، لا الٰہ الا اللہ . واللہ اکبر ،

اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے

اللہ اکبر ، وللہ الحمد ، اللّٰہم انصر

اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔ اے اللہ اس کی مدد کر

من نصر دین سیدنا ومولانا محمد

جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (علیہ السلام) کے دین کی مدد کرے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ

اللہ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت

اجمعین وبارک وسلم ربنا یا مولانا

و سلام نازل فرمائے اے ہمارے رب اے ہمارے مولیٰ

واجعلنا منہم واخذل من خذل

اور ہمیں انھیں میں شامل فرما اور اس کی ترک نصرت کر

دین سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ تعالیٰ

جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (علیہ السلام) کے دین کو فراموش کرے۔ اللہ تعالیٰ ان پر

علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت وسلام

وبارک وسلم ربنا یا مولانا ولا تجعلنا

نازل فرمائے اے ہمارے رب اے ہمارے آقا اور نہ کر ہم کو

مِنْهُمْ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا

ان سے اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود

اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

نہیں۔ اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کیلئے حمد ہے

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ. اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ

اے اللہ کے بندو اللہ تم پر رحم کرے بیشک اللہ حکم کرتا ہے

بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤءِ ذِی الْقُرْبٰى وَ

انصاف اور احسان اور قرابت والوں کی امداد کا اور

يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ

روکتا ہے بدکاری اور ممنوع اور ستم کے ارتکاب سے

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. وَلَذِكْرُ

تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو البتہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ

کا ذکر بلند اور بہتر اور جلیل تر اور غالب تر

وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ؕ

اور کامل تر اور زیادہ اہمیت اور عظمت رکھنے والا اور زیادہ بڑا اور برتر ہے

خطبہ اولیٰ شروع کرنے سے پہلے
امام منبر پر کھڑا ہو کر ۵ بار آہستہ آہستہ اللہ اکبر کہے

خُطْبَۃُ اُوْلٰی بَرَائے عید اَضحیٰ

عید اضحیٰ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

تمام تعریفیں اللہ کو شکر کرنے والوں کی تعریف تمام تعریفیں اللہ کو

كَمَا نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

مثل اس کے کہ ہم کہیں اور بہتر اس سے کہ ہم کہیں تمام تعریفیں اللہ کو

قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ

ہر شے سے پہلے اللہ کے لئے ثنا ہر شے کے بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَیْءٍ. وَالْحَمْدُ

اللہ کے لئے ثنا ہر شے کے ساتھ اور الحمد للہ

لِلّٰهِ يَبْقٰى رَبُّنَا وَيَفْنٰى كُلُّ شَیْءٍ. اَلْحَمْدُ

باقی ہے ہمارا رب اور فنا ہوگی ہر شے اللہ کے لئے

لِلّٰهِ كَمَا يَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ

حمد جیسا کہ اس کی غالب ذات ذوالجلال کے ہی لائق ہے

وَعَظِيْمِ سُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور اس کی قدیم شاہنشاہی کے مناسب اور اللہ کے لئے حمد ہے

كَمَا حَمِدَهُ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلُوْنَ وَالْمَلٰئِكَةُ

جیسے حمد کی اس کی تمام انبیاء اور تمام رسولوں اور تمام مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ وَعِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحُوْنَ. وَخَيْرًا

فرشتوں نے اور اللہ کے جملہ نیک بندوں نے اور بہتر ان

مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ كَمَا حَمِدَ نَفْسَهُ فِيْ كِتَابِهِ

تمام سے جیسا کہ اپنی محفوظ کتاب میں اس

الْمَكْنُوْنِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

نے خود اپنی حمد کی اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَ

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے اور اللہ کی فاضل تر درودیں اور

اَكْمَلُ تَسْلِيْمَاتِ اللّٰهِ، وَاَنْمٰى بَرَكَاتِ

اللہ کے کامل تر سلام اور اللہ کی فزوں تر

اللّٰهِ، وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِ اللّٰهِ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ

برکتیں اور اللہ کے لائق تر تحفے بہترین خلق خدا پر

اللّٰهِ، وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰهِ وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰهِ

اور افق الٰہی کے آفتاب پر اور اللہ کا رزق تقسیم کرنے والے پر

الْمَبْعُوْثِ بِتَيْسِيْرِ اللّٰهِ وَرِفْقِ اللّٰهِ. اِمَامِ

جو مبعوث ہیں اللہ کے آسان اور نرم احکام کے ساتھ جو خدا کی

حَضْرَةِ اللّٰهِ، وَزِيْنَةِ عَرْشِ اللّٰهِ، وَعَرُوْسِ

درگاہ کے امام اور اللہ کے عرش کی زینت اور اللہ کی

مَمْلَكَةِ اللّٰهِ، نَبِيِّ الْاَنْبِيَاءِ، عَظِيْمِ

سلطنت کے دولہا ہیں جو تمام انبیاء کے پیغمبر امید کے

الرَّجَاءِ، عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ، مَاحِي

برتر سخاوت و بخشش میں پورے گناہوں اور

الذُّنُوْبِ وَالْخَطَاءِ، حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ

معصیت کے مٹانے والے زمین و آسمان کے رب کے

وَالسَّمَاءِ، اَلَّذِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ

حبیب ہیں۔ جو اس وقت نبی تھے کہ آدم (علیہ السلام) پانی اور

الطِّيْنِ وَالْمَاءِ، نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ، اِمَامِ

مٹی کے درمیان تھے (کون) حرمین کے نبی قبلتین

الْقِبْلَتَيْنِ، سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ، وَسِيْلَتِنَا

کے امام کونین کے سردار اور دنیا و آخرت

فِي الدَّارَيْنِ. صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ

میں ہمارے وسیلہ قاب قوسین کے صاحب

الْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنٍ. اَلْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ

ہر آرائش سے آراستہ ہر عیب اور ہر

عَيْبٍ وَّشَيْنٍ. جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

نقصان سے منزہ حسن اور حسین کے جدِّ اکرم

دُرِّ اللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ. سِرِّ اللّٰهِ الْمَخْزُوْنِ.

اللہ کے مخفی اور روشن موتی اللہ کے محفوظ راز

نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْنِ، سُرُوْرِ الْقَلْبِ

دلوں اور آنکھوں کے نور غمگین دل کے

الْمَحْزُوْنِ، عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ.

سرور جو ہوا اور جو ہوگا سب کچھ جاننے والے

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ. خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ. اَكْرَمِ

رسولوں کے سردار انبیاء کے خاتم اگلے اور

الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ. قَائِدِ الْغُرِّ

پچھلے سب میں اکرم چمکتی پیشانی چمکتے ہاتھ

الْمُحَجَّلِيْنَ. مَعْدِنِ اَنْوَارِ اللّٰهِ، وَمَخْزَنِ

پاؤں والوں کے پیشوا اللہ کے انوار کے مرکز اور اللہ کے

اَسْرَارِ اللّٰهِ، وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَمَوَائِدِ

رازوں کے گنجینہ اور اللہ کی رحمت کے خزانے اور طالب نعمت

نِعْمَةِ اللّٰهِ. نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا

الٰہی کے مطلوب و مسئول ہمارے نبی اور ہمارے حبیب اور ہمارے شفیع

وَمَلِيْكِنَا وَغَوْثِنَا وَغَيْثِنَا وَغِيَاثِنَا

اور ہمارے بادشاہ اور ہماری فریاد اور ہماری بارش اور ہمارے لئے فریاد رس والے

وَمُغِيْثِنَا وَعَوْنِنَا وَمُعِيْنِنَا وَوَكِيْلِنَا وَكَفِيْلِنَا

اور ہمارے فریاد رس اور ہماری مدد اور ہماری مدد فرمانے والے اور ہمارے وکیل اور ہمارے کفیل

سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَمَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ

ہمارے سردار اور ہمارے آقا اور ہمارے ملجا اور ہمارے پناہ محمد علیہ السلام

رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ

جو رب العالمین کے رسول ہیں اور آپ کی اولاد پر جو طیب ہیں

وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ

اور آپ کے اصحاب پر جو طاہر ہیں اور آپ کی پاکیزہ بیویوں پر

اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَعِتْرَتِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ

جو مومنین کی مائیں ہیں اور جملہ نسل پر جو بزرگ و عظمت

الْمُعَظَّمِيْنَ وَاَوْلِيَاءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ

والی ہیں اور آپ کے اولیاء ملت پر جو کامل اور

الْعَارِفِيْنَ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ

اہل معرفت ہیں اور آپکے علمائے امت پر جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں

وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ وَبِهِمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ يَا

اور ہم پر ان حضرات کے ساتھ اور انکے ذریعہ اور انکے لئے اور ان کے زمرے میں اے

اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا

اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا

نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں معبود یگانہ ایک

صَمَدًا فَرْدًا وِتْرًا حَیًّا قَیُّوْمًا مَّلِکًا

بے نیاز تنہا طاق حی قیوم بادشاہ شانِ جبروتیت

جَبَّارًا لِّلذُّنُوْبِ غَفَّارًا وَّلِلْعُیُوْبِ سَتَّارًا

والا گناہوں کا بخشنے والا اور عیبوں کا چھپانے والا

شَھَادَۃً یُّحْیٰی بِھَا وَجْہُ الرَّحْمٰنِ .

ایسی شہادت کہ جس کے ذریعہ رحمٰن کے دربار میں نذر گزاری کی جاتی ہے

وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا

اور شہادت دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ

اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں بھیجا ہے ان کو ہدایت اور دین حق کے

الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی

ساتھ تاکہ غالب کرے آپ کو تمام دین پر اور کافی ہے

بِاللّٰہِ شَھِیْدًا . شَھَادَۃً نَّتَّقِیْ بِھَا اِنْ شَآءَ

اللہ گواہی کے لیے وہ شہادت کہ بچیں گے ہم اسکے ذریعہ ان شاء

اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ النِّیْرَانِ . وَنَدْخُلُ بِھَا

اللہ تعالیٰ دوزخ سے اور داخل ہوں گے اس کے ذریعہ

مَعَ الرَّحِیْلِ الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اول کوچ کے ساتھ بہشت میں اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، اَمَّا بَعْدُ !

اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے لیکن بعد اس کے

فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ

پس اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم

اللّٰہُ تَعَالٰی اِعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَکُمْ . ھٰذَا یَوْمٌ

فرمائے جان لو بیشک تمہارا یہ دن بڑا دن

عَظِیْمٌ . قَالَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ رَسُوْلُ رَبِّ

ہے . گنہ گاروں کے شفیع رب العالمین

الْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

کے رسول (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

وَسَلَّمَ ، مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ

فرمایا کہ دنوں میں کوئی دن نہیں ہے کہ عمل صالح

فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ

ان میں زیادہ پسندیدہ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہ نسبت ان دس ایام کے

الْعَشْرِ وَقَالَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ

اور فرمایا نہیں عمل کیا ابن آدم نے کوئی عمل (عمل کے)

يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ

یوم نحر میں جو زیادہ پسند ہو اللہ کے نزدیک خون بہانے سے (یعنی قربانی سے)

وَاِنَّهٗ لَيَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ

اور بیشک وہ (قربانی کا جانور) البتہ قیامت کے دن اپنے سینگوں اور

اَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ

بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بیشک خون اللہ کے حضور میں

اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ

قبولیت کے مرتبہ میں واقع ہو جاتا ہے قبل اس سے کہ زمین پر گرے

فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا. اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ

پس اس سے نفس کو خوش کرو! اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ اَلَا وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے آگاہ ہو جاؤ بیشک تمہارے نبی صلی اللہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَوْجَبَ عَلٰى كُلِّ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر اس شخص پر جو اس دن میں

مَنْ يَّمْلِكُ النِّصَابَ فَاضِلًا عَنْ حَوَائِجِهِ

نصاب کا مالک ہو دراں حالیکہ اس کی اصلی حاجت سے

الْاَصْلِيَّةِ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ اَنْ يَّنْحَرَ الْاُضْحِيَّةَ

فاضل ہے اس دن میں قربانی کے جانور کی قربانی کرنی واجب فرمائی ہے

وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيْدِ الْاَضْحٰى لِلْبَلَدِىْ

اور اس کا وقت شہری کے لئے نماز عید الاضحیٰ کے بعد ہے

وَلِلْاَعْرَابِىْ بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ هٰذَا الْيَوْمِ

اور دیہاتی کے لئے اس دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد

فَحَسِّنُوا الْاُضْحِيَّةَ وَلَا تَذْبَحُوْا عَرْجَآءَ

پس قربانی کا جانور آراستہ اور تندرست کرو اور نہ ذبح کرو لنگڑا

وَلَا عَوْرَآءَ وَلَا عَجْفَآءَ وَلَا مَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ

اور نہ کانا اور نہ زیادہ دبلا اور نہ کان کٹا

وَلَوْ لَوَاحِدَةٍ فَاِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اگرچہ ایک کان اس لئے کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ

وَسَلَّمَ قَالَ حَسِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانور آراستہ اور تندرست کرو اس لئے کہ وہ

الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ فَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ

صراط پر تمہارے لئے سواری ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کی جانب

مِنْكُمْ شَاةٌ سَوَآءٌ كَانَتْ ذَكَرًا اَوْ اُنْثٰى

سے ایک بکری ہے برابر ہے کہ مذکر ہو یا مؤنث

اَوْ سُبُعُ الْبَقَرَةِ اَوِ الْاِبِلِ وَكَبِّرُوْا عَقِيْبَ

یا گائے (یوں ہی بھینس) یا اونٹ کا ساتواں حصہ اور فرض نمازوں کے بعد عرفہ

الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَةِ مِنْ فَجْرِ الْعَرَفَةِ

(۹، ذی الحجہ) کی فجر سے اخیر تشریق (۱۳، ذی الحجہ) کی عصر تک تکبیر کہو۔

اِلٰی عَصْرِ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ

(اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر، وللہ الحمد)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِذْ یَرْفَعُ

پناہ چاہتا ہوں اللہ کے ذریعہ سنگسار کیے ہوئے شیطان سے (یاد کرو) اس وقت کو

اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ

جبکہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

کہتے ہوئے اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ،

اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ،

اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے

اَلَا وَاِنَّ رَبَّکُمْ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تَتْرُکُوْھَا

خبردار ہو جاؤ اور بیشک تمہارے رب نے فرائض کو فرض کیا ہے پس ان کو نہ چھوڑو!

وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا اَلَا وَاِنَّ

اور ممنوعات سے روکا ہے پس ان کو ہاتھ نہ لگاؤ سن لو اور بیشک

نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَنَّ

تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے

لَکُمْ سُنَنَ الْھُدٰی فَاسْلُکُوْھَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لئے سنن ہدیٰ مقرر فرمائے ہیں پس انہیں پر چلو اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، اَمَّا بَعْدُ! فَیَا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے بس بعد اس کے پس اے ایمان والو

رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ

اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے وصیت کرتا ہوں تم کو

وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ

اور اپنے نفس کو اللہ عزوجل کے لئے تنہائی اور اعلان

وَالْاِعْلَانِ. فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ

میں پرہیز کرنے کی۔ اس لئے کہ پرہیز ایمان کی انتہائے بلندی ہے

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ

اور یاد کرو اللہ کو ہر درخت اور ہر پتھر کے نزدیک

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ، وَ

اور جان لو بیشک اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔ اور

اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ، وَاقْتَفُوْا

بیشک اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس سے کہ تم عمل کرتے ہو اور سید المرسلین

اٰثَارَ سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، صَلَوَاتُ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی سنتوں کی پیروی کرو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ

اور اس کا سلام آپ پر اور ان سب پر

أَجْمَعِيْنَ ۔ فَإِنَّ السُّنَنَ هِيَ الْأَنْوَارُ وَزَيِّنُوْا

حضرات پر اس لئے کہ سنتیں ہی انوار ہیں اور اس

قُلُوْبَكُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ

نبی کریم کی محبت سے اپنے دلوں کو آراستہ کرو آپ پر

وَعَلٰى اٰلِهٖ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيْمِ فَإِنَّ

اور آپ کی اولاد پر فاضل تر درود و سلام اس لئے

الْحُبَّ هُوَ الْإِيْمَانُ كُلُّهٗ ۔ أَلَا لَا إِيْمَانَ

کہ محبت ہی پورا ایمان ہے آگاہ ہوجاؤ نہیں ہے ایمان

لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ ۔ أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا

اس شخص کے لئے جس کے لئے محبت نہیں خبردار ہوجاؤ نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے

مَحَبَّةَ لَهٗ ۔ أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ ،

جس کیلئے محبت نہیں سن لو نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے جس کے لئے محبت نہیں

رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِيَّاكُمْ حُبَّ حَبِيْبِهٖ

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو رزق دے محبت اپنے حبیب کی

هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ أَكْرَمُ

جو یہ نبی کریم ہیں آپ پر اور آپ کی اولاد پر

الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

بزرگ ترین درود و سلام جیسا کہ محبوب رکھتا ہے ہمارا رب اور راضی ہو

وَاسْتَعْمَلَنَا وَإِيَّاكُمْ بِسُنَّتِهٖ وَحَيَّانَا

اور استعمال کرے ہم کو اور تم کو ان کی سنت کے ساتھ اور زندہ رکھے ہم کو

وَإِيَّاكُمْ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَتَوَفَّانَا وَإِيَّاكُمْ

اور تم کو ان کی محبت پر اور وفات دے ہم کو اور تم کو

عَلٰى مِلَّتِهٖ وَحَشَرَنَا وَإِيَّاكُمْ فِيْ زُمْرَتِهٖ .

ان کے مذہب پر اور اٹھائے ہم کو اور تم کو ان کے گروہ میں

وَسَقَانَا وَإِيَّاكُمْ مِنْ شَرْبَتِهٖ . شَرَابًا هَنِيْئًا

اور سیراب کرے ہم کو اور تم کو ان کے شربت سے وہ شربت کہ پسند اور گوارہ

مَرِيْئًا سَائِغًا لَا نَظْمَأُ بَعْدَهٗ أَبَدًا ۔ وَأَدْخَلَنَا

اور آسانی گلے سے فرو ہونے والا ہے نہیں پیاسے ہونگے اس کے بعد کبھی اور داخل فرمائے ہمکو

وَإِيَّاكُمْ فِيْ جَنَّتِهٖ . بِمَنِّهٖ وَرَحْمَتِهٖ وَكَرَمِهٖ

اور تم کو اپنی جنت میں اپنے احسان اور اپنی رحمت سے اور اپنے کرم

وَرَأْفَتِهٖ ۔ إِنَّهٗ هُوَ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ ۔ اَللّٰهُ

اور اپنی مہربانی سے بے شک وہی مہربان اور رحمت والا ہے اللہ

أَكْبَرُ ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ وَاللّٰهُ

عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ

أَكْبَرُ ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ عَنِ

عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے نبی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَلْبِرُّ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (مروی ہے) نیکی پرانی

لَا يَبْلٰى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسٰى وَالدَّيَّانُ لَا يَمُوْتُ

نہ ہوگی اور گناہ بھلایا نہ جائے گا اور بدلہ دینے والا نہ مرے گا

اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ ۝

کر جو کچھ تو چاہے جیسا کرے گا بدلہ دیا جائے گا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ فَمَنْ

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں سنگسار کئے ہوئے شیطان سے پس جو شخص

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ

ذرہ کے وزن برابر اچھا عمل کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو شخص ذرہ کے

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

وزن برابر برا عمل کرے گا اس کو دیکھے گا۔ اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۝ بَارَكَ

اللہ عظمت والا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے برکت دے اللہ

اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝

ہمارے لئے اور تمہارے لئے قرآن عظیم میں

وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ

اور نفع دے ہم کو اور تم کو آیتوں اور حکمت

الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ

والے ذکر کے ذریعہ بیشک وہ عالی ذات بادشاہ

كَرِيْمٌ ۝ جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

غالب سخی بڑا قبول کرنے والا مہربان رحمت والا ہے

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

کہتا ہوں اپنا یہ قول اور طلب مغفرت کرتا ہوں اللہ سے

لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اپنے لئے اور تمہارے لئے اور باقی مومن مرد اور

الْمُؤْمِنَاتِ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

مومن عورتوں کے لئے بیشک وہی ہے بخشنے والا اور رحم فرمانے والا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود

اللّٰهُ ۝ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

نہیں ہے اور اللہ عظمت والا ہے اللہ عظمت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۝

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔

خطبۂ نکاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ

سب تعریف ثابت ہے اللہ کیلئے ہم اسی کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور جس سے ہم مدد مانگتے ہیں اور جس سے ہم طلب مغفرت کرتے ہیں اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ سے

اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۵ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ

اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے پس اس کو کوئی گمراہ کرنے

لَہٗ ۵ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۵ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ

والا نہیں اور جس کو گمراہ کر دیتا ہے پس اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی

اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ

سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور

رَسُوْلُہٗ ط اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ط

اس کے رسول ہیں خدا نے آپ کو سچائی کے ساتھ قیامت کے سامنے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ

جس شخص نے خدا و رسول کی اطاعت کی پس تحقیق کہ وہ ہدایت یاب ہوگا اور جو شخص ان کی نافرمانی کرے گا پس وہ نہیں

اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ۵ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ

اپنے ہی نفس کو ضرر دے گا اور خدائے پاک کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے گا۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو

الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ

جس نے کہ تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور نفس واحدہ سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور

مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ

ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلایا۔ اور ڈرو تم اللہ سے، وہ اللہ کہ تم سوال کرتے

بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ط یٰٓا

ہو اس سے اور ارحام سے بے شک خدا تمہارا نگہبان ہے۔ اے

اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

ایمان والو اللہ سے ڈرو جس قدر کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو تم مگر حال یہ کہ تم

مُّسْلِمُوْنَ ۵ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۵

مسلمان ہو۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور حق بات کہو۔

یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ

تاکہ خدا تمہارے اعمال کی اصلاح کرے اور تمہارے گناہوں کو بخشے اور جو شخص کہ اللہ اور اس

رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۵ فَاسْئَلُوا اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنَا

کے رسول کی اطاعت کرے گا بے شک وہ فوز عظیم پائے گا۔ پس تم اللہ سے اس بات کا سوال کرو کہ وہ ہم کو ان

مِمَّنْ یُّطِیْعُہٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ

لوگوں سے کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کی اتباع اور اس کی ناراضی سے

سُخْطَہٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِہٖ وَلَہٗ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ

پرہیز کرتے ہیں پس بے شک ہم اس سے ہیں اور اسی کے ہیں۔ اے میرے خدا تو ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ

جو کہ ہمارے نبی امی ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اور آپ کے ازواج مطہرات پر اور ذریات پر اور

اَھْلِ بَیْتِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۵

آپ کی اہل بیت پر درود بھیج اور بہت بہت سلام بھیج۔

نکاح باندھنے کی ترکیب

نکاح پڑھانے والے کو چاہیے کہ خطبہ نکاح سے فارغ ہوتے ہی نوشاہ کو أستغفر اللہ ربی من کل ذنب وخطیئۃ وأتوب إلیہ پڑھاویں، اس کے بعد با آواز بلند ایجاب وقبول کرائیں۔ اگر نوشاہ عربی زبان سے واقف ہے تو عربی زبان میں کہنا مستحب ہے، ورنہ مادری زبان میں سمجھائے تاکہ وہ بخوبی سمجھ جائے۔ ایجاب وقبول کے وقت گواہوں کو نوشاہ کے قریب بلایا جائے اور نکاح پڑھانے والے نوشاہ کے الفاظ ایجاب وقبول اچھی طرح سمجھ لیں۔ الفاظ ایجاب وقبول یہ ہیں۔ خداوند عز وجل اور رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فلاں کی دختر (عروس کا نام لیں) کے ساتھ اتنے مہر کے ساتھ فلاں کی وکالت (وکیل کا نام لیں) اور فلاں فلاں کی گواہی (دونوں گواہوں کا نام لیں) سے میں نے تمہارا نکاح کیا اور جوڑا باندھ دیا۔ کیا تم نے قبول کیا؟ نوشاہ اس کا جواب ان الفاظ میں دیتا جائے۔ الحمد للہ میں نے قبول کیا اور نوشاہ کسی قدر بلند آواز سے کہے، جو گواہ اس کو سن سکیں۔

دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ اٰدَمَ وَحَوَّآءَ ؕ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ

اے میرے اللہ تو ان دونوں میں الفت پیدا کر جس طرح کہ تو نے آدم و حوا کے درمیان پیدا کی۔ اے میرے اللہ تو ان

بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَسَارَةَ ؕ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا

دونوں میں الفت پیدا کر جیسا کہ تو نے ابراہیم و سارہ کے درمیان پیدا کی۔ اے میرے اللہ تو ان دونوں میں الفت پیدا

كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ يُوْسُفَ وَزُلَيْخَا ؕ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا

کر جیسا کہ تو نے یوسف اور زلیخا کے درمیان پیدا کی۔ اے میرے اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر

كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ مُوْسٰى وَصَفُوْرَهْ ؕ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا

جیسا کہ تو نے موسیٰ و صفورہ کے درمیان پیدا کی۔ اے میرے اللہ تو ان دونوں میں الفت

كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَخَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى وَ

پیدا کر جیسا کہ تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور

عَائِشَةَ صِدِّيْقَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان پیدا کی۔ اے میرے اللہ تو ان

بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ عَلِيِّ ۣالْمُرْتَضٰى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ

دونوں میں الفت پیدا کر جس طرح کہ تو نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ بَرٌّ

درمیان پیدا کی۔ بے شک خدائے برتر جود کرنے والا، بزرگی والا، اور مہربان

رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّرَبٌّ حَلِيْمٌ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

کرنے والا اور رحم کرنے والا اور سارے عالم کا پالنے والا اور بردبار ہے۔ تسبیح کر تو اپنے رب کی جو عزت والا ہے ان باتوں سے جن کو

يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کفار بیان کرتے ہیں۔ اور کل پیغمبروں پر سلام نازل ہو اور کل تعریف ثابت ہے اسی خدا کے لئے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

نکاح کے بعد مستحب ہے کہ چھوہارے (سوکھے کھجور) تقسیم کریں

دعائے عقیقہ

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ (اس جگہ بچے کا نام لیں) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ (اور اگر عقیقہ لڑکی کا ہے تو) بِدَمِهَا. بِلَحْمِهَا. بِعَظْمِهَا. بِجِلْدِهَا. بِشَعْرِهَا کہے) اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ. اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔

نمازِ صلوٰۃ التسبیح

صلاۃ التسبیح میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے چچا! اگر تم سے ہوسکے تو صلاۃ التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر روز نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو، اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر میں یکبار

اس نماز کی ترکیب سنن ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مبارک سے اس طرح مذکور ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پھر تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے، پھر رکوع سے سر اٹھائے اور تسمیع وتحمید کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے، پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے تو دس بار پڑھے۔ پھر دوسرے سجدہ میں جائے تو دس بار پڑھے اسی طرح چار رکعت پڑھے اور رکوع وسجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔

(مشکوٰۃ شریف)

شجرۂ طیبہ قادریہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِ جانفزا کے واسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشا کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقیِ عشق انتما کے واسطے

حبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمسِ دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزِ علم و عمل!
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

ہدیہ تشکر

☆ جناب فیروز خان صاحب سکریٹری سنی جامع مسجد مداری پالیہ شیموگہ۔
☆ جناب ندیم شریف صاحب، 100 فٹ روڈ شیموگہ۔ ☆ جناب نذر اللہ خان مداری پالیہ
☆ مرحومہ عشرت النساء زوجہ ثناء اللہ شریف صاحب مرحوم ☆ جناب ظفر اللہ صاحب مداری پالیہ۔
☆ جناب الحاج ابو طالب صاحب رضوی، گرومنزل بنگلور۔ ☆ جناب حلیم خان صاحب بہار
☆ جناب الحاج حامد رضا صاحب، بنگلور۔ ☆ جناب سمیع اللہ صاحب فروٹ مرچنٹ شیموگہ
☆ جناب عبد العزیز صاحب عرف بھیا شیموگہ۔ ☆ جناب الحاج اظہر صاحب ٹیری ماربل شیموگہ
☆ جناب الحاج قاضی عثمان صدر سنی جامع مسجد شیموگہ۔ ☆ جناب الحاج طفیل صاحب ترکیرہ۔
☆ جناب الحاج عثمان خان صاحب ہنگل اسٹور ☆ جناب محمد طیب رضا صاحب ہونے ہاگی۔
☆ جناب تبریز ابن الحاج نور محمد صاحب مداری پالیہ ☆ جناب اسماعیل صاحب مداری پالیہ
☆ جناب باشاہ صاحب انجینئر R.B منزل شیموگہ۔ ☆ جناب عبد الاحد صاحب مداری پالیہ
☆ جناب مختار صاحب رضوی سابق کونسلر ٹیپو نگر شیموگہ۔ ☆ جناب اشفاق صاحب سنگم میڈیکل
☆ جناب شامیر صاحب مٹن اسٹال ٹیپو نگر شیموگہ ☆ جناب اظہر پاشاہ صاحب مداری پالیہ شیموگہ۔
☆ جناب عبد الغفور صاحب آزاد نگر شیموگہ ☆ جناب محمد شبیر سیٹھ صاحب شیموگہ
☆ جناب اقبال حبیب سیٹھ صاحب سونا ایجنسی ☆ جناب اظہر پاشاہ صاحب صدر سنی جامع مسجد شیموگہ
☆ جناب شیر خان صاحب سبحان اسٹیل فرنیچر شیموگہ۔ ☆ جناب نجیم خان صاحب
☆ جناب ذاکر صاحب آئینور شیموگہ۔ ☆ جناب وزیر صاحب گجری مرچنٹ بنگلور۔
☆ جناب عادل صاحب ٹینک محلہ شیموگہ۔ ☆ جناب جمیل خان صاحب بہار
☆ جناب نور اللہ صاحب سکریٹری رضا مسجد آر ایم ایل نگر شیموگہ۔
☆ مرحومہ خورشید النساء و عزیز بی و یاسمین تاج مرحومہ مغفورہ۔
☆ جناب امیر احمد صاحب ارمان گولڈ پالس ورک شیموگہ ☆ جناب احسن خان صاحب
اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ آمین۔
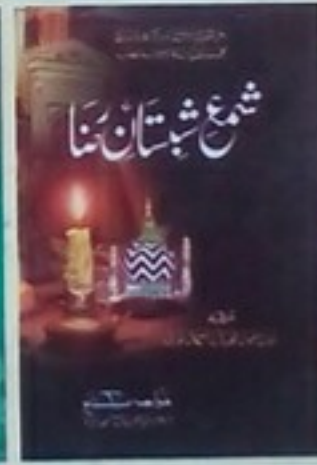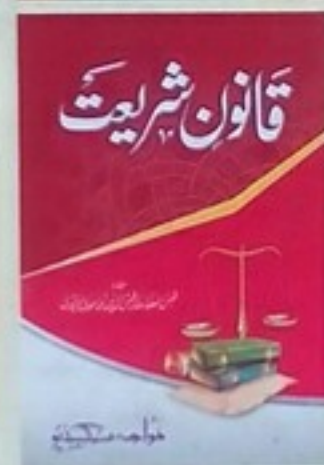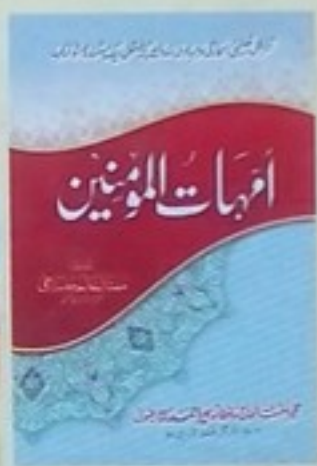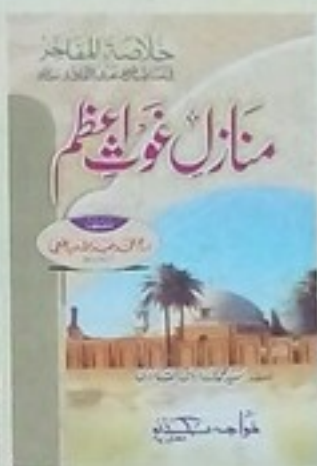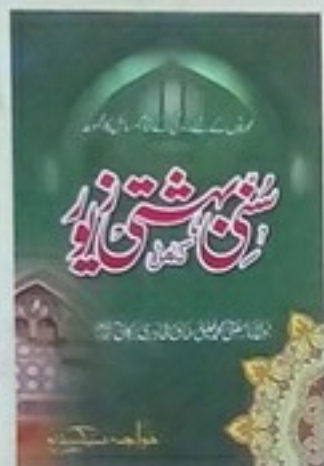
Distributed by:

KHWAJA BOOK DEPOT

419/2, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-1100 06

Mob.: 9313086318, 9136455121, E-mail: khwajabd@gmail.com

₹ 220.00